زہراب
مظہر الحق علوی

مصنف
ایلن ولیمس

مترجم
مظہر الحق علوی

قیمت۔ نو روپیہ

ناشر

نسیم بک ڈپو ۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

ٹیلیفون ۲۴۵۵۹

ناشر:۔ عزیز الرحمٰن (بار اول جون ۶۹ء) پرنٹر:۔ سمتا پریس لکھنؤ

پہلا باب

آوارہ گرد

بین مورس عرشے پر کے جنگلے پر جھکا کھڑا تھا اس کے منہ کے کونے ٹھوڑی کی طرف جھکے ہوئے تھے اور نامکمل تو شین سے بنا رہے تھے چنانچہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی صدمے سے یا کسی معاملے میں ناکامی کی وجہ سے اس کا منہ لٹک گیا ہو وہ خلیج کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہاں کی روشنیاں جیسے اسے آنکھیں مار رہی تھیں ساحل شاید نصف میل یا ایک میل دور تھا اس استوائی دھند لکے میں فاصلے کا اندازہ لگانا بہت مشکل تھا کم سے کم مورس صحیح اندازہ نہ لگا سکا تھا۔ جہاز کے انجن کا شور مدھم ہو کر کچھ عجیب سی غراہٹ میں تبدیل ہو گیا تھا سمندر کی موجیں جہاز کے ڈھانچے سے ٹکرا کر ہلکی ہلکی آواز پیدا کر رہی تھیں اور مورس کو یہ آواز ایک مسحور کن نغمہ معلوم ہو رہی تھی اس کا کیبن صاف کر دیا گیا تھا اور اس کا دروازہ بند کر کے اس میں تالہ ڈال دیا گیا تھا۔ اور اس کا سوٹ کیس اور کرمچ کا بریف کیس گینگ وے کے قریب رکھ دیا گیا تھا اب اسے صرف یہ کرنا تھا کہ جہاز کو ساحل تک لے جانے والی راہبر کشتی کا انتظار

کرے اور یہی وہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اکیلا اور آزاد ہوگا۔

ساحل سے پرے بلند اور کالے پہاڑوں کا ایک سلسلہ نظر آ رہا تھا اور ان پہاڑوں کی طرف سے طوفانی بادل آگے بڑھ کر اور دم بہ دم بل کھائے ہوئے دھوئیں کی طرح پھیل کر رفتہ رفتہ بستی پر چھا رہے تھے۔ ہوا میں پانی کی بو تھی اور خود مورس اپنی جلد پر ہوا کے جھونکوں کی نمی محسوس کر رہا تھا جنگل جس پر وہ جھکا ہوا تھا ہر لمحہ زیادہ سے زیادہ سرد ہوتا جا رہا تھا۔

جہاز پر خاموشی مسلط تھی۔ گہری اور گمبھیر خاموشی۔ جہاز کے دوسرے مسافر اس وقت نشست گاہ میں بیٹھے یا تو تاش کھیل رہے ہوں گے یا تمباکو نوشی کے کمرے میں بیٹھے شراب اور سگریٹ سے دل بہلا رہے ہوں گے۔ مورس جانتا تھا کہ آج رات ایک مسافر بھی ساحل پر نہ اترے گا۔ تنہا مورس یہاں جہاز چھوڑ رہا تھا۔ دوسرے مسافر واپس لندن جا رہے تھے۔

یہ ایک چھوٹا سا تجارتی جہاز تھا جو افریقہ کے مغربی ساحل اور جنوبی امریکا کی بندرگاہوں تک مال سامان پہنچایا کرتا تھا۔ اس جہاز میں بہ یک وقت چھے مسافر بھی سفر کر سکتے تھے۔ بین مورس کے دوسرے ہم سفر صرف تین شخص تھے ایک تو پچاس سالہ بڑے میاں اپنی بیوی کے ساتھ تھے اور تیسرا ایک رنڈوا شخص تھا جو ایک دن میں رم کی تین بوتلیں خالی کر جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ جہاز جب بھی ذرا سا ڈولتا یہ شخص جہاں کھڑا ہوتا وہیں چھپکلی کی طرح "ٹ" سے گر پڑتا چنانچہ پورے سفر میں اس کا یہی شغل رہا تھا۔ یہ مسافر جہاز کے کپتان اور چیف انجینیر کے ساتھ کھانا کھاتے۔ یہ دونوں اسکاچستانی تھے اور دنیا جہان سے بیزار معلوم ہوتے تھے۔ کھانے کے دوران یہ عموماً خاموش رہتے اور یوں بڑبڑے چلاتے جیسے اپنی بیزاری اور اکتاہٹ دور کرنے اور اپنا دل بہلانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

جیسے ان کے دل بہلاوے کا دنیا میں یہی ایک ذریعہ باقی رہ گیا ہو یعنی "چپڑ چپڑ" جبڑے چلانا۔

یہ بحری سفر پورے چار ہفتوں کا رہا تھا اور کاسابلانکا اور ڈیکر کا مختصر سا قیام بھی اس میں شامل تھا۔ سفر کے ابتدائی دنوں میں جب جہاز خلیج بسکے کو عبور کر رہا تھا، بین مورس اپنے کیبن میں ہی رہا تھا۔ یہ قید اس کی خود اختیاری تھی اور ایسی سخت تھی کہ اس نے نہ صرف اپنے کیبن کا دروازہ بلکہ پورٹ ہال کا پٹ بھی مضبوطی سے بند کر دیا تھا۔ چنانچہ اس تمام عرصے میں وہ اپنے بنک پر پڑا پسینے میں نہاتا رہا تھا۔ دوسرے مسافر بحری سفر کی عام پریشانی میں مبتلا تھے ان کے سر چکرا رہے تھے اور وہ قے پر قے کر رہے تھے لیکن مورس کے ساتھ ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ البتہ وہ اپنے کیبن میں پڑا خود اپنے آپ سے خاموش جنگ کرتا رہا اور اپنے اس خوف اور اس تنہائی کو شکست دینے کی کوشش کرتا رہا جو پورے دو مہینے سے اس پر حملہ آور تھی اس وقت سے جب اس نے یوردو کے ایک ہسپتال میں طویل بیہوشی کے بعد آنکھ کھولی تھی۔

رات آتی تو بین مورس خواب آور گولیوں کا سہارا لیتا۔ کبھی یہ گولیاں اثر کرتیں اور کبھی نہ کرتیں۔ ایک دو گھنٹے کے لئے اس کی آنکھ لگ جاتی اور بس۔ اس مختصر سی نیند کے بعد وہ آنکھیں کھولے اپنے بنک پر چت پڑا رہتا یہاں تک کہ صبح کی مٹ میلی روشنی میں جہاز کا ملازم اس کا ناشتہ لے کر آجاتا۔ چائے اور چند بسکٹ۔ سفر کے ان ابتدائی دنوں میں اس کی بھوک بھی گر گئی تھی۔ اگر وہ کچھ کھاتا تو دل پر جبر کر کے کھاتا اور اگر کچھ پیتا تو بادل ناخواستہ پیتا اس کے علاوہ اسے چپ سی لگ گئی تھی چنانچہ وہ مجبوراً کسی سے گفتگو کرتا۔ البتہ اپنے کیبن میں پڑے ہی پڑے اس نے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کر لیا تھا۔

اور ایک دو ناول تو اس نے دو دو دو دفعہ پڑھ ڈالے تھے وقت گزاری کے لئے آخر کچھ تو چاہیئے۔

ڈیکر سے لنگر اٹھایا تو جہاز استوائی سمندر کو عبور کر رہا تھا اور اب بین مورس کی زندگی کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی دائرے میں گھوم رہی تھی۔ کیبن سے عرشے پر وہاں سے کمرۂ طعام میں اور کبھی کبھی نشست گاہ میں یہاں تک کہ وہ اس یکسانیت اور بے کیفی سے اکتا گیا اور اکتاہٹ بڑھ کر ایک بے حس سکون میں تبدیل ہو گئی۔ یہ سکون بہرحال سکون تھا حالانکہ روحانی سکون سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا تاہم مورس نے چاہا کہ بحری سفر کبھی ختم نہ ہوتا کہ اس کا یہ سکون بھی کبھی ختم نہ ہو۔

کہیں قریب ہی ایک دروازہ کھلا اور ایک شخص روشن کیبن میں سے نکل کر اندھیرے عرشے پر آگیا۔ بین مورس نے اس شخص کو پہچان لیا یہ جہاز کا کپتان تھا جس نے سفید وردی پہن رکھی تھی اور جس کا چہرہ خون کے دباؤ کی وجہ سے ارغوانی ہو رہا تھا۔

"شام بخیر مسٹر مورس" کپتان نے کہا۔

"شام بخیر کپتان صاحب" مورس نے جواب دیا

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا اور اس عرصے میں کپتان اور مورس کی نگاہیں اندھیرے میں اس راہبر کشتی کو تلاش کرتی رہیں جو اب تک آئی نہ تھی۔

"تو آپ بھی انتظار رہے ہیں کیوں؟" کپتان نے مورس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"جی ہاں" موریس نے سر ہلا کر آہستہ سے جواب دیا۔

اور ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں شدید خوف کی ایک لہر محسوس کی وہ اتنے عرصے تک اس جہاز میں رہا تھا کہ اب خشکی پر قدم دھرنے کے خیال سے ہی ایک عجیب طرح کی اور ناقابل فہم بے چینی محسوس کر رہا تھا۔

اس کے قریب کھڑا ہوا کپتان تھکے ہوئے گھوڑے کی طرح سانس لے رہا تھا۔ عجیب شخص تھا یہ کپتان جس سے کسی بھی موضوع پر گفتگو کرنا آسان نہ تھا جب ڈیکر میں ان کا جہاز لنگر انداز تھا تو ایک رات ــــ اور یہ ڈیکر میں ان کی آخری رات تھی ــــ کپتان جہاز پر آیا تو نشے میں دھت تھا۔ اس نے موریس کو اپنے کیبن میں بلایا اور اس کے سامنے پاگلوں کی طرح رو رو کر اور اپنا سینہ کوٹ کوٹ کر اعتراف کیا کہ اسے سمندر سے نفرت تھی، اس نے یہ کہہ کر اپنا ماتھا پیٹ لیا کہ اس کا کام سخت اور دقت طلب تھا اور اسی مناسبت سے اس کی تنخواہ بہت کم تھی اور پھر اس نے شکایت کی کہ اسے برس میں صرف تین مہینے کے لئے اپنے گھر جانے کی اجازت ملتی تھی اور اس کے بعد اس نے موریس کو مبارکباد دی کہ وہ آزاد تھا اور یہ کہ اس کے آگے پیچھے کوئی نہ تھا اور اسے کوئی فکر نہ تھی ــــ ہوا کی طرح آزاد ــــ اور وہ آوارہ گردی کر رہا تھا اور کوئی اس سے بازپرس کرنے والا نہ تھا۔ آزاد! موریس نے سوچا تھا بے شک وہ آزاد تھا وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اس کے پاس کچھ نہ تھا سوائے اپنے سوٹ کیس، بریف کیس اور تین سو تیس ڈالر بہ صورت چیک اور، اور ایک سو ستر ڈالر نقد کے۔ یہی اس کا کل سامان تھا اور یہی اس کی کل پونجی تھی جو اس کے بش شرٹ کی جیب میں رکھی ہوئی تھی۔ اس نے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی کہ یہ رقم کہاں تک کام دے گی۔ غالباً چھ مہینوں تک ــــ اور اس کا ویزا بھی اتنے ہی مہینوں کا تھا ــــ بشرطیکہ وہ بڑے ہوٹلوں، شراب خانوں اور قحبہ خانوں

سے دور رہا۔

صرف ایک ریل اندرون ملک میں، پہاڑوں سے گزرتی ہیر اٹکینس کے دارالسلطنت تک جا رہی تھی اور بین مورس سب سے پہلی ریل میں سوار ہونے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اب کوئی اسے روک نہ سکتا تھا۔ اب اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہ تھی وہ آزاد تھا بالکل آزاد۔

"معاف کرنا مسٹر مورس" کپتان نے کہا۔ "آپ شاید پاگل ہو گئے ہیں کہ اس جگہ اتر رہے ہیں۔ اس طرف کے ساحل پر یہ بندرگاہ سب سے زیادہ واہیات ہے"

"کیوں! کیا بات ہے یہاں؟"

"بات کیا ہوتی مسٹر مورس بین اگر دنیا میں جہنم کا ہونا ممکن ہے تو وہ یہی مقام ہے" کپتان غصے سے غرایا "اگر کبھی خدا کو دنیا کی صفائی کرنے کا خیال آیا تو اس جگہ سے ہی اس کا آغاز کرے گا۔ بڑی ہی گندی اور واہیات جگہ ہے یہ گوڈاگل" اس نے سر سے ساحل کی روشنیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ ری او کیوں نہیں چلتے؟ وہ شہر ہے آپ کے لئے۔ جہنم کا یہ کھڈہ تو آپ کے قابل نہیں ہے"

اوپر اندھیرے میں ایک گھنٹی بج اٹھی۔

"یہ شاید راہبر کشتی ہے" کپتان نے کہا اور اپنے کیبن کی طرف گھوم گیا، ور پھر بولا۔ "ری او چلے چلئے مسٹر مورس"

"ری او بہت دور ہے اور مجھے یہیں اترنا ہے کیوں کہ میرا ٹکٹ اسی مقام تک کا ہے"

کپتان کوئی جواب دیئے بغیر اپنے کیبن میں چلا گیا۔ دروازہ دھڑ سے بند ہو گیا۔

"جہنم کا کھڈ!" مورس نے ساحل پر کی روشنیوں کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔ "اگر کپتان نے اسے جہنم کا کھڈ کہا ہے تو یہ مقام ایسا ہی ہوگا کیوں کہ کپتان سال میں دو دفعہ اپنا جہاز لے کر یہاں آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس مقام سے واقف ہوگا۔ پوری طرح واقف ہوگا۔"

ایک ہاتھ میں اپنا سوٹ کیس اور دوسرے میں بریف کیس لٹکائے وہ گھاٹ پر اترا۔ اور سیدھا کسٹم کے سائبان کی طرف چلا۔ رات گرم اور اندھیری تھی اور پسینے سے مورس کا چہرہ اور گردن چکنی ہو رہی تھی۔ اس کے سوٹ کیس میں جانی واکر کی دو بوتلیں موجود تھیں جنھیں وہ ٹیکس ادا کئے بغیر جہاز پر لے آیا تھا اور اب وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ یہاں کے کسٹم والوں کو وہ ان بوتلوں کے متعلق بتا دے گا۔

ٹین کے سائبان میں ایک پرانا بجلی کا پنکھا آواز کے ساتھ گھوم رہا تھا اور اس کے نیچے دو آدمی بیٹھے کافی سڑپ رہے تھے۔ ان میں سے ایک حبشی تھا جس کی رنگت پتھر کے کوئلے کی سی تھی۔ دوسرا افسر تھا۔ جس کے شانوں پر سفید تارے ٹنکے ہوئے تھے۔ اس نے دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی اور کالے رنگ کے جوتے پہن رکھے تھے۔ کمر سے پٹکا بندھا تھا اور ایک طرف پستول کا خول لٹک رہا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھے بغیر ہی مورس کی طرف چٹکی بجائی۔

"پاسپورٹ"

افسر کا ایک ہاتھ اس کی کالی اور بوتل صاف کرنے کے برش جیسی مونچھوں کی دم مروڑتا رہا اور دوسرا ہاتھ مورس کے پاسپورٹ کی ورق گردانی کرتا رہا۔

"ہسپانوی بول لیتے ہو؟"

"یوں ہی سی۔" مورس نے جواب دیا۔

"تمھارا قیام گوڈاگل میں کب تک رہے گا؟"

"میں بذریعہ ریل پیراٹیکنس جارہا ہوں۔"

"پہلی ریل کل صبح آٹھ بجے روانہ ہوگی۔ رقم کتنی ہے تمھارے پاس۔"

مورس نے سچ سچ بتا دیا۔ افسر نے ایک بار پھر چٹکی بجائی۔

"دکھاؤ۔"

مورس نے اپنی جیب کی فلیپ کا بٹن کھول کر مسافروں کے چیک کا بنڈل اور ایکسو ستر ڈالر نقد میز پر رکھ دیے۔

"تمھارے پاس پیسو[1] کتنے ہیں۔" افسر نے پوچھا

"پیسو نہیں ہیں۔"

کالے اندھے شیشے چند ثانیوں تک مورس کی طرف دیکھتے رہے۔

"یہ نہ بھولو کہ تبادلۂ زر مناسب عہدیداروں کے ذریعے کیا جانا ضروری ہے۔" آخرکار افسر نے کہا۔ "باہر سے یہاں پیسو لانا غیر قانونی ہے اور اس قسم کی بلیک مارکیٹ کرنے والے کو یہاں سخت سزا دی جاتی ہے۔ سمجھے؟"

"ہاں سمجھ گیا۔" مورس نے جواب دیا

اور پھر وہ اس تصویر کی طرف دیکھنے لگا جو افسر کی پشت کی طرف فریم میں جڑی دیوار پر لٹک رہی تھی۔ فوجی وردی میں ملبوس بلڈاگ جیسے چہرے والا شخص سینہ تانے کھڑا تھا اور اس کے نیچے جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"خدا باپ کی عظمت کے گیت گانے والی جمہوریت کے صدر: اکز دیمو درو مولو۔"

---

[1] PESO — ایک نقرئی سکہ جو امریکا کی اکثر ریاستوں میں چلتا ہے۔ مظہر الحق علوی

"ڈاکٹر! کاہے کے ڈاکٹر؟" مورس نے سوچا

حبشی نے بیزاری سے ایک طویل جماہی لی اور پھر کافی سڑپنے میں مصروف ہو گیا۔

بین مورس نے پوچھا۔ "میں اپنا روپیہ کہاں تبدیل کروا سکتا ہوں؟"

افسر نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ڈالر مجھے دے دو میں تبدیل کر دوں گا انہیں۔"

مورس نے دس ڈالر کا ایک نوٹ افسر کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے پاس اس سے کم قیمت کا کوئی دوسرا نوٹ نہ تھا۔ افسر نے نوٹ اپنے گھٹنے پر پھیلا کر رکھ دیے اسے کئی سکنڈ تک دیکھتا رہا۔ اپنی میز کی ایک دراز کھولی، کتے کے کانوں کی شکل کے ایک ایک پیسو کے نوٹ نکالے اور بنڈل میں سے پندرہ نوٹ الگ کر کے مورس کی طرف بڑھا دیے۔

مورس شش و پنج میں پڑ گیا۔

"لو۔" افسر نے کہا۔ "پندرہ پیسو۔"

مسافروں کے چاک کے ساتھ مورس کو تبادلۂ زر کے متعلق جو کتابچہ دیا گیا تھا اس میں ایک پیسو کی قیمت تین شلنگ چھ پنس کے برابر درج تھی یعنی تقریباً نصف ڈالر اور یہاں یہ افسر اسے پچیس فی صدی کم رقم دے رہا تھا۔ یا تو اس نے نوٹ شمار کرنے میں غلطی کی تھی یا پھر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایک پیسو کی قیمت کتنی ہوتی ہے۔

مورس افسر کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی یہ مسکراہٹ معذرت خواہانہ تھی

"معاف کرنا سینور لیکن دس ڈالر کے بیس پیسو ہوتے ہیں۔" اس نے کہا

افسر نے دس ڈالر کا نوٹ اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"پندرہ پیسو۔" اس نے کہا اور ایک بار پھر مورس کے پاسپورٹ کی ورق گردانی

کرنے لگا۔

موریس نے اپنی جیب سے کتابچہ نکالا اور ضروری صفحہ کھول کر افسر کی آنکھوں کے سامنے بلکہ یوں کہیے کہ کالے شیشوں کے سامنے رکھ دیے لیکن افسر کو اس کتابچے اور اس میں درج شدہ سکوں کی قیمت سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس نے نظر اٹھا کر کتابچے کی طرف دیکھے بغیر میز کے کونے پر رکھی ہوئی ربر کی مہر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

موریس کا بدن کانپ رہا تھا اور وہ عجیب طرح کی تھکن محسوس کر رہا تھا۔ کرنسی کی قیمت معلوم ہوتا ہے کہ کچھ گر گئی تھی۔ انگلستان سے روانگی سے لے کر یہاں گوڈاگل تک پہنچنے تک کے عرصے میں تبادلۂ زر کی قیمتوں میں شاید کمی بیشی ہو گئی تھی دنیا کی ہر چیز کی طرح یہ قیمتیں بھی گھٹتی بڑھتی رہتی تھیں۔ موریس خاموش کھڑا افسر کو پاسپورٹ پر مہر لگاتے اور پھر رجسٹر میں اس کا پاسپورٹ نمبر اور نام لکھتے دیکھتا رہا اور پھر اس نے سوٹ کیس اور بریف کیس کی طرف اشارہ کیا۔

"کھولو۔" اس نے حکم دیا

وہ بڑے اطمینان، فراغت اور فرصت سے سوٹ کیس اور بریف کیس کا معائنہ کرتا رہا۔ آخر کار اس نے جانی واکر کی دونوں بوتلیں نکال کر میز پر رکھ دیں

"آٹھ پیسو ـــــ" وہ بولا

موریس نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ نکالے اور آٹھ نوٹ میز پر رکھ دیے لیکن افسر نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں؟" موریس نے پوچھا

"میں مزید دس ڈالر تبدیل کئے دیتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"لیکن جناب اب تو میرے پاس پیسو نہیں ہیں۔"

"ہاں۔ لیکن کافی نہیں ہے۔ گڈ۔ اگر کل میں تم آج کی رات تو قیام کرو گے ہی کہو ہاں۔ اور اس کے لئے تمھیں پندرہ پیسو کی ضرورت ہو گی۔ کہو ہاں۔ آٹھ پیسو تو تم بطور محصول ادا کر رہے ہو۔۔۔ اب رہ گئے صرف سات پیسو۔ کہو ہاں"

"ہاں" مورس نے بے چارگی سے کہا۔

اور مورس ڈالر کا ایک اور بل جیب سے نکال کر افسر کو دے دیا۔ موخر الذکر نے اس کے عوض سات پیسو کی ریزگاری اس کے ہاتھ میں تھما دی۔ مورس نے شراب کی بوتلیں واپس سوٹ کیس میں رکھ لیں۔

"رسید دے دیجئے" مورس نے سیدھے کھڑے ہو کر کہا۔

عینک کے کالے شیشے اسے گھورنے لگے۔

"رسید" مورس نے پھر کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے" افسر نے بے پروائی سے کہا۔

مورس کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا اس نے ایک قدم افسر کی طرف بڑھایا۔

"ضرورت کیوں نہیں ہے۔ آٹھ پیسو کی رسید دیجئے"

حبشی نے اپنی کرسی میں پہلو بدل کر کافی کا کپ میز پر رکھ دیا

"اگر ضروری ہے تو ہوا کرے" افسر بولا۔ "جاؤ اب یہاں سے"

اس نے اپنا ہاتھ ہلایا اور حبشی اٹھ کر مورس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

مورس کی رگوں میں خون سنسنانے لگا۔ اسے ٹھگا گیا تھا اس کے ساتھ بے ایمانی کی گئی تھی اور اسے ذلیل سمجھا گیا تھا وہ تقریباً دو پونڈ گھاٹے میں رہا تھا اور اسے یقین تھا کہ ان آٹھ پیسو سے جو شراب کی دو بوتلوں کے محصول کے طور پر

وصول کئے گئے تھے۔ افسر صاحب اپنے سگار خرید فرمائیں گے۔ لیکن قصور خود مورس کا تھا۔ وہ خود اپنی مرضی سے آیا تھا۔ چنانچہ اب اسے ہر زیادتی برداشت کرنا تھی اور ہر ذلت قبول کرنا تھی۔ اس نے اپنا سامان اٹھایا اور ٹین کے سائبان سے باہر آگیا۔ فوراً ہی چند غلیظ ریڈ انڈین مزدور اس کے گرد یوں جمع ہو گئے جیسے ایک ہڈی کے گرد کتے۔ وہ آپس میں جھگڑنے اور اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس گھسیٹنے کی کوشش کرنے لگے لیکن وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر آگے بڑھ گیا۔ ریڈ انڈین کچھ دور تک اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے اور پھر چکنے گاڑھے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔

بین مورس کچی اور دھول آلود سڑک پر چلتا رہا۔ وہ بستی کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں وہ کھجور اور تاڑ کے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب سے گزرا تو اسے اناناس یاد آ گئے۔ اور آگے بڑھا تو جھونپڑیوں اور گوداموں کی قطاریں نظر آئیں جس کے کنارے کافی فاصلے پر زنگ آلود ستونوں سے قمقمے لٹک رہے تھے۔ زرد اور رندھے گھاٹ پر کھڑی ہوئی تیل بھرنے کی لاری تکلیف میں مبتلا کسی درندے کی طرح یکلخت غرا اٹھی۔ لاری کی اس غراہٹ کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اندھیرا اور خاموشی۔ جیسے وہ دنیا کے آخری سرے پر آ گیا ہو۔ بھیانک تنہائی کا احساس اس پر مسلط ہو گیا۔ کسٹم کے افسر کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا اس نے مورس کو نہ صرف افسردہ بلکہ مخناط بھی کر دیا تھا۔

"اب اگر کسی شخص نے اجنبی، بیوقوف اور اکیلا سمجھ کر مجھے لوٹنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم وہ اس دن پر لعنت بھیجے گا جس دن وہ پیدا ہوا تھا۔" مورس نے سوچا۔

وہ ایک بازار میں آ گیا۔ سڑک کے دونوں کناروں پر سفید دیواروں والے

مکانات خاموشی سے اونگھ رہے تھے۔ ہر مکان کے سامنے چوبی برآمدہ تھا۔ اور اس نے دیکھا کہ یہاں کی زمین باریک اور بھورے رنگ کی مردہ مٹی سے ڈھنکی ہوئی تھی اور کہیں کہیں اس مٹی کے ایک ایک فٹ بلند ڈھیر تھے۔ انسانوں کی آمد و رفت سے یہ مٹی اپنی جگہ سے منتقل ہو کر کنارے پر جمع ہو گئی تھی۔

ایک شراب خانے کے دروازے پر ایک شخص بندوق لیے بیٹھا تھا اور آپ ہی آپ مسکرا رہا تھا۔ بندوق بردار نے چیخ کر مورس سے کچھ کہا لیکن موخرالذکر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ کر اس بازار میں پہنچ گیا جو نسبتاً روشن تھا بازار کے بیچ میں زرد دیواروں والا ایک گرجا تھا اور اس کے چاروں طرف بار تھے جن پر مختلف قسم کی مکھیاں اور پتنگے اور مچھر بھنبھنا رہے تھے۔ مکھیوں اور مچھروں کا ایک غول بھنبھناتا ہوا آیا اور مورس کے بالوں اور چہرے پر کے چکنے پسینے پر پل پڑا۔

سامنے پہاڑوں پر بجلی مسلسل چمک رہی تھی۔

گرجا کے پھاٹک کے قریب چند ٹیکسیاں کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے ڈرائیور ان میں بیٹھے بیزاری سے اونگھ رہے تھے۔ ایک ٹیکسی کے فٹ بورڈ پر بیٹھا ہوا شخص ہیں مورس کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دھوپ کی ٹوپی جو اس کے ہاتھ میں تھی اپنے سر پر ترچھی رکھی اور مورس کے قریب آ گیا اور مسکرا کر بولا۔

"مسٹر ہوٹل چلنا ہے؟"

"شکریہ۔ میں ہوٹل تلاش کر لوں گا۔"

"ہوٹل پراسپاڈا جائیں گے آپ۔" نوجوان نے مورس کے قدم بہ قدم چلتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس لینے کی کوشش کرتا رہا اور جب

وہ سڑک کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے تو بولا "اس طرف صاحب"۔

مورس کو غصہ آگیا۔

"میرا جس طرف جی چاہے گا جاؤں گا اور اپنا ہوٹل خود ہی تلاش کرلوں گا۔"

نوجوان مسکرایا۔" ہوٹل پیراسیاڈ اسی طرف ہے"۔

مورس نے نظریں اٹھا کر دیکھا کہ ہوٹل تک جانے کا ایک ہی راستہ تھا وہی راستہ جس کی طرف اجنبی اشارہ کر رہا تھا۔ اس سڑک نے مورس کو ایک چوک میں پہنچا دیا جو کئیت دار تھا اور جس کے عین بیچ میں ایک فوارہ تھا جو چل نہ رہا تھا۔ مورس آگے بڑھا تو نوجوان اس کے پیچھے ہولیا۔

ہوٹل ہسپانوی طرز کی ایک دو منزلہ عمارت میں تھا جس کے دروازے کے ماتھے میں ایک بڑی سی بھس بھری مچھلی لٹک رہی تھی۔

"ہوٹل پیراسیاڈا" نوجوان نے خوشی سے چیخ کر کہا اور ایک بار پھر قدم بڑھا کر مورس کے ساتھ آگیا۔ مورخ الذکر نے دانت ضرور پیسے لیکن منہ سے کچھ نہ کہا۔ مورس ہوٹل کا بیرونی زینہ چڑھنے لگا تو نوجوان نے اس کی بش شرٹ کی آستین کو آہستہ سے چھو کر کہا۔

"ایک پیسو صاحب"۔

"جہنم میں جاؤ" مورس نے اس کی طرف گھومے بغیر کہا۔

اس نے دوسرا قدم اٹھایا تو نوجوان اسی کے سامنے تھا اور اس کا راستہ روکے کھڑا تھا اور اب وہ مسکرا نہ رہا تھا اور اس کی کالی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی

"مسٹر سیدھے ہاتھ سے ایک پیسو دھر دیجئے"۔ وہ بولا۔

مورس کی نبض تیز ہوگئی۔

"خیریت اسی میں ہے کہ مجھے غصہ نہ دلاؤ" مورس نے دانت کٹکٹا کر دل ہی دل میں کہا۔ "میرا مزاج بگڑا ہوا ہے ایک بہت دیر سے بگڑا ہوا ہے لیکن میں کسی اور پر اپنا غصہ اتار لوں گا۔"

مورس ایک طرف ہٹ کر نوجوان کے قریب سے نکلا چلا گیا وہ دو سیڑھیاں ہی چڑھا تھا کہ نوجوان نے چیخ کر ہسپانوی زبان میں کچھ کہا۔ فوراً ہی ایک اور اسی چہرے والا موٹا شخص ہوٹل کے بیرونی کمرے سے نکل کر باہر آ گیا اور ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا اس کی کمر سے بندھے ہوئے پٹکے میں ایک میلی اور لمبی چھری اڑسی ہوئی تھی۔

"کوئے پاسا؟" آنے والے نے بڑے سکون سے پوچھا۔

اجنبی نوجوان نے جس نے مورس کی آستین پکڑ رکھی تھی، بڑی تیزی سے ہسپانوی زبان میں کچھ کہنا شروع کیا لیکن مورس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی گرفت سے اپنی آستین چھڑا لی۔

"آج رات کے لئے مجھے ایک کمرہ چاہیئے" وہ بولا

آنے والا موٹا شخص مورس کو گھورنے لگا۔ اس "مٹلے" کے چہرے کا رنگ مردہ بیئے کی طرح تھا اور مونچھیں ہونٹوں کے کونوں پر جھکی ہوئی تھیں۔

"آپ اسے ایک پیسو دے دیجئے" "مٹلے" نے نوجوان کی طرف سر سے اشارہ کیا۔

یہ انتہا تھی۔ اس نے اپنا سامان زینے پر رکھ دیا۔ اس کی انگلیاں اپنے آپ کھل رہی تھیں اور بند ہو رہی تھیں اور اس کی مچھلیوں کا گوشت اینٹھ سا گیا تھا۔ ایک عرصے سے اس نے کسی شخص کو پیٹا نہ تھا۔ اس نے جس آخری شخص کے جبڑوں پر گھونسے برسائے تھے وہ ایک شرابی تھا جس نے

سو ہوٹل ریستوران میں اور بھرے مجمع میں مورس کی بیوی کو ایک ننگی گالی دی تھی۔ چنانچہ مورس نے مارے گھونسوں کے اس کی یہ حالت بنا دی تھی کہ ہوٹل کے ملازم اسے اٹھا کر ٹیکسی میں سوار کرا آئے تھے۔

"اس کی تو ایسی تیسی" مورس نے انگریزی میں کہا۔

اور موٹے شخص نے ہسپانوی زبان میں پھر کہا

"ایک پیسو دے دیجئے، اسے۔"

"کیوں؟"

"کمیشن سر، کمیشن" موٹے نے کہا اس کے ہاتھ اس کے دائیں بائیں لٹک رہے تھے اور بے حرکت تھے۔

"چند سکنڈ سے پہلے وہ اپنے پٹکے میں سے یہ چھری گھسیٹ نہ سکے گا اور اس عرصے میں، میں اسے بے ہوش کر دوں گا۔" مورس نے سوچا "لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے پاس چاقو ہو اور اگر میں نے ان دونوں کو مزہ چکھا بھی دیا اور فتح میری ہوئی تو پولیس تو کہیں گئی نہیں۔ وہ مجھے جیل میں ٹھونس دے گی اور غالباً مجھے پچاس پیسو جرمانہ ادا کرنا پڑیگا ٹھیک ہے۔

اس کے سامنے ایک پیسو ڈال کر اپنی جان چھڑا لو بھیا مورس۔"

اور اس نے جیب سے ایک پیسو کا ایک نوٹ نکال کر نوجوان کے سامنے پھینک دیا۔

"تم سب کے سب چور اور حرامی پلّے ہو۔" وہ بڑبڑایا

نوجوان نے جھک کر نوٹ اٹھا لیا اور مسکرا کر اور ہاتھ ہلا کر بولا۔

"خدا حافظ مسٹر۔"

وہ ہوٹل کی بقیہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ موٹا شخص اس کے پیچھے چلا۔

"یہ الّو کے پٹھے مجھے لوٹ رہے ہیں اور میں خاموشی سے لٹ رہا ہوں۔"

اس نے دل میں کہا۔ "آدھے گھنٹے میں بارہ پیسو میری جیب سے دوسری جیبوں میں منتقل ہو گئے۔ میں بزدل اور بودا ہوں۔"

اور پھر اس نے موٹے شخص سے کہا۔

"آج کی رات کے لئے مجھے ایک کمرہ چاہیئے۔"

موٹے نے اثبات میں سر ہلایا اور گھوم کر کاونٹر کے پیچھے چلا گیا۔

بین مورس کو جو کمرہ دیا گیا وہ نچلی منزل میں تھا اور تنگ اور گھٹیا قسم کا تھا۔ پلنگ پرانا تھا اور اس پر جو بستر لگا ہوا تھا۔ اس کے گدے میں جگہ جگہ کوہان سے ابھرے ہوئے تھے۔ مورس نے اپنا سوٹ کیس پلنگ پر رکھا وہسکی کی ایک بوتل اس میں سے نکالی۔ دیوار میں لگے ہوئے بیزن کے قریب پہنچا اور دیکھا کہ وہاں گلاس تھا ہی نہیں۔ اس نے بیزن پر لگے ہوئے نل کا کاگ گھمایا تو اس نے کھنکھار کر ایک مرا ہوا کیڑا تھوک دیا۔ مورس نے ایک لمبا سانس لے کر آئینے میں اپنی صورت دیکھی۔ اس کا چہرہ کرخت ہو گیا تھا۔ جب وہ انگلستان سے چلا تھا تو اس کے بشرے پر یہ کرختگی نہ تھی اور اب اس کی عمر بھی انتیس سال سے زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ آئینے میں سے جو چہرہ اس کی طرف جھانک رہا تھا وہ چوڑا چکلا تھا۔ بال خشک اور بھورے تھے اور اس چہرے پر جو ناک تھی وہ اب تک دو دفعہ ٹوٹ چکی تھی ___ پہلی دفعہ اس وقت جب اس کی عمر پانچ سال کی تھی اور وہ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا اور ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا تھا

کسی نے زور سے دروازہ کھولا تھا اور کواڑ کی زوردار چوٹ سے اس کی ناک کی ڈنڈی ٹوٹ گئی تھی۔ دوسری دفعہ اس وقت ٹوٹی تھی جب اس نے باکسنگ کے ایک مقابلے میں حصہ لیا تھا۔ ناک کے علاوہ اس کے چہرے میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو اسے بدصورت بنا رہی ہو۔ مطلب یہ کہ بین مورس کا چہرہ قابل قبول تھا صرف ایک ناک تھی جو اس پر وحشیانہ پن یا قساوت قلبی کی مہر لگا رہی تھی۔

مورس نے گزرگاہ میں آکر "مٹلے" کو پکارا اور ایک گلاس اور پانی کی بوتل لانے کو کہا۔ وہ کمرے میں واپس آیا تو بارش شروع ہو گئی۔ بڑی زوروں کی بارش تھی جو بڑی آواز سے کھڑکی کے بند پٹوں سے ٹکرا رہی تھی۔ مورس نے کھڑکی کھول دی اور بارش کے ٹھنڈے موٹے قطرے اس کا منہ دھونے لگے۔

اور پھر اس نے دیکھا کہ کھڑکی کی دہلیز پر دھول کی نصف انچ موٹی تہہ جمی ہوئی تھی جیسے سگریٹ کی راکھ ہو۔ مہین اور بھوری۔ بارش کے قطرے اسے دھو رہے تھے البتہ کونے میں دھول اب تک خشک تھی اس نے اس خشک دھول پر شہادت کی انگلی پھیری۔ یہ دھول عام مٹی سے مختلف تھی۔ کرکری اور سخت۔

کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ایک عورت ایک خالی جام اور صاف پانی کی بوتل کشتی میں رکھے اور کشتی اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے کمرے میں آگئی اس کی ٹانگیں ٹیڑھی اور کولہے تھلتھلائے ہوئے تھے۔ عورت ریڈ انڈین تھی اور چونکہ انڈین عورتیں صدیوں سے بوجھ ڈھوتی آئی ہیں اس لئے ان کے کولہے اور ٹانگیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ڈیکر سے روانہ ہونے کے بعد میں پورے ایک مہینے بعد مورس نے یہ پہلی لڑکی دیکھی تھی۔

وہ اسے میز پر کشتی رکھتے دیکھا رہا اور پھر وہ لڑکی مورس کی طرف دیکھے

بغیر کمرے سے باہر چلی گئی۔ دروازہ آہستہ سے بند ہوگیا اس نے جام بھر اسوٹ کیس
بستر پر سے گھسیٹ کر نیچے پھینکا خود بستر پر لیٹ گیا اور اب وہ شراب کی چسکیاں لے
رہا تھا اور کمرے کی چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

وہ لاڈرا کے متعلق سوچ رہا تھا اس نے چاہا کہ وہ اس کے متعلق نہ سوچے۔
اس نے لاڈرا کی یاد کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے دل میں رینگ آئی
جس طرح کہ روزانہ ٹھیک اسی وقت رینگ آتی تھی اور ہمیشہ کی طرح یہ یاد
آج بھی اس کے لئے جسمانی کرب کا باعث بن گئی۔ لاڈرا حسین تھی۔ بہت
زیادہ حسین ـــــ لیکن اس سے آگے اسے یہ یاد نہ آرہا تھا کہ وہ کیسی تھی۔
بس وہ حسین تھی۔ ٹھیک دو برس پہلے اس کی ملاقات لاڈرا سے ہوئی تھی
اس وقت وہ کتابوں کی ایک دکان میں کام کرتی تھی اور اس کی عمر بائیس سال
کی تھی اور خود مورس "سٹی آرچی ٹکٹ" کی ایک فرم میں ایک قطعی غیر شاعرانہ
فرض انجام دے رہا تھا۔ پہلی ملاقات کے صرف پانچ مہینے بعد اس نے لاڈرا
سے شادی کرلی لیکن خاموشی سے نہیں بلکہ بڑی دھوم سے لاڈرا کے والدین نے
اپنے یہاں ایک زوردار دعوت کا انتظام کیا تھا۔ ابتدا میں تو لاڈرا کا باپ
بہانے بناتا رہا تھا لیکن آخر کار اس نے نہ صرف مورس کو اپنے داماد کے طور پر
قبول کرلیا تھا بلکہ جب وہ دونوں ماہ عسل منانے مراکش گئے تو بوڑھے نے
پورا سفر خرچ خود اپنی جیب سے ادا کیا۔

اور ان کی شادی ـــــ انگریزی اور فرانسیسی موسم گرما کی ردے۔
گیارہ مہینے سات دن اور دو گھنٹے قائم رہی اور پھر وہ فرانس میں اپنی چھٹیاں
گزارنے گئے اور اپنی اس خوب صورت کنورٹیبل کار میں جو بالکل نئی تھی بیاریز
جارہے تھے۔

یادوں کا درد رفتہ رفتہ اس کے پورے جسم میں پھیلنے اور بڑھنے لگا۔ وہ شدت اختیار کر رہا تھا۔ اس نے آنکھیں میچ کر چھت سے لٹکتے ہوئے قمقمے کی طرف دیکھا۔ قمقمہ ننگا تھا اور مکھیوں سے داغدار۔ رات کے نو بج چکے تھے اس نے رات کا کھانا نہ کھایا تھا تاہم بھوک محسوس نہ کر رہا تھا۔ اس نے دوسرا جام بھرا اور اس دفعہ اس میں بہت کم پانی ملایا۔ باہر بارش غنگھار رہی تھی اور بستر پہ پڑا موریس سوچ رہا تھا کہ کیا آج رات وہ خواب آور دوا کے بغیر سو نہ سکے گا؟ جب سے وہ جہاز پر سوار ہوا تھا تب سے سکون محسوس کر رہا تھا اور اب تو وہ البتہ فرانس سے واپس آنے کے بعد چند ابتدائی ہفتے بڑے ہی آزمائشی گزرے تھے جب کہ صدمے سے اس کا دماغ تقریباً چل گیا تھا اور اس نے اپنی فرم سے پورے چھے مہینے کی چھٹی حاصل کر لی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ کبھی اپنی ملازمت پر واپس نہ آئے گا اور پھر وہ اپنے دوست ٹام کلے کے ساتھ رہنے لگا۔ اور ان ابتدائی چند ہفتوں میں اسی ٹام کلے نے موریس کی خبر گیری کی تھی۔ اس کی حالت یہ ہو رہی تھی کہ وہ پوری رات میں ڈیڑھ دو گھنٹے سو سکتا تھا۔ پھر اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ کرب میں ٹہلنے لگتا اِس کونے سے اُس کونے تک اور اُس کونے سے اِس کونے تک — وہ ٹہلا کرتا جس طرح ایک پاگل، پاگل خانے کی کوٹھری میں ٹہلا کرتا ہے یہاں تک کہ ٹام کی آنکھ کھل جاتی وہ موریس کو گرم وہسکی اور لیمنیڈ پلاتا اور پھر بیٹھ کر اسی کے ساتھ باتیں کرنے لگتا اور اپنی باتوں سے آہستہ آہستہ اسے ہوش میں لے آتا۔

اس نے جام خالی کر کے آنکھیں بند کر لیں۔

"شکیبہ کی شاید اب ضرورت نہیں رہی،" اس نے سوچا۔

باہر بارش تھمی نہ تھی۔ مورس اونگھ گیا تھا اور اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے یا شاید بج چکے اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور سننے لگا۔ فرش کے کہیں نیچے سے کچھ گھٹی ہوئی آوازیں آرہی تھیں۔ ایک سکنڈ کے غور کے بعد اس نے ان آوازوں کو پہچان لیا یہ موسیقی تھی۔

مورس کے سر میں درد تھا اور وہسکی کی وجہ سے منھ کا ذائقہ بگڑ گیا تھا اور زبان اور حلق خشک تھا۔ وہ اٹھ کر بیزن کے قریب پہنچا اپنے دانت مانجھے اور بوتل میں بچے ہوئے پانی سے غرارے کیے۔ ٹائی لگائی اور کمرے سے باہر آگیا۔ موسیقی کی آواز ہوٹل کے کہیں عقب سے آرہی تھی وہ راستہ ٹٹولتا آگے بڑھتا اور کچھ ہی دیر بعد ایک تختے پر اس کی نظر پڑی جس پر بجلی کی سرخ سلاخوں نے یہ نام روشن کر رکھا تھا۔

"کلب مسکا بابا د"

تختے کے نیچے ایک کمانیوں والا دروازہ تھا۔ مورس دروازہ ڈھکیل کر دوسری طرف پہنچا تو ایک مختصر سا زینہ نظر آیا۔ زینہ اتر کر وہ اس اندھیرے میں پہنچ گیا جو سگار اور جراثیم مار دوا کی بو سے بوجھل ہو رہا تھا۔

موسیقی کی آواز اس لاوڈ اسپیکر میں سے آرہی تھی جو بار کے پیچھے دیوار میں لگا ہوا تھا۔ بار میں ایک نوجوان حبشی تھا جس نے گہرے رنگ کی قمیص پر سفید جاکٹ پہن رکھی تھی۔ حبشی کے سامنے اور بار کے اس طرف دو لڑکیاں بیٹھی کوکا کولا پی رہی تھیں۔ انھوں نے نیچے گریبان کے بلاوز پہن رکھے تھے اور ان کے سامنے کے دانتوں میں پتیل کے تار مندھے ہوئے تھے۔ فرش اور دیوار سے لگی ہوئی میزیں خالی تھیں اور چھت سے لٹکتا ہوا ایک تنہا بجلی کا پنکھا ہلکی سی آواز کے ساتھ گھوم رہا تھا اور بار کی فضا میں بسی ہوئی بو کو دور کرنے کی

کوشش کر رہا تھا۔ موریس بار کے آخری سرے پر ایک تپائی پر بیٹھ گیا دونوں لڑکیوں نے اس کی طرف دیکھا اور اپنی اپنی تپائی پر سے اتر کر اس کی طرف آئیں۔ نوجوان حبشی نے مسکرا کر اپنے سفید دانتوں کی بجلی سی چمکائی اور موریس سے پوچھا۔

"کوائر اس وہسکی؟"

"ایک بیر" موریس نے جواب دیا۔

حبشی کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ سفید دانتوں کی بجلی موٹے سیاہ ہونٹوں کے بادلوں کے سینے میں دفن ہو گئی۔

"وہسکی؟" اس نے بڑی پر امید آواز میں پوچھا

"بیر" موریس نے جواب دیا" کارونزا رونا"

ایک لڑکی نے اس کے کان کے قریب منہ لا کر کہا۔

"ہمیں بھی وہسکی پلا دو نا جان"

اس کا چہرہ چپٹا۔ رنگت کیچڑ کی سی اور بال فولادی روئی کے سے تھے البتہ دوسری لڑکی نسبتاً قبول صورت اور نازک تھی۔ ریڈ انڈین لڑکی جس کے نقوش گداز تھے اور جو جوان تھی۔ بارمین نے موریس کے سامنے جام رکھا اور پھر ایک بوتل اوندھا کر اسے زرد رنگ کے سیال سے بھر دیا جس کا جھاگ دیسی صابن کے جھین کے رنگ کا تھا۔ موریس نے بوتل کے پیٹ پر چپکے ہوئے لیبل کی طرف دیکھا۔ یہ مقامی مرکب تھا جس کا نام "بیری بیر" تھا۔

"ایک پیسو" بارمین نے اپنی دانتوں کی بجلی چمکائی۔

"سالے بڑے مسکرانے والے ہیں یہ لوگ" موریس نے سوچا۔ اس وقت بھی مسکرا رہے ہوں گے جب آپ کی پیٹھ میں خنجر گھونپ کر آپ کی جیب سے

بٹوہ نکال رہے ہوں گے۔"

مورس نے بیس ڈالر کا تبادلہ کیا تھا اور اب اس میں سے جو کچھ بچ رہا تھا مورس نے اس کا حساب لگایا۔ کمرے کا کرایہ اس نے نو پیسو پیشگی ادا کیا تھا اور وہسکی کا محصول وغیرہ ادا کرنے کے بعد اب اس کے پاس صرف بارہ پیسو بچ رہے تھے۔ اس نے شراب کی قیمت ادا کی تو دونوں لڑکیاں اس کی طرف دیکھتی رہیں۔

"ایک وہسکی ہمارے لئے جان۔" کیچڑ کی رنگت والی لڑکی نے کہا اور آہستہ سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

دوسری نوجوان لڑکی تھوڑا سا منہ کھولے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

بارمین نے انگریزی میں کہا۔ "لڑکیوں کو ایک ایک وہسکی دیدوں؟"

"نہیں۔"

"امریکی ہو؟" حبشی نے پوچھا

"نہیں انگریز۔" مورس نے جواب دیا اور پھر سوچا کہ اسے اپنے آپ کو "ولیس" کہنا چاہئیے تھا۔ اس کا یہ جواب انھیں ذرا چکرا دیتا۔

"آہ ــــ انگلش۔" حبشی بارمین نے کہا اور ساتھ ہی مورس سے اس کی دلچسپی معلوم ہوتا ہے کہ ختم ہوگئی۔

مورس بیر کی چسکیاں لینے اور سوچنے لگا کہ وہ بیر اٹکنس پہنچ تو جائے گا لیکن کرے گا کیا۔ بیو ٹام کلنے نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ جنوبی امریکا چلا جائے اور وجہ اس نے یہ بتائی تھی کہ چونکہ مورس ہسپانوی زبان بول لیتا تھا اس لئے جنوبی امریکا میں وہ اجنبیت محسوس نہ کرے گا ایک صبح ٹام نے اس سے کہا تھا۔ "مورس یار؟ یہاں سے چلے جاؤ۔ جنوبی امریکا چلے جاؤ

اور کہ تم کس قدر خوش قسمت ہو کہ تمہارا جنم ان غلیظ لوگوں میں نہیں ہوا ہے
اگر اپنی ذلت و خواری کے احساس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو دوسرے
ذلیل قسم کے لوگوں میں چند دنوں کے لئے قیام کر لو اور پھر سب ٹھیک ہو جائیگا
بے حد آسان اور کم خرچ علاج ہے۔"

"تام شاید رجائیت پسند ہے۔" مورس نے سوچا۔

اس نے جام خالی کر کے دوسرے جام کا آرڈر دے دیا۔ دونوں لڑکیاں
اس کے قریب بیٹھیں بڑے صبر سے کوکا کولا سے اپنے حلق تر کرتی رہیں۔

"شاید چند دنوں بعد میں یہاں سے بھاگ کر ریو پہنچ جاؤں گا جیسا
کہ کپتان نے کہا تھا۔" اس نے سوچا۔

اس نے نوجوان، نازک اور قبول صورت لڑکی کی طرف دیکھ کر سوچا کہ
اس مٹ میلی فیراک کے نیچے اس کا جسم کیسا ہوگا ۔۔۔۔ ریشمی اور خاکستری کولھے
پتلی ٹانگیں اور سخت سینہ اور اس نے سوچا کہ اگر وہ دونوں ہی لڑکیوں کو
اپنے کمرے میں لے جائے تو ساحل پر اس کی یہ پہلی رات یادگار رہے گی
باہر ہوتی ہوئی بارش وہ تینوں ایک ہی بستر میں اور پھر پلنگ کی چرچراتی
ہوئی اسپرنگیں۔

"کیا قیمت ہوگی اس کے جسم کی؟" اس نے سوچا اور ساتھ ہی اسے
احساس ہوا کہ وہ قبول صورت لڑکی کو گھور رہا تھا۔

وہ ایک دم سے مسکرا اٹھی اور پر امید آواز میں پوچھا۔

"دھسکی؟"

اور بادمین نے بڑی مترنم آواز میں کہا۔

"کیوں صاحب۔ لڑکی کو دھسکی دے دوں؟"

مورس نے سر ہلایا اور تیسری دفعہ بیر طلب کی اور سوچنے لگا کہ کاش اس وقت ٹام اس کے ساتھ ہوتا یا کوئی بھی ہوتا جس سے وہ کچھ تو بات کر سکتا لاؤرا ہی ہوتی۔ اور قریب بیٹھی ہوئی لڑکی نے اسے لاؤرا کی یاد دلادی اور وہ اس لڑکی کا موازنہ لاؤرا سے کرنے لگا۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا اور دردادرسنسنی کی ایک ٹیس کے ساتھ اسے احساس ہوا کہ دنیا کی کوئی لڑکی لاؤرا کی برابری نہیں کر سکتی۔ ٹام نے اسے پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا کہ وہ لڑکیوں سے دور رہے کیوں کہ لڑکیوں کا قرب اسے اداس اور ملول کر دیگا ٹام نے کہا تھا کہ وہ بس سفر کرتا رہے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اپنا روزنامچہ لکھتا رہے۔ کوئی کتاب لکھے، ازٹیک کے قدیم کھنڈرات کی سیر کرے کچھ بھی کرے لیکن لڑکیوں کے پاس نہ جائے۔

لیکن — مورس نے سوچا — کل تو وہ یہاں سے بہر حال چلا ہی جائے۔ آگے — آگے — خدا جانے کہاں ہے اس کی منزل۔ چنانچہ کیوں نہ وہ آج مزے کرے۔

"وہسکی پیوگی؟" اس نے پوچھا

لڑکی نے خوشی ہو کر اثبات میں سر ہلایا اور اس تپائی پر آبیٹھی جو مورس اور اس دوسری زیادہ عمر والی لڑکی کے درمیان تھی۔

مورس نے بارمین سے کہا۔ "ایک وہسکی دے دو اسے۔"

اور مورس نے لڑکی کے گال پر ایک چٹکی لے لی۔ اس کا گال نرم اور چکنا تھا خود لڑکی مسکرائی اور اپنا گال مورس کے ہاتھ کی پشت سے بلی کی طرح رگڑنے لگی۔

"مابلہ انیگاس؟" مورس نے پوچھا۔

لڑکی چیکی۔ "اسپانول"

بارمین ان کی طرف پشت کئے وہسکی جام میں انڈیل رہا تھا۔

"بوتل دکھاؤ مجھے" مورس نے کہا۔

حبشی نے بوتل کاؤنٹر پر رکھ دی۔ پرانی ہیگ کی بوتل تھی۔ مورس نے اسے سونگھا۔ تیل کی سی تلخ بو تیر کی طرح اس کے دماغ میں گھس گئی لیکن اگر لڑکی اسے وہسکی سمجھ کر خوش ہو رہی تھی تو یونہی سہی۔ مورس کا کیا بگڑا تھا۔

لڑکی نے مورس کی طرف دیکھا "عمدہ ہے"

"ہم" بارمین مسکرایا اور جام بھر کر مورس کی طرف گھوم گیا۔ "تین پیسو مسٹر"

مورس نے اپنا جام لڑکی کے جام سے ٹکرا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔

"تین پیسو مسٹر" بارمین نے بے چینی سے کہا۔

"میں۔ میں بھاگا نہیں جا رہا ہوں" اس نے بارمین کی طرف غصے سے ہاتھ ہلایا۔

اور پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ لڑکی کے گھٹنے پر رکھ دیا۔ وہ تڑپ کر مورس کے قریب ہو گئی اور اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر مورس کی ٹانگ پر رکھ دی اور لڑکی کے ناصاف بالوں کی تیلی آمیز بو مورس کے نتھنوں میں گھس گئی اور اس بو سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ کچھ سوچنے لگا۔ بارود سے بایون جاتی ہوئی ہموار اور چکدار سڑک، اس پر بھاگتی ہوئی ایک نئی تیز کار اور اس کار میں بیٹھا ہوا ایک جوڑا۔ خود میں مورس اور دلدارا ——— اور پھر بس کا سفر جس کی پچھلی نشستوں پر بچے شور مچا رہے تھے اور صنوبر کے جنگلوں میں

سورج چمک رہا تھا اور وہ اکیلا تھا ——— اس نے چونک کر وحشت زدہ نظروں سے بارمین کی طرف دیکھا اور جام پر اس کی تشنجی گرفت اس قدر مضبوط ہوگئی کہ موٹے شیشے کا جام چٹخنے کے قریب ہوگیا۔

دھڑ سے باہر کا دروازہ کھلا اور تین آدمی اندر آگئے ان میں سے ایک تو کسٹم کا وہی افسر تھا جس نے مورس کے بیس ڈالروں کو پیسو میں تبدیل کر دیا تھا۔ افسر نے سر سے اپنی ٹوپی اتار دی اور بیٹھ گیا اس کے دونوں ساتھی بھی، جنہوں نے کالے رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ مورس نے آنے والوں کی طرف سے منھ پھیر لیا۔

" نا نے سیگار پیو؟" لڑکی چہکی۔

" میں سگریٹ کا عادی نہیں ہوں۔" مورس نے جواب دیا۔

" تو پھر وہسکی جانی؟" لڑکی نے اپنا خالی جام اسے دکھایا۔

اس سے پہلے کہ مورس کچھ کہتا حبشی بارمین لڑکی کا جام بھر چکا تھا اور خود لڑکی بلی کی طرح مورس کے کان کے قریب پیار سے خرخر کر رہی تھی مورس نے آگے کی طرف جھک کر لڑکی کی ران پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اس کی ران سخت اور ننگی تھی۔ اپنی ران پر مورس کا ہاتھ محسوس کر کے وہ ایک ہی سانس میں اپنا جام خالی کر گئی اور جب مورس نے اپنا جام بارمین کی طرف بڑھایا تو لڑکی بھی اپنا جام بڑھا چکی تھی۔

" اور وہسکی" وہ بولی

بارمین جام بھرنے لگا تو مورس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ لیڈرا کسٹم افسر بار کے کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔

" وہ سور میرا مقروض ہے۔ مجھے اس سے دس پیسو لینے ہیں۔" مورس

دل ہی دل میں بولا۔" لڑکی جب اپنا جام خالی کرلے گی تو میں اسے اپنے کمرے میں لے جاؤں گا۔"

بارمین نے اپنی کالی سرد شہادت کی انگلی سے مورس کے کندھے پر دستک سی دی۔

"بارہ پیسو مسٹر۔" اس نے کہا۔

مورس نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔ حبشی کے موٹے اور مسکراتے ہوئے ہونٹ اس کے چہرے سے صرف چند انچ دور تھے۔ خدا جانے کیوں مورس بھی مسکرانے لگا۔ شاید یہ بارمین اس کی باتیں سن گئے۔ یہ حبشی بڑے مخلص لوگ ہوتے ہیں۔ اس الو کے پٹھے کسٹم افسر کے سے بے مروت نہیں ہوتے جو دھوپ کی عینک لگائے بار کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا ہے ___ حرامی پلا۔ ہاں۔ اس حبشی کے سامنے وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکتا ہے اپنے دکھ اس کے سامنے بیان کرکے اپنے دل پر سے بوجھ ہٹا سکتا ہے۔ بڑے سننے والے ہو گئے ہیں۔ یہ حبشی لوگ۔ مورس کاونٹر پر جھک گیا اور ہسپانوی زبان میں اس نے کہا۔

"سنو۔ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ پوری دنیا میں تنہا تم ہی وہ شخص ہو جس کے سامنے میں اپنا دکھڑا رو سکتا ہوں۔ سنو۔ میں نے اپنی بیوی کا خون کر دیا ہے۔"

مورس نے ایک آہ بھر کر اثبات میں سر ہلایا۔ چند جام بیر کے اور تین وہسکی نما شراب کے اور ان کی قیمت تقریباً دو پونڈ۔ لیکن وہ حجت کرنا نہ چاہتا تھا۔ بارمین سے اس کا کوئی جھگڑا نہ تھا اور حبشیوں سے اسے کچھ فطری ہمدردی سی تھی۔ حبشیوں سے سخت سلوک کرنا اسے پسند نہ تھا وہ بارمین کی طرف دیکھ کر

مسکرایا اور پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ جام خالی کر چکی تھی اور اب وہ مورس کی طرف پیٹھ کئے بیٹھی تھی اور کونے میں بیٹھے ہوئے کسٹم افسر اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

مورس نے لڑکی کا بازو پکڑ کر ہسپانوی زبان میں کہا۔

"سنو میری جان۔ میں نے اپنی بیوی کا خون کر دیا ہے۔"

لڑکی نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا۔ اپنی آنکھیں پٹپٹائیں اور پھر بارمین کی طرف دیکھنے لگی۔

"بارہ پیسو" بارمین نے پھر مطالبہ کیا۔

مورس اپنی جیب کے فلیپ اور اس کے بٹن سے کشتی سی لڑنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بیر کے کتنے جام کا بل وہ ادا کر چکا ہے اور اب کتنی رقم ادا کرنی باقی رہ گئی ہے۔ بسنتی شراب اس کے دماغ پر چڑھنے لگی تھی اور اسے بے پروا بنا رہی تھی اور اس کی یادداشت کو چاٹ رہی تھی اور اس کے پاس اب کچھ زیادہ پیسو نہ رہ گئے تھے جلد ہی اسے مزید چند ڈالروں کا تبادلہ کروانا پڑے گا۔

اس نے جیب سے ڈالر کے نوٹوں کا بنڈل برآمد کیا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ مورس تپائیوں کے درمیان گھس کر نوٹوں کا بنڈل اٹھا رہا تھا اور اپنی ناقص ہسپانوی کو بھی سمیٹ رہا تھا کہ لڑکی کو وہ بات بتا سکے جو وہ بتانا چاہتا تھا ـــــ وہ لڑکی سے کہنا چاہتا تھا کہ کسی طرح صنوبر کے درخت پیچھے کی طرف بھاگے جا رہے تھے اور لاوڈرا کے ـــــ اس کی بیوی کے ـــــ سنہرے ریشمی بال ہوا میں اڑ رہے تھے خود مورس کار ڈرائیو کر رہا تھا اور اس پر نشہ سا طاری ہو رہا تھا۔ لاوڈرا کے قرب کا نشہ اور صنوبر کے جنگلوں کا نشہ اور تیز رفتاری کا

نشہ —— اور پھر دفعتہً سڑک کے عین بیچ میں ایک لاری نمودار ہو گئی۔
لاری سڑک کے بیچ میں کھڑی تھی اور اس میں دودھ کے بڑے بڑے کین تھے
اور پھر اس نے ایک دھکا محسوس کیا۔ دنیا کی گردش تھم سی گئی۔ دودھ
کے کین چیخ اٹھے اور سڑک پر دودھ کی ندیاں بہ گئیں —— اور پھر وہ
صنوبر کی چھاؤں میں دھول کی موٹی تہہ پر چت لیٹا ہوا تھا اور اس کے قریب
لاؤرا بھی لیٹی ہوئی تھی لیکن اس پر کمبل ڈال دیا گیا تھا اور وہ ذبح کی ہوئی مرغی
کی طرح لاتیں چلا رہی تھی اور موریس سوچ رہا تھا کہ وہ یوں لاتیں کیوں چلا
رہی تھی۔ نیلے کپڑوں میں ملبوس ایک شخص اور پولیس کا ایک آدمی بھی ان
کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور سڑک پر سے دوسری کاریں گزر رہی تھیں اور سڑک
پر ایک دوسرا پولیس کا آدمی بھی کھڑا ہوا تھا اور وہاں پہنچ کر کاروں کی
رفتار ایک دم سے دھیمی ہو جاتی تھی لیکن سڑک پر کھڑا ہوا پولیس کا آدمی
سیٹی بجا کر انھیں آگے بڑھا دیتا تھا اور لاؤرا برابر لاتیں چلا رہی تھی اور
پھر لاؤرا نے لاتیں چلانا بند کر دیا اور موریس نے بھی آنکھیں بند کر لیں اور دوبارہ
اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ اسپتال میں تھا اور اسے بتایا گیا کہ لاؤرا مر چکی تھی
اور اس نے سوچا تھا کہ وہ خود لاؤرا کی موت کا ذمہ دار تھا۔

اس نے نوٹوں کا بنڈل اٹھایا تو جوتوں کا ایک جوڑا اس تپائی کے قریب
آ کھڑا ہوا جس پر لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ موریس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ کسٹم کا وہی
افسر تھا اس نے اس وقت بھی دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی اور پستول کا
چرمی خول بدستور اس کی کمر سے بندھا ہوا تھا اور وہ اپنی گھنی مونچھوں میں
مسکرا رہا تھا اس نے موریس کی طرف ایک نظر یوں دیکھا جیسے اسے پہچانتا نہ ہو

اور دوبارہ لڑکی سے باتیں کرنے لگا۔ موریس نے دیکھا کہ لڑکی بھی مسکرا رہی تھی
افسر نے چٹکی بجا کر حبشی بارمین کو قریب بلایا اور بارمین ایک بار پھر بدلحاظ دار
مشروب سے لڑکی کا جام بھرنے لگا۔

موریس تپائی پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس نے افسر کو
لڑکی پر جھکتے دیکھا اور اس نے افسر کی آواز سنی وہ لڑکی کو لبھا رہا تھا۔۔۔
اور شدید دہکتے ہوئے غصے کا لاوا اس کی رگوں میں سنسناتا اس کے دماغ
کی طرف چلا اور اس کا دماغ ایک دم سے جل اٹھا۔ نوٹوں کے بنڈل پر اس
کی گرفت سخت ہو گئی تھی کہ بارمین نے پھر کہا۔

بارہ پیسو۔

موریس نے بارمین کی طرف دیکھا پھر افسر اور پھر لڑکی کی طرف۔
کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ جیسے اس کی کوئی حیثیت ہی نہ ہو اس نے
لڑکی کی کلائی پکڑ کر اسے ایک جھٹکا دیا اور اس کا یہ جھٹکا پیار کا نرم
جھٹکا نہ تھا۔

"چلو" اس نے ہسپانوی زبان میں کہا۔ "آؤ میرے ساتھ تو میں تمہیں
سچ مچ وہسکی پلاؤں گا۔ یہیں ہے میرا کمرہ"

لڑکی نے خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور اپنی کلائی چھڑانے
کی کوشش کرنے لگی۔

"آؤ۔ وہسکی پیو میرے ساتھ۔ اوپر۔ میرے کمرے میں" موریس نے بلند
آواز میں کہا۔

لڑکی نے اپنی کلائی چھڑائی اور افسر کی طرف دیکھنے لگی۔ افسر نے بارمین
کی طرف اشارہ کر کے موریس سے کہا۔

"سنا نہیں تم نے کیا کہہ رہا ہے یہ بارمین؟ بارہ پیسو۔"

"تم میرے مقروض ہو دس پیسو کے۔" مورس چیخا اور نوٹوں کا بنڈل اپنی جیب میں ٹھونس دیا۔

افسر لڑکی کے قریب سے ہٹ آیا۔

"جھگڑا کرنا چاہتے ہو۔" وہ بولا

"دس پیسو تم نے اینٹھ لئے ہیں مجھ سے۔" مورس نے دانت پیسے "اور یہ لڑکی میرے ساتھ ہے سنا۔"

افسر ذرا نرم پڑ گیا لیکن پھر اس نے لڑکی سے کچھ پوچھا موخر الذکر نے اپنے شانے اچکائے تو افسر نے ایک بار پھر اپنا سینہ تان لیا۔

"یہ بدمعاشوں اور رنڈیوں کا اڈا ہے۔" مورس نے کہا اور اپنے اسٹول پر سے اتر کر افسر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے بازو کی مچھلیاں پھڑک رہی تھیں اور چہرے کے پٹھے دھڑک رہے تھے۔ "تم خود دفع ہو جاؤ یہاں سے کون ہوتے ہو تم مجھے حکم دینے والے۔

بارمین افسر کی مدد کو باہر آنے کے لئے کاونٹر کا دروازہ کھول چکا اور خود افسر اپنا ہاتھ پستول کے خول پر رکھ چکا تھا کہ مورس نے افسر کے چہرے پر ایک زوردار گھونسا رسید کر دیا۔ بارمین مورس نے اس واقعہ کو یاد کیا تو خود وہ اپنے اس گھونسے پر حیران رہ گیا جو بے سوچے سمجھے چلایا گیا تھا۔ اس کے باوجود افسر کے ٹھیک جبڑے پر پڑا تھا۔ مورس کے حواس بجا تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ اسے افسر کی عینک نہیں توڑنی ہے چنانچہ دوسرا گھونسا اس نے احتیاط سے افسر کی ٹھوڑی کے نیچے رسید کر دیا۔ افسر کا سر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔ ساتھ ہی مورس کے دائیں ہاتھ کا ایک اور

گھونسا اس کے زیرِ ناف اور چوتھا اس کی پسلیوں پر پڑا اور اس سے پہلے کہ افسر سانس بھی لے سکتا مورس کا ایک الٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کی کنپٹی پر پڑا افسر اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا وہ اس کے مسلسل گھونسوں اور تھپڑ کے زور سے گھوم کر دیوار سے ٹکرایا اور پھسل کر فرش پر آ رہا اور بے حرکت پڑا رہا۔

لڑکیاں کانوں پر ہاتھ رکھے چیخ رہی تھیں اور حبشی - بارمین منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے مورس کی طرف دیکھ رہا تھا اور جہاں کھڑا تھا وہیں بت بن گیا تھا۔ اور مورس کو صرف ایک سکنڈ یہ سوچنے کے لئے مل گیا کہ بنانا ری پبلک میں ایک وردی پوش افسر کو مار مار کر بے ہوش کر دینا سخت جرم تھا چنانچہ میں مورس اب مجرم تھا۔

وہ تیزی سے دروازے کی طرف چلا لیکن ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ شراب خانہ پاگل خانے میں تبدیل ہو گیا۔ افسر کے دونوں ساتھی، جو کونے میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک دم سے اٹھ کر آگے بڑھے اور حبشی بارمین کاونٹر کا دروازہ چھوڑ کر مورس کے پیچھے لپکا۔ اس عرصے میں مورس شراب خانے سے باہر آ چکا تھا اور زینہ اتر رہا تھا۔ شراب خانے میں ایک ہلڑ مچا ہوا تھا۔ آوازیں مورس تک پہنچ رہی تھیں اور وہ خود بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔

"مجھے کسی نہ کسی طرح اپنا سامان لے کر فوراً ہوٹل سے نکل جانا ہے مجھے جلد از جلد جہاز پر پہنچنا ہے۔"

وہ ہوٹل کا زینہ چڑھ رہا تھا اور لوگ اس کا تعاقب کر رہے تھے۔

"خدا کرے کہ وہ حرامی افسر بے ہوش ہو گیا ہو۔" اس نے سوچا۔ "اگر وہ بیہوش نہیں ہوا ہے تو پھر جلد ہی اس کے پستول کی گولی میرے جسم میں ہو گی۔"

وہ اوپر پہنچ کر بائیں طرف مڑ گیا اور یاد کرنے لگا کہ اس کا کمرہ کس طرف تھا۔ بھاگتے ہوئے پیروں کی چاپ اور شور کی آوازیں اس کے پیچھے لگی ہوئی تھیں اور خدا جانے کیوں مورس کی نظر دھندلانے لگی تھی۔ اندھیرا گہرا تھا۔ اس نے دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی پہلے ایک اور پھر دوسرا ہاتھ دیوار پر ٹیک کر وہ آگے بڑھا۔ گزرگاہ کا ایک موڑ آیا اور اس کے ہاتھ دیوار پر سے پھسل گئے۔ وہ بڑے زور سے گھٹنوں کے بل گرا۔ شدید درد کی ایک ٹیس سے اس کا پورا جسم جھنجھنا اٹھا۔

وہ کوشش کر کے اٹھا اور دیکھا کہ وہ موٹا آدمی جس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا اور جس نے اس بھکاری کو ایک پیسہ دلوایا تھا جو ہوٹل تک مورس کے ساتھ ساتھ آیا تھا —— آہستہ آہستہ اور بڑی احتیاط سے آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔

مورس ایک سکنڈ کے لئے شش و پنج میں پڑ گیا۔ مٹلا مورس اور اس کے کمرے کے درمیان حائل تھا۔ اس موٹے کے پیچھے تین دوسرے آدمی بھی تھے اور ان کے پیچھے پھر چوتھا آدمی تھا جو شاید مسلح تھا۔ مورس نے پہلے مٹلے سے نپٹ لینے کا فیصلہ کیا اور اس کے پیچھے اینٹھ گئے اور وہ چوکنا اور تیار ہو گیا کیوں کہ وہ شخص جو ڈنڈے سے دشمن کو زیر کرنا چاہتا ہو اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس کے پاس چاقو ہو یا پھر پستول یا بندوق ہو جس میں صرف ایک گولی ہو۔ چنانچہ اب اگر مورس نے پہلے ہی ہلے میں مٹلے کو مار نہ گرایا تو پھر ظاہر ہے کہ وہ خود مصیبت میں پھنس جائے گا۔ مورس کوشش کرے گا کہ مٹلا پہلا وار کرے۔ اس کے پاس زیادہ وقت نہ تھا مشکل سے پانچ سکنڈ تھے کیوں کہ پانچ سکنڈ بعد مٹلے کے پیچھے آنے والے مورس تک پہنچ جائیں گے اور پھر نتیجہ معلوم؟

مورس نے اپنے دونوں ہاتھ لٹکا کر انگلیاں پھیلا دیں۔ اپنا سر ذرا سا جھکایا اور زخمی بھینسے کی طرح مٹلے پر حملہ کر دیا ـــــــ اس نے کنکھیوں سے دیکھا کہ مٹلا ڈنڈا بلند کر چکا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ڈنڈے والا ہاتھ ایک لمحہ بھی جھکتا مورس کا ایک زبردست گھونسا موٹے کی پسلیوں کے عین نیچے پڑا اور چربی کی تہوں میں وہ دھنس گیا۔ دفعتہً مورس نے اپنی مٹھی کھول کر چربی کی موٹی اور لچلچی تہہ کو دبوچ کر موٹے کو اپنی طرف کھینچا اور اپنا سر بڑے زور سے اس کے چہرے سے ٹکرا دیا۔ اس نے کسی چیز کے چٹخنے کی آواز سنی۔ ساتھ ہی مٹلا بڑی بھیانک آواز میں چیخا اور تکلیف کی شدت سے بے تاب ہو کر اس نے ڈنڈا چلا دیا جو دیوار پر پڑا۔ مٹلے نے پھر ڈنڈا بلند کیا کہ اس دفعہ مورس کی کھوپڑی توڑ دے۔ مورس نے جلدی سے اپنے گھٹنے کی ایک زوردار ضرب مٹلے کی رانوں کے درمیان لگائی۔

"ڈوبے تو ایک بانس پانی گیا اور دس بانس گیا" مورس نے سوچا "مجھے بہر حال اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اگر کہیں اس ڈنڈے کی ایک بھی ضرب میرے جسم کے کسی نازک حصے پر پڑ گئی تو میرا تو خاتمہ ہی ہو جائے گا"

مٹلے نے چیخ کر اپنے دونوں ہاتھ رانوں کے درمیان دے لئے ناقابل برداشت درد کی وجہ سے کمر سے دوہرا ہو گیا۔

حبشی بارمین اور اس کے ساتھ افسر کے دونوں ساتھی مورس کی طرف بھاگے آ رہے تھے۔ مورس نے جلدی سے مٹلے کو دیوار کی طرف ڈھکیل دیا۔ خود اس کے دوسری طرف نکل آیا اور پھر اسے گھسیٹ کر حبشی بارمین پر ڈھکیل دیا۔ مٹلے کے ہاتھ سے ڈنڈا چھوٹ کر فرش پر گرا۔ مورس نے جلدی سے جھک کر ڈنڈا اٹھایا اور اسے ایک ماہر پٹے باز کی طرح گھمانے لگا۔ سامنے مٹلا اپنے

دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں رانوں کے درمیان دبائے اور سر جھکائے بیٹھا ہوئے ہوئے کراہ رہا تھا اور اس کے قریب حبشی کھڑا ہوا تھا جس کا چہرہ مارے خوف کے بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں مورس کے گھومتے ہوئے ڈنڈے کے ساتھ گردش کر رہی تھیں اور اس کے پیچھے افسر کے دونوں ساتھی قدم بہ قدم پیچھے ہٹ رہے تھے کیوں کہ پسپا ہونے میں ہی انھیں اپنی عافیت نظر آ رہی تھی۔ بین مورس بے شک مرنے مارنے پر تلا ہوا تھا۔ کسٹم افسر کا کہیں پتہ نہ تھا وہ شاید بیہوش پڑا تھا۔

"میں کہتا ہوں ہٹ جاؤ پیچھے ورنہ خدا کی قسم میں تمھاری کھوپڑی توڑ دوں گا" اس نے حبشی سے کہا۔

ڈنڈا موٹا، مضبوط اور گرہی دار تھا اس نے بڑے ہی دھمکی آمیز انداز میں اسے پھر گھمایا۔

"سی وامینوس" حبشی نے لرز کر کہا اور وہ بھی پسپا ہو گیا۔

مورس گھوم کر بھاگ پڑا۔ ڈنڈا اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بائیں طرف مڑ گیا سامنے ایک دروازہ تھا جو صحن میں کھلتا تھا۔ مورس پلٹ کر پھر گزرگاہ میں بھاگ پڑا۔ اب اسے پسینہ چھوٹ رہا تھا اور وہ خوف سے باؤلا ہو رہا تھا اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو گالیاں دیں کہ اسے اپنا کمرہ یاد نہ تھا۔ سامنے سے دبا دبا شور سنائی دے رہا تھا۔ گزرگاہ کے نکڑ پر پہنچ کر وہ پھر بائیں طرف گھوم گیا اور سوچنے لگا کہ وہ اپنی کیا کیا چیزیں چھوڑے جا رہا تھا — ڈیڑھ بوتل وہسکی، ایک سوٹ، قمیص، سوئٹر، جرابیں زیر جامے۔ حجامت بنانے کا سامان اور بریف کیس۔ اور بریف کیس کے چھوٹ جانے کا اسے سب سے زیادہ افسوس تھا۔

ہوٹل میں دفعتاً قبر کی طرح خاموشی ہو گئی۔

"وہ سارے خاموشی اور چپکے سے میری طرف آ رہے ہیں۔" اس نے سوچا۔

وہ گزرگاہ کے کنارے پر پہنچ گیا۔ اس نے اپنی رفتار کم کر دی۔ اس نے سوچا کہ تعاقب کرنے والے کہیں نکل کر دفعتاً اس پر آ پڑیں گے۔

سامنے کی گزرگاہ خالی تھی۔ اس کے دوسری طرف کاؤنٹر تھا اور سامنے باہر جانے کا دروازہ تھا اور باہر بارش ہو رہی تھی۔ کاؤنٹر پر کوئی نہ تھا۔ موریس دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر بھاگا اور کمرہ عبور کر کے باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے زینہ اترا اور چکنی بھورے رنگ کی کیچڑ میں پھسل کر گرا پورے چوک میں چکنے کیچڑ کی چھوٹی چھوٹی ندیاں سی بہ رہی تھیں ——— ہر طرف چکنی مٹی کے گارے کے گڈھے بھرے ہوئے تھے اور کیچڑ بہہ بہہ کر ان گھڈوں میں جمع ہو رہا تھا۔ وہ اندازاً چھت دار راستے کی طرف چل پڑا۔ راستے میں روشنی کے نیچے ایک شخص دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اونگھ رہا تھا۔ موریس یہ نہ معلوم کر سکا کہ یہ شخص واقعی سو رہا تھا یا نشے میں دھت تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ چھت دار راستے پر تھا اور اب وہ ہوٹل سے کافی دور بھی پہنچ گیا تھا چنانچہ اب سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ صرف ایک راستہ تھا یعنی یہ کہ وہ کسی نہ کسی طرح جہاز پر پہنچ جائے۔ لیکن پھر کیا ہوگا؟ کیا یہاں کی پولیس کپتان کو مجبور کرے گی کہ وہ موریس کو قانون کے حوالے کر دے؟ ممکن ہے کپتان اس کی حمایت میں پولیس سے لڑے لیکن کب تک؟ لیکن موریس کا گناہ کیا تھا؟ صرف یہ کہ اس نے ایک سستے قسم کے شراب خانے

میں جھگڑا کر لیا تھا اور بس۔

بارش کی سنسناہٹ کے علاوہ اسے بھاگتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا اور ہوٹل کی طرف جھانکنے لگا۔ ایک شخص کیچڑ اڑاتا اسی طرف آرہا تھا جس طرف مورس چھپا ہوا تھا وہ اپنے شانے اور سر جھکا رہا تھا کہ بارش کے قطرے اس کے چہرے پر نہ پڑیں اور اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔۔۔۔ یہ کسٹم کا وہی افسر تھا اور اس نے اس وقت بھی دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی۔

" آگیا مردود" مورس نے سوچا۔" اگر اس نے پستول چلایا بھی تو میں تیزی سے بھاگ کر اپنے آپ کو بچا سکوں گا۔ افسر کے اور میرے درمیان کافی فاصلہ ہے چنانچہ وہ مجھے پکڑ نہ سکے گا۔ معمولی پستول دس گز تک بھی ٹھیک سے مار نہیں کر سکتا اور پھر اس کمبخت کو تو میں نے ایسی نازک جگہ گھٹنا مارا ہے کہ وہ نہ تو بھاگ سکے اور نہ ہی ٹھیک سے پستول چلا سکے گا۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ اس کے دونوں ساتھی بھی میرا تعاقب کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ میرا سانس نہ پھول جائے۔"

اور وہ بدستور ڈنڈا ہاتھ میں لئے اندھا دھند بھاگ پڑا اس کے پھیپھڑے دھڑک رہے تھے اور کنپٹیاں دھڑک رہی تھیں۔ سامنے کوئی نہ تھا۔ سڑک خالی پڑی تھی۔ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا چھت دار راستے میں سے نکل کر برستی ہوئی نیم گرم بارش میں آگیا۔ اس نے اپنے پیچھے سے پھر شور کی آوازیں سنیں اور اس نے اپنی رفتار تیز کر دی وہ چکنی کیچڑ اڑاتا دیوانوں کی طرح بھاگ رہا تھا اور اس نے دیکھا کہ اس علاقے کی بارش بھی عجیب تھی جس میں پوڈر کی سی کالک ملی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ، چہرہ اور لباس تک اس بارش کی وجہ سے کالا

ہو رہا تھا۔

اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ دو آدمی اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہ ایک طرف مڑ کر گرجا کی طرف بھاگا۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد اس نے پھر پیچھے دیکھا۔ پیچھے کوئی نہ تھا اس نے اپنی رفتار کم کر دی کہ پھولا ہوا سانس ذرا قابو میں آجائے۔ اس کے کانوں میں خوف گرج رہا تھا اور دماغ میں طوفانی ہوائیں سی چل رہی تھیں۔ اس نے ڈنڈا پھینک دیا اور گھاٹ کی طرف چل دیا۔

وہ گرجا کے قریب سے تیزی سے نکلا چلا گیا۔ دونوں ٹیکسیاں اب بھی گرجا کے پھاٹک کے قریب کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے چاروں طرف کیچڑ کا تالاب دم بہ دم وسیع ہو رہا تھا۔ مورس کو احساس ہوا کہ پچھلے بیس منٹ سے اس نے لاورا کے متعلق سوچا ہی نہ تھا غالباً اس بھاگ دوڑ نے تریاق کا کام کیا تھا اور لاورا کی یاد اس کے دل سے محو ہو چکی تھی۔ بین مورس ـــــ ایک شریف اور مہذب شہری اب ایک مفرور مجرم تھا، اکیلا اور بے سہارا تھا اور ساتھ ہی تمام دنیوی سامان سے محروم ہو کر اپنی زندگی بچانے کے لئے بھاگ رہا تھا۔ کم سے کم یہ محرومی اور یہ تنہائی اس کے لئے تو بہت عمدہ ثابت ہوئی تھی کہ اس نے اس کے دل کو غمناک اور افسردہ یادوں سے پاک کر دیا تھا۔

کہیں سے ایک گٹار کی ماتم کناں آواز سنائی دی۔ کوئی منحوس الاو سم کو خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مورس اس سڑک پر آ گیا جس کے کنارے پر جھونپڑیاں تھیں اور گودام تھے۔ وہ آگے بڑھا اور دیکھا یک کسٹم کا سائبان اور گھاٹ کا پھاٹک کسی بھوت کی طرح اندھیرے اور بارش میں سے نکل آیا۔ کسٹم کے سائبان میں اندھیرا تھا اور گھاٹ کا پھاٹک

بند تھا اور اس میں دہرا تالا پڑا ہوا تھا۔ مورس آگے بڑھا اور اس کے پیر ٹخنوں تک چکنی اور بدبودار کیچڑ میں دھنس گئے۔ اس نے پھاٹک کی سلاخوں میں سے دیکھا دور پر جہاز کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ پھاٹک کم سے کم پندرہ فٹ بلند تھا اور اس کے ستونوں میں پیر ٹکانے کے لئے طاقچے بنے ہوئے تھے۔ خود پھاٹک کی سلاخیں پکڑ کر بھی وہ اوپر نہ چڑھ سکتا تھا کیوں کہ ان پر کانٹے دار تار لپٹا ہوا تھا اور پھر یہی تار اس پوری دیوار کی چوٹی پر بچھا ہوا تھا جو گھاٹ کے پلیٹ فارم تک چلی گئی تھی۔ بین مورس نے دونوں ہاتھوں سے سلاخیں پکڑ کر انتہائی مایوسی اور غصے کے عالم میں پھاٹک کو جھنجھوڑا تو اس میں پڑے ہوئے موٹے آہنی تالے کھڑ کھڑا کر رہ گئے۔

نا امیدی اور مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امید کی ایک کرن چمک گئی یعنی وہی دو ٹیکسیاں جو گرجا کے قریب کھڑی ہوئی تھیں اب اس کی امید کا واحد سہارا تھیں۔ البتہ اگر وہ ساحل پر بنے ہوئے پشتے کے دوسری جانب پہنچ جاتا تو بات دوسری تھی لیکن پھر یہ بات بھی تھی کہ تعاقب کرنے والے سب سے پہلے اسی جگہ تلاش کریں گے۔ چنانچہ اب صرف ایک ہی راستہ باقی رہ گیا تھا کہ وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر پہاڑوں کے اس پار اور پیراٹکنس کی طرف فرار ہو جائے اور اس منحوس بستی سے الکیسو اسی کیلو میٹر دور پہنچ جائے وہ ڈرائیور کو اگر ضرورت ہوئی تو اپنے تمام ڈالر دے ڈالے گا تاکہ وہ خود تو بچ جائے وہ ٹیکسی میں ہی نیند گھسیٹ لے گا چنانچہ جب وہ پیراٹکنس پہنچے گا تو نہ صرف تازہ دم ہو گا بلکہ اس کے بدن پر اس کا لباس بھی خشک ہو چکا ہو گا۔

وہ پلٹ کر جس طرف سے آیا تھا اسی طرف چل پڑا وہ گرجا کے قریب پہنچا

ہی تھا کہ سائرن کی چیختی ہوئی آواز اندھیرے کا دل چیر گئی اور پھر اسے جیپ نظر آگئی، اس کی چھت پر نیلی روشنی گھوم رہی تھی۔ جیپ بڑی تیزی سے اسی کی طرف آرہی تھی اور اس میں چار وردی پوش سپاہی جنہوں نے آہنی ٹوپیاں لگا رکھی تھیں بیٹھے ہوئے تھے۔ مورس جہاں تھا وہیں کیچڑ میں اوندھے منہ لیٹ گیا چیختی ہوئی جیپ اس کے قریب سے گزر کر اندھیرے میں غائب ہو گئی تو وہ اٹھ کر پھر بھاگنے لگا۔

دونوں ٹیکسیوں کی کھڑکیوں کے شیشے چڑھے ہوئے تھے اور ان کے ڈرائیور اگلی نشستوں پر گٹھڑی بنے اور بوسیدہ کمبل اوڑھے سو رہے تھے۔ مورس اگلی ٹیکسی میں سوار ہو گیا اور اس نے ڈرائیور کو جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ ڈرائیور جب ایک نشان بے اعتنائی سے بیدار ہو رہا تھا تو مورس اپنی جیب سے ڈالر کے نوٹوں کا بنڈل نکال رہا تھا۔ نوٹ بھیگ گئے تھے اور ڈرائیور مشکوک نظروں سے مورس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"پیراٹیکنس" مورس نے جلدی سے کہا: "مجھے پیراٹیکنس پہنچا دو۔"

ڈرائیور نے کچھ کہنا شروع کیا لیکن اس کی آواز ٹیکسی کی چھت پر بجتی ہوئی بارش کی آواز میں ڈوب کر رہ گئی مورس نے تین ڈالر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیے اور چیخ کر کہا۔

"پیراٹیکنس"

"چلا بخت چلا" وہ دل ہی دل میں بولا۔ "وہ جیپ کوئی دم میں واپس آیا ہی چاہتی ہے۔"

ڈرائیور نوٹ شمار کر رہا تھا۔

"پچاس ڈالر صاحب" وہ بولا۔

موریس نے مزید ڈالر اس کے ہاتھ میں تھما دیے۔

"پیراٹکینس"۔ وہ پھر چیخا

"پیراٹکینس دور ہے"۔ ڈرائیور نے ہسپانوی زبان میں کہا۔ "پانچ گھنٹے کا راستہ ہے"۔

"پانچ گھنٹے سہی"۔ موریس نے کہا

اور ڈرائیور کار اسٹارٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کار کا فلائی وہیل گھڑی بھر غرا کر خاموش ہو گیا۔ موریس نے اپنے دونوں گھٹنے بھینچ لیے وہ غور سے سننے لگا لیکن جیپ کے سائرن کی آواز کسی طرف سے سنائی نہ دے رہی تھی۔ ڈرائیور نے پھر کوشش کی اور اس دفعہ انجن کراہ کر بیدار ہو گیا۔ کار کے پچھلے پہیے کیچڑ میں تیزی سے گھومے لیکن کار جہاں تھی وہیں رہی۔

"یہاں کیچڑ زیادہ ہے"۔ ڈرائیور نے کہا۔

"جلدی کرو"۔ موریس نے کہا۔ "کار کو نکالو یہاں سے"۔

ڈرائیور نے کار کو سکنڈ گیر میں ڈال دیا تو وہ ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ کر گھوم گئی۔ اس کے پہیے چکنی کیچڑ پر پھسل رہے تھے۔ عین اسی وقت جیپ کے سائرن کی آواز سنائی دی۔ جیپ ابھی کافی دور تھی۔ موریس نے حتی الامکان سکون سے کہا۔

"دیکھو پیراٹکینس پہنچنے پر میں تمہیں مزید بیس ڈالر دوں گا"۔

ڈرائیور نے ذرا بھی خوشی کا اظہار کیے بغیر اپنا سر ہلا دیا اور کار کو راستے پر لانے لگا۔ سائرن کی آواز زیادہ سے زیادہ قریب آتی جا رہی تھی۔ موریس نے گردن گھما کر پچھلی کھڑکی میں سے باہر دیکھا لیکن اسے گھومتی ہوئی نیلی روشنی نظر نہ آئی پولیس جیپ ابھی دور تھی۔

ٹیکسی گھوم کر ایک نسبتاً تنگ سڑک پر چل پڑی جس کے دونوں کناروں
پر ایسے مکانات تھے جن میں نہ کھڑکیاں تھیں اور نہ دروازے۔ یہ شاید ان
مکانوں کا پچھواڑا تھا۔ چیختی ہوئی جیپ سڑک کے ناکے کے سامنے گزر گئی۔

"پولیس!" ڈرائیور نے مشکوک نظروں سے مورس کی طرف دیکھا۔

مورس تھوک نگل کر مسکرایا۔

"ہم کوئی مفرور بدمعاش ادھم مچا رہا ہوگا۔" وہ بولا

"کیا پتہ۔" ڈرائیور بڑبڑایا۔

ٹیکسی کچی اور ناہموار سڑک پر اچھلتی کودتی آگے بڑھی۔ مورس یہ نہ دیکھ سکا
کہ وہ کس طرف جا رہے تھے کیوں کہ کھڑکی کے شیشوں پر وہ عجیب کالک جم رہی
تھی جو بارش کے ساتھ شاید آسمان سے برس رہی تھی۔ ڈرائیور کے سامنے والے
شیشے پر بھی اسی کالک کی تہہ تھی لیکن وائپر اسے کچھ کچھ ہٹا رہے تھے۔

"پٹرول کتنا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہے لیکن ہم وہاں سے ٹنکی بھر لیں گے۔" ڈرائیور نے سامنے کی
طرف اشارہ کیا۔

مورس اندازہ لگانے لگا کہ پولیس کب تک اس کا سراغ لگانے میں کامیاب
ہوگی۔ شاید کئی گھنٹوں بعد یا پھر چند منٹوں میں بشرطیکہ اس دوسری ٹیکسی کے
ڈرائیور نے اسے اسی ٹیکسی میں سوار ہوتے اور پھر ٹیکسی کو اسی طرف روانہ
ہوتے دیکھ لیا ہو۔ اس نے اس گھڑی کی طرف دیکھا جو ٹنکی میں بھرے ہوئے
پٹرول کا ذخیرہ بتاتی تھی۔ گھڑی کی سوئی "خالی" کے نشان پر کانپ رہی تھی
مورس کا پارہ ایک دم سے چڑھ گیا۔

"بے وقوف! ٹنکی بالکل خالی ہے۔" وہ چیخا۔

"گھڑی ڈٹی ہوئی ہے۔" ڈرائیور نے بڑے سکون سے جواب دیا

کار ایک موڑ مڑ کر شاید بلندی چڑھنے لگی۔ موریس کو قدرے سکون ہوا۔ رات کے دو بج رہے تھے یا شاید بج چکے تھے اور اب موریس سردی محسوس کرنے لگا تھا لیکن اس کے ہاتھ پر جمی ہوئی کالک خشک ہو کر سخت ہو گئی تھی اور اس کے نیچے موریس کی کھال جلنے لگی تھی۔

چند منٹوں تک کار چڑھائی پر رینگتی رہی اور پھر دفعتاً رک گئی۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور چیخ کر کچھ کہا۔ اس عرصے میں موریس بھی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر برستے پانی میں آ چکا تھا۔

اس کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں اور وہ کسی کا بھی مقابلہ کرنے یا پھر بھاگ پڑنے کے لئے تیار تھا۔ لیکن پھر فوراً ہی وہ اطمینان کا ایک طویل سانس لے کر کار میں سوار ہو گیا۔ فکر کی کوئی بات نہ تھی۔ ان کی کار تاڑ کے درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑی ہوئی تھی اور یہاں ایک جھونپڑی تھی اور اس کے قریب پٹرول پمپ تھا۔ جھونپڑی میں قمقمہ سلگ اٹھا اور ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر ہیٹ رکھے اس کے دروازے میں نمودار ہوئی۔ موریس کے دانت بج رہے تھے اور وہ اسی بڑھیا کو دیکھ رہا تھا جو بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی پٹرول پمپ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ پمپ پر سے اس نے ربڑ کی نالی کھول کر اس کا ایک سرا ٹیکسی کی دم میں پھنسا دیا اور پمپ کے ایک پہلو پر لگی ہوئی چوبی ہتھی یوں چلانے لگی جیسے کنوئیں سے پانی کھینچ رہی ہو۔ پمپ کے ماتھے پر رکھے ہوئے کانچ کے مرتبان میں پٹرول کی سطح آہستہ آہستہ بلند ہونے لگی۔ مرتبان بھر گیا تو بڑھیا نے ہتھی پر سے ہاتھ اٹھا لیا۔ پٹرول ربڑ کی نلکی میں سے گزر کر ٹیکسی میں پہنچنے لگا مرتبان خالی ہو گیا تو بڑھیا پھر ہتھی چلانے لگی لیکن اس دفعہ بہت آہستہ آہستہ

بڑھیا شاید تھک گئی تھی۔ مورس ایک بے چینی کے عالم میں کار سے نکل کر بڑھیا کے قریب پہنچا۔

"مجھے دیجئے مادام۔" وہ بولا

اور پھر یوں مٹھی چلانے لگا جیسے اسے توڑ کر ہی دم لے گا۔ وہ بار بار بستی کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس کی روشنی نظر نہ آرہی تھی یوں بھی شاید اسے بستی میں ہی تلاش کر رہی تھی اور اس کا کوئی سراغ اب تک نہ پاسکی تھی۔

جب پانچویں دفعہ بھی مرتبان کا پٹرول کار میں منتقل ہو گیا تو مورس نے نلکی گھسیٹ کر پمپ کے قریب پھینکی۔ دس ڈالر کا نوٹ بڑھیا کے ہاتھوں میں پکڑا دیا اور خود کار میں سوار ہو گیا۔ وہ پھر روانہ ہو چکے تھے لیکن ان کی رفتار پندرہ میل فی گھنٹہ سے زیادہ نہ تھی۔

"ارے بھیا! رفتار اس سے زیادہ تیز نہیں کر سکتے۔" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"چڑھائی ہے جناب!" ڈرائیور نے شانے اچکائے۔ "پہاڑ ہے پہاڑ بہت بلند ہے۔ چنانچہ رفتار بھی بہت کم ہے۔"

مورس نے پچھلی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ پیچھے کچھ نہ تھا سوائے بھیگے ہوئے بوجھل اندھیرے کے۔ وہ کانپ گیا۔ اسے وہ خواب یاد آگیا جسے وہ بچپن سے برابر دیکھتا آیا تھا۔ نصف خوبصورت خواب اور نصف خواب پریشاں جو آخر میں مسلسل اور خوفناک تعاقب کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ ہر دفعہ خواب کی تفصیلات تو مختلف ہوتی تھیں لیکن اس کا مقصد اور ترتیب ایک سی ہوتی تھی۔ وہ دیکھتا کہ کوئی خوفناک اور [illegible] دشمن اس کا پیچھا کر رہا ہے اور خود مورس ایک وسیع و عریض میدان میں بھاگ رہا ہے۔ بس بھاگ رہا

ہے۔ کبھی یہ رات کا وقت ہوتا اور کبھی دن کا وقت لیکن ہمیشہ وہ تعاقب کرنے والے سے آگے ہوتا بہت آگے۔ لیکن پھر ہمیشہ یہ بھی ہوتا کہ تعاقب کرنے والا یا والے دم بہ دم اس کے قریب آتے لگتے اور آخر میں یہ ہوتا کہ وہ تعاقب کرنے والوں کو اپنے بہت قریب دیکھتا۔ یا تو کسی پہاڑ کے نیچے یا پھر وسیع و عریض میدان میں اور پھر اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ اداس ہو جاتا جیسے یہ تعاقب اس کی زندگی کی واحد دلچسپی ہو اور یہ کہ بیدار کر کے اسے دھوکا دیا گیا ہو اور دھوکے سے اس دلچسپی سے محروم کر دیا گیا ہو۔

اور اب اس نے ایک عجیب طرح کی سنسنی محسوس کر کے سوچا کہ اس کا یہ خواب حقیقت تھا اور اس نے ایک بار پھر پچھلی کھڑکی سے باہر دیکھا تو اس کے دماغ کے کسی حصے نے چاہا کہ کاش اس وقت پولیس کی جیپ تعاقب کرتی ہوئی نظر آجائے لیکن جب اسے اندھیرا نظر آیا جسے بارش کی دھاریں کاٹ رہی تھیں تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔

موریس یہ نہ چاہتا تھا کہ پولیس اسے پکڑ لے۔ تاہم وہ تعاقب کی سنسنی محسوس کرتا اور اس سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پولیس اس کا تعاقب کرے۔ وہ اس چیلنج کو قبول کرے اور پھر پولیس کے ہاتھ نہ آئے لیکن تعاقب کرنے والے وہاں نہ تھے۔ چنانچہ موریس اب صرف ایک تھکا ہوا اور بھیگا ہوا شخص تھا جو بیراٹکین پہنچنے کے لئے اندھا دھند اپنی دولت لٹا رہا تھا۔

کار اپنی بے چین کر دینے والی سست رفتاری سے پہاڑی بلندی چڑھتی رہی۔ ڈرائیور خاموش تھا اور موریس بھی خاموش تھا۔ باہر بارش کے ساتھ برستی ہوئی کالک کی تہہ زیادہ سے زیادہ موٹی ہو رہی تھی کچھ دیر

بعد مورس نے اپنی گیلی قمیض اتار کر ایک طرف پھینکی - ڈرائیور کی اجازت سے اس کا بوسیدہ کمبل اپنے سرد جسم کے گرد لپیٹا اور پچھلی نشست کے کونے میں دبک گیا۔

ڈھلان شاید عمودی تھی - کار کی رفتار بہت سست تھی اور یہ رات مورس کی زندگی کی طویل ترین رات ثابت ہونے والی تھی۔

دوسرا باب

مفرور
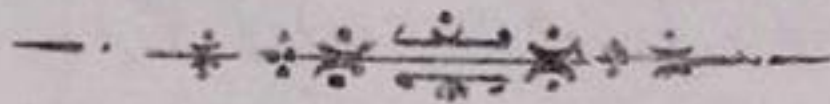
جب اس کی آنکھ کھلی تھی تو وہ سردی محسوس کر رہا تھا اور اعضا اکڑ سے گئے تھے چند ثانیوں تک تو اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا کہ وہ کہاں تھا اور پھر اسے سب کچھ یاد آ گیا۔ بارش تھم گئی تھی اور میلی روشنی پہاڑوں پر اترنے لگی تھی اور وہاں اب بھی بادل منڈلا رہے تھے اور دائیں بائیں ڈھلانوں پر جنگل تھے۔

کار اب بھی ڈھلانی راستے پر چڑھ رہی تھی اور راستے پر کالی کیچڑ بہہ رہی تھی اور موریس نے دیکھا کہ کار کے سامنے کے شیشے پر اور اس کے ہڈ پر پاوڈر کی سی کالی دھول جمی ہوتی تھی اور یہ دھول معلوم ہوتا ہے ہر جگہ تھی۔

صبح کے چھ بج رہے تھے چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ برابر چار گھنٹے تک سفر کرتے رہے تھے۔ اگلی نشست پر ڈرائیور تنہا بیٹھا تھا اور اس کے منہ میں کتے کے گو کی شکل اور رنگ کا سگار دبا ہوا تھا اس سے جو بو اڑ رہی تھی وہ بھی متلی آمیز تھی۔

"ہم کہاں ہیں بھئی۔" موریس نے پوچھا

"ژانتوبیل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔"

"ژانتوبیل۔ وہ کہاں ہے؟"

"پہاڑوں میں۔ ہم بہت بلندی پر آ گئے ہیں۔"

موریس نے کچھ سمجھے بغیر سر ہلا دیا۔

"ہر جگہ یہ کالی دھول کیسی ہے؟" اس نے کار کے شیشوں کی طرف اشارہ کیا۔

"مارانی صاحب۔ مارانی" ڈرائیور بولا۔ "یہاں سے کوئی بتیس کیلومیٹر دور وہ پھٹ رہا ہے۔"

اور ڈرائیور نے اُن پہاڑوں کی طرف اشارہ کیا جن کی چوٹیاں بادلوں میں گم تھیں۔

"مارانی؟" مورس نے پوچھا

"جی ہاں۔ آتش فشاں ہے کافی بڑا۔ پچھلے پانچ دنوں سے وہ دھواں اور یہ مٹی اُگل رہا ہے۔ چنانچہ ہر طرف کالک ہی کالک نظر آتی ہے۔"

مورس سوچنے لگا کہ گوڈاگل میں وہ کسٹم افسر اور پولیس کیا کر رہی ہوگی۔ اب انھیں یہ تو یقیناً معلوم ہو چکا ہوگا کہ وہ میں سے ایک ٹیکسی غائب ہے اور بیراٹمکینس ابھی پانچ گھنٹے کی مسافت پر واقع تھا اور جیپ یہ فاصلہ نسبتاً بہت کم وقت میں طے کر سکتی تھی۔

بیراٹمکینس پہنچتے ہی وہ پہلے ہوائی جہاز میں سوار ہو کر اس ملک سے نکل جائے گا۔ لیکن اس میں ایک خطرہ تھا۔ ممکن ہے کہ بیراٹمکینس کی پولیس کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع بھیج دی گئی ہو اور ہو سکتا تھا کہ اسے ایئرپورٹ پر ہی گرفتار کر لیا جائے لیکن بہت ممکن تھا کہ بیراٹمکینس کی پولیس گوڈاگل جیسی چھوٹی اور معمولی ساحلی بستی میں ہونے والے واقعات پر زیادہ توجہ نہ دے۔ البتہ اگر خود گوڈاگل کی پولیس نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو پھر، مورس کو احساس تھا، وہ کسی صورت بچ نہ سکے گا۔ اب سوال یہ تھا کہ گوڈاگل سے کتنے راستے مختلف سمتوں میں جاتے تھے؟ یہ مورس جانتا نہ تھا۔ دوسرا

سوال یہ تھا کہ کیا وہ لوگ ہر راستے پر اسے تلاش کریں گے؟ اگر ہاں تو پھر اس کے بچ جانے کی امید نہ تھی۔

کار اب ایک تنگ درے میں سے گزر رہی تھی۔ درے کے دونوں طرف چوبی صلیبیں قطار اندر قطار گڑی ہوئی جنھیں موسموں کے رد و بدل نے گلا سڑا دیا تھا۔ کار کی رفتار اب بھی پندرہ میل فی گھنٹہ بلکہ اس سے کچھ کم ہی تھی۔

"پیرا ٹیمکیس اور کتنی دور ہے؟" موریس نے پوچھا

"پانچ گھنٹے"

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ گوڈاگل سے پیرا ٹمکیس تک پانچ گھنٹے کا سفر ہے"

ڈرائیور نے اپنے سگار کی راکھ خود اپنی پتلون پر جھاڑ کر جواب دیا۔

"راستہ بہت خراب ہے"

موریس دانت پیس کر رہ گیا۔ پانچ گھنٹے تو بہت تھے۔ پھر اسے یہ بھی یاد نہ تھا کہ نقشے میں پیرا ٹمکیس کہاں تھا۔ ڈرائیور کے پاس نقشہ تھا نہیں اور خود موریس کا نقشہ اس کے سامان کے ساتھ گوڈاگل کے ہوٹل میں چھوٹ گیا تھا۔

کار کیچڑ اڑاتی درے میں سے نکل کر ایک ڈھلوانی وادی میں آگئی اور فوراً ہی بادلوں نے آگے بڑھ کر اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ پوری وادی میں بادل منڈلا رہے تھے چند میل اور آگے بڑھ کر وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچ گئے۔ گوبر اور مٹی کی دیواروں اور ٹین کی چھت والی جھونپڑیوں کے درمیان سے ایک راستہ گزر رہا تھا یہ گاؤں کی واحد سڑک تھی جو کیچڑ کے جامد دریا میں تبدیل ہو چکی تھی۔ کار اس سڑک پر آگے بڑھی تو دائیں طرف ایک دو منزلہ چوبی عمارت نظر آئی جس کے پورچ کے ماتھے پر ایک تختہ لٹک رہا تھا جو بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ذرا سا مڑ گیا تھا اور اس تختے پر ٹیڑھے میڑھے

حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"ہوٹل بار تیجا"

گاؤں ویران سا نظر آتا تھا البتہ کیچڑ میں لپٹے ہوئے کالے رنگ کے چند موٹے اور غلیظ سور زندگی کا پتہ دیتے تھے۔ اور اب مورس ان ذرات کو صاف طور پر دیکھ سکتا تھا جو گویا بادلوں میں سے برس رہے تھے۔ کالی ریت کے مہین ذرات جھونپڑیوں کے پیچھے استوائی درختوں کی ٹہنیوں سے بڑے بڑے رس دار پھل لٹک رہے تھے اور فضا میں جنگلوں کی سوندھی اور نم بو تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑوں کو پسینہ آرہا ہو۔

کار گاؤں سے باہر نکل کر زیادہ آگے نہ بڑھی تھی کہ ڈرائیور نے اور مورس نے بھی دیکھا کہ سڑک کے عین بیچ میں دو ریڈ انڈین کھڑے دیوانوں کی طرح اپنے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ کار رک ہی گئی اور ریڈ انڈین ڈرائیور سے کسی ادق زبان میں، جس کا ایک لفظ بھی مورس کی سمجھ میں نہ آیا کچھ کہنے اور سامنے کی طرف اشارے کرنے لگے۔ ڈرائیور نے بڑی سنجیدگی سے اپنا سر ہلایا۔

"کیا کہہ رہے ہیں یہ لوگ؟" مورس نے پوچھا

"کہہ رہے ہیں کہ بارش نے سڑک دھو دی ہے چنانچہ کار آگے نہ جاسکے گی"

مورس کے پیٹ میں ناقابل برداشت اینٹھن سی ہونے لگی۔

"اب کیا کیا جائے؟" وہ بولا۔

ڈرائیور کار کو پیچھے لینے لگا۔

"واپسی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔" ڈرائیور نے بے پروائی سے جواب دیا۔

کار الٹی چلتی ہوئی ہوٹل تیجا تک پہنچ گئی۔ ریڈ انڈینوں کا ایک گروہ

ہوٹل کے پورچ میں نکل آیا تھا - ایک ریڈ انڈین کے ہاتھ میں بڑا سا چاقو تھا انھوں نے ٹیکسی کو گھیر لیا وہ لوگ کسی سمجھ میں نہ آنے والی زبان میں آپس میں گفتگو کرنے اور غصیلی نظروں سے مورس کی طرف دیکھ دیکھ کر سر اور ہاتھ ہلانے لگے۔

"کیا کہہ رہے ہیں یہ لوگ؟" مورس نے پھر ڈرائیور سے پوچھا

"ہمیں واپس گوڈاگل پہنچنا ہے"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ تمہارا یہاں آنا انھیں پسند نہیں"۔

مورس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا - چپٹے چہرے، آنکھیں کالی اور چھوٹی اور تیزی سے چلتی ہوئی زبانیں - یہ وہ لوگ تھے جن کا بیرونی دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مورس نے پھر ڈرائیور کی طرف دیکھا۔

"لیکن بات کیا ہے؟" اس نے پوچھا

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمھیں ذرا تبدیلی نہیں آنا ہے کیونکہ تم امریکی ہو"

"میں امریکی نہیں ہوں" مورس چیخا

کھڑکی میں سے نظر آتے ہوئے چہروں پر کے جذبات میں کوئی تغیر نہ ہوا۔

"یہ لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں تمھیں واپس گوڈاگل لے جاؤں" ڈرائیور نے کہا۔

مورس نے بڑی مایوسانہ سادگی سے سوچا — "مجھے باہر نکل کر ان لوگوں کو سمجھانا چاہیئے - یہ لوگ جاہل اور غیر مہذب ہیں چنانچہ اجنبیوں کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں"

اس نے کار کا دروازہ کھول کر بڑی نرم آواز میں پوچھا

"تم ہسپانوی زبان بول لیتے ہو؟"

اس شخص نے جس کے پاس چاقو تھا غراہٹ نما آواز میں صرف ایک لفظ کہا۔

"گرنگو۔"

"میرے خدا!" مورس نے دل ہی دل میں کہا اور پھر بولا۔ "میں ایک انگریز سیاح ہوں اور پیر اٹکینس جا رہا ہوں۔"

ریڈ انڈین نے بڑے خوفناک انداز میں سر ہلایا

"آخر بات کیا ہے؟ کچھ معلوم تو ہو۔" مورس نے کہا۔

عین اسی وقت ایک دوہرے بدن کا آدمی جس کے بال چکنے اور چمکدار تھے اور جس نے بیچ میں سے مانگ نکال رکھی تھی، ہوٹل کے دروازے سے باہر آیا۔ ریڈ انڈینوں کی بھیڑ کو چیرتا ہوا کار کے قریب پہنچا اور اپنے انگوٹھے سے ہوٹل کی طرف اور اپنے پیچھے اشارہ کر کے ہسپانوی زبان میں مورس سے پوچھا۔

"تم اس امریکی کے دوست ہو؟"

"کون امریکی؟"

"وہ پچھلے تین دنوں سے اسی ہوٹل میں ہے۔" اجنبی نے کہا اور شہادت کی انگلی سے اپنا ماتھا ٹھونک کر بولا۔ "اور پاگل ہے۔ تم اس کے دوست تو نہیں؟"

"نہیں میں کسی امریکی کو نہیں جانتا۔"

اجنبی سر جھکائے چند ثانیوں تک یوں خاموش کھڑا رہا جیسے کوئی

اہم فیصلہ کر رہا ہو۔

"نہیں تم گوڈا اگی واپس جاؤ گے" آخر کار اس نے فیصلہ سنایا۔

"میں گوڈا اگی واپس نہیں جا سکتا" موریس نے کہا اور پھر ڈرائیور کی طرف گھوم گیا "پیراٹنگیس پہنچا دینے کے لئے ہی میں نے تمہیں اتنی ساری رقم دی ہے"

ڈرائیور نے شانے اچکائے۔ "یہ ممکن نہیں"

"میں تمہیں مزید پچاس ڈالر دوں گا" موریس بولا "آج رات مجھے بہرحال پیراٹنگیس پہنچنا ہے"

ڈرائیور نے اپنا سر ہلایا۔

"میں نے کہا نا کہ یہ ممکن نہیں۔ بارش اور ماراپی نے سڑک تباہ کر دی ہے"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"انہی لوگوں نے بتایا ہے"

موریس نے ریڈ انڈینیوں کے جذبات سے عاری چہروں کی طرف دیکھا اور پھر ڈرائیور کی طرف گھوم گیا۔

"اگر تم مجھے پیراٹنگیس نہیں لے جا رہے ہو تو اس صورت میں تمہیں میرے بیس ڈالر واپس لوٹانے ہوں گے"

ڈرائیور نے فوراً اپنی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر بیس ڈالر موریس کے حوالے کر دیے۔ ریڈ انڈین موریس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہے تھے۔ وہ دفعتاً نرم پڑ گیا۔

"تم اسی وقت گوڈا اگی واپس جا رہے ہو؟" اس نے دوستانہ لہجے میں

ڈرائیور سے پوچھا۔

ڈرائیور اثبات میں سر ہلا کر ٹیکسی کی طرف چلا۔ موریس کا دماغ تیزی سے سوچنے لگا۔

"اس کا واپسی کا سفر تیز ہوگا۔ چونکہ اب اتار ہے اس لئے ٹیکسی کی رفتار تیز ہوگی اور وہ زیادہ سے زیادہ ڈھائی گھنٹے میں گوڈاگل پہنچ جائے گا اور اس کے بعد دو گھنٹوں میں پولیس کی جیپ یہاں ہوگی۔ چنانچہ اب میں صرف یہ کر سکتا ہوں کہ ڈرائیور کو جتنی زیادہ دیر یہاں روک سکتا ہوں روک رکھوں۔"

"آؤ بھئی آج تم میری طرف سے کچھ پی لو۔" اس نے ڈرائیور اور دوہرے بدن کے اجنبی سے کہا۔

وہ لوگ ہوٹل کے چوبی کمرے میں آ گئے جس میں پرانی بنچیں دیوار سے لگی رکھی تھیں اور کمرے کے عین بیچ میں ایک انگیٹھی دھواں اگل رہی تھی۔ ایک کونے میں دو عورتیں شطرنجی پر بیٹھی پیالوں میں سے کچھ چاٹ رہی تھیں۔ موریس ایک کونے میں بنچ پر بیٹھ گیا اور دوہرے بدن والا ٹیکولا کی ایک بوتل اور تام چینی کے تین آبخورے لے آیا۔ تینوں چند تانیوں تک خاموشی سے شراب پیتے رہے۔ ریڈ انڈین اسی کمرے کے بیشتر کونے میں کھڑے مکھیوں کی طرح بھنبھنا رہے تھے۔ دوہرے بدن والے نے اس بے چین کر دینے والی خاموشی کو توڑتے ہوئے موریس سے پوچھا۔

"سینور! تم پیرا ٹیگنس کیوں جانا چاہتے ہو؟"

"میں سیاح ہوں اور گزشتہ رات ہی ایک جہاز سے گوڈاگل کی بندرگاہ پر اترا ہوں۔"

"لیکن تمھارا سامان کہاں ہے؟"

"چوری ہو گیا"

دہرے بدن والے نے سر ہلایا۔

"امریکی نے بھی یہی کہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہاں کے لوگوں نے اس کا کل سامان چرا لیا۔ اب وہ ہمارے لئے ایک مصیبت بنا ہوا ہے۔ آج صبح ہی وہ ہوٹل سے نکل بھاگا اور ایک سور کو قتل کر دیا"

"سور کو!"

دہرے بدن والے نے پھر سر ہلایا

"یہاں لوگ اب اس سے تنگ آ گئے ہیں۔ چنانچہ اس امریکی کو اب سزا دی جائے گی"

"کہاں ہے وہ؟"

"اسی ہوٹل کے نیچے میں"

ریڈ انڈین اب خاموش ہو چکے تھے۔ اور انڈین جس کے پاس چاقو تھا چاقو کی دھار پر اپنا انگوٹھا پھیر رہا تھا۔

"کیا کرو گے تم اس امریکی کا۔؟" سورس نے شراب کا ایک بھرپور گھونٹ لینے کے بعد پوچھا۔

"اسے سزا دی جائے گی" دہرے بدن والے نے جواب دیا "اس نے ایک تگڑے اور اچھے سور کو قتل کر دیا ہے اور تم جانو اس گاؤں کے لوگ غریب ہیں"

"تم نے پولیس کو اطلاع دی ہو گی؟" سورس نے بظاہر لاپروائی سے پوچھا۔

"اس گاؤں میں پولیس کا صرف ایک آدمی ہے لیکن اس نے کھانا کچھ زیادہ ہی کھا لیا تھا چنانچہ وہ بیمار پڑا ہے اسے بدہضمی ہو گئی ہے اسے"

مورس نے شراب اپنے حلق میں انڈیل لی۔

"اس امریکی کو کیا سزا دوگے تم لوگ۔" اس نے پوچھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ دہرے بدن والا کوئی جواب دیتا اوپری منزل کے کسی کمرے میں سے کئی ایک چیزوں کے گرنے کی آواز اور کانچ کے ٹوٹنے کے چھناکے سنائی دیئے اور پھر کوئی بڑی خوفناک آواز میں چیخنے لگا۔ کونے میں کھڑے ہوئے ریڈ انڈین ان آوازوں کو سن کر سہم گئے اور خوفزدہ نظروں سے اوپر چھت کی طرف دیکھنے لگے۔ دہرے بدن والے کا منھ ایک دم سے کھل گیا اور وہ کان لگا کر سننے لگا لیکن اب کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی سوائے ہوٹل کی اولتی سے ٹپکتے ہوئے بارش کے قطروں کی آواز کے۔

ٹیکسی ڈرائیور اٹھ کر دروازے کی طرف چلا۔ مورس نے چھت کی طرف اشارہ کرکے پوچھا۔

"میں اس امریکی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اوپر جانے کا راستہ کہاں ہے؟"

"ہیں! تم اوپر جاؤگے!" دہرے بدن والے نے حیرت سے چیخ کر کہا "لیکن وہ پاگل تمھیں مار ڈالے گا۔"

"وہ شاید ایسی کوئی حرکت نہ کرے گا۔ کم سے کم میرے ساتھ نہ کرے گا۔"

دہرے بدن والے نے کمرے کے ایک عقبی دروازے کی طرف اشارہ کر دیا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک مختصر سا صحن تھا جس میں ایک عورت ایک کافی بڑے پیپے پر جھکی ایک لمبے اور موٹے ڈنڈے سے ان میلے کپڑوں کو ہلا رہی تھی جو پیپے میں بھرے ہوئے گرم پانی میں مردہ چیلوں کی طرح تیر رہے تھے۔ صحن میں کوئلوں اور پاخانے کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ بائیں طرف ایک چوبی زینہ تھا جو ایک برآمدے تک چلا گیا تھا جہاں دروازوں کی ایک

قطار تھی۔ مورس جب زینہ چڑھ رہا تھا تو اوپر سے پھر ایک زوردار دھما کا سنائی دیا اور ساتھ ہی ایسی آواز جو زخمی بھینسے کے ڈکرانے سے مشابہ تھی۔ مورس اب ذرا احتیاط سے آگے بڑھا اور ایک آواز نے انگریزی زبان میں کہا۔

"ربّ موسیٰ کے لئے چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔"

اور پھر یہ الفاظ ہچکیوں میں ڈوب گئے اور پھر کواڑوں پر لاتیں مارنے کی آواز سنائی دی۔ آواز برآمدے کے انتہائی سرے پر سے آرہی تھی۔

اور جب مورس اس طرف بڑھ رہا تھا جس طرف سے یہ آوازیں آرہی تھیں تو اس کے دماغ کی سطح سے صرف ایک خیال چپکا ہوا تھا اور وہ یہ کہ وہ اپنا ایک ساتھی تلاش کرلے۔ ایسا ساتھی جو پولیس کے پہنچنے سے پہلے اسے یہاں سے نکال لے جائے یا اس معاملے میں اس کی مدد کرے۔

مورس جب دروازے کے قریب پہنچا تو وہاں خاموشی تھی۔ نیچے صحن کے دروازے میں ریڈ انڈین پھنسے کھڑے تھے اور ان سب کے چہرے اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ چاقو والا ریڈ انڈین سب کے آگے تھا۔ مورس نے آہستہ سے بند کواڑوں پر دستک دی اور دستک کا جواب صرف دو فٹ دور سے ایک چیختی ہوئی آواز نے دیا۔

"چلے جاؤ یہاں سے حرام کے ڈاگو![1]"

"میں نہ حرام کا ہوں اور نہ ڈاگو۔" مورس نے کہا۔ "میں ولیمس ہوں اس لئے دروازہ کھولو۔"

خاموشی کا وقفہ رہا پھر چٹخنی کھولی گئی۔ کواڑ چند انچ کھلا اور ایک پیلی

---

[1] DAGO حقارت سے کسی ہسپانوی یا اطالوی شخص کو کہتے ہیں۔ (منظر الحق علوی)

آنکھ موریس کی طرف دیکھنے لگی۔ جس چہرے میں یہ آنکھ تھی وہ لمبوترا تھا اور ناک ہک نما۔ چہرہ پیچھے ہٹ کر غائب ہو گیا۔ موریس ایک دم سے دروازہ کھول کر کمرے میں گھس پڑا۔

وہ شخص دیوار کے قریب رکھی ہوئی چارپائی پر ٹانگیں اوپر اٹھائے بیٹھا تھا اس کی ٹانگوں کے نیچے ایک خالی بوتل لڑھکتی پھر رہی تھی اور کمرے کے فرش پر کانچ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ شخص ہانپ رہا تھا وہ موریس کی طرف دیکھکر مسکرایا۔

"ہی نفٹیے ہیں ہوں" اس کا لہجہ امریکنوں کا سا قطعی نہ تھا۔ "تو تم لعنتی ہسپانوی نہیں ہو پھر کون ہو؟ ویلس کے باشندے ہو اور پولیس کے آدمی ہو۔ ہیں۔؟"

وہ دبلا پتلا تھا۔ اس کے بال کالے تھے اور اس کے رخساروں پر ہلکا ہلکا سبزہ اگ رہا تھا۔ حالانکہ وہ کئی دنوں سے اس کمرے میں بند تھا لیکن اس کی داڑھی اس طرح بڑھی نہ تھی جس طرح کہ اسے بڑھنا چاہئے۔ اس نے خام کھال کے جوتے، گہرے رنگ کا کارڈورائے سوٹ اور خاکی رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی۔ موریس ایک قدم اس کی طرف بڑھا۔

"کون ہو تم۔؟" اس نے پوچھا

"افریقی۔ حرام افریقی"

"بکو مت اور بتاؤ کہ یہاں کیا کر رہے ہو۔"

"کیا کر رہا ہوں! ہپ! کیا کر رہا ہوں! پاگل ہوا جا رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ یقین نہیں آ رہا ہے میری باتوں کا۔ میں افریقی ہوں۔ سفید فام افریقی یہودی ـــــ سموئیل ڈیوڈ ریڈ وبٹ ـــــ یہ میرا نام ہے میں رہوڈیشیا میں سلسبری کا رہنے والا ہوں اور غلیظ ریڈ انڈ بینیوں اور حرامی ہسپانوی لوگوں

میں گھرا جھک مار رہا ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر دے کر آگے پیچھے جھومنے لگا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو تم؟" مورس نے پھر پوچھا اور ریڈ ربٹ سے دور ہی دور کھڑا رہا کیونکہ اسے خوف تھا کہ کہیں یہ پاگل یہودی اس پر حملہ نہ کر دے۔

"تین دن پہلے پیراٹکینس سے یہاں پہنچا ہوں۔" ریڈ ربٹ نے کہا۔ "کار میں چلا تھا۔ آتش فشاں کے پھٹنے سے راستہ بند ہو گیا۔ حرامی ریڈ انڈینوں نے مجھے لوٹ لیا۔ میرے کپڑے تک اتار لیئے گویا میں کوئی رنڈی تھا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ گاہک لوگ رنڈی کو بھی اس طرح ننگا نہیں کرتے۔ خیر تو ان حرامیوں نے ٹیکولا کی ایک بوتل دے کر مجھے بستر پر لٹا دیا اور جب میں بیدار ہوا تو مادر زاد تھا۔" اس نے رحم طلب نظروں سے مورس کی طرف دیکھا۔ "ایک کپڑا بھی میرے جسم نہ تھا گویا میں ابھی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہوں۔ نطفہ حرام میرا سب کچھ لے گئے۔ تین کیمرے جن کی قیمت پانچسو ڈالر سے کم نہ تھی۔ بٹوا اور سوٹ کیس سب لے گئے۔" یکایک اس پر دورہ سا پڑا اور وہ دوڑ کر دروازے کے قریب پہنچا اور دروازہ کھول کر چیخا۔ "غلیظ سورو! پچاس باپوں کی اولاد! رنڈیوں کے جنے! اگر ہمت ہے تو اوپر آؤ مجھے پکڑنے کے لئے۔"

اور مورس نے ادھ کھلے دروازے میں سے دیکھا کہ نیچے دروازے میں کھڑے ہوئے ریڈ انڈین ایک دم سے سہم کر اندر ہو گئے۔ ریڈ ربٹ برآمدے میں نکل آیا اور جنگلے پر دونوں ہاتھ ٹیک کر اور منہ اوپر اٹھا کر دیوانے کی طرح قہقہے لگانے لگا۔

"وہ لوگ خوف زدہ ہیں مجھ سے دیکھا بابا۔ دیکھا تم نے۔" وہ بولا۔

مورس نے کہا۔ "اس کے برخلاف تمہیں ان سے خوفزدہ ہونا چاہیئے۔ سنو

ریڈ ربٹ۔ تم ایک مصیبت میں پھنس گئے ہو۔ نیچے وہ لوگ تمھارے خلاف ایک سازش کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تم نے ان کے ایک سؤر کو قتل کر دیا ہے"۔

"سؤر!" ریڈ ربٹ نے کہا اور اپنے لنگے میں اڑسا ہوا خنجر گھسیٹ لیا اس کا پھل جمے ہوئے خون کی وجہ سے گندہ ہو رہا تھا " یہ دیکھو باپو سؤر کا خون۔"

"کیوں قتل کیا اس کو؟" مورس نے پوچھا

"اس سے نفرت تھی مجھے"

"ٹھیک ہے" مورس نے سر ہلایا "اور ان لوگوں کو جو نچلے کمرے میں ہیں، تم سے نفرت ہے وہ تمھارا خاتمہ کرنے جا رہے ہیں"

ریڈ ربٹ کمرے میں آ گیا۔ چند ثانیوں تک خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا اور پھر چیخا۔

"آنے دو سوروں کو، اگر ان میں ہمت ہو تو آجائیں میرا خاتمہ کرنے کے لئے۔ آئیں حرامی میں ان کا انتظار کر رہا ہوں"

"بکو مت۔ تم کسی کا انتظار نہیں کر رہے ہو بلکہ تم میرے ساتھ چل رہے ہو۔ ابھی اور اسی وقت"

اس نے اندھیرے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔ پچھلی دیوار میں کواڑوں والی ایک کھڑکی تھی جس میں باریک جالیاں جڑی ہوئی تھیں مورس کھڑکی کے قریب پہنچا اس کے کواڑ ایک انچ کے قریب کھولے اور دیکھا کہ کھڑکی کے عین نیچے کیچڑ کا ایک قطعہ سا تھا وہ ریڈ ربٹ کی طرف گھوم گیا جو خراٹوں کر چارپائی پر بیٹھا اپنے پیروں کے انگوٹھوں کو گھور رہا تھا۔

"اس گندی بستی سے نکلنے کے کسی راستے سے واقف ہو؟" مورس نے

پوچھا۔ "میرا مطلب ہے گوڈاگل جانے والے راستے کے علاوہ۔"

ریڈ ربٹ نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کوئی راستہ نہیں ہے۔" اس نے پھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا "حرامی آتش فشاں نے سارے راستے بند کر دیے ہیں۔ جاؤ بابا۔ شراب ہے آؤ اسی کا دور چلے۔"

مورس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے اس کے تقریباً عین نیچے کیچڑ میں لت پت ایک بڑی سی کار کھڑی ہوئی تھی جس کے پہیے ایکسلوں تک کیچڑ میں دھنسے ہوئے تھے۔ دیوار کے کونے پر سے چیاں سی آنکھوں والے دو چہرے مورس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ریڈ ربٹ! کیسی کار تھی تمہاری؟" مورس نے چارپائی کی طرف گھوم کر پوچھا۔

"اب کار کہاں۔ سالوں نے اسے بھی چرا لیا۔"

"کیسی کار تھی؟"

"کرائے کی۔" وہ کراہ کر بولا۔ "کچھ پینے کو لاؤ بابو ورنہ رب موسیٰ کی قسم میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

مورس نے بڑے سکون سے پوچھا۔ "چار نشستوں والی بھورے رنگ کی گاڑی تو نہ تھی؟"

"ہاں شیورلٹ گاڑی پچیس پیسو فی روز کے حساب سے لی تھی۔"

مورس نے سر ہلایا۔

"اس میں سر ہلانے کی کیا بات تھی بابو۔"

"تمہاری کار یہاں ہے۔ کھڑکی کے نیچے کنجیاں کہاں ہیں؟"

ریڈ ربٹ مورس کی صورت تکنے اور جلدی جلدی آنکھیں جھپکنے لگا۔

"کیا کہا بابو — ؟ پھر تو کہنا۔" وہ بولا

"کنجیاں" مورس چیخا "بیوقوف کار نیچے ہے اس کی کنجیاں لاؤ۔"

"کنجیاں!" ریڈ ربٹ گڑگڑایا "کیا کہا؟ کنجیاں! میں کچھ سن نہیں رہا ہوں بابا۔ یہ تو سالی۔ جیسے خاموش فلم چل رہی ہے۔ سب کچھ دیکھ رہا ہوں لیکن سنائی کچھ بھی نہیں دیتا۔"

اپنا غصہ دبانے کے لئے مورس نے مٹھیاں بھینچ لیں اور ریڈ ربٹ کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"دیکھو یار" وہ بولا "وقت بہت کم ہے۔ اپنی جیبوں میں دیکھو دوست کنجیاں ہیں کہ نہیں۔"

"جہنم میں جائیں سالی کنجیاں" ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔ "مجھے اپنے کیمرے چاہئیں وہ حرامی اٹھا لے گئے میرے کیمرے۔"

"کب ہوا یہ واقعہ؟"

ریڈ ربٹ نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا جو وقت کے ساتھ ساتھ تاریخ بھی بتاتی تھی۔

"تین دن پہلے میں اٹیکنس سے روانہ ہوا تھا" وہ بڑبڑایا۔

اگر ان لوگوں نے تمھیں لوٹ لیا ہے تو پھر وہ تمھاری گھڑی اور کار کیوں چھوڑ گئے؟" مورس نے پوچھا۔

ریڈ ربٹ کی آنکھوں کے کونے سرخ ہو گئے۔

"تم سوالات بہت زیادہ پوچھ رہے ہو۔ کون ہو تم؟ ہیں! تمھیں یہاں گھس آنے کی جرأت کیوں کر ہوئی؟ کس کی اجازت سے تم یہاں آئے ہو

نکلو یہاں سے۔ نکلو یہاں سے اسی وقت۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بشرے سے خوفناک جذبات عیاں تھے۔ موریس نے اس کی طرف ایک قدم بڑھایا۔

"یہ کیا پاگل پن ہے۔"

"پاگل پن! ٹھیک ہے۔" ریڈ ربٹ چیخا

اور ایک بار پھر اس نے اپنے ٹپکے سے خنجر کھینچ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ خنجر بلند کرتا موریس نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور اس کے جبڑے پر گھونسے برسانے لگا یہاں تک کہ ریڈ ربٹ گھٹنوں پر گر گیا۔

"کون ہو تم بابو" وہ بولا۔

اور پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں ملنے اور بچوں کی طرح رونے لگا۔

"چلو۔ اٹھو اب" موریس نے کہا۔

اس نے ریڈ ربٹ کو پکڑ کر اٹھایا اور اس کے ہاتھ سے خنجر چھڑا لیا ریڈ ربٹ نے اپنی زرد آنکھوں سے موریس کی طرف دیکھا ان میں نہ اب غصہ تھا اور نہ سرخی بلکہ التجا تھی۔

"رب موسیٰ کے لئے ـــ کون ہو تم؟" اس نے پوچھا

"تم یہ فکر نہ کرو کہ میں کون ہوں اور کون نہیں ہوں۔ بلکہ تم یہاں سے نکلنے کی فکر کرو۔ ذرا ٹھنڈے دماغ سے یاد کرو کہ تم نے اپنے کپڑے اور بٹوا کہاں گنوا دیا تھا۔"

"گم نہیں ہوئی ہیں یہ چیزیں بلکہ مجھے لوٹ لیا گیا ہے۔"

"چلو۔ یونہی سہی۔ اچھا اب اپنی جیب الٹ دو۔"

اور جب ریڈ ربٹ نے بڑی فرمانبرداری سے اس حکم کی تعمیل کی تو موریس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس کی جیبوں میں ایک خاکی رومال، ایک خالی بل فولڈر اور کم قیمت کے پچاس سکوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اس نے بڑی نفرت سے سکے کمرے کے فرش پر دے مارے۔

موریس ایک بار پھر کھڑکی کے قریب پہنچا اب دیوار کے کونے کے قریب تین ریڈ انڈین کھڑے ہوئے تھے۔

"ریڈ ربٹ! ہمیں اس کھڑکی سے نیچے چھلانگ لگانی ہے"۔ وہ بولا۔

"اگر قسمت نے یاوری کی تو ہم کنجیوں کے بغیر ہی کار اسٹارٹ کرلیں گے"۔

ریڈ ربٹ چارپائی پر سے اٹھ کر کھڑکی کے قریب آیا اور پھر اپنا لمبا جسم ذرا جھکا کر کھڑکی کی دہلیز پر جا بیٹھا دیوار کے کونے کے قریب کھڑے ہوئے ریڈ انڈینوں نے اسے دیکھا تو بھاگ گئے۔ ریڈ ربٹ نے چھلانگ لگادی اور وہ کار کے قریب کیچڑ میں بیچ سے گرا۔

موریس کے شانے چوڑے تھے چنانچہ اسے کھڑکی کے چوکھٹے میں سے نکلنے کے لئے ذرا دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال وہ بھی گھس بیٹھ کر باہر نکل آیا۔ ہاتھوں کے ذریعے نیچے لٹکا اور پھر کود پڑا۔ فوراً ہی قریب سے بہت سی آوازیں سنائی دیں موریس کار کے اس دروازے کی طرف بھاگا جو ڈرائیور کی نشست کی طرف تھا۔ دروازہ مقفل نہ تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا ریڈ ربٹ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کار کا چکر کاٹ کر دوسری طرف آیا اور اس طرف کا دروازہ کھول کر موریس کے قریب بیٹھ گیا۔

"ہڑ کا کھٹکا کہاں ہے؟" موریس نے پوچھا

"ایں!؟"

"ارے یار اسے کھولا کس طرح جاتا ہے۔"

"ہم تو سور کار نہیں لے گئے۔" ریڈ ربٹ بڑبڑایا

پھر وہ جھکا، قدموں میں بچھی ہوئی چٹائی کا ایک کونا اٹھایا اور موریس کے پیروں کے نیچے سے کوئی چیز نکال لی۔ یہ کنجیوں کا گچھا تھا۔

"تو تم جانتے تھے کہ کنجیاں یہاں تھیں۔" موریس چیخا

"کیا؟"

موریس نے ایک کنجی اگنی شن میں ڈال دی۔

"معاف کرنا باپو۔ میں ذرا گڑبڑا گیا تھا۔ ریڈ ربٹ بڑبڑایا

"کوئی بات نہیں۔" موریس نے کہا۔

اس نے کنجی گھما کر اسٹارٹر دبایا تو کار کا انجن فوراً ہی غرا کر بیدار ہو گیا۔ موریس نے دھندلے ونڈ اسکرین میں سے سامنے نظر کی۔ سامنے ریڈ انڈین جمع ہو رہے تھے۔ خدا جانے وہ کہاں سے نکل آئے تھے اور ٹیلیفون کے تاروں پر بیٹھے ہوئے کوؤں کی طرح ان کی تعداد میں دم بدم اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ کار کے پہیے کیچڑ میں گھومنے لگے فوراً کار جھٹکے لینے لگی۔ اور ریڈ انڈین آہستہ آہستہ کار کی طرف بڑھے موریس نے جلدی سے جھک کر کار کے چاروں دروازے مقفل کر دیئے۔ اس کے بدن پر پسینے کے ریلے رینگ رہے تھے وہ جانتا نہ تھا کہ ریڈ انڈینوں کے ارادے کیا تھے اور یہ وہ معلوم کرنا بھی نہ چاہتا تھا اس نے اپنا پیر اکسی لیٹر پر زور سے دبایا کار ایک جھٹکے کے ساتھ کیچڑ میں سے نکل کر آگے بڑھی اور کئی ریڈ انڈین خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ پڑے۔

موریس کار کو ہوٹل کے سامنے والی سڑک پر لے آیا۔ یہاں کیچڑ زیادہ گہری نہ تھی۔ ریڈ انڈین دیوانوں کی طرح چیخ رہے تھے اور کار کے پیچھے بھاگ

رہے تھے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن اب کار کے سامنے دوسرے انڈین جمع تھے وہ راستہ روکے ہوئے تھے۔

"کچل دو حرامیوں کو" ریڈ ربٹ چیخا

مورس نے کاران کی طرف دوڑا دی ریڈ انڈین چیخ کر ادھر ادھر ہو گئے سامنے بانس کے درختوں کا ایک جھنڈ تھا جس کے بانس آتش فشاں کی راکھ سے بھورے ہو رہے تھے۔ ریڈ انڈینوں کا آخری گروہ اس جھنڈ سے نکل آیا لیکن غراتی ہوئی کاران کی طرف آئی تو یہ گروہ بھی ٹوٹ کر بکھر گیا۔

"بہت عمدہ باپو۔ بہت عمدہ" ریڈ ربٹ نے خوشی سے اچھل کر کہا۔

"کیا عمدہ کام کیا ہے باپو"

"یہ جانتے ہو کہ ہم کہاں پر ہیں؟

"پہاڑ پر"

"نقشہ ہے تمہارے پاس؟"

"کچھ نہیں ہے۔ پوری طرح لٹ گیا ہوں"

"پہلے کبھی تم نے اس راستے پر سفر کیا ہے؟"

ریڈ ربٹ نے نفی میں سر ہلا دیا اور مایوسی سے چیخ کر بولا۔

"یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے"

"یہ تم نے کیسے کہدیا؟ کتنی دور تک گئے تھے تم؟"

"یاد نہیں بابا"

مورس نے ریڈ ربٹ کو فی الحال اس کے حال پر چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اس اخر لقی یہودی کی حالت اس وقت کچھ ایسی ہو رہی تھی کہ اس سے

کچھ بھی معلوم کرنا ناممکن تھا چنانچہ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ راستہ کھلا ہوا ہو۔

ان کی کار چڑھ رہی تھی اور بلند و بالا درختوں کے درمیان سے گزر رہی تھی جن کی ٹہنیاں آتش فشانی راکھ سے بھوری ہو رہی تھیں اور یہ درخت ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے جنگل کے بھوت اپنے ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوں فضا میں منڈلاتے ہوئے گندھک کے انجرات کار کی بند کھڑکیوں کی دراڑوں میں سے اندر گھس آئے اور موریس کی آنکھیں جلنے لگیں۔ ریڈ رٹ آگے کی طرف جھکا بڑی آواز سے کراہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے ریڈ رٹ؟" موریس نے کہا

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے، متلی ہو رہی ہے پچھلے تین دنوں سے مسلسل پی رہا تھا"

موریس نے خاموشی سے سر ہلا دیا

"ٹھیک سے یاد ہی نہیں کہ میں کہاں تھا۔ بہر حال میں اسی ہوٹل میں پہنچا اور ٹیکولا کی چند بوتلیں حاصل کرنے کے بعد خوش اور مطمئن ہو گیا"

"کیا کرنے آئے تھے تراتوبیل میں؟"

"ہیراٹیکنس سے آیا تھا"

"لیکن کیوں؟"

"ارے بابا ایک امریکی رسالے کے لئے استوائی جنگلوں کے چند فوٹو لینے تھے اور ان کے متعلق ایک مضمون لکھنا تھا۔ اور پھر اس حرامی آتش فشاں نے خاک دھول اگلنا شروع کر دی" اور وہ کھانسنے لگا یہ دمے کی کھانسی تھی "لیکن تم یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو؟"

"میں پیر اٹیکنس جا رہا ہوں۔"

"کیوں؟ وہاں تمھارے باپ دادا کی ہڈیاں گڑی ہوئی ہیں؟"

"میں گوڈا اگل کی پولیس سے بھاگ کر آیا ہوں۔"

"آ۔ اچھا! کیا کیا تھا تم نے؟ کیا کسی لڑکی کو......"

"پولیس کے ایک آدمی کو پیٹ دیا تھا۔"

"شاباش! تمھارا یہ کام مجھے پسند آیا بابو۔" ریڈ ربٹ چہکا "اب معلوم ہوا کہ میرا ہم سفر ایک عمدہ انسان ہے اور اب یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ تم میری کار میں سوار ہونے کے لئے اتنے بیتاب کیوں تھے۔"

مورس نے کوئی جواب نہ دیا وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ ریڈ ربٹ سو جائے۔

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔ سڑک بل کھاتی ہوئی ایک وسیع و عریض وادی کے بلند کنارے پر سے گزر رہی تھی اور اس کے دونوں طرف استوائی جنگل تھے۔ ریڈ ربٹ پھر شروع ہو گیا۔

"بڑے پہلوان ہو تم بابو اور گھونسے بازی میں ماہر۔ کیوں؟"

مورس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اس سالی ٹیکولا نے میری طبیعت خراب کر رکھی ہے ورنہ میں اسی وقت تمھیں مزا چکھا دیتا۔"

ریڈ ربٹ نے کہا۔ "یہ یاد رکھو بابو کہ آج تک وہ شخص پیدا نہیں ہوا ہے جو سیموئل ریڈ ربٹ پر گھونسے چلانے کے بعد صحیح سلامت اپنے گھر پہنچا ہو۔"

"جب ہم پیر اٹیکنس پہنچ جائیں گے۔" مورس نے کہا۔ "تو میں ٹیکولا کا ایک لبریز جام تمھیں اپنی طرف سے پلاؤں گا۔"

"ہوں! اس سے تو آدمی گدھے کا پیشاب ہی نہ پی لے۔ خیر لیکن باپو تمھیں کون سی بات اس جہنم زار میں لے آئی؟ عورت کا معاملہ؟"

"کسی حد تک"

"عورت اس قابل ہوتی ہی نہیں کہ آدمی اس کی خاطر دنیا تیاگ دے۔ عورتوں کی طرف سے خود میں بھی پریشان رہا ہوں۔ پہلی بیوی ــــ وہ کمبخت مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ دوسری بیوی ــــ اس نے میرے ساتھ رہ کر یکے بعد دیگرے دو بچے جنے اور پھر وہ مالزادی بھی مجھے چھوڑ گئی۔ یہ عورت کی ذات ہی بری ہے۔ مرد کی پسلی سے نکلی ہے نا۔ چنانچہ سیدھی چلتے چلتے ایک دم سے ٹیڑھی چلنے لگتی ہے۔"

"مجھے افسوس ہے۔" مورس بڑبڑایا

"افسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہر حال مجھے افسوس نہیں ہے اس زندگی میں باپو صرف دولت ہی سب کچھ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دولت سے مسرت اور سکھ نہیں خریدے جاسکتے سو باپو وہ لوگ بکتے ہیں میرے پاس اب ایک پھوٹی کوڑی تک نہیں ہے۔ اگر میں نے نوٹ امریکا بھیج دیئے ہوتے تو مجھے پندرہ سو ڈالر مل جاتے لیکن اب تو کچھ رہا نہیں بابا۔ سچ کہتا ہوں باپو طبیعت خراب ہو رہی ہے۔"

"نہیں تم اچھے ہو بالکل۔"

"تمھارے پاس تو روپیہ ہو گا۔؟"

"ہاں۔ تھوڑی سی رقم ہے۔" مورس نے تفصیل بتانا مناسب نہ سمجھا۔

"تھوڑی سی رقم سے کیا ہوتا ہے باپو۔ ایک اسکیم جانتا ہوں میں جو ہم جیسے دو آوارہ گردوں کو لکھ پتی بنا سکتی ہے۔"

"اس اسکیم سے میں بھی واقف ہوں۔" موریس نے کہا "کنوئیں کھودو
شاید تیل نکل آئے۔ کانیں کھودو شاید سونا مل جائے۔ میں ان اسکیموں
سے واقف ہوں دوست۔"

"تم ایک پاجی قنوطی ہو۔" ریڈ رٹ کا لہجہ تلخ نہ تھا۔ "عورت کی طرف
سے کسی جھگڑے میں پھنس گئے چنانچہ بھاگ کر یہاں آئے اور پولیس کے ایک
آدمی کو پیٹ ڈالا اور پھر یہاں پہاڑوں میں بھاگ آئے اور اب جانتے
ہو تم کہ کیا ہوگا؟ الّو اور بھگوڑے۔ سفید فام الّو۔"

"اچھا بھئی اچھا۔" موریس نے کہا۔

"تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔؟ ــــ ہیں!" ریڈ رٹ نے پوچھا "کیا
چاہیئے تمھیں۔؟"

"تنہائی اور سکون۔"

"تنہائی اور سکون بکواس ہے۔ میں بتاؤں کس چیز کی ضرورت ہے
تمھیں؟ عورت کی۔ ہاں عورت کی۔"

موریس کے ہاتھوں کی گرفت اسٹیرنگ پر سخت ہو گئی اس نے
گردن گھمائے بغیر کہا۔

"ریڈ رٹ تم سو جاؤ اب کیوں کہ تم اپنی باتوں سے میرا مزاج
خراب کرنے لگے ہو، ہاں گو ڈاگل بب پولیس کے اس آدمی نے بھی میرا
مزاج بگاڑ دیا تھا تو میں نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔

ریڈ رٹ نے گھور کر موریس کی طرف دیکھا۔

"یہ تم مجھے دھمکا رہے ہو باپو؟"

"نہیں تمھیں خبردار کر رہا ہوں ریڈ رٹ تم مجھے بور کر رہے ہو۔"

"بور کر رہا ہوں۔ کیا کیا ہے میں نے سوائے اس کے کہ اپنی باتوں سے تمھاری اکتاہٹ دور کرنے کی کوشش کی ہے؟"

"دیکھو یار ریڈ ربٹ" مورس نے کہا۔ "وہاں اس گاؤں میں تم ایک مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے اور میں نے تمھیں بچایا ہے اور اس وقت میں تمھاری کار میں سوار ہوں اور بس تمھاری یہی مہربانی میرے لئے کافی ہے۔"

ریڈ ربٹ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"یقین کرو باپو میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ اس ہوٹل سے نکال کر تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور اسی لئے میں تمھیں لکھ پتی بنانا چاہتا ہوں۔ تم جانو باپو۔ دس لاکھ ڈالر کی رقم حقیر رقم نہیں ہے۔"

مورس خاموش رہا۔

"سنو بابا۔ تم عورتوں کی وجہ سے جھگڑے میں ہو میں بھی اسی ذات شریف کی وجہ سے جھگڑے میں ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں میکسیکو میں میرا ایک پروفیسر دوست ہے۔ معاشیات کا ماہر ہے وہ ایک دفعہ وہ پورے تین دنوں تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا حکومت کی باگ ڈور چلاتا رہا اور پھر دوسرے اراکین نے لات مار کر اسے نکال دیا اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتا اور خود ہی اپنے کپڑے دھوتا ہے خیر تو اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر کوئی مرد مسلسل چھ مہینوں تک ایک ہی عورت کو برداشت کرتا رہے تو سمجھ لو اس شخص میں کوئی بنیادی نقص ہے۔"

"تمھارے اس پروفیسر کی عمر کتنی ہے؟"

"بہتر سال۔"

"اور تم کتنی بہاریں دیکھ چکے ہو؟"

"چونکہ میں اور میرا دماغ ایک بچے کا سا ہے" ریڈ رابرٹ نے کہا۔

اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ مورس بھی خاموش تھا اور کار ایک پہاڑ کے پہلو کا چکر کاٹ رہی تھی اور فضا میں گرد دھک کے انجرات گاڑھے ہو گئے تھے اور کھوری دھند میں تبدیل ہو کر چٹانوں اور درختوں سے خیالی جالوں کی طرح لپٹے ہوئے تھے۔

"بابو! مجھے غلط نہ سمجھو" ریڈ رابرٹ نے دفعتاً کہا۔ "کیوں کہ یہ بات مجھے پسند نہیں۔ بہت سے لوگوں نے مجھے غلط سمجھا ہے۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ مجھے ہر طرح کی سہولتیں میسر تھیں اور میرے لئے بہت سے مواقع فراہم تھے میرے والد نے ساٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے وہاں، افریقہ میں دو دفعہ خاصی دولت حاصل کی تھی لیکن دونوں ہی دفعہ لٹا بیٹھے سب کچھ۔ لیکن انھوں نے مجھے بہر حال تعلیم دلوائی۔ لوگ اپنی زندگی کا آغاز پستی سے کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ ترقی کی منازل طے کر کے بلندی تک پہنچ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ معاملہ الٹا ہوا میں نے اپنی زندگی کا آغاز بلندی سے کیا اور پستی تک پہنچا۔" اس نے ایک کھوکھلا قہقہہ لگایا۔ "ہات —— بہ کشش یہودی کی بیٹی کی بیٹی۔ چنانچہ میں اپنی سوئی قسمت جگانے جنوبی افریقہ پہنچا یہ سمجھ لو بابو کہ میں سفید فاموں سے کم نہیں ہوں بلکہ بہت حد تک سفید فام ہوں۔ لیکن رب موسیٰ جانے کہ کیا بات ہوئی بہر حال یہ حقیقت ہے کہ جنوبی افریقہ میں مجھے غلط سمجھا گیا یہ بتا دوں کہ میں سند یافتہ کان کن انجینیر ہوں چنانچہ جوہانسبرگ کے قریب میں نے ہیروں کی ایک کان میں کام شروع کیا۔ ہوائی جہاز چلانے کا لائسنس حاصل کیا اور بہت سا خشکا ریلی گیا۔"

اور ریڈ رابرٹ نے داد طلب نظروں سے مورس کی طرف دیکھا۔

"کاہے کا شکار کرتے تھے؟ بڑے جانوروں کا؟" مورس نے پوچھا
"ہر ایک کا شکار کیا ہے۔ انسانوں کا بھی اور جانوروں کا بھی۔ میں نصف میل کے فاصلے سے رائفل کی گولی، انسان کی کھوپڑی میں پیوست کر سکتا ہوں۔"

"شاباش۔ لیکن کبھی کسی انسان پر اپنی مہارت آزمائی ہے؟"
"ہاں۔ وہاں کانگو میں۔ لیکن یہ بعد کا واقعہ ہے۔"
"بعد کا؟"

"ہاں۔ اپنی پہلی بیوی سے شادی کرنے کے بعد کا واقعہ۔ میری عمر تیئس سال کی تھی۔ اور میری بیوی کی انیس سال کی۔ شادی کے پانچ ہی مہینے بعد اس نے طلاق کا مطالبہ کیا اور آخر کار طلاق حاصل کر لی۔ وجہ یہ بتائی کہ میں اس پر بہت زیادہ ظلم کرتا ہوں۔"

مورس ونڈ اسکرین میں سے سامنے کی دھند میں دیکھ رہا تھا۔ سڑک زیادہ سے زیادہ کیچڑ آلود تھی اور چکنی ہوتی جا رہی تھی۔ ریڈ ربٹ نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔

"اس کے بعد میں آزاد تھا۔ چنانچہ کینیا میں آوارہ گردی کرتا رہا۔ بہر حال میں کہیں بھی جاتا جنوبی افریقہ آخر میں ضرور پہنچ جاتا۔ ان لوگوں کے طریقے مجھے پسند تھے۔"
"کاہے کے طریقے؟"
"سیاہ فاموں پر مظالم ڈھانے کے۔ تم یار! حریت پسند تو نہیں ہو؟"
"تمہارے سامنے تو نہیں ہوں۔"
ریڈ ربٹ ہنسا۔

"تم بابو عجیب آدمی ہو۔" وہ بولا۔ "خیر تو تین برس بعد پہلے جوہنسبرگ میں ایک ملازمت مل گئی اور ایک انگریز لڑکی سے میری ملاقات ہوئی بعد میں معلوم ہوا کہ بے حد امیر تھی وہ اس کا باپ بڑا مشہور جوہری تھا۔ وہ میری محبت میں گلے گلے تک پھنس گئی۔ تم جانو بابو مجھ میں کوئی خاص مردانہ کشش ہے۔ لڑکی کے باپ نے اپنی فرم میں مجھے ملازم رکھ لیا۔ چار سو ڈالر تنخواہ کے علاوہ بڑے میاں نے ایک کار اور ایک مکان بھی مجھے دے دیا۔ اور ساتھ ہی خادموں اور خادماؤں کی پوری فوج بھی۔ اس لونڈیا سے دو بچے ہوئے۔ کچھ جاؤں یا بس؟ یہ سالا سفر تو بڑا ہی بیزار کن ہے۔"

"کہے جاؤ۔" موریس نے کہا

ریڈ رٹ کراہ کر بولا۔ "یہودا کی قسم اس وقت مجھے شراب کی ضرورت ہے —— بابو! میں نہیں کہہ سکتا کہ جھگڑا کون سی بات سے شروع ہوا بہرحال میں دو ایک بوتلیں تو چڑھا لیتا ہوں اس دن بھی چڑھائی تھیں چنانچہ میری بیوی کسی بات پر غصے ہو کر مجھے برا بھلا کہنے لگی اور چند باتیں ایسی کہیں جو مجھے پسند نہ آئیں۔ مثلاً غلیظ اور بے دین یہودی۔ خسرکے دو کا بھکاری اور جانے کیا کیا۔ مجھے غصہ آ گیا چنانچہ میں نے قینچی اٹھائی اور اپنی بیوی کا ایک دلفریب پستان کتر لیا۔"

موریس نے کانپ کر ریڈ رٹ کی طرف دیکھا۔ وہ بھی چور نظروں سے موریس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بہت بُرا کیا تھا یہ میں نے کیوں بابو؟ جوہنسبرگ کی پولیس کا بھی یہی خیال تھا چنانچہ اس نے مجھے جیل میں ٹھونس دیا اور مجھ سے چکی پسواتے رہے۔ مجھے ضمانت پر چھوڑ دیا گیا۔ میں گھر پہنچا تو دروازے میں تالا

پڑا تھا۔ مینا اڑ گئی تھی اور اپنے ساتھ دونوں بچوں کو بھی لے گئی تھی۔ چنانچہ میں اپنی بیوی اور بچوں کو لانے کے لئے سسرال پہنچا۔ وہاں میرے خسر نے فوراً پولیس بلائی نتیجہ یہ ہوا کہ میں پھر جیل میں تھا اور اس دفعہ میرا قصور صرف یہ تھا کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کو اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا اور وہ قانوناً میرے ہی تھے۔"

ریڈ رٹ نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر بادلوں میں تھوک دیا۔

"ایک سال تک جیل میں سرکار کی روٹیاں توڑتا رہا پھر باہر آیا ــــ دوسری بیوی نے طلاق حاصل کر لی وجہ وہی تھی جو پہلی بیوی نے بتائی تھی یعنی میں اس پر ظلم کرتا تھا۔ ان بڑے میاں کی رگ انتقام بھی بھڑکی اور اس نے اپنی دی ہوئی کار، گھر اور ملازم اور سب کچھ واپس لے لیا چنانچہ میں پھر مفلس تھا۔"

مورس کار ڈرائیو کر رہا تھا اور بے حد تھکن محسوس کر رہا تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے بابو؟" ریڈ رٹ نے پوچھا

"میں سمجھتا ہوں یار تم شادی کے قابل نہیں ہو یعنی ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو شادی کرتے ہیں۔"

ریڈ رٹ بے آواز ہنسی کے جھٹکوں سے بے تاب ہو کر کمر سے دوہرا ہو گیا۔

"تم یار بہت عمدہ آدمی ہو بابو۔ میں خوش قسمت ہوں کہ تم مجھے مل گئے تمہاری باتیں مجھے خوش کر دیتی ہیں۔"

مورس نے بے چینی سے ریڈ رٹ کی طرف دیکھا۔

"شادیاں آ گئے۔" ریڈ رٹ نے کہا۔ "بے حد دلچسپ زندگی گزری

ہے میری۔ جیل سے باہر آیا تو میں کٹانگا کی ایر فورس میں پائلٹ بن گیا اور
جب ہنگامے شروع ہوئے تو میں شومبے کی ہوائی فوج میں تھا دو سو
تنخواہ اور ٹیکس کچھ نہیں۔ بڑا مزا آیا۔ میں ہوائی جہاز درختوں کی عین
چوٹیوں پر سے لے جانے کی مشق کر رہا تھا مطلب یہ کہ میں ہوائی جہاز اتنے نیچے
اڑاتا تھا کہ جب میرا جہاز کرالوں پر سے گزرتا تو کافر بدحواس ہو کر اپنی
جھونپڑیوں میں سے نکل آتے اور پھر ایک دن میں ایک غلطی کر بیٹھا اس
دن بھی میں نے تھوڑی سی پی لی تھی چنانچہ ذرا سا گڑبڑا گیا اور ہوائی جہاز
ایک افریقی بازار میں اتار دیا۔ پانچ افریقیوں کا کچومر نکل گیا اور خود میری
ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی چنانچہ دیکھا بالیو ـــ محبت کے معاملے میں بدقسمت
لیکن موت کے معاملے میں خوش قسمت۔ اگر تم موت کی طرف سے بے پروا
رہو گے تو موت کبھی نہ آئے گی۔ وہ سالے جو بہت زیادہ احتیاط کرتے
ہیں ـــ پہلے اور جلد مرتے ہیں اور اب تو سالی کی مجھے پروا ہی نہیں یعنی
موت سے ڈرتا ہی نہیں۔ تم ڈرتے ہو بالیو؟"

"زیادہ نہیں ڈرتا" مورس نے جواب دیا

سامنے سڑک کیچڑ اور دھند میں غائب تھی۔ مورس کار کو بہت آہستہ
آہستہ ڈرائیو کرتا رہا اگر کوئی پیدل چلتا تو اس کی رفتار اس کار سے تیز ہوتی

"تو پھر کیا ہوا؟" اس نے پوچھا

"ہونا کیا تھا بالیو۔ لیو۔ این نے مجھے سڑی ہوئی ہڈی کی طرح نکال
پھینکا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اب افریقہ میں میرا کوئی کام نہیں۔ سفید فام
ہر جگہ پس رہے تھے سوائے جنوبی روڈیشیا کے جو بہت چھوٹا تھا ـــ اور
پھر جنوبی افریقہ میں سموئیل ریڈروبٹ بہت زیادہ بدنام ہو چکا تھا اور

اس کا نام ایک زبردست گالی تھا۔ کس کے لئے؟ شاید پوری نسل آدم کے لئے۔ چنانچہ میں جنوبی امریکا آگیا اور روزی روٹی چلتی رہی۔ تم جانو بابو ذرا احمق بھی کیمرے کا کھٹکا دبا کر تصویریں لے سکتا ہے۔"

"لیکن اب تم کیا کرو گے؟"

"لکھ پتی بنوں گا بابو۔ سچ کہتا ہوں —— یعنی مذاق نہیں کر رہا ہوں ہم دونوں دس دس لاکھ نہ حاصل کریں تو میرے منہ پر تھوک دینا بابا۔ میں مدد کروں گا تمھاری۔ بس پیراٹکینس پہنچنے کی دیر ہے۔"

"تم یار کچھ دیر کے لئے سو کیوں نہیں جاتے؟" موریس نے کہا "تم جانو کچھ دیر بعد تمھیں کار ڈرائیو کرنی ہوگی۔"

اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ پیراٹکینس پہنچنے کے بعد ریڈ رٹ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ اسے احساس تھا کہ اگر وہ اس شخص کے ساتھ ہی رہا تو وہ موریس کو جلد یا بدیر ایک نہ ایک مصیبت میں پھنسا دے گا۔"

"تو بابو وہ دس لاکھ کی رقم" ریڈ رٹ کہہ رہا تھا "دس لاکھ بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی تو کیا خیال ہے یار؟"

"بھوک معلوم ہو رہی ہے کچھ کھا لیں؟" موریس نے کہا۔

وہ اب پہاڑ کی ڈھلان پر سے اتر آئے تھے اور گندھک بھری دھند سے بھی نکل کر ایک مختصر سے نشیبی گاؤں میں آ گئے تھے۔ یہ گاؤں استوائی جنگل کے درمیان چھپے ہوئے ایک میدان میں بسا ہوا تھا اور اس میدان میں اور گاؤں کے چاروں طرف خودرو مگر خوبصورت پھولوں کی جھاڑیاں

تھیں پچھلے تین گھنٹوں سے وہ راکھ اور کیچڑ کے گویا دریا میں سفر کر رہے تھے اگر وہ ٹیکسی ہوتی جس میں مورس گوڈا اگل سے سوار ہوا تھا تو اس کیچڑ اور راکھ میں کہیں راستے میں ہی دھنس کر رہ گئی ہوتی۔ لیکن —— مورس نے سوچا —— پہاڑوں پر سے ایوالانش کی طرح دھنستی ہوئی کیچڑ پولیس جیپ کو روک سکے گی یا نہیں؟

مورس اور ریڈ ربٹ گاؤں کے چھوٹے سے کیفے کے برآمدے میں چوبی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کیفے کی بیرونی دیوار پر کوکا کولا کے اشتہار لگے ہوئے تھے ان دو کے علاوہ ایک تیسرا گاہک بھی برآمدے میں بیٹھا ہوا تھا اور جس کی آنکھیں پھولی ہوئی تھیں۔

بارش تھم گئی تھی، بادل چھٹ گئے تھے اور چمکیلی دھوپ کیفے کے سامنے والے چوک میں پھیل گئی تھی۔ کیفے کے پچھواڑے پہاڑوں کی چوٹیاں بھورے اور سفید بادلوں میں گم تھیں اور یہ وہ فصیل تھی جو مورس کو اس دنیا سے الگ کر رہی تھی جس سے وہ بھاگ کر آیا تھا۔ سب کچھ پہاڑوں اور بادلوں کی اس دیوار کے دوسری طرف تھا۔ وہ افسر جو اس کے ہاتھوں پٹ چکا تھا، وہ پولیس جو اسے تلاش کر رہی تھی ہوٹل، جہاز، لندن، ملازمت حتیٰ کہ اس کی بیوی لاورا بھی —— ہاں یہ سب کچھ دوسری طرف چھوٹ گیا تھا اور مورس پہاڑوں کی طرف دیکھ دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ اب وہ ایک دوسری ہی دنیا میں آچکا تھا۔ ایک اجنبی دنیا میں۔

وہ دونوں شوربہ پی رہے تھے اور ابلے ہوئے مٹر کھا رہے تھے اور ہر لقمے کے بعد کالے رنگ کی کڑوی کافی کا ایک گھونٹ لے لیتے تھے ریڈ ربٹ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو چکی تھی اور وہ اپنی غلیظ بھوری آنکھوں سے

کیفے کے سامنے والے میدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سامنے سرخ وسفید نیچی چھت والے مکانات تھے اور ان کے بعد ایک سطح مرتفع۔ پیرا ٹکنس اسی طرف تھا لیکن پچاس میل دور تھا

موریس نے برآمدے میں اپنی نگاہیں دوڑائیں۔ وہ پھولی ہوئی آنکھوں والا شخص ٹکٹکی لگائے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے گھٹنوں تک آتے ہوئے جوتے پہن رکھے تھے۔ کمر سے پٹکا بندھا ہوا تھا جس میں پستول اڑسا ہوا تھا اور کندھے سے کمر تک کارتوسوں کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"کون ہے یہ الّو کا پٹھا؟" موریس نے سر سے اس کی طرف اشارہ کیا

ریڈ ربٹ نے پھولی ہوئی آنکھوں والے کی طرف دیکھا

"گاؤں کی پولیس کا آدمی ہے" ریڈ ربٹ نے کہا۔ "بے ضرر بندہ ہے"

"تمھارے خیال میں گوڈاگل کی پولیس یہاں اطلاع بھیج سکتی ہے؟"

"ہاں بشرطیکہ یہاں وائرلیس ہو جو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں نہیں ہے وائرلیس تو خیر دور کی بات ہے یہاں تو ٹیلیفون بھی نہیں ہے" ریڈ ربٹ مسکرایا "ڈر رہے ہو بالیو؟"

"پیرا ٹکنس پہنچنے کے بعد میں بے فکر ہو جاؤں گا"

"یقیناً ہو جاؤ گے کیونکہ میں خود تمھاری خبر گیری کروں گا۔ جانتے ہو بالیو کہ میں تمھیں پسند کرنے لگا ہوں؟ تم اپنے طور پر من چلے اور بیباک قسم کے آدمی ہو اور ایسے لوگوں کو میں پسند کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تمھیں کچھ بنا دیں گے۔ یعنی میں اور کپتان لیونارڈ اسٹائپس۔ کپتان کو تمھارے ہی جیسے بے دھڑک شخص کی تلاش ہے۔"

"یہ کیا ہانک رہے ہو تم؟" موریس نے کہا۔ وہ نڈھال کر دینوالی

تھکن محسوس کر رہا تھا۔

"میں ہانک یہ رہا ہوں بابو کہ کپتان لیونارڈ کس طرح تفصیل سے ہمیں سمجھائے گا کہ ہم کس طرح لکھ پتی بن سکتے ہیں۔"

"واہ! لیکن یہ کون بزرگ ہیں ــــ یہی کپتان صاحب؟" مورس کی آواز تھکی ہوئی تھی۔

"تمھارے ہم وطن ہیں۔ زندہ لاش ہے۔ جنگ عظیم کے بعد یہ حضرت قونصل کا کچھ بن کر پیرا ٹیلنس تشریف لائے تھے لیکن ابھی چند برسوں پہلے چند ایسے معاملات میں ٹانگ اڑا بیٹھے جو حکومت برطانیہ کو پسند نہ تھے چنانچہ لات مار کر قونصل سے نکال دیے گئے۔"

"مثلاً کیا معاملات تھے وہ؟"

"یہ تو بابا میں نہیں جانتا۔" ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔ "البتہ افواہ ہے کہ حکومت برطانیہ یہاں سے برآمد کی جانے والی دھاتوں پر کچھ رعایت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ حضرت کپتان لیونارڈ بیچ میں تھے لیکن تم جانو بابو روپیہ بری بلا ہے چنانچہ کپتان صاحب روپیہ جوڑنے کے سلسلے میں خود مادر وطن سے چار سو بیس کر بیٹھے۔"

"لیکن میں اس میں کہاں پھنستا ہوں؟"

"سنو تو سہی بابا۔ دو مہینے پہلے کپتان لیونارڈ کوہ ہائرہ کے اس پار یعنی جنوب کی طرف ایک مہم پر روانہ ہوا تھا۔ سلسلہ کوہ کے دوسری طرف دلدلیں ہیں زبردست۔ کپتان نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی لیکن اس وقت مجھے 'ری او' جانا تھا۔ چنانچہ کپتان نے مجھے یہ نہ بتایا کہ وہ ان خطرناک اور زہریلی دلدلوں میں کیوں جا رہا تھا۔ اس وقت تک

کچھ نہ بتایا جب تک کہ میں اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہو گیا۔ چنانچہ اس سے یہ بات تو بالو تم نے سمجھ ہی لی ہو گی کہ اس خوبصورت ملک میں ہم ایک دوسرے پر کس قدر اعتبار کرتے ہیں۔"

"خیر۔ تو چونکہ میں جا نہ سکا اس لئے کپتان نے ہینری پیٹر نامی ایک نوجوان کو اپنے ساتھ لے لیا۔ ہینری جرمن تھا۔ میں اس سے ملا نہ تھا اور نہ آئندہ کبھی مل سکوں گا۔ وہ مر چکا ہے۔ کپتان کی اس مہم کی پوری داستان میں نے پانچ دنوں پہلے سنی تھی۔ یعنی پیبراٹیکنس سے روانہ ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے اتفاقاً کلب میں میری ملاقات کپتان سے ہو گئی۔ عجیب اداسی برس رہی تھی اس کے چہرے سے اور اس نے اپنی مہم کی جو داستان سنائی وہ بڑی ہی وحشت انگیز تھی اس نے بتایا کہ کس طرح وہ اور ہینری کوہ ہائر کے دوسری طرف ترانو کے علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں زیادہ تر جنگل اور دلدلیں ہیں اور ایک رات کیا ہوا کہ ہینری کیڑے مکوڑوں اور مچھروں کو دور رکھنے والی دوا اپنے جسم پر چھڑکنا بھول گیا نتیجہ یہ ہوا کہ دس منٹ میں ہی کئی ہزار مچھر اس پر ٹوٹ پڑے اور کاٹ کاٹ کر اس کا پورا جسم لال بوٹی اور کپا بنا دیا۔ مارے تکلیف کے ہینری اپنے آپ میں نہ رہا چنانچہ اس نے بندوق کی نالی اپنے منہ میں رکھ کر لبلبی دبا دی۔ دھڑاک سے اس کی کھوپڑی اڑ گئی۔"

"چنانچہ بیچارے کپتان کو اکیلے ہی واپس آنا پڑا لیکن اس کی یہ مہم سراسر ناکام تو نہ رہی بالو اس نے کہا کہ اسے دلدلوں میں بہر حال کوئی چیز مل گئی ہے۔ ایک ایسی چیز جو اسے لکھ پتی بنا سکتی ہے۔"

"اس نے تمھیں یہ بتایا کہ وہ کیا چیز ہے؟"

"نہیں - یہ بڑھا سالا بڑا ہی چلتا پرزہ ہے - آدھی بوتل اس کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہے لیکن پھر بھی اس کی زبان نہیں کھلتی چنانچہ جب میں واپس پیراٹیکس پہنچوں گا تو وہ تفصیل سے سب کچھ بتا دے گا - تم جانو کپتان واپس ان دلدلوں میں جانا چاہتا ہے لیکن اس دفعہ بڑے منظم طریقے سے - چنانچہ اس دفعہ وہ اپنے ساتھ ایک سے زیادہ آدمیوں کو لے جانا چاہتا ہے کہ، بقول اس کے احتیاط کا تقاضہ یہی ہے - اب چونکہ معاملہ یوں ہے بالو تو میں کیوں نہ تمھارا ہی نام پیش کر دوں - کیا خیال ہے ؟"

"میرا کیا خیال ہو سکتا ہے ؟"

"پھر بھی ؟"

"مجھے تو یہ ایک الجھی دماغ کی اپج معلوم ہوتی ہے - بہرحال پہلے تو ہمیں پیراٹیکس پہنچنے کے متعلق سوچنا ہے اور یہ سامنے بیٹھا ہوا اور پھولی ہوئی آنکھوں والا موٹا میرے اعصاب پر سوار ہونے لگا ہے اور میں اس کی طرف سے قطعی مطمئن نہیں ہوں -"
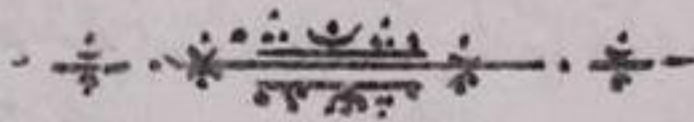
تیسرا باب

ابوالہول

اسی دن کی رات کو بین مورس پیراٹمکینس کے بازار "پلازا میئر" کے ایک ہوٹل میں بیٹھا ان لڑکیوں کو گھور رہا تھا جو باریک لباس پہنے مسلسل آجا رہی تھیں۔ مورس ریڈ رٹ کا انتظار کر رہا تھا اور باہر آسمان پر کالے بادل منڈلا رہے تھے۔

اس وقت رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے لیکن ریڈ رٹ اب تک نہ آیا تھا حالانکہ وہ آٹھ بجے آنے کا وعدہ کر کے گیا تھا اور مورس اب اس پر بے حد غصہ کرنے لگا تھا۔ اسی سہ پہر کو وہ پیراٹمکینس پہنچے تھے اور وہاں پہنچتے ہی ریڈ رٹ کا وہ پاگل پن دور ہو چکا تھا جو اس پورے سفر میں اس پر حاوی رہا تھا چنانچہ اس نے بڑی سنجیدگی اور عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مورس سے کہا تھا کہ اس کا بے دھڑک کسی ہوٹل میں چلے جانا مناسب نہیں کیونکہ ممکن ہے پانچ ہی منٹ بعد وہ پولیس کے آدمیوں میں گھرا ہوا ہو۔ اس نے کہا تھا کہ گرڈ اگل کی پولیس پیراٹمکینس کے ہیڈ کوارٹر کو یقیناً مطلع کر چکی ہوگی کہ ایک انگریز سرکاری افسر کو گھونسے مار کر فرار ہوا ہے

چنانچہ ــــ ریڈ ربٹ نے کہا تھا ــــ وہ مورس کے قیام کے لئے کوئی محفوظ جگہ تلاش کرے گا اور پھر وہ کپتان لیونارڈ اور کٹھ پتی بننے کی اسکیم کے متعلق کچھ بڑبڑاتا ہوا واپس آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا تھا اور مورس نے اس کا انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور وہ اب بھی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اس وقت مورس مطمئن تھا اور فرحت محسوس کر رہا تھا وہ میونسپلٹی کے ایک غلیظ غسلخانے میں جس کی نالی میں بالوں کے گچھے پھنسے ہوئے تھے، بہت دیر تک مل مل کر نہایا تھا، حجامت بنوا چکا تھا ایک سوتی قمیص اور ایک بے ڈھنگا سوٹ خرید کر پہن چکا تھا اور ان لوازمات پر اس کے کل پچاس ڈالر خرچ ہوئے تھے۔

شام کے ابتدائی حصے میں ایک شخص ایک عجیب قسم کی مشین لے جس میں ایک فولادی دستہ لگا ہوا تھا ہوٹل میں آیا تھا اور ایک ایک میز کے قریب جا کر چند سکنڈ کے لئے کھڑا رہا تھا۔ کبھی کبھی کوئی شخص اٹھتا ایک سکہ مشین والے کو دیتا۔ چند سکنڈ تک مشین کے دستے کو اپنی مٹھی میں لیتا اور پھر اسے چھوڑ دیتا۔ مورس نے بھی ایک سکہ دے کر مشین کا دستہ اپنی مٹھی کی گرفت میں لے لیا تھا اور فوراً ہی ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ بجلی کی تقویت بخش رو اس کے رگ و ریشے میں دوڑ گئی تھی۔ بجلی کی اس رو کا مقصد دن کی گرمی سے پیدا شدہ سستی اور بے حسی کو دور کرنا تھا۔ چنانچہ اس جھٹکے نے مورس کی بھی تکان بہت حد تک دور کر دی تھی اور وہ سوچنے لگا تھا کہ یوں تفکرات اور اداسی کے بھنور میں غوطے کھانے کی بہ نسبت سفر اور مہم کی تکلیف اور سختیاں برداشت کرنا بہتر رہے گا۔

ایک حبشی، جس کی ٹانگیں نہ تھیں، ایک پہیے لگے تختے پر بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھوں سے تختے کو اِدھر اُدھر ڈھکیل کر لاٹری کے ٹکٹ بیچ رہا تھا چوک کے دوسرے سرے پر اور ایک بڑے سے اداس گرجا کے قریب دفعتہً بجلی کا ایک سرخ اشتہار روشن ہو گیا۔ اور موریس کو یاد آیا کہ اب اس کے پاس صرف ساٹھ ڈالر اور چند پیسو رہ گئے تھے۔ سفری چیک اب شاید وہ بھنا نہ سکے گا۔ اس کے قیام کا اب تک کوئی ٹھکانہ نہ تھا اور ریڈ ربٹ اب تک واپس نہ آیا تھا۔ اور وہ اشتہار، جس نے موریس کو ڈالروں کی یاد دلا دی تھی "نیاگرا ٹراویل ایجنسی" کا تھا۔

برٹش قونصل کا دفتر تو بہر حال تھا ہی اور وہ وہاں جا سکتا تھا۔ اگر وہ چند برسوں پہلے پیرا ٹکنس پہنچا ہوتا تو اس وقت اسے کسی اور کے نہیں بلکہ خود لیونارڈ اسٹائیں کے پاس جانا پڑتا۔ یہ خیال آیا تو موریس نے سوچا ایک شگون ہو سکتا ہے۔ نیک یا بد؟ یہ اسے معلوم نہ تھا۔

نیاگرا اشتہار بڑے ہی عجیب تمسخر اور کھلا لینے والے انداز میں اسے آنکھیں مار رہا تھا اور بے ٹانگوں والا حبشی چیخ چیخ کر لاٹری کے ٹکٹ فروخت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ موریس سوچنے لگا کہ کیر کاس یا ری او بذریعہ ہوائی جہاز پہنچنے میں کیا خرچ آئے گا؟ لیکن پھر ویزا حاصل کرنے کے لئے پورا ایک دن درکار ہو گا اور تب تک شاید وقت نکل چکا ہو۔

پونے دس بج گئے اور ریڈ ربٹ اب تک واپس نہ آیا تھا۔ موریس نے کافی کا بل ادا کیا اور چوک میں سرگشتی کرنے لگا۔ ایڈ انڈینوں کا ایک پورا جلوس کا جلوس، اس کے قریب سے گزرا جو تختوں پر سینڈ وچ جائے نائٹ کلب کی طرف جا رہے تھے۔ بازار کے نکڑوں پر پولیس گشت کر رہی

تھی۔ دو دو اور تین تین کی ٹکڑیوں میں۔ بناگرا کے دفتر کے قریب پولیس
کے دو آدمی کھڑے ہوئے تھے موریس ان کے قریب سے سر جھکا کر نکلا چلا
گیا اور دروازہ کھول کر دفتر کے ایر کنڈیشنڈ ہال میں داخل ہو گیا۔ وہاں
پولیس کا ایک تیسرا آدمی کھڑا دانتوں سے اپنے ناخن کتر کتر کر تھوک
رہا تھا۔

کاونٹر کے پیچھے اور سفید سفید ٹیلیفونوں کے سامنے بہت سی لڑکیاں
بیٹھی ہوئی تھیں۔ موریس نے ان میں سے وہ لڑکی منتخب کی جو سب سے
زیادہ حسین تھی۔ سنہرے بالوں، ملائم اور سفید جلد اور ستواں ناک والی
لڑکی۔ موریس سیدھا اسی کی طرف چلا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں
کاونٹر پر ٹیک کر اپنی ان گھڑ ہپانوی میں بولا۔

"میں پیراٹیکش سے جتنے جلد ممکن ہو رخصت ہونا چاہتا ہوں۔"
لڑکی مسکرائی۔ "آپ اجازت دیں تو میں انگریزی میں آپ سے
گفتگو کروں؟"

ایک لمحے تک موریس بت بنا لڑکی کی صورت تکتا رہا۔
"آپ بھی انگریز ہیں؟" آخر کار اس نے خوشی سے جھوم کر احمقانہ
سوال پوچھا۔

"جی ہاں۔" لڑکی نے جواب دیا

"شکر ہے۔"

"وہ پھر مسکرائی۔ "آپ کہاں جائیں گے؟"

"کہیں بھی ——— لیکن فوراً۔"

"اوہ" لڑکی نے اپنی ناک اچکائی اور موریس کا جائزہ لینے لگی۔

مورس لڑکی سے نظریں نہ ملا سکا چنانچہ وہ اس کے پیچھے دیوار سے ٹنگی ہوئی صدر جمہوریہ کی تصویر کی طرف دیکھنے لگا۔ صدر جمہوریہ کے چہرے پر عجیب طرح کی کرختگی تھی اور اس کی آنکھیں گویا مورس سے کہہ رہی تھیں ——— مسٹر مورس! تم نے میرے ایک سرکاری آدمی کو پیٹا ہے چنانچہ یہاں تمہاری ضرورت نہیں۔ فوراً نکل جاؤ میرے ملک سے۔

لڑکی کہہ رہی تھی "ٹی ڈبلیو۔ اے کا ایک جہاز رات کے گیارہ بجے کراکس کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ ہوائی اڈے تک جانے والی بس کا لے ایکال سے دس منٹ میں روانہ ہونے والی ہے۔ اگر آپ کا سامان آپ کے ساتھ ہی ہے تو آپ بس پکڑ سکتے ہیں۔"

"میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے۔" وہ بولا "اور میرے پاس ویزا بھی نہیں ہے۔"

"اوہ۔" لڑکی نے کہا اس کے چوڑے چہرے سے کسی بھی قسم کے جذبات کا اظہار نہ ہوا۔ "آپ کو آج ہی رات جانا ہے؟"

"بالکل۔"

لڑکی سر جھکا کر ہوائی جہازوں کی روانگی کا ٹائم ٹیبل دیکھنے لگی اور مورس نے دیکھا کہ اس کے بھورے بال تانبے کی طرح چمک رہے تھے لڑکی نے سر اٹھایا۔

"مجھے افسوس ہے کہ آج رات اس ایک کے علاوہ کوئی دوسرا جہاز روانہ نہیں ہو رہا ہے البتہ کل پناگرا کا ہوائی جہاز کنگز ٹن جائی کا اور پھر لندن کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔"

"کرایہ کتنا ہوگا؟"

"ایک منٹ" اس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک وزنی لیجر نکالا۔ "آپ کرایہ سٹرلنگ میں ادا کر رہے ہیں؟ تو پھر کنگز ٹن تک فی کس سینتالیس پونڈ اور پھر لندن تک اکیس پونڈ آٹھ شلنگ۔"

"میں لندن سے تو آیا ہی ہوں۔"

"اوہ!" وہ سورس کی صورت تکنے لگی۔ "بہرحال آپ جمائی کا تو جا سکتے ہیں۔"

"کتنے بجے روانہ ہونا ہے۔"

"سہ پہر کے تین بجے۔ لیکن پہلے مجھے یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ کے لئے ایک آدھ جگہ ہے بھی یا نہیں۔ آپ اکیلے جا رہے ہیں۔؟"

سورس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سوچنے لگا "خاصی حسین لڑکی ہے جس نے غالباً آزاد رہنے اور دنیا گھومنے کے لئے سب کچھ تج دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے پیرا ٹمکینی جیسا بے کیف اور دور افتادہ شہر کیوں پسند کیا؟۔ اور یکایک اسے اس کی ذات سے دلچسپی پیدا ہو گئی اور وہ اسے اپنے ساتھ باہر لے جانے کے لئے بے تاب ہو گیا کہ وہ اسے اپنی طرف سے شراب پلائے اور اس کی زندگی کی پوری داستان خود اسی کی زبانی سن لے۔

لڑکی کہہ رہی تھی۔ "صاحب آپ اسی وقت اپنی سیٹ بک کروانا چاہتے ہیں۔؟"

"دفتر بند کتنے بجے ہوتا ہے؟"

"دس بجے۔"

"دیوار پہ لگی ہوئی گھڑی میں دس بجنے میں تین منٹ باقی تھے۔ ہاں

لوگوں سے خالی ہونے لگا تھا۔

"کاسے ایجال کا رٹمینس رات تین بجے تک کھلا رہتا ہے" چند تانیوں بعد لڑکی نے اضافہ کیا۔

"اچھی بات ہے بک کر لیجئے" موریس نے کہا۔

لڑکی نے ٹیلیفون پر سے ریسیور اٹھایا

"معاف کرنا صاحب آپ کو کرایہ اسی وقت ادا کرنا ہوگا۔ یہ قاعدہ ہے صاحب"

موریس نے سفری چیک برآمد کرنے کے لئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال دیا لیکن ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ دو آنکھیں اسی پر مرکوز ہیں۔ اس نے اپنے دیدے گھما کر دیکھا۔ اس کا اندازہ غلط نہ تھا۔ ہال میں کھڑا ہوا پولیس کا آدمی اب دانتوں سے اپنے ناخن نہ کتر رہا تھا بلکہ غور سے موریس کی طرف دیکھ رہا تھا موریس نے سوچا کہ برطانوی سفری چیک اس وقت جیب سے نکالنا مناسب نہیں وہ فوراً لڑکی کی طرف گھوم گیا۔

"سنیے! میں کل آکر بک کرا لوں گا" اس نے کہا اور پھر جلدی سے بولا۔ "دفتر بند کر کے آپ میرے ساتھ کچھ پینے کیوں نہ چلی چلیں؟"

"ہاں ہاں. کیوں نہیں" لڑکی کی آواز میں نہ غصہ تھا نہ حیرت اور نہ بے چینی بلکہ ایک سمجھ میں نہ آنے والے اطمینان کی جھلک تھی۔ لڑکی کی کہنی کے قریب ٹیلیفون بجنے لگا۔ "ایک منٹ"

موریس پھر سوچ رہا تھا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لڑکی اس جہنم میں کیا کر رہی ہے؟ شاید وہ بھی میرے متعلق یہی سوچ رہی ہے۔ غالباً یہاں اس کا کوئی یار ہوگا۔

لڑکی ٹیلیفون پر بڑی شستہ و رفتہ ہسپانوی بول رہی تھی۔ پولیس کا آدمی موریس کی طرف آرہا تھا۔ اس کے جوتے خنک مرمر کے فرش پر بڑی آواز سے بج رہے تھے ہال میں اب کوئی نہ رہ گیا تھا سوائے موریس اور پولیس کے اس آدمی کے۔

لڑکی نے ریسیور رکھدیا: "آپ ٹھہرئیے میں ذرا اپنا حلیہ درست کر لوں۔"

پولیس کے آدمی نے قریب آکر موریس کے کندھے پر ہاتھ رکھدیا
"پار فیور۔ سینور!" وہ بولا

پولیس کے آدمی کی آنکھوں سے بے رحمی کے جذبات عیاں تھے اور وہ نیچی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا۔ جس کا ایک لفظ بھی موریس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا۔ اس کی مشکل لڑکی نے آسان کی۔ اس نے پولیس کے آدمی سے کچھ کہا تو موخرالذکر سلام کر کے گھوم گیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

"دفتر بند کیا جا رہا ہے۔" لڑکی نے کہا "آپ باہر میرا انتظار کیجیے نا!" پھر اس نے غور سے موریس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"جی ہاں ٹھیک ہے۔" وہ بولا "دراصل گرمی نے پریشان کر رکھا ہے اور حلق خشک ہو رہا ہے۔ آپ آئیے میں باہر آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"میں قطعی انگریز معلوم نہیں ہو رہا ہوں۔" وہ فٹ پاتھ پر کھڑا لڑکی کا انتظار کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا "یہ واہیات سوٹ، یہ خاکی قمیص اور میری ٹوٹی ہوئی ناک۔ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ میں انگریز ہوں

کم سے کم یہاں کے لوگ مجھے انگریز یقین نہ کریں گے۔ اس کے باوجود مجھے یہاں نہیں ٹھہرنا ہے اور اگر میں یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کا مجھے افسوس بھی ہوگا کیوں کہ یہ لڑکی ہے اچھی۔ ٹانگیں لانبی اور کولہے مدور ہیں اور بشرے سے شان عیاں ہے لیکن ذرا ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے غالباً ان لڑکیوں میں سے ہے جو سیکس اپیل کے بغیر بھی چل جاتی ہیں اور مرد کو گرما دیتی ہیں۔

"لو میں آ گئی۔ کہو کہاں چلا جائے؟" وہ موریس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"چوک کے دوسری طرف ایک کیفے ہے۔ ایک صاحب مجھ سے وہاں ملنے آنے والے ہیں۔"

"بہت اچھا" وہ بولی "وہیں چلیئے۔"

وہ کیفے کی طرف چلے۔

"آپ کو میرا ٹیکنس کون سی بات لے آئی۔" موریس نے پوچھا

"میں وہاں آکاپولکو میں تھی تو نیا گرا کمپنی نے اس ملازمت کی پیشکش کی۔" وہ بولی۔ سامنے سے گشتی پولیس کے آدمی گزر رہے تھے۔ موریس لڑکی کو پولیس کے قریب سے تیزی سے نکال لایا وہ اپنی صاف ستھری انگریزی میں کہتی رہی۔ "میری کل پونجی تقریباً ختم ہو چکی ہے اور میکسیکو میں مجھے کوئی عمدہ ملازمت مل نہ رہی تھی اس لئے میں یہاں چلی آئی۔"

وہ لوگ پولیس سے دور نکل آئے تھے لیکن موریس لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"کب تک یہاں رہنے کا ارادہ ہے؟" اس نے پوچھا

"جب تک اکتا نہیں جاتی۔" وہ بولی "اس کے بعد میں شاید نیویارک

چلی جاؤں گی"

وہ لوگ کیفے میں پہنچ گئے اور مورس نے دیکھا کہ ریڈ ربٹ اب تک نہ آیا تھا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ریڈ ربٹ کے نہ آنے سے مورس خوش تھا یا خفا تھا۔ وہ لڑکی پر شاید بھروسا کر سکتا تھا۔ بہت ممکن تھا کہ اس کا کچھ رسوخ ہو اور وہ مورس کی مدد کر سکے۔ مورس اور لڑکی ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ بے ٹانگوں والا حبشی اب بھی چیخ چیخ کر لاٹری کے ٹکٹ بیچ رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے ٹکٹ کوئی خرید نہ رہا تھا۔ کیفے میں بیٹھے ہوئے لوگ آتی جاتی لڑکیوں کو گھور رہے تھے۔

"میرے لئے کیوبا لبیرے منگوائیے" اس سے پہلے کہ مورس پوچھتا لڑکی نے اپنی پسند بتا دی۔

مورس نے اپنے لئے ٹیکولا کا آرڈر دے دیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا کہ کوئی ان کی طرف دیکھ تو نہ رہا تھا؟ کوئی ان کی طرف دیکھ نہ رہا تھا اور وہاں پولیس بھی نہ تھی۔

لڑکی نے دفعتہً آگے کی طرف جھک کر نیچی آواز میں پوچھا

"کچھ ہوا ہے آپ کے ساتھ۔"

مورس نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں تو۔ کیوں؟"

وہ مسکرائی۔

"وہاں دفتر میں جب پولیس کا وہ آدمی آپ کے پاس آیا تھا تو آپ کے چہرے کا رنگ یوں اڑ گیا تھا کہ مجھے خوف ہوا کہ آپ کہیں بے ہوش نہ ہو جائیں۔ آپ کسی مصیبت میں تو پھنسے ہوئے نہیں ہیں؟"

"میں نہیں سمجھتا کہ یہ لڑکی مجھ سے غداری کرے گی" اس نے سوچا
"اگر اس نے پولیس کو اطلاع دے دی تو خود اسے کیا فائدہ ہوگا۔"

"آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔" وہ بولا۔

ویٹر میز پر شراب رکھ رہا تھا چنانچہ وہ خاموش ہوگیا۔ ٹیکولا شراب یہاں میکسیکو کی روایتی شان سے پیش کی جاتی تھی یعنی نمک اور لیموں کے ساتھ۔

"گوڈاگل میں میں ذرا اپنے آپ سے باہر ہوگیا تھا۔"

اس نے اپنے ہاتھ کی پشت پر نمک رکھ کر اس پر لیموں کے چند قطرے ٹپکائے، زبان نکال کر اسے چاٹ گیا اور پھر اوپر سے ٹیکولا غٹاغٹ پی گیا۔

"دراصل میں نے پولیس کے ایک افسر کو پیٹ دیا تھا تبادلۂ زر کے سلسلے میں اس نے مجھے ٹھگ لیا تھا اس کے علاوہ میں ذرا نشے میں تھا چنانچہ میرا داغی توازن بگڑ گیا۔"

"میرے خدا!" لڑکی نے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کی۔ "زخمی کردیا تھا آپ نے اسے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ بیہوش ہوگیا تھا اس کے بعد میں فرار ہوگیا۔"

"ہاں۔ لیکن آپ فرار ہوکر زیادہ دور نہیں آئے ہیں۔ میرا مطلب ہے، پولیس کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔ یہ سن لیجئے کہ اس ملک میں صرف پولیس کے آدمی ہی ایماندار لوگ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ آپ انگریز ہیں۔"

"جی ہاں۔ کیونکہ جس شخص کو میں نے زخمی کردیا تھا اسی نے میرے

پاسپورٹ کا معائنہ کیا تھا۔"

لڑکی نے سر ہلایا۔

چنانچہ اب سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ آپ کل کے ہوائی جہاز میں سوار ہو جائیں البتہ میں یہ وعدہ نہیں کرتی کہ آپ کو اس میں سیٹ مل جائے گی۔ آپ جانیے جمائی کا جانے والا جہاز عموماً بھرا ہوا جاتا ہے۔"

"مجھے سیٹ ملنی ہی چاہیئے۔" وہ بولا۔ "شراب اس کے تنے ہوئے اعصاب کو سکون پذیر کر رہی تھی اس نے دوسرا جام لانے کا آرڈر دیا۔

"میں اپنے متعلق آپ کو بتا چکا اب آپ کی باری ہے۔"

"آپ نے سب کچھ نہیں بتایا ہے۔ صرف یہ بتایا ہے کہ آپ نشے میں تھے چنانچہ پولیس کے ایک افسر کو دھنک کر رکھ دیا۔"

"اور آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں؟"

"مثلاً آپ کا نام؟"

"بین موریس۔ اور آپ کا؟"

"میل ـــ یہ میلانی کا مخفف ہے۔ مک ڈوگل میری شادی کے بعد کا نام ہے لیکن اب ہم ایک دوسرے سے الگ ہو چکے ہیں۔ طلاق ہو گئی۔ آپ شادی شدہ ہیں؟"

"چار مہینے پہلے کار کے ایک حادثے میں میری بیوی ماری گئی۔"

میل دفعتہً سنجیدہ ہو گئی۔

"توبہ۔ کس قدر دکھیا تک۔ اور پھر یہ آپ کی بدقسمتی تھی کہ اس کے بعد آپ یہاں آکر بھی مصیبت میں پھنس گئے۔"

"جہنم میں جائیے ـــ بہرحال، اس طرح میرا دھیان تو بٹ گیا۔"

میں نے سر ہلا یا۔

"جانتے ہو اگر پولیس نے تمہیں پکڑ لیا تو صدر جمہوریہ ڈاکٹر دو مولو تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟"

مبل نے کہا اور سورس نے سوچا۔

"لڑکی مخلص معلوم ہوتی ہے کہ اتنی جلد بے تکلف ہو کر آپ سے تم پر آگئی۔"

غالباً تم نہیں جانتے کہ دو مولو جس کو پسند نہیں کرتا اسے نہ تو وہ جیل میں ٹھونستا ہے اور نہ ہی گولی سے مار دیتا ہے بلکہ یہ کرتا ہے کہ اسے ہوائی جہاز میں سوار کرا کے پہاڑوں کے دوسری طرف ژراتو کے علاقے میں پھنکوا دیتا ہے اور وہ علاقہ خوفناک دلدلوں اور وحشی ریڈ انڈینوں سے پر ہے اور ژراتو ریڈ انڈین سفید فاموں کو پسند نہیں کرتے اگر تم ریڈ انڈینوں کے ہتھے چڑھ گئے تو مار ڈالنے سے پہلے وہ تمہیں سخت عذاب دیں گے۔"

اور سورس نے سوچا" وہ لکھ پتی بن جانے کے متعلق ریڈ ربٹ نے اپنی بکواس کے دوران ژراتو علاقے کی دلدلوں کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ کپتان لیونارڈ لاکھوں ڈالر کی تلاش میں ایک جرمن شخص کے ساتھ ان دلدلوں تک گیا تھا۔"

سورس نے پوچھا

"تمہارے خیال میں مجھے ان دلدلوں میں پھینک دیا جائے گا؟"

"شاید" بیل مسکرائی۔

"یعنی کس طرح پھینکا جائے گا — پیراشوٹ کے ذریعے؟"

کس خوش فہمی میں مبتلا ہو حضرت۔"

"دیکھیں؟"

ہوائی جہاز کو بہت نیچے تک اتار دیا جائے گا اور پھر تمہیں اس میں سے گرا دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی ٹانگ توڑ بیٹھیں گے اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکیں گے پھر یا تو دلدلوں کے زہریلے سانپ یا ریڈ انڈین آپ کا خاتمہ کر دیں گے۔"

مورس نے جام میز پر رکھ دیا۔

"ہم۔۔م۔۔م بے حد دلکش ملک ہے یہ۔ کون سی چیز تمہیں یہاں لے آئی۔؟"

"میں لندن سے بس نکل جانا چاہتی تھی۔ کہیں بھی چلی جانا چاہتی تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ یہ دنیا کا بدترین ملک ہے۔ ایسا برا انتظام دنیا کے کسی ملک کا نہ ہوگا۔ غالباً اسی لئے یہ ملک مجھے پسند ہے۔" وہ آپ ہی آپ مسکرائی "میں زیادہ پابندیاں برداشت نہیں کر سکتی خواہ وہ سرکاری ہوں خواہ گھریلو اور پھر یہاں کی آب و ہوا بڑی ہی خوشگوار ہے دار و سما کے ایک تنگ تہہ خانے میں دو لڑکیوں کے ساتھ موسم سرما گزارنے کے بعد یہ ملک تو مجھے جنت ہی معلوم ہوا۔"

"لندن میں کیا ہوا تھا؟"

"سننا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"داستان کچھ زیادہ طویل نہیں ہے۔ والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور کینٹربری کے قریب والد صاحب کا فارم تھا۔ میں وہیں رہی یہاں تک کہ بیلے کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لندن چلی گئی۔ بیلے ناچنے میں میں نے خاصی مہارت حاصل کر لی لیکن ایک سال بعد مجھے یہ تعلیم چھوڑنی پڑی

کیونکہ اب میرا لانبا قد مانع تھا۔ اس کے بعد میں مختلف فرموں میں سکریٹری کی خدمات انجام دیتی رہی اور آخر میں ٹیلیویژن مینیجر کی سکریٹری بن گئی۔ بڑے لطف کی زندگی گزری۔ بڑے بڑے لوگوں سے ملاقاتیں اور شاندار دعوتیں وغیرہ ہوتی رہیں۔ پھر میں نے ایک ڈرامہ نگار سے شادی کر لی۔ بڑی جلدی میں شادی ہو گئی۔ ایک برس تک ہم میں وہ معاملہ چلتا رہا جسے بیوقوف لوگ عشق کہتے ہیں۔ پھر ایک دن وہ مجھے نئی ہیٹ دلانے کے ارادے سے لے چلا، ہم ٹیکسی میں سوار ہوئے اور ٹیکسی دکان پر پہنچنے کے بجائے رجسٹری کے دفتر کے دروازے پر رکی اور میں اس کی بیوی بن گئی —— دوسرا پیگ منگوا رہے ہو میرے لئے؟"

مورس نے ویٹر کو اشارہ کیا

"تو اپنے میاں سے تمھاری بنی نہیں"

"نہیں"

اس سے پہلے کہ مورس یا میل کچھ کہتی اول الذکر کی کرسی کے پیچھے سے کسی کی "کھی کھی" سنائی دی۔ یہ ریڈ ربٹ تھا جو مورس کی کرسی کے پیچھے خدا جانے کب آ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے گہرے کالے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ جو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کاربن کاغذ سے تراش کر بنایا گیا ہو۔ ریڈ ربٹ کے بال اب خشک نہ تھے بلکہ ان میں خوشبودار تیل پڑا ہوا تھا اور مانگ بھی نکلی ہوئی تھی۔

"میں نے ساڑھے آٹھ بجے آنے کو کہا تھا یا نہیں" وہ چیخا اور پھنکنی کی طرح لپٹا ہوا اخبار مورس کی طرف یوں جھونکا جیسے وہ کوئی ہتھیار ہو۔

"بے شک یہی کہا تھا تم نے" مورس بولا "اور میں پونے دس بجے تک

جناب کا انتظار کرتا رہا۔"

مورس نے میل کا تعارف کرایا۔ ریڈ ربٹ نے اپنا سر ذرا خم کر دیا اور بڑی خوبصورتی سے مسکرایا اور ایک کرسی گھسیٹ کر مورس اور میل کے درمیان بیٹھ گیا۔

"اس دنیا میں چند لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنھیں قسمت کے دھنی کہا جاتا ہے۔" ریڈ ربٹ نے میل پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا "میں مورس کو تھوڑی دیر کے لئے ایک اجنبی شہر میں اکیلا چھوڑ کر گیا اور اب واپس آیا تو دیکھا کہ"

وہ آگے جھک کر غور سے میل کی صورت دیکھنے لگا۔ "وہ اٹھارویں صدی کے ایک شاہکار کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن بابو میں تمھیں الزام نہیں دیتا اڑا لو مزے جتنے اڑا سکتے ہو۔ لو بابا۔ یہ پڑھو۔"

اور اس نے اخبار مورس کی گود میں ڈال دیا۔

مورس نے اخبار کھول کر دیکھا۔ پہلے صفحے کے عین بیچ میں اور ایک چوکھٹے میں غالباً اس خبر کو نمایاں کرنے کے لئے ایک سرخی تھی موٹے حرفوں میں۔

"گوڈاگل میں ایک انگریز نے ایک سرکاری افسر کو زدوکوب کیا۔"

اس واقعہ کی رپورٹ قدرے مبہم تھی۔

"برطانوی جہاز کا ایک ملاح، جس کا نام بی۔ مورس بتایا جاتا ہے، گوڈاگل کے کیفے میں پہنچا اور خوب شراب پینے کے بعد اپنے حواس کھو بیٹھا؛ ور ایک سرکاری افسر کو زدوکوب کرنے کے بعد ماتوس پہاڑوں کی طرف فرار ہو گیا ہے پولیس اور عوام بھی اس بدیسی مجرم کو عدالت پہنچانے کا ارادہ

کر چکے ہیں۔ پولیس اور عوام چوکنے اور ہوشیار رہیں چنانچہ یقین کیا جاتا ہے کہ مجرم بہت جلد پکڑا جائے گا۔"

ریڈربٹ نے مورس کے شانے پر تھپکی دے کر کہا۔

"وہ جو کسی نے کہا ہے نا بابو کہ بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟ یہ بھی بابا شہرت ہی ہے ایک طرح کی۔"

مورس نے اخبار رکھ دیا۔

کمبختوں کو میرا صحیح نام معلوم ہو گیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس گاؤدی افسر نے میرا نام غلط لکھا ہوگا اپنی بک میں" مورس نے کہا "بہر حال میں کل تو یہاں سے رخصت ہو ہی رہا ہوں۔"

"تم رخصت نہیں ہو رہے ہو بابو۔" ریڈربٹ نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

ریڈربٹ آگے کی طرف جھک گیا اور مسکرا کر بولا۔

"مطلب یہ بابو کہ تم نہ تو کل رخصت ہو رہے ہو نہ پرسوں اور نہ ہی ترسوں۔"

"کون روک سکتا ہے مجھے؟"

"چلو یونہی سہی۔" ریڈربٹ بدستور مسکرا رہا تھا۔ "تو کل تم بذریعہ ہوائی جہاز یہاں سے رخصت ہونا چاہتے ہو؟"

"بشرطیکہ جگہ مل گئی۔"

اور تمہارے خیال میں تم کتنی دور تک پہنچ سکو گے بابو؟ تمہارے پاسپورٹ پر کیا نام لکھا ہوا ہے؟ بین مورس یا بی مورس۔ بات ایک ہی ہے۔ مان لیا کہ تم ابتدائی دفتر سے بخیر و خوبی گزر جاؤ گے۔ لیکن بابو

اس کے بعد بڑے گہرے کھڈ ہیں۔ مثلاً پاسپورٹ کنٹرول اور کسٹم کے افسر اور وہاں گوڈا اگل میں تم کسٹم ہی کھڈ میں گرے تھے نا؟"

موریس کی گردن پر کے بال کھڑے ہو گئے اس نے میل کی طرف دیکھا موخرالذکر کے بشرے سے کسی بھی قسم کے جذبات کا اظہار نہ ہو رہا تھا۔

موریس نے ریڈربٹ کی طرف دیکھا۔

"تو پھر میں کیا کروں یار؟" اس نے پوچھا "برطانوی قونصل کے دفتر چلا جاؤں؟ اپنے جرم کا اقرار کر کے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دوں؟"

"تم ایسی کوئی بات نہ کرو گے۔ میں ٹیلیفون پر کپتان لیونارڈ سے گفتگو کر چکا ہوں۔ تمھاری پریشانی کا حال سن کر انھیں افسوس ہوا۔ انھیں تم سے ہمدردی ہے۔ وہ تم سے معاملے کی گفتگو کرنے کے لئے بھی تیار ہیں بولو کیا خیال ہے بابو۔؟"

"ظاہر ہے کہ اس کے علاوہ میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا۔"

میل ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اگر تم لوگ کسی خاص معاملے کی گفتگو کرنے جا رہے ہو تو میں چلتی ہوں۔"

ریڈربٹ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"تم بھی چلی چلو۔ معاملے کے ساتھ دلچسپی بھی چلتی رہے گی۔ اس کے علاوہ موریس نے ساتھ معاملہ یوں ہی طے رہے۔

وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور ریڈ رٹ میل کی کرسی ہٹانے کے لئے تیر کی طرح آگے بڑھا اور مورس کو اس کی آنکھوں میں خوش خلقی کے نہیں بلکہ کچھ دوسرے ہی جذبات نظر آئے۔ اور یہ وہ جذبات تھے جنہوں نے مورس کو بے چین اور غیر مطمئن کر دیا۔ ریڈ رٹ کی آنکھوں میں ہوس تھی، بھوک تھی۔

ریڈ ربٹ ٹیکسی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"تمھاری کار کیا ہوئی؟"

"لوٹا دی۔ روپیے کی ضرورت تھی بابو۔ ڈپوزٹ واپس مل گئی۔" میل نے کہا — "کوئی بات نہیں میری کار ہے۔ چوک کے دوسری طرف۔"

ریڈ ربٹ نے میل کی طرف دیکھا۔

"اپ کار! ایک پری۔ پیر اٹکنس میں اور وہ بھی کار کے ساتھ یقین نہیں آتا۔" وہ بولا

"بقول کسے کھٹارا ہے۔ مکسیکو میں خریدی تھی اور وہ بھی پرانی تاہم اس کے پہیئے گھومتے ہیں اور کار چلتی ہے اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے۔"

اور وہ چوک عبور کر کے اس کے انتہائی سرے کی طرف چلی ریڈ ربٹ کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک تھی وہ میل کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"رب موسیٰ کی قسم پوری عورت ہے۔ غضب ہے بابو" وہ بولا اور پھر آواز دبا کر پوچھا۔ "کون ہے یہ بابو؟ زندہ ہے؟"

مورس نے میل سے ملاقات کی داستان مختصر لفظوں میں بیان کر دی

لیکن ریڈ ربٹ کی تسکین نہ ہوئی وہ میل کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن مورس اس وقت خود اپنے خیالات میں الجھا ہوا تھا اب بھی وقت تھا وہ برطانوی قونصل خانے میں جا سکتا تھا لیکن شاید قونصل خانے والے بھی اس کی کچھ زیادہ مدد نہ کر سکتے کیونکہ اس نے کوئی عام شخص کو نہیں بلکہ ایک سرکاری آدمی کو پیٹا تھا اور ہوائی اڈہ تو غالباً سب سے زیادہ خطرناک جگہ تھی۔ چنانچہ اب وہ ریڈ ربٹ اور اس پراسرار شخص کے رحم و کرم پر تھا جس کا نام کپتان لیونارڈ تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ آج رات کو کیا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ گنوانے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

میل ایک سڑک کے کنارے پر اور ایک بڑی سی فورڈ کار کے قریب پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ کار کی چھت کھلی ہوئی تھی۔ فٹ پاتھ پر چند بدمعاش لڑکے بیٹھے ہوئے تھے وہ تینوں کار میں سوار ہوئے تو ان بدمعاشوں نے ان پر آوازے کسے۔

"اچھا مال لائے ہو بھائی۔ اگر کچھ بچ جائے تو ہمیں بھی یاد کر لینا دوستو!"

ایک طرف میل اور دوسری طرف مورس بیٹھا ہوا تھا ریڈ ربٹ ان دونوں کے بیچ میں تھا۔

"کہاں چلنا ہے؟" میل نے پوچھا۔

"سان جوز کی طرف اور پھر وہاں سے پنجالس جانے والی سڑک پر" ریڈ ربٹ نے کہا "جہاں کار موڑنی ہوگی میں بتا دوں گا۔"

میل کار کو بازار میں لے آئی۔

"ہمیں جانا کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"ایک ننھا سا اچنبھا میری پیاری!" ریڈ ربٹ نے جواب دیا۔

میل نے موریس کی دیکھا۔

"ان حضرت کی ایسی ہی عادت ہے یا اس وقت بدمستی میں آگئے ہیں؟" اس نے پوچھا۔ "یہ شخص ہر بات کو ایک راز بنانے کا عادی ہے۔" ریڈ ربٹ مسکرایا۔

"میری جان! رب موسیٰ کی طرح سموئیل ڈیوڈ ریڈ ربٹ کے بھی چند اسرار ہیں۔ کچھ راز ہیں۔" اس نے چیخ کر کہا۔

اور اس نے میل کی کمر میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی لیکن موخر الذکر بے چینی سے ادھر ادھر کھسکنے لگی۔ ریڈ ربٹ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ کار کی رفتار تیز ہو گئی، سڑک پر کی ہر چیز پیچھے کی طرف بھاگنے لگی۔ میل کار تیز لیکن بڑی ہوشیاری سے چلا رہی تھی۔ وہ لوگ اس سڑک پر سے گزر رہے تھے جس کے دونوں کناروں پر تاڑ کے درخت کھڑے تھے اور پھر وہ یکایک میدان میں نکل آئے۔ دائیں اور بائیں میدان تھا اور اس میدان میں ادھر ادھر خوبصورت کوٹھیاں پائیں باغوں میں تھیں اور کار ڈھلان چڑھ رہی تھی اور بقول ریڈ ربٹ ان کوٹھیوں میں بیرا ایکنس کے آسودہ حال لوگ رہتے تھے جو بستر سے نکل بھینسوں کی طرح سیدھے اپنے ذاتی سوئمنگ پول میں جا پڑتے تھے۔

تینوں خاموش تھے، کار کی رفتار تیز تھی اور رات کی سرد چیختی ہوئی ہوا ان کی کار سے ٹکراتی گزر رہی تھی۔ دور پر اور عین سامنے دو آنکھیں نارنجی روشنیاں نظر آگئیں۔ ایک سرخ اور ایک نیلی

دوسرے ہی لمحے کار کی ہیڈ لائٹس میں ایک تختہ نظر آگیا اس پر جلی حرفوں میں لکھا تھا۔

"بنجاس ایرپورٹ

۲ ۔ کیلومیٹر"

موریس نے چیخ کر ریڈ ربٹ سے پوچھا۔

"ہم ایرپورٹ پر تو نہیں جا رہے ہیں ؟"

"صبر کرو بابو۔"

ادرمیل نے چیخ کر کہا "میں اس طرح تو ہوائی جہاز میں سوار نہیں ہو سکتی۔"

ریڈ ربٹ کھل کر مسکرایا۔ اس کے دانت نمایاں ہو گئے۔

"بس۔بس۔بس۔یہاں سے دائیں طرف گھما دو جانِ من" ریڈ ربٹ نے کہا ادرمیل نے کار کو گھما کر ایک کچی سڑک پر ڈال دیا۔ ریڈ ربٹ بولا "ہم بابو ایرپورٹ پر جا رہے ہیں اور نہ ہی کسی حرامی ہوائی جہاز میں سوار ہو رہے ہیں۔ ہم ایک خفیہ جگہ جا رہے ہیں جہاں ہم سب لطف اٹھائینگے بابو"

"میں پہلے کبھی اس طرف نہیں آئی" میل نے کہا۔

"بے شک۔ نہ آئی ہو گی"۔ ریڈ ربٹ بولا

نصف میل آگے وہ ایک نیلی چھت والی اور عربی طرز کی محرابوں والی کوٹھی کے قریب پہنچ گئے جس کے بجری بچھے صحن میں بہت سی کاریں کھڑی ہوئی تھیں ایک حبشی الف لیلہ کے جن کی طرح اندھیرے سے نکل آیا، اس نے ان تینوں کو سلام کر کے میل کی طرف کا دروازہ کھول دیا اور جب وہ کار سے نکل رہی تھی تو حبشی کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا ایک

ریڈ انڈین کوٹھی میں سے نکل آیا اور ہر ہر قدم پر ان کے سامنے جھکتا ہوا انہیں اس دروازے کے سامنے لے آیا جس کے کواڑوں میں گل میخیں جڑی ہوئی تھیں۔ تینوں اس ریڈ انڈین کی راہبری میں دروازے میں سے گزر کر ایک محراب تلے پہنچ گئے۔ یہاں ایک عورت ایک جنگلے کے عقب میں اور ایک پردے کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ ریڈ انڈین پردے کے سامنے اپنی ٹانگیں پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔

ریڈ ربٹ نے مورس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"سنو بابو۔ میری جیبوں میں تو کچھ نہیں ہے اور اگر ہے تو بہت کم۔ بوڑھا کپتان بے شک اندر ہے اور ہم اندر پہنچ گئے تو پھر ہم اسی کے مہمان ہوں گے لیکن یہاں کا یہ قانون ہے کہ گاہکوں کو فیس داخلہ ادا کرنا پڑتی ہے۔"

"کتنی؟"

"پچاس ڈالر۔"

"کیا۔ آ۔ آ!" مورس چونکا "ریڈ ربٹ اپنے حواس میں تو ہو یار میرا روپیہ یوں پھینک دینے کے لئے نہیں ہے۔"

"لیکن یہاں ہے کیا؟"

"یہ خود تم دیکھ لوگے۔ دیکھو بابو مجھے سنبھال رکھو کیوں کہ صرف مجھ سے تمہاری تمام تر امیدیں وابستہ ہیں۔"

مورس کو احساس ہوا کہ وہ کم سے کم اس وقت تو بری طرح پھنس گیا تھا چنانچہ ریڈ ربٹ سے بحث کرنا فضول تھا اس نے مجبوراً دس دس ڈالر کے پانچ نوٹ الگ کر کے ریڈ ربٹ کی طرف بڑھا دیئے اب اس کے پاس

ایکیسو تستر نوٹوں میں سے صرف ایک نوٹ رہ گیا تھا۔ ریڈ ربٹ نے کہا۔
"باپو فکر نہ کرو تمہیں اس کی ہزار گنا زیادہ رقم واپس مل جائے گی۔"
اور اس نے پچاس ڈالر جنگلے کے پیچھے بیٹھی ہوئی عورت کی طرف بڑھا دیئے عورت نے نوٹ شمار کئے اور دھات کی تین کالی گول تختیاں، جو ہندوستانی روپئے جتنی تھیں ریڈ ربٹ کو دے دیں ان تختیوں پر سنہری دھات سے صرف ایک لفظ لکھا ہوا تھا۔

"ابوالہول"

ریڈ انڈین نے فوراً جھک کر پردہ ہٹا دیا اور میل اور مورس ریڈ ربٹ کی راہبری میں پردے کے دوسری طرف ایک نیم روشن کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ عجب چوں چوں کا مربہ تھا کیوں کہ اس کی سجاوٹ تین طرز کی تھی۔ عربی ، اور وکٹوریں۔ کمرے کے انتہائی سرے پر ایک پلیٹ فارم تھا جہاں موسیقار بیٹھے کھڑکھڑاتے ساز بجا رہے تھے اور ان کے سامنے ایک شخص جس نے ڈنر جیکٹ پہن رکھی تھی ایک لڑکی کے ساتھ ناچ رہا تھا لڑکی مخلوط نسل سے تھی۔ یعنی حبشی اور یورپی نسل سے۔ کمرے کے ایک طرف اور بار کے قریب لڑکیوں کا جمگھٹا تھا اور ایک ریڈ انڈین جس نے سفید جیکٹ پہن رکھی تھی۔ دو تین آدمیوں کو شراب پیش کر رہا تھا یہ لوگ وردی پوش تھے اور فوجی افسر معلوم ہوتے تھے۔

کمرے کی ایک اور دیوار کے ساتھ ساتھ چمکدار ستونوں کی قطاریں تھیں اور ہر دو ستونوں کے درمیان وہ چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جنھیں "القبہ" کہتے ہیں۔ ان کمروں میں سرخ رنگ کے کوچ رکھے ہوئے تھے اور ان کی چھتوں سے جو لالٹین لٹک رہے تھے وہ بھی سرخ تھے۔ ان

میں کے ایک کمرے یا الفنسہ میں ایک شخص گھٹنوں تک نیچی اونچی میز کے سامنے بیٹھا ناریل کی کھوکھلی پیالی منہ سے لگائے کچھ پی رہا تھا اس کا سر اور چہرہ بھی جھکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کے شیشوں والی بڑی سی عینک کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں اس کی کسی حرکت سے یہ ظاہر نہ تھا کہ اس نے ان تینوں کو آتے دیکھا ہے۔

ریڈ رٹ نے آگے جھک کر اونچی آواز میں اس شخص سے کہا۔

"لو بابو۔ میں لے آیا اسے" اس شخص نے گھوم کر ان کی طرف دیکھا "لوبھائی مورس! ملو ان سے۔ یہ ہیں کپتان لیونارڈ اسٹالیپ"

ریڈ رٹ نے ان کا تعارف کرایا تو اس شخص نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور سر کے اشارے سے بیٹھنے کو کہا وہ لوگ بیٹھ گئے۔

کپتان لیونارڈ زردی مائل بھورے بالوں والا پست قامت شخص تھا اس کے چہرے کا اوپری نصف حصہ جھریوں بھرا اور ستا ہوا تھا اور نچلا نصف حصہ اس شخص کا سا تھا جو ہر کھانے سے پہلے جن کے پانچ پیگ چڑھانے کا عادی ہو لیکن کپتان لیونارڈ یقیناً شکولا پیتا ہو گا۔ اس نے بھورے رنگ کا اور سلوٹوں سے بھر پور سوٹ اور ملگجی میلی قمیص پہن رکھی تھی اور گہرے رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی جس پر ایک سیدھی پتلی دھاری اوپر سے نیچے تک چلی آئی تھی۔

اور جب اس نے مورس کو مخاطب کیا تو اس کی آواز قدرے کھوکھلی اور ایسی تھی جو کسی خاص طبقے یا علاقے کا پتہ نہ دیتی تھی اس کے علاوہ اس کا لہجہ اس شخص کا سا تھا جسے اپنی مادری زبان بولنے کا زیادہ موقع نہ ملا ہو۔

"اچھا ہوا کہ تم آ گئے" کپتان لیونارڈ نے کہا۔ "اس وقت تو یہاں سکون ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا بھیڑ اور شور بڑھتا جائے گا"!

اور وہ ناریل کی کھپلی میں جھانکنے لگا ایک مینیجر اریڈ انڈین آ کر مودب کھڑا ہو گیا اور ریڈ رٹ نے بڑی شاہانہ شان سے آرڈر دیا۔

"کوتارو وہائمین"

ویٹر آرڈر لے کر چلا گیا۔

"وہائمین یہاں کی خاص چیز ہے"۔ ریڈ رٹ نے موس اور ریل کر سمجھاتے ہوئے کہا "جو ووڈکا اور بکاردی شراب کو ملا کر ایک خاص طریقے سے بنائی جاتی ہے۔ بس ابوالہول کی یہی خصوصیت ہے جو لوگوں کو دیوانہ بنائے ہوئے ہے۔ ٹھیک ہے نا کپتان؟"

لیکن کپتان لیونارڈ معلوم ہوتا ہے کچھ سن نہ رہا تھا اس نے دونوں ہاتھوں سے ناریل کی کھپلی یا خول پکڑ رکھا تھا اور اس کے ہاتھوں پر ابھری ہوئی رگیں نیلے نیلے کیچووں کی طرح معلوم ہو رہی تھیں۔

"بابو!" ریڈ رٹ نے آنکھ ماری "کپتان ابوالہول کو زیادہ پسند نہیں کرتے تاہم یہاں کے اصول وضوابط قابل تعریف ہیں پندرہ ڈالر فی کس فیس داخلہ اور ٹپ دے دو اور ایک جام جو بھی شراب تمھیں پسند ہو اس کا پی لو اور سامنے بار کے قریب کھڑی ہوئی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی جو تمھیں پسند آئے حاصل کر لو۔ اور پھر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سو ڈالر ادا کر کے تم جتنے چاہو جام اور عملی طور پر جتنی چاہو لڑکیاں حاصل کر سکتے ہو اور یہ یہاں کے منتظمین کی مکاری ہے کیوں کہ وہائمین کے چند ہی جام چڑھانے کے بعد اچھے سے اچھا دشمن بھی

ایک لڑکی کے بھی قابل نہیں رہ جاتا۔

مس ...ار کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"بہر حال یہ تو کہنا ہی پڑتا ہے کہ لڑکیاں ہیں حسین۔" وہ بولی۔

"سب کی سب پندرہ برس کی ہیں۔ ایک دن بھی زیادہ نہیں۔"

ہیڈ ویٹر نے کہا: "اور کسی انسانی ہاتھ نے انہیں چھوا نہیں ہے۔"

ریڈ انڈین ویٹر ناریل کے خول لے کر آگیا جس میں کسی قسم کا گاڑھا آلود مشروب بھرا ہوا تھا اور اس میں مختلف قسم کے پھلوں کے قتلے ڈبکیاں لگا رہے تھے۔ اس کا ذائقہ لیمونیڈ سے ملتا جلتا تھا۔ موریس نے ناریل کا خول اٹھایا ہی تھا کہ ایک شخص "ابوالہول" میں داخل ہوا اس کی وضع قطع چونکا دینے والی تھی۔ اس نے رائی کے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اور حالانکہ وہ نوجوان تھا لیکن اس کے بال کھریا مٹی کی طرح سفید تھے۔ چھوٹے ترشے ہوئے سے تھے اور اس کے سر پر اگ رہے تھے جو فٹ بال کی طرح گول تھا اور اس کے جسم کی مناسبت سے غیر معمولی طور پر بڑا معلوم ہوتا تھا۔

کپتان لیونارڈ کی پشت دروازے کی طرف تھی چنانچہ وہ سفید بالوں والے نوجوان کو نہ دیکھ سکتا تھا لیکن سو خرالذکر لیونارڈ کو دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کی نظر لیونارڈ پر پڑی کہ اس کے قدم رک گئے لیکن پھر فوراً ہی وہ ہڑبڑا کر ایک کمرے میں گھس گیا۔ اس کے لیونارڈ کو دیکھ کر چونکنے اور پھر کمرے میں گھس جانے میں کوئی خاص بات تھی، ... ظاہر تھا کہ وہ اجنبی اپنے آپ کو لیونارڈ سے چھپانا چاہتا تھا اور یہی بات لیونارڈ سے کہنے کے لئے اس کی طرف گھوم گیا تو معلوم ہوا کہ مو خرالذکر موریس سے کہہ رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ اس ملک کے ساحل پہ قدم رکھتے ہی تم ایک مصیبت میں پھنس گئے تھے؟"

"جی ہاں۔ ریڈ ربٹ نے بتایا آپ کو؟"

"ہاں۔ سیمی مجھے تمھارے متعلق بہت سی باتیں بتا چکا ہے اور میں بے حد متاثر اور مرعوب ہوا ہوں۔"

"اچھا۔"

"جس طرح تم پولیس سے بچ کر نکلے ہو اور جس طرح تم نے سیمی کو مصیبت سے چھڑایا ہے وہ واقعی مرعوب کن ہے۔ تم نے برطانوی قونصل خانے میں جانے کے متعلق تو یقیناً نہ سوچا ہوگا۔؟"

موریں نے شانے اچکائے "ہاں سوچا تھا"

"اگر وہاں جانے کا خیال ہے تو مناسب ہوگا کہ اسے ترک کر دو۔ اگر محکمہ پولیس تم پر مقدمہ دائر کر دے گا تو پھر قونصل بھی کچھ نہ کر سکے گا اور یہ یقین کر لو کہ اگر تم پولیس کے ہتھے چڑھ گئے تو تم پر مقدمہ ضرور چلایا جائے گا اس کے برخلاف میں سمجھتا ہوں کہ میں تمھاری کچھ مدد کر سکتا ہوں بشرطیکہ تم مدد قبول کرنے کے لئے تیار رہو۔"

"کپتان صاحب! اگر آپ سے مدد مل سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے میں انکار نہ کروں گا خصوصاً اس لئے بھی کہ پورے پچاس ڈالر میں نے اپنی مختصر سی پونجی میں سے محض اس لئے ادا کئے ہیں کہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکوں۔"

لیونارڈ نے سر ہلایا۔

"مناسب ہوگا کہ ہم کسی اور جگہ بیٹھ کر گفتگو کریں۔ یہاں پرائیویٹ

کمرے ہیں ہم وہیں چلے چلتے ہیں۔"

لیونارڈ اٹھ کھڑا ہوا "تم اپنا مشروب ساتھ لا سکتے ہو۔"

مورس نے پہلے ریڈربٹ پھر میل کی طرف دیکھا۔

"تو تم دونوں سے پھر ملاقات ہو گی؟"

میں مسکرائی اس کی آنکھیں شفاف جھیل کی طرح چمک رہی تھیں۔

"ہاں فکر نہ کرو۔"

ریڈربٹ کے ہونٹوں پر اس کی مخصوص "بدمعاشانہ" مسکراہٹ تھی۔ مورس الاؤنج سے نکل کر لیونارڈ کے پیچھے پیچھے اس دروازے کی طرف چلا جو بار کے عقب میں تھا۔ مورس لڑکیوں کو اپنے گاہکوں کے ساتھ اس دروازے میں داخل ہوتے اور باہر آتے دیکھ چکا تھا۔

جب وہ اس دروازے میں داخل ہو رہا تھا تو دفعتہً اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا ایک الاؤنج میں بیٹھا ہوا اجنبی نوجوان اپنا سفید بالوں والا سر باہر نکالے لیونارڈ اور مورس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیونارڈ نے دروازہ کھولا اور مورس کو اس برآمدے میں لے آیا جو نیلے رنگ کے قمقموں سے نیم روشن تھا۔ دروازے کے کواڑوں میں اسپرنگ لگے ہوئے تھے اور ان پر موٹے گدے منڈھے ہوئے تھے چنانچہ کواڑ اپنے آپ بند ہو گئے اور انہوں نے بار کے کمرے کے شور کو دوسری طرف ہی روک دیا۔

برآمدے کے دونوں کناروں پر دروازوں کی قطاریں تھیں اور کسی ایک دروازے کے کواڑ میں بھی دستہ یا گھنٹی نہ لگی ہوئی تھی لیونارڈ اور مورس برآمدے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ کہیں سے ایک بیحد موٹی عورت جس نے اپنے شانوں پر شال ڈال رکھی تھی اور ہاتھ میں کنجیوں کا گچھا

لٹکا رکھا تھا نکل کر بھد بھد چلتی ہوئی ان کے قریب آئی، غراہٹ نما آواز میں کچھ کہا اور ایک دروازے کا قفل کھول دیا اور ان دونوں کو ایک ایسے کمرے میں لے آئی جو مورس کو اتبدا میں ایک نیم تاریک غار معلوم ہوا۔ کمرے میں کھڑکیاں نہ تھیں اور اس کی چھت سے بھی نیلے رنگ کا قمقمہ لٹکا ہوا تھا۔ اگر کمرے میں کچھ روشنی تھی تو وہ اسی قمقمے کی مرہون منت تھی۔ کمرہ تنگ تھا اور اس کی فضا سگار اور پسینے کی بو سے بوجھل ہو رہی تھی۔ کمرے میں دو کرسیاں اور ایک میز تھی اور اس کی انتہائی دیوار کے قریب ایک صوفہ تھا جس پر نرم تکیوں کا انبار تھا۔ موٹی عورت نے اپنی شال میں ہاتھ ڈال کر تصویروں کا ایک موٹا پیکٹ نکالا اور وہاں دھندا کرتی ہوئی لڑکیوں کی یہ برہنہ تصویریں وہ مورس کو یکے بعد دیگرے دکھانے لگی کہ وہ اپنی پسند کی لڑکی منتخب کرے لیکن لیونارڈ نے ہاتھ ہلا کر چلے جانے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ موٹی عورت پلٹی بھد بھد کرتی کمرے سے باہر نکلی اور پھر اس نے دروازہ بند کر کے اسے باہر سے مقفل کر دیا۔

اب کمرے میں جو خاموشی طاری ہو گئی وہ فوری اور سراسر غیر قدرتی تھی۔

"بیٹھو" لیونارڈ نے کہا۔

"لیکن ہمیں یہاں بند کیوں کر دیا گیا ہے؟"

"اس لئے کہ کوئی ہماری باتوں میں مخل نہ ہو۔"

لیونارڈ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی عینک اتار لی اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے مورس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں کے کناروں پر گہری گہری جھریاں تھیں۔

"لیکن کیا ضروری تھا کہ ہماری بات چیت قحبہ خانے میں ہی ہو؟" مورس

نے پوچھا۔

لیونارڈ اپنی انگلیوں کے ناخنوں کا مطالعہ کرنے لگا۔

"اس لئے مسٹر مورس کہ میں یہاں کام کرتا ہوں۔ مجھے اعتراف ہے کہ یہ بڑا ذلیل کام ہے لیکن میرے ساتھ بھی تو پیٹ لگا ہے۔ میں یہاں کی رنڈیوں کا فیشن ایبل دلال ہوں۔ پیرا ٹیکنس میں آنے والے سیاحوں، تاجروں اور سفیروں وغیرہ کے پاس جاتا ہوں اور ابو الہول اور یہاں کی لڑکیوں وغیرہ کی تعریف کر کے انھیں یہاں آنے کی ترغیب دلاتا ہوں اور تم جانو ابو الہول کوئی ایسی ویسی جگہ نہیں ہے کہ لوگ یہاں آنے ہچکچائیں بلکہ ابو الہول کو حکومت کی طرف سے اس کاروبار کا پاس ملا ہوا ہے اور یہاں کی لڑکیاں صاف ستھری اور مہذب ہیں"۔

لیونارڈ نے خاموش ہو کر اپنا سر ہلایا "یہ بات سمجھ لو مسٹر مورس کہ زندگی یہاں بڑی کٹھن ہے کوئی کسی کا شریک اور پرسان حال نہیں ہے۔ قدم قدم پر دھوکے فریب، لوٹ مار اور وہ —— کیا کہتے ہیں؟ —— چار سو بیس سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے اپنے ایک ہم وطن کو یہاں پا کر مجھے خوشی حاصل ہوئی ہے غالباً ہم ایک دوسرے پر اعتبار کر سکتے ہیں کیوں؟"

"اس قحبہ خانے میں کام دلا کر تو آپ میری مدد کرنا نہیں چاہتے ہیں کپتان؟"

لیونارڈ کے حلق میں سے ایک عجیب سی آواز نکلی جو اس کی ہنسی ہو سکتی تھی۔

"نہیں نہیں مسٹر مورس، میرے ارادے کچھ اور ہی ہیں۔ میرے پاس معلومات کا ذخیرہ ہے اور میرے پاس خط ہیں اور ان کے ذریعے میں مسٹر مورس تمھیں امیر کبیر بنا سکتا ہوں۔"

مورس نے کوئی جواب دئے بغیر ناریل کا خول اٹھا کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔
لیونارڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "آج یہاں واپس آتے ہی کیمی نے مجھ
سے تمھارا ذکر کیا اس نے کہا کہ تم بڑے عمدہ آدمی ہو اور حیرت انگیز حد تک بہادر
ہو اور ایسے ہو کہ چند خطرات کا مقابلہ کر سکتے ہو اور یہ کہ یہاں تم ایک دو کام
خلاف قانون بھی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔"

"یہ تو میں نے نہیں کہا۔" مورس بولا

"نہ کہا ہو گا لیکن پولیس کو تمھاری تلاش ہے مسٹر مورس۔"

"یہ میری بدقسمتی ہے کہ اس وقت میں نشے میں تھا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے مسٹر مورس۔ تم نشے میں تھے یا نہ تھے یہ تو بہر
حال حقیقت ہے کہ پولیس تمھاری تلاش میں ہے۔"

"چلئے یونہی سہی۔ لیکن اس سے مجھے کیا فائدہ پہنچنے والا ہے۔"

"اس سے فائدہ مجھے پہنچے گا۔"

"وہ کیسے؟"

"پولیس کو تمھاری تلاش ہے چنانچہ اسی لئے مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے
دغا نہ کرو گے۔"

مورس نے اس عجیب مشروب کی ایک اور چسکی لی۔ لیونارڈ نے کہا۔
"ایک تجویز ہے میرے ذہن میں جس کے پوری طرح کامیاب ہونے کا
زبردست امکان موجود ہے لیکن اس کے لئے مجھے تم پر پورا پورا اور قطعی اعتبار
کرنا ہو گا چنانچہ میں یہ بتا دوں کہ اگر مجھے یہ شک بھی ہوا کہ تم میرے بھروسے
سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہو تو میں فوراً اور بلا جھجک
تمھیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

مورس مسکرایا۔

"آپ ہر بات صاف صاف لفظوں میں کہنے کے عادی معلوم ہوتے ہیں"

"دوسری طرف یہ بھی ہے کہ تنہا میں اور سیمی اس تجویز کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے ہم دو کے علاوہ ایک تیسرے آدمی کا ہونا لازمی ہے۔ سیمی نے تمہاری سفارش کی ہے اور ہم دونوں ایک انگریز کو کسی بھی مقامی باشندے پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ یہاں کے باشندوں پر کبھی بھی اور کسی حال میں بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔"

"شکریہ" مورس نے آگے کی طرف جھک کر غور سے لیونارڈ کی طرف دیکھا "ابھی گذشتہ کل ہی ہیڈ ربٹ یعنی آپ کے سیمی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ نے اور اس نوجوان جرمن شخص نے جس نے خودکشی کر لی پہاڑوں کے دوسری طرف دلدلوں میں کوئی خاص چیز تلاش کر لی ہے۔"

"ہم" لیونارڈ نے سر ہلایا "تو سیمی تمھیں یہ بات تو بتا چکا ہے۔"

"جی ہاں۔ لیکن اس سے زیادہ اس نے کچھ نہیں بتایا۔ اس نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کو وہاں دلدلوں میں کیا ملا۔ میں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ وہ نہیں جانتا۔"

"لیکن اب جانتا ہے" لیونارڈ نے آہستہ سے کہا "آج سہ پہر کے وقت میں اسے یہ بتا چکا ہوں۔"

لیونارڈ ہونٹوں پر اپنی گلابی زبان پھیرنے لگا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد بولا۔

"اب تمام انحصار تم پر ہے۔ مسٹر مورس چنانچہ پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمھارے پاس روپیہ کتنا ہے؟"

موریس سوچ میں پڑ گیا پھر قدرے شش و پنج کے بعد بولا۔

"جتنا کچھ بھی ہے سفری چیک میں ہے اور اسے بھنانا آسان نہیں۔"

"اس کا بھی راستہ تلاش کر لیں گے کتنی رقم ہے؟"

"تین سو بیس پونڈ۔"

"کافی ہے۔ اب اس مہم میں تم جو روپیہ لگاؤ گے وہ دراصل تم ایک منافع بخش کاروبار میں لگاؤ گے البتہ یہ سن لو کہ اس میں خاصا خطرہ ہے تمھاری رقم کو بھی اور خود تمھیں بھی یہ سمجھ لو کہ یہ جان جوکھم کا کام ہے لیکن یہ میں تمھیں بعد میں بتاؤں گا پہلے یہ بتاؤ کہ تم بندوق چلا لیتے ہو؟"

"جب میں نیشنل سروس میں تھا تو اس وقت اس میں مہارت حاصل کی تھی لیکن معمولی سی رائفل کے علاوہ میں نے کوئی اور بندوق نہیں چلائی۔"

"مطلب یہ کہ تم بالکل ہی اناڑی نہیں ہو۔"

"لیکن ہمیں کس پر بندوق چلانی ہے۔؟"

"شاید کسی پر بھی نہیں لیکن ہم جس علاقے میں جا رہے ہیں وہ بے حد خطرناک ثابت ہو سکتا ہے کیوں کہ اس علاقے کا نقشہ بھی اب تک تیار نہیں کیا گیا۔"

"علاقہ تراتو؟ دلدلی علاقہ جہاں ڈاکٹر ڈومولو ان لوگوں کو پھینک دیتا ہے جنھیں وہ پسند نہیں کرتا؟"

"یہ محض افواہ ہے تاہم یہ میں ضرور کہوں گا کہ تمھیں یہاں آئے زیادہ دن نہیں ہوئے اس کے باوجود تم اس ملک کے متعلق بہت سی باتیں جاننے لگے ہو۔"

"یہ بات مجھے اس انگریز لڑکی نے بتائی تھی جو اس وقت ریڈ ربٹ کے ساتھ باہر بیٹھی ہوئی ہے۔"

لیونارڈ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ہُم۔ کون ہے وہ لڑکی؟۔ یمی کی دوست؟۔ یمی نے تو میرے سامنے اس کا ذکر نہیں کیا!"

"نہ کیا ہو گا کیوں کہ وہ اس کی دوست نہیں ہے۔"

"پھر؟"

"آج شام ہی میں پہلی مرتبہ اس لڑکی سے ملا ہوں۔"

"تو تم اسے یہاں کیوں لے آئے؟"

"رابرٹ نے اسے یہاں آنے کو کہا تھا اسی نے کہا کہ ہم سب ابوالہول چلتے ہیں۔"

لیونارڈ اپنا نچلا ہونٹ کھجلانے لگا اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔"

"یمی ذرا احمق ہے" لیونارڈ نے کہا "اس نے لڑکی کو کوئی بات بتائی تو نہیں؟"

"جہاں تک مجھے معلوم ہے اس نے لڑکی سے کچھ نہیں کہا دراصل اسے اس کا موقع ہی نہیں ملا۔ لیکن یہ رازداری کیا واقعی بہت ضروری ہے؟"

"ہاں بہت۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے لئے۔۔۔ کسی جماعت کے لئے کام کر رہی ہو۔"

"کون سی جماعت؟ وہ نیاگرا ٹراویل ایجنسی میں کام کرتی ہے۔"

"ہو سکتا ہے لیکن ایک حسین لڑکی کو ایک کامیاب آلہ کار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر مورس! تمہاری اس سے ملاقات کیونکر ہوئی؟"

"نیاگرا کے دفتر میں اس سے ملا لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ سے یہ

دکیلوں کی سی جرح کیوں کی جا رہی ہے؟"

لیونارڈ نے دفعتہً اپنا سر اٹھایا اور اپنی ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے مورس کی طرف دیکھا۔ اس کی نظر مورس کے ایک کان کے اوپر کہیں مرکوز تھی۔

"بہت اچھا مسٹر مورس میں تمھیں سب کچھ بتا رہا ہوں۔ میں اپنا راز تمھارے سامنے بیان کر کے ایک خطرہ مول لے رہا ہوں اور ایک خطرہ تم بھی مول لو گے۔ اگر کبھی تم نے مجھے دھوکا دیا تو تمھارے حق میں برا ہوگا۔"

اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک موٹا زرد مخمل کا بٹوا برآمد کیا اور اس میں سے ایک بھورے رنگ کا پتھر، جو ناخن کے برابر تھا نکال کر اپنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر کہا۔

"جانتے ہو مسٹر مورس یہ کیا ہے؟ یہ ایک غیر تراشیدہ اور ناصاف ہیرا ہے۔ بازار کے اتار چڑھاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی قیمت پچاس سے اسّی پونڈ تک ہے۔"

اور اس نے اس سیپ کی طرح جس میں موتی بننے والا قطرہ آگیا ہو اپنی مٹھی بند کر لی۔ بھورے رنگ کا کنکر جسے اس نے ہیرا کہا تھا واپس بٹوے میں رکھا اور بٹوہ اندرونی جیب میں رکھ دیا۔ مورس ایک عجیب طرح کی سنسنی محسوس کر رہا تھا، تاہم وہ خاموش رہا۔ اس کی یہ خاموشی لیونارڈ کو بری معلوم ہوئی۔

"یہ معلوم کرنا نہیں چاہتے کہ یہ ہیرا میرے پاس کہاں سے آیا؟"

"بتائیے۔ میں سن رہا ہوں۔"

لیونارڈ نے ناریل کا خول دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ہونٹوں

سے لگا کر ایک ہی سانس میں اس کا اثاثہ خالی کر گیا اور جب اس نے خول میز پر رکھا تو اس کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک تھی۔

"ہیروں کے متعلق کچھ جانتے ہو مسٹر مورس؟"

"ہاں۔"

"کیا؟"

"بے حد قیمتی ہوتے ہیں۔"

لیونارڈ ہنسا اس کی ہنسی ایسی تھی جیسے کتا بھونک رہا ہو۔

"ہاں یہ بات تو ہے لیکن تم یہ جانتے ہو کہ ہیرے آتے کہاں سے ہیں؟"

"کہتے ہیں بعض زمین میں سے نکلتے ہیں کپتان صاحب۔"

"یہ تو ایک بچہ بھی بتا سکتا ہے کیونکہ اسکول میں بھی پڑھایا جاتا ہے اور انسائیکلو پیڈیا کی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔"

"کہے جائیے۔" مورس نے اپنا مشروب ختم کرتے ہوئے کہا "میں اس معاملے میں جاہلِ مطلق ہوں۔"

"لیکن تمام ہیرے کانوں میں سے ہی نہیں نکلتے۔ دنیا میں ایسے مقامات بھی ہیں جہاں یہ ہیرے زمین پر پڑے مل جاتے ہیں کنکر اور پتھر کی طرح تم نے شمالی مغربی افریقہ کے ہیروں کے میدان یا دیبی ذولا کے متعلق تو سنا ہوگا؟ یہ علاقے دنیا کے سب سے زیادہ محفوظ علاقے ہیں جہاں سخت پہرہ رہتا ہے اگر کبھی مجھے اور تمہیں کسی اتوار کی شام کو ان میدانوں میں تفریح کرنے کا موقع مل جائے تو یقین کرو مسٹر مورس ہم وہاں سے ہیرے اس طرح چن سکتے ہیں جس طرح کہ سمندر کے کنارے پر سے سیپے

سیپیاں چلتے ہیں اور اگر ان علاقوں کے تمام ہیرے کسی طرح بازار میں پہنچا دیئے جائیں تو مسٹر مورس ہیروں کی قیمت ایک دم سے گھٹ کر کانچ کے ٹکڑوں جتنی رہ جائے۔"

"کہے جائیے۔" مورس نے کہا

"اب اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں ایک ایسے مقام سے واقف ہوں جہاں میں تم اور یہی اگر چہل قدمی کو نکلیں تو چلتے چلتے ہزاروں ہیرے چن سکتے ہیں تو تم کیا کہو گے؟"

"تو کپتان لیونارڈ میں یہ بھی معلوم کرنا چاہوں گا کہ آپ وہاں یعنی اس میدان یا ساحل یا تفریح گاہ میں ہونے کے بجائے یہاں اس تحبہ خانے یا بیرا لسکینس کے نام نہاد افسروں کے کلب میں کیوں پڑے ہوئے ہیں؟"

"میں یہ بھی بتاؤں گا اب یہ بتاؤ کہ تم اس ملک کے جغرافیہ سے تھوڑے بہت بھی واقف ہو یا نہیں؟ اب فرض کرو کہ تم یہاں سے جنوب کی طرف بھاگ رہے ہو اور سطح مرتفع کو عبور کر رہے ہو چالیس میل بعد تم کوردیلا ہارا تک پہنچ جاؤ گے یہ ایک آتش فشانی سلسلۂ کوہ ہے جو دس ہزار فٹ تک بلند ہوتا چلا گیا ہے اس سلسلۂ کوہ کے دوسری طرف دنیا کا سب سے چھوٹا مگر دنیا کا سب سے زیادہ گرم ریگزار ہے صحرائے کراؤ۔ اس ریگزار کو ریڈ انڈین "شیطان کا چمچہ" کہتے ہیں کیوں کہ اس کی شکل چمچے جیسی ہے۔ یہ ریگزار چالیس میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہے جس کا درجۂ حرارت ایک سو تین ڈگری تک پہنچ جاتا ہے اب اگر تم اس صحرا کے دوسری طرف زندہ پہنچنا چاہتے ہو تو تمہیں صرف رات کے وقت بلکہ اس صحرا کے کنارے سفر کرنا پڑے گا۔ یہ سفر کم و بیش

تیس میل کا ہے ۔"

"صحرا کے دوسری طرف تم "فصیل خنلوکا" تک پہنچ جاؤ گے یہ بھی صحرا کے کنارے پر پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے یہ سلسلہ پھر اونچے پہاڑوں کے گتھے ہوئے سلسلے تک چلا گیا ہے ۔ پہاڑوں کے اس گتھے ہوئے سلسلے یا "ماسیف" کے بعد عمودی ڈھلان ہے جو نزانو علاقے میں جاکر ختم ہوتی ہے یہ علاقہ پورے کا پورا دلدلی ہے یہ استوائی دلدلیں سو میل تک اور ساحل سمندر تک پھیلتی چلی گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دلدلیں ناقابل عبور ہیں ان دلدلوں کے عین بیچ میں ایک قسم کا دریا بہہ رہا ہے ۔ یہ دریا عام دریاؤں سے مختلف ہے جو دراصل ایک نالہ ہے جو کچھ پانی اور کچھ کیچڑ سے پُر ہے اس میں استوائی درخت لگے ہوئے ہیں ۔ دریا کے دونوں طرف اور خود دریا میں بھی گھنا جنگل ہے ۔"

"لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے یعنی اس علاقے میں داخل ہونا ممکن ہے ۔ شیطان کے چھجے کے دوسری طرف جنوب میں ایک خوابیدہ آتش فشاں ہے ۔ صدیوں پہلے ، تاریخ کے دور سے بھی پہلے یہ آتش فشاں آخری دفعہ پھٹا تھا لیکن اس کا لاوا بہت دور تک اور بہت عرصے تک بہتا چلا گیا ۔ کچھ لاوا اس دریا تک بھی پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر وہ جم گیا چنانچہ پتھر بن گیا اور وہی دلدل کے کنارے ہیں جو سخت اور ٹھوس ہیں ۔"

سرکاری نقشوں میں ان پتھریلے کناروں کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی تم پوچھو گے کہ پھر مجھے اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چند برسوں پہلے حکومت برطانیہ نے اس علاقے کا فضائی جائزہ لیا تھا ۔ دراصل حکومت برطانیہ نکل کی کانوں کی تلاش میں تھی جو نہ

ملیں البتہ یہ ضرور ہوا کہ اس سلسلے میں بہت سے فضائی نقشے بنائے گئے اور ان میں سے کئی ایک نقشوں میں آتش فشاں اور ایسی عجیب و غریب دریا کی نشان دہی کی گئی ہے۔"

"ان نقشوں کے مطالعہ کا مجھے بہت زیادہ وقت مل گیا تھا ان نقشوں نے مجھے کوئی قطعی بات نہ بتائی ــــــ مثلاً ان سے وہ راستہ معلوم نہ ہوا جو دلدلوں سے گزر کر دریا تک جاتا ہو البتہ یہ ضرور معلوم ہوا کہ دلدلوں میں ایک دریا ہے اور یہ کہ اگر لاوا کی چٹانوں پر چلا جائے تو دریا تک پہنچا جا سکتا ہے۔"

کچھ عرصے بعد میں قونصل کی چند فائلیں دیکھ رہا تھا کہ اتفاقاً ایک اہم انکشاف ہوا۔ اس علاقے کے سروے کے دوران وہاں کی ارضیاتی ساخت معلوم کرنے کے سلسلے میں جو کوششیں کی گئی تھیں ان میں یہ بات ظاہر ہوئی تھی کہ اس علاقے میں نیلے رنگ کی چکنی مٹی ہے ۔ یہ پھر بھی کوئی قطعی نشان دہی نہ تھی لیکن مسٹر موریس میں ایک ماہر اور سند یافتہ اور ماہر ارضیات والا ہوں جب تک میں قونصل میں رہا میرا ایک کام یہ بھی تھا کہ یہاں کے معدنی علاقوں کا کھوج لگاؤں۔"

"چنانچہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہاں نیلے رنگ کی چکنی مٹی ہے تو آپ نے کیا کیا؟" موریس نے پوچھا۔

"میں نے کچھ نہ کیا ــــــ میرا مطلب ہے ابتدا میں کچھ نہ کیا میں نے حکومت کے اراکین سے بھی کچھ نہ کہا۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد مجھے برطرف کر دیا گیا ــــــ لیکن اس کا سبب دوسرا تھا۔

"خیر تو مجھے وہ معلومات حاصل ہو گئی تھیں جن کی مجھے ضرورت تھی۔

اس کے بعد میں اس ملک کی تاریخ کا مطالعہ کرنے لگا زیادہ تر ذخیرہ محض روایت اور قیاس پر مبنی تھا۔ البتہ ایک بات ضرور معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ پورا علاقہ صدیوں سے آتش فشانی چلا آرہا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں سال سے اس علاقے میں آتش فشاں موجود ہیں جو اب خوابیدہ ہیں۔ داستان گویوں نے اپنی تصنیفات میں آتش فشاں پہاڑوں کا ذکر کثرت سے کیا ہے، ریڈ انڈین کی دیومالا میں اس کے حوالے ملتے ہیں اور ان کے مذہب پر بھی آتش فشاں پہاڑوں کا اثر ہے یہ ان کے مذہب کی رو سے آتش فشاں "جہنم کا منھ" اور خدا جانے کیا کچھ ہے"۔

اس کے علاوہ بہت سے دوسرے بھی فنی ثبوت تھے ـــــ ان میں سے چند ٹھوس تھے اور چند محض قیاسی ـــ جن سے میرے اس خیال کو تقویت پہنچی تھی کہ اس علاقے میں وہ جزو موجود ہیں جو ہیرے بناتے ہیں۔ یہ ہیرے بے شک کم درجے کے ہو سکتے ہیں تاہم ہیرے ضرور ہیں"۔

کپتان لیونارڈ آگے کی طرف جھکا بیٹھا تھا اس کی سفید سفید انگلیاں ناریل کے خول سے لپٹی ہوئی تھیں اور اس کے بالائی ہونٹ پر پسینے کے موٹے قطرے تھے اور جب وہ بولتا تھا تو یہ قطرے، جہاں تھے وہیں لرز لرز جاتے تھے۔

"اب سوال یہ تھا کہ زبردست ساز و سامان اور الجھے ہوئے مگر مکمل ترین انتظام کے بغیر ان ہیروں تک رسائی ممکن ہے؟"

چنانچہ اسی سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے آج سے دو مہینے پہلے میں نے اتنا روپیہ جمع کر لیا جو اس مہم کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ ہمارا انتظام خاطر خواہ نہ تھا، اور ساز و سامان مختصر تھا لیکن بعد میں ثابت ہو گیا کہ یہ

سب قطعی طور پر نا کافی تھا۔ سیمی تصویریں لینے میں مصروف تھا چنانچہ مجھے اس مہم کے لئے جو دوسرا ساتھی ملا وہ یہی نوجوان تھا جو جرمن تھا اور جس کا نام ہینری لیبرٹ تھا۔ پلازا میٹر کے بلیرڈ ہال میں میری اس سے ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں اور کبھی کبھی وہ یہاں بھی آجاتا تھا یہ شخص انجینیر تھا اور ایک برس پہلے پل بنانے والی ایک کمپنی کے ساتھ امریکا سے یہاں آیا تھا کمپنی کو پلوں کا ٹھیکہ تو نہ مل سکا البتہ ہینری یہاں ٹھہر کر چھوٹے موٹے کام کرنے لگا۔ کچھ عرصے تک ایک بند پر کام کرتا رہا لیکن جب وہ کام پورا ہو گیا تو ہینری کی زندگی ذرا کٹھن گزرنے لگی۔"

"ہینری کی معلومات معدنیات کے متعلق محدود تھیں لیکن میں نے ہیروں کا ذکر کیا اور پھر اپنی تجویز پیش کی جو اسے پسند آئی۔ چنانچہ ہم نے ایک خیمہ اور اشیاء خورد و نوش کا مناسب ذخیرہ ساتھ لیا اس کے علاوہ ہینری کے پاس ایک بڑی ہاتھی مار بندوق بھی تھی جس پر دوربین لگی ہوئی تھی۔ ہائیرا تک تو ہم دونوں ہی چلے گئے اور وہاں سے ہم نے ایک خچر کرایہ پر اور ایک ریڈ انڈین راہبر حاصل کیا جو ہمیں فصیل خلیو کا تک پہنچا دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ بڑا ہی کٹھن سفر تھا یہ جو ہم شیطان کے پچھے کے کنارے کر رہے تھے ہم رات کو سفر کرتے اور دن کے وقت خیمے میں سو رہتے دو راتوں کا سفر تھا یہ۔"

"دلدلوں میں کیا ہوا؟" موریس نے پوچھا۔

لیونارڈ نے سر ہلایا۔

"افسوس ہے کہ میں دلدلوں تک نہ پہنچ سکا۔ میری صحت کچھ ایک عرصے سے کچھ ڈانوا ڈول ہو رہی ہے —— کچھ فکر کی بات نہیں۔

—میرا مطلب ہے میری صحت کے متعلق — اس کے علاوہ ہمارے ساتھ صرف ایک خچر تھا۔ بڑا سخت جان ہوتا ہے یہ جانور لیکن ہمارے خچر پر ہم صرف اپنا ساز و سامان ہی لاد سکتے تھے چنانچہ ہمیں کم سے کم تین خچر اپنے ساتھ لینے تھے خیر تو ہم دلدلوں کے کنارے اور اس خوابیدہ آتش فشاں تک پہنچ گئے جس کے متعلق میں تمہیں بتا چکا ہوں اس سے آگے میں نہ جا سکا۔ آتش فشاں کے منہ میں ایک بڑی سی جھیل اور چند غار ہیں یعنی اس تالاب کے چاروں طرف۔ چنانچہ میں نے وہاں قیام کر دیا البتہ ہنری نے خیمہ اور خچر ساتھ لیا اور اکیلے ہی دریا تک جانے کی کوشش کی۔ لاوا کی چٹانوں کے بارے میں میں جانتا تھا چنانچہ میں نے اسے راستہ بتا دیا اور مجھے اعتراف ہے کہ میں نے جو راستہ بتایا تھا وہ غلط نہ تھا چنانچہ وہ وہاں تک پہنچ گیا جہاں میں نے اسے بھیجا تھا اور پانچ دن بعد وہ واپس آ گیا۔ اس عرصے میں میری صحت تو سدھر گئی تھی لیکن خود ہنری کی حالت بگڑی ہوئی تھی اس کے بعد کی داستان تو تم نے یمی سے سن ہی لی ہے کیوں؟"

مورس نے اثبات میں سر ہلایا

"ہاں وہ مچھروں کو دور رکھنے کی دوا اپنے جسم پر ملنا بھول گیا، اپنے آپ میں نہ رہا اور خودکشی کر لی۔"

"بالکل۔ وہ واپس آیا تو اس کا پورا جسم ہوا بھری ٹیوب کی طرح پھول رہا تھا مچھروں نے اس پر ایک رات پہلے حملہ کیا تھا اور اسی وقت سے اس کا جسم پھولنے لگا تھا لیکن اب تو اس کی حالت خیر تھی اور زیادہ سے زیادہ غیر ہوتی جا رہی تھی میں نے اسے کونین

دی تو وہ بالکل ہی آپے سے باہر ہو گیا۔ وہ چیخنے، ادھر ادھر بھاگنے اور چٹانوں سے سر پھوڑنے لگا۔ دفعتہً اس نے اپنی وہ منحوس ہاتھی مار بندوق اٹھائی، دوڑ کر جھیل کے کنارے پر پہنچا بندوق کی نال اپنے منہ میں رکھی اور پیر کے انگوٹھے سے لبلبی دبا دی۔ دھڑام ---- کھیل ختم ہو گیا بلکہ ستیاناس ہو گیا۔"

لیونارڈ خاموش ہو گیا اس کی نرم ربڑ کی سی ناک پر پسینے کے ریلے بہہ رہے تھے۔

"اور ہیرے؟" موریس نے پوچھا

"اسے صرف تین ہیرے ملے اور ٹھیک اسی جگہ سے جہاں میرے اندازے کے مطابق انہیں ہونا چاہئیے تھا یعنی اس اتھلے کنارے پر جہاں تک لاوے کے پرت دھنس آئے ہیں۔ مجھے روپئے کی ضرورت تھی چنانچہ دو ہیرے تو میں نے گزشتہ ہفتے بیچ دئے البتہ یہ ایک اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے رہنے دیا۔"

"لیکن صرف تین ہیرے؟" موریس نے کہا "آپ نے تو کہا تھا کہ ہیرے وہاں یوں پڑے ہوئے ہیں جس طرح ساحل سمندر پر سیپیں۔"

"ہیرے شاید اسی طرح وہاں پڑے ہوئے ہیں لیکن ہیروں کے اس ذخیرے کا مقام تلاش کرنے کے لئے مزید چند دن درکار ہوتے اور ان کا کل ذخیرہ اکٹھا کرنے کے لئے کئی ہفتے بلکہ شاید ایک مہینہ چاہئیے اور ہنری کے پاس یا تو اتنا وقت نہ تھا یا پھر وہ ناتجربہ کار تھا اس کے علاوہ وہ نڑاتو کے وحشی باشندوں سے خوفزدہ تھا کیونکہ اکیلا تھا اور ستم بالائے ستم یہ کہ مچھروں نے اس پر حملہ بول دیا۔"

"کوئی اور بھی اس دریا کے متعلق جانتا ہے؟"

لیونارڈ نے اپنی نگاہیں جھکالیں اور اپنے جبڑے چلا کر ایسی آواز نکالی جیسے کچھ چبا رہا ہو۔

"یقین سے تو نہیں کہہ سکتا البتہ سمجھتا ہوں کہ کوئی نہیں جانتا یہ تو بہر حال کوئی نہیں جانتا کہ یہ دریا کہاں ہے اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے لیکن ایسی باتیں چھپی نہیں رہتیں چنانچہ مجھے خوف ہے کہ افواہیں پھیلی ہوئی ہیں اور اس وقت سے پھیلنی شروع ہو گئی تھیں جب حکومت برطانیہ نے اس علاقے کا فضائی معائنہ کروایا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ افواہیں بلکہ یوں کہو کہ روایتیں اس سے پہلے بھی موجود تھیں کیونکہ کئی ریڈ انڈین ہائرہ کے باشندے ایک الدورید و[1] کا ذکر کیا کرتے ہیں جو بقول ان کے پہاڑوں پر اور اس میں واقع ہے جو "سانپوں کا دریا" کہلاتا ہے۔"

"سانپوں کا دریا؟"

"مطلب "زہراب" یعنی دلدل بہت ممکن ہے کہ فاتحین کے یہاں آنے سے پہلے قدیم قبائل ہیروں کی یہاں موجودگی سے واقف ہوں۔"

"کپتان صاحب، یہ جو داستان آپ نے سنائی ہے بڑی ہی حیرت انگیز ہے۔" مورس نے کہا "اور چونکہ میں ان چیزوں کے متعلق کچھ زیادہ جانتا نہیں اس لئے اس کے سچ یا جھوٹ ہونے کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتا البتہ ایک بات ضرور پوچھنا چاہوں گا۔"

"پوچھو۔"

---

[1] ایک فرضی شہر جہاں سونے کی افراط ہے چنانچہ ہر دولتمند ملک کو الدورید و کہا جاتا ہے۔ مظہر الحق علوی

"اب جبکہ ہنری مر چکا ہے کیا آپ اس دریا تک پہنچنے کا راستہ جانتے ہیں؟ اگر ہاں تو کیسے جانتے ہیں؟ کیونکہ آپ تو وہاں تک گئے نہ تھے۔ تو پھر کیا خودکشی کرنے سے پہلے ہنری نے آپ کو راستہ بتا دیا تھا؟ لیکن خود آپ ہی کہہ چکے ہیں کہ وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا:"

"آتش فشاں کو بطور ایک قطعی سمت مقرر کر کے اس نے راستے کا نقشہ تیار کیا تھا اور بڑی کاوش اور باریک بینی سے ایک ایک تفصیل اس میں درج کی تھی۔"

"اور وہ نقشہ آپ کے پاس ہے؟"

"فکر نہ کرو میں اس کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کر رہا ہوں۔"

"اور آپ ایک بار پھر اسی مہم پر جانے کا فیصلہ کر چکے ہیں؟"

"دس لاکھ ڈالر کی خاطر انسان جہنم میں بھی جانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور میں ابھی بوڑھا نہیں ہوا ہوں اور اگر ہم نے اسی کا خاطر خواہ انتظام کر لیا کافی خچر اور ساز و سامان ساتھ لیا تو یقین کرو مسٹر مورس، ہماری یہ مہم کامیاب رہے گی۔"

"آپ، میں اور ریڈ ربٹ کیوں؟ آپ اور ریڈ ربٹ کیوں نہیں چلے جاتے کہ اس طرح کل خزانے کے صرف دو حصے کرنا ہوں گے اور اس طرح آپ کے پاس زیادہ حصہ اور زیادہ دولت آئے گی؟"

"دو کافی نہیں ہیں اور اس کا تجربہ مجھے ہو چکا ہے کیونکہ پچھلی دفعہ ہم دو ہی گئے تھے میں اور ہنری اگر ہم دو میں سے ایک بیمار یا زخمی ہو گیا یا مر گیا تو پھر تنہا ایک شخص سانپوں کے دریا تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور اگر کبھی ریڈ انڈینوں نے حملہ کیا تو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے زیادہ

بندوقوں اور زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔"

"لیکن خچروں پر ہی جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ کو یقین ہے کہ ہیرے وہاں ہیں تو آپ ایک ہیلی کوپٹر کرائے پر کیوں حاصل نہیں کر لیتے۔"

لیونارڈ ہنسا۔ اپنی وہی مخصوص ہنسی جس پر کتے کے بھونکنے کا گمان ہوتا تھا۔

"مسٹر موریس! مجھے روپیہ دو اور میں آج ہی رات کو ایک ہیلی کوپٹر کرائے پر حاصل کر لوں گا۔ دو سو ڈالر فی گھنٹہ اور پھر اس کے پٹرول وغیرہ پر جتنا بھی خرچ آئے کم سے کم تین ہفتے کے لئے چنانچہ روپے کا انتظام کر دو مسٹر موریس۔"

موریس نے سر کھجلایا۔

"بہت اچھا۔ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم خچروں پر جائیں گے لیکن فرض کیجئے کہ کسی اور کے پاس روپیہ ہے۔"

"کیا۔ آ۔ آ۔!"

"اتنا روپیہ کپتان صاحب جو ایک ہیلی کوپٹر کرائے پر لینے کے لئے کافی ہو۔"

"کافی ہو؟ ایں! لیونارڈ نے آگے کی طرف جھک کے موریس کی طرف غور سے دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔" مسٹر موریس کوئی ایسا نہیں ہے۔"

"لیکن اس جماعت کا کیا؟"

جماعت!"

"جی ہاں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ یہ لڑکی جو میرے ساتھ آئی ہے ہو سکتا ہے کہ کسی جماعت کے لئے کام کر رہی ہو۔

"ایسی کوئی جماعت نہیں ہے۔"

"تو پھر آپ نے اس کا ذکر کیوں کیا تھا؟"

"یونہی ایک خیال آگیا تھا۔" لیونارڈ نے جلدی سے کہا "یقین سے کچھ کہنا ممکن تو نہیں تاہم فکر کی کوئی بات نہیں۔"

"لیکن دوسرے لوگ بھی تو ہیں۔"

"کون لوگ؟"

"جن کے پاس روپیہ ہے اور جو شاید اس سانپوں کے دریا سے واقف ہیں۔"

"نہیں نہیں۔ یہ — یہ — ایسی کوئی بات نہیں ہے صرف تم اور سمی اس دریا سے واقف ہو اور بس۔"

مورس نے گھور کر لیونارڈ کی طرف دیکھا مؤخر الذکر نے ایک بار پھر نظریں جھکالی تھیں۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔" مورس بڑبڑایا

"مسٹر مورس! آپ کو مجھ پر اعتبار کرنا چاہیئے۔" لیونارڈ نے کہا۔

"بہت اچھا۔" مورس نے سر ہلایا "لیکن اگر ہمیں ہیرے مل بھی گئے تو اس کے بعد کیا؟"

"یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ میں دو ایسے سرکاری عہدیداروں سے واقف ہوں جو اپنا کمیشن وضع کر کے خام ہیرے بیرونی کرنسی میں ہم سے خرید لیں گے۔"

"بلیک ملینگ؟"

"بالکل۔ پچاس فیصدی کمیشن ہوگا ان کا۔"

"بظاہر یہ مسئلہ کوئی مسئلہ معلوم نہیں ہوتا" مورس نے کہا۔ اس کی حیرت بڑھنے لگی تھی۔ "لیکن ہم ہیروں کی فروخت قانونی طور پر کیوں نہ کریں؟ کسی بینک یا ہیروں کی کارپوریشن کے ہاتھ فروخت کردیں، وہ اپنا دس فیصدی کمیشن وضع کرلیں گے۔ چلو چھٹی ہوئی۔"

لیونارڈ مسکرایا۔

"مسٹر مورس! آپ اپنے ہیروں کا تھیلا بینک آف انگلینڈ کے پاس لے جایئے اور ٹیکس ادا کرنے کے بعد اپنے نقد ترائن کھرے کرلیجئے۔" اس نے اداسی سے سر ہلایا "لیکن بھیا! یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ یہاں روڈیشیا کی فرمانروائی ہے اور وہ خام ہیروں کے ان تھیلوں کو حکومت کی ملکیت ظاہر کرے گا اور یہ ان ہیروں کا اور شاید ہمارا بھی خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ میاں! ہم یہ کریں گے کہ کسی نقریباً ایماندار سرکاری عہدے دار کو تلاش کرلیں گے جس کے تعلقات ہیروں کی کسی بیرونی فرم سے ہوں گے۔ وہ معاملہ طے کرے گا اور ہم سے تھیلے لے کر ان کے عوض ہمیں سوٹ کیس دے دیگا جن میں ڈالر یا سوئزرلینڈ کے فرانک بھرے ہوئے ہوں گے اور پھر ہوسکتا ہے کہ وہ اپنا یہ اناگر تشاہل نہ ہوائی جہاز بھی ہمارے ہاتھ فروخت کردے چنانچہ یہی ہمیں رہی اور اڑا لے جائے گا ہم اپنی رقم وہاں کے بینک میں رکھ دیں گے اور اس کے بعد راوی بس چین ہی چین لکھتا ہے مسٹر مورس! ایک لالچی اور رشوت خور عہدے دار اور ہماری مشکل آسان ہو جائے گی۔"

"لیکن کیا اس عہدے دار کو یہ خوف نہ ہوگا کہ ہم اس کا بھانڈا پھوڑ دیں گے؟"

"اسے خوف کیوں ہونے لگا؟ یہاں اوپر سے لے کر نیچے تک فضا انقلاب کے کیڑوں سے بجبجا رہی ہے۔ یہاں کوئی دم میں انقلاب ہوا چاہتا ہے کیونکہ وہ کاسٹرو اپنے انقلابیوں کے ساتھ بڑھا چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ملک کا کوئی بھی عقلمند اور دوربین عہدے دار اپنا کمیشن —— یعنی پورے پانچ لاکھ کی رقم —— حاصل کرنے کے بعد فلوریڈا میں ایک عمدہ جاگیر خرید لے گا۔"

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ عہدے دار کچھ زیادہ لالچی ہو اور ہمیں ٹھکانے لگا کر ہمارا کل سرمایہ ہتھیالے" مورس نے کہا

"اگر اس میں عقل کا شائبہ بھی ہوا تو وہ ایسی حماقت نہ کرے گا۔ اور جو عہدے دار میری نظر میں ہے اس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایسی کوئی حرکت نہ کرے گا۔"

"ہم۔ م۔ م"

"ہم۔ م۔ م۔ کیا؟"

"خود ہمارے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ مثلاً سیمی —— آپ کے خیال میں اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟"

"وہ ذرا وحشی ضرور ہے لیکن بھوت کی طرح کام کرنے والا ہے خصوصاً جب لاکھوں کی رقم ملنے کی امید ہو۔"

"اور میں؟"

"تم مجھے دھوکا دینے کی کوشش نہ کروگے —— کیوں کہ اگر مجھے تم پر

ذرا بھی شک ہوا تو میں تمھیں پولیس کے حوالے کر سکتا ہوں ۔"

مورس نے سر ہلایا ۔ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر پسینہ پونچھا اس کی کنپٹیاں دھڑکنے لگی تھیں ۔

"تو کیا خیال ہے مسٹر مورس ؟"

"میں آپ کے ساتھ چلوں گا ۔"

لیونارڈ نے مسکرا کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنی عینک برآمد کی اور اسے ناک پر ٹکا کر تالی بجائی کہ وہ موٹی عورت باہر سے دروازے کا قفل کھول دے ۔

باہر نائٹ کلب میں اب بھیڑ لگ چکی تھی ، بینڈ بڑے زور زور سے بج رہا تھا اور دو گہری رنگت والی لڑکیاں روشنی کے دائرے میں کھڑی اپنے کولھے ہلا رہی تھیں اور تماش بینوں کی گھورتی ہوئی آنکھوں کے سامنے اپنے جسموں کو رفتہ رفتہ لباس سے آزاد کر رہی تھیں ۔ اپنے القبہ کی طرف بڑھتے ہوئے لیونارڈ اور مورس کی طرف کسی نے نہ دیکھا ۔ یکایک ساز ایک کربناک چیخ کے بعد خاموش ہو گئے روشنی کا دائرہ غائب ہو گیا تالیوں سے نائٹ کلب کی چھت اڑ گئی اور مورس اس القبہ میں جھانک رہا تھا جس میں فوجی افسر بھرے ہوئے تھے اس خیال سے کہ وہ شاید غلط القبہ میں آ گیا ہے اس نے دوسرے میں دیکھا ۔ میل اور ریڈ ربٹ کا کہیں پتہ نہ تھا ۔ وہ لیونارڈ کی طرف گھوم گیا جو ایک ویٹر سے کچھ کہہ رہا تھا ساز پھر بجنے لگے ۔ مورس نے اپنی گھڑی پر نظر کی ۔ بارہ بج کر دس منٹ ہو رہے تھے اس نے پھر القبہ کی طرف نظر کی وہاں فوجی افسر تھے اور ان کی گودوں میں چڑھی ہوئی لڑکیاں تھیں اور عین اسی وقت اسے یکبارہ پھر اسی

پر اسرار نوجوان کی جھلک نظر آگئی جس کے بال سفید تھے اور جس نے رائی کے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

ایک لڑکی کہیں سے نکل کر روشنی کے حلقے میں آگئی۔ اس کے چہرے کے نقوش حیرت انگیز حد تک دل آویز تھے۔ لیونارڈ چند قدم آگے بڑھ گیا تھا اور ایک ریڈ انڈین اس کی ہتھیلی پر سکے رکھ رہا تھا یہ اس دن کی لیونارڈ کی دلالی تھی۔ ان سکوں کو دیکھا تو مورس کو یاد آیا کہ آج رات کا کل خرچ خود لیونارڈ کو ادا کرنا تھا۔ تالیوں کے ڈونگروں میں اس نے چیخ کر لیونارڈ سے کہا۔

"ریڈ ربٹ اور وہ لڑکی غائب ہیں۔"

"ہاں۔ تمھارے لئے یہ چھوڑ گئے ہیں۔" لیونارڈ نے کہا اور کاغذ کا ایک تہہ کیا ہوا ٹکڑا مورس کی طرف بڑھا دیا۔

مورس نے کاغذ کی تہیں کھول کر دیکھا۔ خوبصورت زنانہ تحریر میں لکھا تھا۔

معافی چاہتی ہوں۔ لیکن مجھے سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی اور تمھارا معاملہ کپتان کے ساتھ کسی صورت طے ہوتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ تمھارے دوست مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلانے لئے جا رہے ہیں۔ کل بارہ بجے سے پہلے دفتر میں شاید ملاقات ہوگی۔

"میبل"

"بے وفا کتیا۔" مورس نے دانت کٹکٹا کر دل ہی دل میں کہا۔

اور کوئی اس سے ٹکرا گیا اور مورس کے غصے کا پارہ چڑھنے لگا اور

ایکبار پھر اس کے چاروں طرف زور زور سے تالیاں بجائی گئیں۔ سامنے
ڈانس پر لڑکی اپنے برہنہ شانے اپنی لانبی انگلیوں سے سہلا رہی تھی۔
موریس کے سر میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ لڑکی اپنے شانوں پر سے
لباس نیچے سرکانے لگی اس کا سینہ اس طرح عریاں ہو رہا تھا جیسے
پہاڑوں کے عقب سے دو سورج آہستہ آہستہ ابھر رہے ہوں۔ مجمع
خاموش ہو چکا تھا۔ ساز جیسے سروں میں سانس لے رہے تھے لڑکی کا
لباس نیچے سرک آیا اس کا پیٹ ہاتھی دانت کی طرح چکنا تھا۔ وہ بے تعلق
سی اور سنجیدہ تھی اس کے بشرے سے فحش جذبات عیاں نہ تھے جیسے وہ
عام مجمع میں نہیں بلکہ خود اپنی خوابگاہ میں لباس اتار رہی ہو۔
"جہنم میں جائے ریڈ ربٹ اور جہنم میں جائے وہ کیتا میل" موریس
نے سوچا "اور میں ان کے لئے پچاس ڈالر خرچ کر چکا ہوں۔"
لیونارڈ نے اس کے کان میں کہا۔
"کیوں جوان! ہے نا کوئی چیز۔"
اور اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ موریس نے سر ہلا کر لباس سے
آزاد ہوتی ہوئی لڑکی کی طرف دیکھا جس کا لباس سڈول شانوں پر سے
پھسل کر فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا لڑکی اپنے دونوں ہاتھ سر سے اوپر اٹھائے
اپنے دونوں کولہے ہلا رہی تھی اور اس کا پورا جسم تھرتھرا رہا تھا۔ ساز
جیسے اپنے جذبات کو دبا نہ سکے اور بیتاب ہو کر چیخ اٹھے۔ فوراً ہی سرخ
چست لباس میں ملبوس ایک ریڈ انڈین چھلانگ لگا کر ڈانس پر آ گیا اس
نے لڑکی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا لیا اور اسے گول گول گھمانے
اور اس کے ساتھ خود بھی گھومنے لگا۔ لڑکی اوپری لباس سے آزاد

تھی۔ تاہم اب بھی اس کی ٹانگوں پر پھنسی ہوئی پینٹ چڑھی ہوئی تھی۔
یکایک ریڈ انڈین نے ہاتھ کے ایک جھٹکے کے ساتھ لڑکی کی پینٹ اتار پھینکی
اور اس خوبصورت لڑکی کو بالکل ہی برہنہ دیکھ کر لوگ دیوانے ہو گئے اور
نائٹ کلب سیٹیوں اور تالیوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

اس شور سے بالا لیونارڈ کی آواز سنائی دے رہی تھی

"مسٹر مورس! اب میں چلتا ہوں۔" وہ ایک چھپا ہوا کارڈ مورس
کے ہاتھ میں تھما رہا تھا۔ "میں یہاں کے پہرے دار کو تمھارے متعلق کہتا
جاؤں گا۔"

مورس نے کارڈ پر کی تحریر دیکھی۔

"سینور۔ پی۔ اسٹاپس
۳، اپارٹمنٹ ۸۔ مارموسیلو
پیرا ٹیکنس
کمرشیل بزنس کنسلٹنٹ"

مورس آپ ہی آپ مسکرایا۔ یہ کارڈ لیونارڈ کو کسی قابل ظاہر کر رہا
تھا لیکن وہ مقابل شخص کیا واقعی اس قابل تھا کہ سانپوں کے اس دریا سے
اسیروں کے تھیلے بھر کر لا سکے جس تک پہنچنے کے راستے کا نقشہ اب تک
نہ بنایا گیا تھا؟ وہ دلدلی علاقہ اسی کی ملک میں ہونے کے باوجود مورس
کے خیال میں چاند سے بھی دور تھا۔

مورس نے کارڈ رکھ لیا

"شکریہ" وہ بولا اور برہنہ ناچتی ہوئی لڑکی پر سے نگاہیں ہٹائے بغیر
دھاڑ نہ گیا۔ "کپتان! میں نے پچاس ڈالر بطور جنس داخلہ ادا کئے ہیں۔ سبھی

نے کہا تھا کہ آپ یہ رقم مجھے لوٹا دیں گے ....."

تالیاں پھر بج اٹھیں اور تماش بینوں کے ریلے نے مورس کو ایک طرف ڈھکیل دیا اس نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

"لیونارڈ! کپتان لیونارڈ!"

ایک شخص نے گھوم کر اس کی طرف دیکھا اور مورس کو احساس ہوا کہ وہ انگریزی زبان میں چیخ رہا تھا۔ وہ گڑبڑا کر بھیڑ میں غوطہ مار گیا۔

ڈائس پر روشنی کا موٹا دائرہ پھر نمودار ہو گیا تھا لوگ پھر تالیاں بجا رہے تھے اور اب روشنی کے دائرے میں اس برہنہ لڑکی کے بجائے ایک دوسری لڑکی دو نوجوانوں کے ساتھ آ چکی تھی۔

وہ بار کے قریب پہنچا اور اس پر دونوں کہنیاں ٹکا کر بیٹھ گیا۔ وہاں اب کوئی لڑکی نہ تھی۔ تمام لڑکیوں کو گاہک الگ الگ کمروں میں لے جا چکے تھے اور مورس کو یاد آیا کہ ایک لڑکی لے جانے کا اسے بھی حق ہے۔ اور اسے وہ لڑکی پسند تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے سب کے سامنے برہنہ ہوئی تھی۔ وہ شاید لاورا کی یاد اس کے دل سے مٹا سکتی تھی۔ بار کے قریب بیٹھنے والی لڑکیاں تو اسے ذرا بھی پسند نہ تھیں۔

"بڑی ہی دیوانی شام رہی یہ تو" اس نے سوچا "وہ نوجوان جرمن جس نے مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے خودکشی کر لی اس کی پھولی ہوئی لاش شاید اب بھی آتش فشاں کے دہانے میں پڑی ہوئی ہو گی اور پھر یہ خواب ــــ ہیرے ــــ لاکھوں روپے کے ہیرے حاصل کرنے کا خواب جو اگر میں زندہ رہا تو، شاید شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔"

لیکن بہت ممکن تھا کہ پوری داستان ہی من گھڑت ہو اور مورس

کو الو بنانے کے لیے گڑھی گئی ہو۔ کیونکہ پچاس ڈالروں کا جو اس نے خرچ کیے تھے کمیشن لیونارڈ کو مل گیا ہوگا۔ ادھر ریڈ ربٹ کو مفت میں شراب اور میل مل گئی چنانچہ بہت ممکن تھا کہ ان دونوں کا۔ لیونارڈ اور ریڈ ربٹ کا ـــــ اس معاملے میں گٹھ جوڑ ہو۔ رہا مورس تو وہ پولیس سے چھپتا پھر رہا تھا اور پولیس سے بچے رہنے کے لیے اس نائٹ کلب سے مناسب پناہ گاہ فی الحال اور کوئی نہ تھی۔

چنانچہ مورس نے وہاں بیٹھ کر مزید چند رقص دیکھے جو کچھ ہی دیر بعد بیحد فحش بن گئے تھے اور تماش بین تالیاں پیٹ پیٹ کر اور چیخ چیخ کر پاگل ہو گئے گویا وہ نائٹ کلب میں عریاں رقص نہیں بلکہ کسی میدان میں فٹ بال کا میچ دیکھ رہے ہوں اور جب یہ رقص ختم ہو جائے گا تو لوگ شاید واپس جا کر مزید کئی لاکھ ہیپسیو کی خرد برد کریں گے اور ان کی یہ خیانت ریڈ انڈین کاشت کاروں سے مزید کئی سال تک محنت کرواتی رہے گی یا پھر یہ لوگ سیاسی تبدیلیوں کو پیٹ پیٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالیں گے اور پھر اپنی داشتاؤں کے ساتھ سو جائیں گے اور صبح اٹھ کر سوئمنگ پول میں غسل کریں گے۔

اور مورس نے سوچا۔ "کمیشن وضع کرنے کے بعد پانچ لاکھ ـــــ پورے پانچ لاکھ ـــــ اس کے تین حصے کر دیے ـــــ چنانچہ ہر ایک کے حصے میں پچاس ہزار اسٹرلنگ آگئے ـــــ لیکن کیا یہ ممکن ہے؟ ـــــ شاید نہیں کیونکہ میرا کاروال لیونارڈ ہے۔"

مورس ٹیکسی کی تلاش میں صحن کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ وہ سفید بالوں والا نوجوان کہیں جا چکا تھا۔ اس نے

سوچا کہ کیا وجہ تھی کہ کم عمری میں ہی اس کے بال سفید ہو گئے تھے؟ یہ قدرت کا کرشمہ تھا؟ یا پھر کسی زبردست صدمے کا ردعمل تھا؟

ایک بج چکا تھا اور مورس کے پاس اتنے پیسو بچ رہے تھے کہ وہ بیر اٹیکنس پہنچ سکتا تھا۔
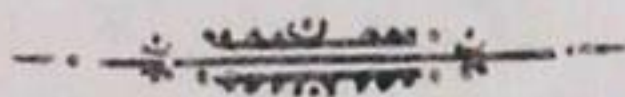
چوتھا باب

ایک لاش' ایک لڑکی

نمبر آٹھ ہا موسیل، شہر کے پرانے حصے میں ایک عمارت تھی جو پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ آہنی پھاٹک کے پیچھے ایک شخص اپنے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا لئے بیٹھا تھا۔ مورس نے اسے لیونارڈ کا کارڈ دکھایا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر اس زینے کی طرف اشارہ کر دیا جہاں سے بلیوں کے گو موت کی بو اٹھ رہی تھی۔ فلیٹ نمبر تین پہلی منزل پر تھا دروازے پر لیونارڈ کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ مورس دستک دے کر منتظر کھڑا رہا کمرے سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی۔ اس نے پھر دستک دی اس دفعہ نسبتاً زور سے اور ساتھ ہی لیونارڈ کو آواز بھی دی۔ کوئی جواب نہ آیا مورس خاموش کھڑا انتظار کرتا رہا کوئی آواز سنائی نہ دی سوائے پہرے دار کی کھانسی کی آواز کے۔

وہ لیونارڈ کو برا بھلا کہنے لگا کیونکہ جانتا تھا کہ ہوٹل میں کمرہ حاصل کرنا اس کے لئے خطرناک ہو گا۔ مایوسی اور غصے کی جھونجھ میں اس نے دروازے کا دستہ گھمایا تو وہ کھل گیا۔

کمرے میں خاموشی تھی اور اندھیرا بھی۔ کمرے کی فضا میں پھپھوندی کی سی بو رچی ہوئی تھی جیسے وہ کئی مہینوں سے بند ہو۔

"کپتان —— ! کپتان لیونارڈ" اس دفعہ اس نے آہستہ سے پکارا۔

اسے جواب کی توقع نہ تھی اور جواب نہ آیا صرف گھڑی کی ٹک ٹک اور پانی ٹپکنے کی ٹپ ٹپ سنائی دے رہی تھی۔

اس نے ٹٹول کر بجلی کا بٹن تلاش کر لیا۔

وہ ایک مختصر سی نشست گاہ میں تھا، فرش لینو سیم کا تھا دیواریں خاکستری تھیں فرنیچر کالے رنگ کا اور بدنما تھا اور ایک صوفہ بھی تھا۔ جس میں گھوڑے کی ایال اور دم کے بال بھرے ہوئے تھے ایک الماری بھی تھی جو نصف کے قریب کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ زیادہ تر کتابیں ہسپانوی اور پاکٹ سیریز کی تھیں۔ دیواروں پر خانہ بدوشوں کی دو چار تصویریں ٹنگی ہوئی تھیں۔ ایک کونے میں بنے ہوئے الماری کی سائز کے باورچی خانے میں خالی بوتلوں کا انبار تھا ایک خالی تھیلا پڑا ہوا تھا کھانا پکانے کے چند زنگ آلود برتن دھرے ہوئے تھے اور ایک چرمی تھیلے کو خدا جانے کیوں باورچی خانے میں گھسیٹ کر نشست گاہ میں لایا گیا تھا۔ کمرے کے بیچ میں دھری ہوئی میز پر اسکاچ کی ایک بوتل رکھی ہوئی تھی جو تین چوتھائی خالی تھی، جام میز کے نیچے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ لیکن ٹوٹا نہ تھا سورس نے جام اٹھا کر سونگھا اس کی تہہ میں وہسکی کے چند قطرے اب بھی موجود تھے۔ اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا ڈیڑھ بج رہا تھا لیونارڈ کو نائٹ کلب سے رخصت ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا

تھا اور وہاں سے یہاں تک کار میں صرف پندرہ منٹ کا راستہ تھا۔

اس نے جام میز پر رکھ دیا اور اس دروازے میں داخل ہوگیا جو نیم وا تھا اور اب وہ ایک چھوٹی سی خواب گاہ میں تھا۔ ایک طرف غسل خانہ تھا خواب گاہ میں صرف ایک پلنگ تھا جس کا بستر سمٹا ہوا تھا اور چادر صاف نہ تھی کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ ایک بڑے سے وارڈ روب نے آدھی خوابگاہ پر قبضہ جما رکھا تھا یہاں بھی خالی تولیں تھیں میلے کپڑے رکھنے کا ایک تھیلا تھا، دیوار میں ایک بیسن لگا ہوا تھا، نل سے گرم پانی قطرہ قطرہ ٹپک رہا تھا نل کے قریب فرش پر تولیہ پڑا تھا۔ اس نے تولیہ اٹھا لیا۔ وہ گیلا تھا۔

پھر وہ خوابگاہ سے باہر آیا نشست گاہ عبور کرکے دروازے کے قریب پہنچا اور اسے اندر سے بند کر دیا۔ اسے باہر سے اور اندر سے بھی مقفل کیا جاسکتا تھا لیکن اس کے لئے کنجی کی ضرورت تھی جو مورس کے پاس نہ تھی چنانچہ اس نے چٹخنی لگا دی۔ لیونارڈ یقیناً واپس آیا تھا لیکن پھر غسل کرکے اور شراب پی کر کہیں باہر چلا گیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنی عجلت میں تھا کہ اس نے نہ صرف جام فرش پر پھینک دیا تھا بلکہ باہر سے دروازہ بھی بند کرنا بھول گیا تھا یا شاید وہ قصداً دروازہ کھلا چھوڑ گیا تھا تاکہ مورس آئے تو اسے دروازہ کھلا مل جائے۔

چند ثانیوں تک وہ کمرے کے بیچ میں خالی الذہن سا کھڑا رہا اور پھر دفعتہً اسے احساس ہوا اور شدت سے ہوا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ تھا لیکن گڑبڑ کہاں تھی؟ کھلے ہوئے دروازے میں؟ فرش پر پڑے ہوئے

جام میں؟ چرمی تھیلے میں جسے گھسیٹ کر نشست گاہ میں لایا گیا تھا؟ یا پھر یہ پورا فلیٹ ہی کسی مصیبت کی خبر دے رہا تھا؟ یہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو لیونارڈ کے کردار پر مزید روشنی ڈال سکتی۔ وہ لیونارڈ کے متعلق صرف اتنا جانتا تھا کہ وہ ایک ادھیڑ عمر کا شخص تھا جو کبھی کپتان رہا تھا اور کچھ کچھ سیاست داں بھی تھا اکیلا رہتا تھا، عادی شرابی تھا اور ایک اونچے درجے کے قحبہ خانے میں دلالی کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا

پھر وہ کتابوں کی الماری کے قریب پہنچا اور بیزاری سے کتابوں پر نظر دوڑانے لگا - ایک چار سال پرانی جنتری، معدنیات کے متعلق چند کتابیں اور پل بنانے کی ایک کتاب۔

موریس حد درجے تھکن محسوس کر رہا تھا۔ وہ خوابگاہ میں پہنچا اپنے جوتے اتار کر پھینکے اور لیونارڈ کا انتظار کرنے کے ارادے سے بستر پہ لیٹ گیا۔

اسے یہ بات واقعی عجیب معلوم ہوئی تھی کہ خود لیونارڈ نے اسے اپنے فلیٹ میں آنے کی دعوت دی تھی اور اب وہ خود ہی غائب تھا وہ شاید کسی جوے خانے میں چلا گیا تھا اور اس نے موریس کو جو ہیرا دکھایا تھا وہ شاید کوئی ہیرا نہ تھا بلکہ اس سے ملتا جلتا اور اس کے رنگ کا معمولی سا کنکر تھا جسے ربڑ ربٹ اور لیونارڈ نے اسے اُلّو بنا کر روپیہ اینٹھنے کے لئے بٹوے میں رکھ لیا تھا تاہم اس سے تو موریس کو بھی انکار نہ تھا کہ اگر یہ ان دونوں کی چال تھی تو یہ چال کچھ زیادہ سمجھی ہوئی نہ تھی کیونکہ خود وہ اس وقت لیونارڈ کے بستر پر لیٹا اس کا انتظار کر رہا تھا اگر یہ چال کامیاب ہوتی تو اس وقت وہ بے ٹھکانہ بھٹک رہا ہوتا۔

کچھ دیر بعد اس نے روشنی بجھا دی اور آنکھیں بند کرلیں فلیٹ میں اندھیرا تھا اور خاموشی تھی صرف گھڑی ٹک ٹک کا رہی تھی جیسے رات کا دل دھڑک رہا ہو۔

وہ بیدار ہوا تو بند کھڑکی کے شیشے پر دن کی روشنی کا پیوند لگا ہوا تھا اور گھڑی سوا آٹھ بجا رہی تھی کمرہ خالی تھا وہ اچھل کر بستر سے نکل آیا۔

"کپتان لیونارڈ"۔ اس نے آواز دی۔

کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے غسل خانے میں جاکر ٹھنڈے پانی سے منھ دھویا۔ واپس خوابگاہ میں آیا بستر کے قریب پہنچا اور اپنے جوتے اٹھانے کے لئے جھکا۔

دفعتہً اس کی ٹانگوں کی رگیں تن گئیں اور وہ ہڑبڑا کر تیزی سے دو فٹ پیچھے کی طرف اچھلا اور دھڑام سے وارڈروب سے ٹکرا گیا اس کا پورا جسم سرد ہو گیا اور پھر فوراً ہی اسے پسینہ چھوٹ گیا وہ اپنے آپ کو سنبھال کر پھر بستر کی طرف بڑھا اور کمر میں سے ذرا جھک کر غور سے دیکھا۔

پلنگ کے نیچے ایک انسانی ہاتھ نظر آیا، وہ اور جھکا پلنگ کے نیچے کوئی پڑا ہوا تھا جس کا سر بڑے ہی غیر قدرتی انداز میں دوسری طرف مڑا ہوا تھا لیکن اس کے زردی مائل کھردرے بالوں نے مورس نے اسے پہچان لیا۔

وہ بھاگ کر نشست گاہ میں آگیا اور تیزی سے دروازے کی

طرف بڑھا لیکن ابھی اس کے اور دروازے کے درمیان دو تین فٹ کا فاصلہ تھا کہ کسی نے دروازے پر دو دفعہ دستک دی۔

مورس کے پیر فرش میں گڑ گئے۔ اس کے ماتھے اور گردن سے پسینہ بہنے لگا پھر دستک دی گئی مورس نے اپنا سانس روک لیا فوراً ہی ایک آواز نے چیخ کر کہا۔

"اسٹاپس! اٹھو یار۔ مورس! تم بھی بابو بستر میں سے نکل آؤ۔ سالا بہت سا کام کرنا باقی ہے۔"

مورس نے سانس چھوڑ دیا اور جب وہ دروازہ کھولنے کے لئے آگے بڑھا تو بری طرح سے کانپ رہا تھا اس نے دروازہ کھول دیا سامنے ریڈ ربٹ ایک بڑا سا میٹھ تھیلا لئے کھڑا تھا اور ایک بار پھر اس نے اپنا کارڈ رائے کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

"آ۔ ہاں۔ کیسے ہو بابو؟ اسٹاپس حرامی اب تک سویا پڑا ہے؟" وہ کمرے میں آگیا" ایں، کیا بات ہے بابو؟ تم کچھ بیمار سے معلوم ہوتے ہو۔"

مورس نے خوابگاہ کی طرف اشارہ کیا۔

"خوابگاہ میں جاکر پلنگ کے نیچے دیکھو۔"

"ایں!" ریڈ ربٹ کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

اس نے میٹھ تھیلا فرش پر رکھا اور سیدھا خوابگاہ میں گھس گیا۔ مورس جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ اس نے دوسرے کمرے میں سے حیرت کی ایک دبی چیخ سنی اور ریڈ ربٹ نشست گاہ میں آگیا اس کے قدم الٹے سیدھے پڑ رہے تھے اور وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"بابو! تمہارا کام ہے یہ؟" اس نے پوچھا۔

"خود تمھارا کیا خیال ہے؟"

"کسی اور کا کام ہے۔ تم سوئے تھے وہاں بستر پر؟"

مورس نے خاموشی سے سر ہلا دیا

"خوب۔ دروازہ کس نے کھولا تھا؟"

"کھلا تھا"

"کیا بجا تھا اس وقت؟"

مورس نے اسے وقت بتایا۔

"کوئی خاص بات نظر نہیں آئی تھیں بالی؟"

مورس نے میز پہ رکھے ہوئے خالی جام کی طرف اشارہ کرنے کے بعد کہا۔

"اور میرے یہاں آنے سے پہلے کسی نے غسل کیا تھا یا منھ ہاتھ دھوئے تھے۔"

"یقیناً دھوئے ہوں گے بالی۔ اس کی پیٹھ میں چاقو کے تین زخم ہیں۔ خون زیادہ نہیں بہا۔ جس نے بھی کپتان کا خون کیا ہے وہ اس وقت کمرے میں گھس آیا تھا جب کپتان رات کے لئے لباس تبدیل کر رہا ہوگا خونی اس سے لپٹ گیا ہوگا اور بڑے ٹھنڈے پنے سے چاقو تین دفعہ اس کے جسم میں اتار دیا ہوگا۔"

مورس نے اپنے ماتھے سے پسینہ پونچھا اور بیٹھ گیا۔

"میرے خدا!" وہ بڑبڑایا۔

حیرت زدہ ہونے یا افسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بالی ویسے جرائم تو یہاں عام ہیں" کپتان اسی تھیلے میں ہنری لیبڑ کی بندوق لپیٹ کر رکھا کرتا تھا

یعنی وہی ہاتھی مار بندوق ـــــ یہ بندوق اس نے مجھے ایک ہفتے پہلے دکھائی تھی۔ اسی تھیلے میں ایک کمپاس اور دوربین بھی تھی جس میں دن اور رات کے وقت دیکھنے کے شیشے لگے ہوئے تھے یہ ساری سب چیزیں غائب ہیں۔"

"اور نقشہ؟"

ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔

"اسے کپتان اپنے پاس ہی رکھتا تھا وہ بھی غائب ہے اور ساتھ ہی وہ بٹوا بھی جس میں ہیرا تھا۔"

"تمھارے خیال میں یہ معمولی سی چوری کی واردات ہے؟"

"یہ مسئلہ پولیس کے لئے چھوڑ دو بابو۔ شاید اس واردات کی اطلاع پولیس کو کئی دنوں تک نہ ملے گی اور اس کے بعد وہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اپنے کوٹھے نہ گھسیں گے۔ یہاں کی پولیس بڑی سست دکاہل ہے اس کے علاوہ یہ سالا اسٹاپس تھا کون؟ ایک مفلس سفید فام شرابی گدھا ـــ خدا اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ آؤ بابو اب ہمیں یہاں ایک سکنڈ بھی نہیں ٹھہرنا ہے۔"

مورس اس کے پیچھے ہی پیچھے زینہ اتر کر باہر آگیا۔

"یہ ریڈ ربٹ بڑا ہی تنگ دل انسان ہے۔" اس نے سوچا "لیونارڈ بہر حال اس کا دوست تھا یعنی سور کو اس کی موت کا ذرا بھی افسوس نہیں۔"

"بابو! نیچے پہرے دار نے تو تمھارے لئے دروازہ نہیں کھولا تھا؟"

مورس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چنانچہ اسی حرامی نے خونی کے لئے بھی دروازہ کھولا ہو گا لیکن میں

سمجھتا ہوں کہ فی الحال اس سے اُس نیکے متعلق کچھ پوچھنا مناسب نہیں ہو سکتا ہے کہ اسے تمھارا حلیہ یاد رہ جائے اور پھر وہ پولیس کے سامنے اسے بیان کردے۔"

نیچے پہرے دار نہ تھا اور پھاٹک کھلا تھا۔

"واہ" ریڈ ربٹ نے خوشی سے بیتاب ہو کر کہا۔" میدان سالا صاف ہے۔ آؤ۔ بابو اس وقت تمھیں شراب کی ضرورت ہے تمھارے اعصاب جھنجھنا رہے ہوں گے۔"

"اب یہ تو یقینی بات ہے بابو کہ کپتان کو اس شخص نے لٹا دیا ہے جو خود ہیروں کے چکر میں پڑا ہے۔" ریڈ ربٹ کہہ رہا تھا۔" اب یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ حرامی کون ہے کیوں کہ کپتان کے بہت سے دوست تھے بلکہ یوں کہو کہ بہت سوں سے اس کے تعلقات تھے۔ لونڈیوں کا دلال جو تھا۔"

"لیکن خونی کو ہیروں کے متعلق کوئی بھی بات کیسے معلوم ہوئی ہوگی؟"

ریڈ ربٹ نے شانے اچکائے۔

"کپتان سالے کو شراب کی لت تھی۔ ہر دو گھنٹے بعد اسے شراب کی لت پریشان کرنے لگتی اور جب شراب سے اس کا پیٹ لبریز ہو جاتا تو پھر اس کی زبان کا ٹانکا ٹوٹ جاتا اور وہ بکنے لگتا اور کبھی وہ باتیں بھی کہہ جاتا جو نہ کہنی چاہیئں۔"

"چنانچہ گزشتہ رات بھی اس کی زبان کا ٹانکا ٹوٹ گیا تھا۔"

مورس نے کہا۔

"اب وہ تمھیں ہمارے ساتھ چلنے کو تیار کر رہا تھا تو ظاہر ہے کہ اس نے

بہت کچھ کہا ہوگا۔"

"میرا مطلب یہ نہ تھا۔"

"تو پھر سالا کیا مطلب تھا تمہارا؟" ریڈ رٹ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اس نے ایک ٹولی کا ذکر کیا تھا" مورس نے جواب دیا۔ "ایک منظم جماعت کا۔"

"اہں!"

"ایک ایسی جماعت کا جس کے پاس خاصا روپیہ ہے اور جو ہیلی کوپٹر کے ذریعے سانپوں کے دریا تک پہنچنے کی کوشش کر سکتی ہے اب یہ میں نہیں جانتا کہ ۔۔۔"

"اہں! یہ کہا تھا مرنے والے نے؟" ریڈ رٹ کے ابرو پر بل پڑ گئے

اس کا خیال تھا کہ میں اسی جماعت کی جاسوس ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے اور یہ کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔"

ریڈ رٹ نے مقامی شراب خالص اپنے حلق میں انڈیل دی۔

"اگر یہ معاملہ اہم ہوتا بابو تو کپتان نے مجھے اس سے بے خبر نہ رکھا ہوتا لیکن سالا ایسا ہونا ناممکن نہیں اور اگر ایسا ہوا تو یہ ایک نئی مصیبت ہوگی ہمارے سر پر۔ ویسے پہلے سے ہی کیا کم ہوا ہے وہ سالا نقشہ غائب بندوق غائب، دوربین غائب اور وہ پانچ سو ڈالر بھی سالے غائب جو اسٹاپس نے وہ ہیرے بیچ کر حاصل کئے تھے چنانچہ اب ہمیں اپنی دوڑ کا آغاز بے سروسامانی کے عالم میں کرنا ہے اور بابو تم میری مدد کروگے۔"

"تو کیا تم اب بھی ہیروں کی تلاش میں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"ارادہ رکھنا کیا معنی میں سالا فیصلہ کر چکا ہوں۔ سنو بابو۔ ہیروں کے متعلق میں بھی تھوڑی بہت باتیں جانتا ہوں اور کل شام کو کپتان نے مجھے ان ہیروں کی بات بتائی تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ سالا سچ کہہ رہا ہے تم جانو بابو مرنے والا ایک ہی ہوشیار شخص تھا خدا اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔"

"لیکن نقشے کے بغیر ہم پہنچیں گے کس طرح؟"

"اگر ہنری لیٹر سانپوں کے دریا تک پہنچ سکتا ہے تو پھر ہم بھی پہنچ سکتے ہیں چاہے وہاں تک پہنچنے میں چھ مہینے کیوں نہ لگ جائیں وہ سالا جرمن دس لے کر تو دنیا میں آیا نہ تھا کہ جو کام اس سے ہو سکتا ہے ہم سے نہ ہو سکے بڑا جھگڑا سالا روپیے کا ہے ہمیں کم سے کم پانچ سو پونڈ چاہئیں۔"

"اور میرے پاس جو کچھ ہے سفری چیک میں ہے۔" موریس نے اسے یاد دلایا۔

ریچرڈ مسکرایا۔

"غالباً تم تو جانتے ہی ہو گے کہ تمہارا یہ چیک کون بھنائے گا؟"

"کون؟"

"ہماری سین دوست میبل۔ حیران ہونے کی ضرورت نہیں بابو اس لونڈیا کو ہماری مہم سے خاصی دلچسپی ہے۔"

"سب کچھ نہیں بابو بلکہ کچھ کچھ اس کا حوصلہ یہ ملا کہ ایک انکشاف ہوا یعنی یہ کہ یہاں کے بینک میں اس کے سات سو ڈالر جمع ہیں اور

اتنی ہی رقم کی ہمیں ضرورت ہے ۔"

"تو اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"باپو! صبح کے وقت تمھارا دماغ غالباً سو جاتا ہے یا پھر شاید یہ بات ہے کہ چونکہ تم رات بھر سالی ایک لاش پر سوتے رہے رہو اس لئے اس وقت کچھ سوچ سمجھ نہیں سکتے۔"

"اگر تم نے وہی سوچا ہے جو میرا خیال ہے" موریس نے آہستہ سے کہا تو یہ نرا گدھا پن ہے۔"

"ابے! گدھا پن کیوں ہے؟"

"اگر کپتان نے مبالغے سے کام نہیں لیا تو پھر دنیا کا وہ منحوس علاقہ وہ جگہ تفریح گاہ نہیں ہے اور نہ ہی اونچی ایڑی کے جوتوں کے لئے ہے۔"

ریڈ رٹ اپنی انگلیوں اور انگوٹھے کے درمیان جام لڑھکانے لگا۔

"باپو۔ اس کے پاس کار ہے جس کے نمبروں کی تختیاں بدیسی ہیں اور تم جانو باپو پولیس سیاحوں کی کاروں کو نہیں روکتا۔

"لیکن اس ٹورنگ کار میں، میں ہوں گا۔"

"یہ خطرہ تو بہر حال ہمیں مول لینا ہے کچھ بھی ہو جائے بہر حال ہمیں کار کی ضرورت تو ہو گی ہی ورنہ ہمارا سامان کون سالا اٹھائے گا اور تم جانو باپو کوہ ہانگ انگ بتین سومیل کا سفر ہے۔ اب اگر ہم کرائے کی کار میں چلے جس پر مقامی نمبروں کی تختیاں ہوں گی تو پولیس یقیناً ہمیں روکے لے گی اور ایڈ انڈینوں کو روکنے کے لئے سامی پولیس

بستی سے باہر کی سڑکوں پر ہمیشہ موجود ہی رہتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں
یہاں سے جاتے وقت تو کچھ مشکل نہ ہوگی لیکن آتے وقت سالا
جھگڑا ہوگا کیوں کہ ہمارے ساتھ ہیروں سے بھرے ہوئے تھیلے
ہوں گے البتہ ہم امریکی ڈرنگ کار میں واپس آئے تو یا پو مشکل
آسان ہو جائے گی خصوصاً اس صورت میں کہ اس کار کو ایک حسین
لونڈیا ڈرائیو کر رہی ہوگی چنانچہ پولیس کا کوئی بھی آدمی اس میں
ہیرے تلاش نہ کرے گا کیونکہ اس سالے کے وہم و گمان میں بھی یہ بات
نہ ہوگی کہ کار میں ہیروں سے بھرے ہوئے تھیلے ہیں۔"

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔" مورس نے دوسری دفعہ برانڈی کا
آرڈر دیا اس پورے تقریباً مجنونانہ منصوبے میں اب اسے قابل قبول
منطق نظر آرہی تھی۔ "لیکن تمھارے خیال میں سبل ہمارے ساتھ چلنے
کے لئے تیار ہو جائے گی؟ میں سمجھتا ہوں وہ اتنی پاگل نہیں ہے۔"

"باپو! جو لڑکی تن تنہا ایسے منحوس اور خطرناک ملک میں بھاگ
آئے وہ یقیناً پاگل ہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال اس کے دل و
دماغ کی حالت کچھ ایسی ہو رہی ہے کہ وہ کہیں بھی چلنے اور کوئی بھی
کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی۔"

"لیکن معلوم ہوتا ہے تم ایک بات بھول رہے ہو ربڈ رٹ۔"

"کون سی بات؟"

"جس نے بھی کپتان کا خون کیا ہے وہ اب سانپوں کے دریا کے
محل وقوع سے واقف ہو چکا ہے چنانچہ وہ شخص یا اشخاص اب
وقت ضائع نہ کریں گے اور فوراً ہی اس طرف روانہ ہو جائیں گے

بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ روانہ ہو بھی چکے ہوں۔"

"یہ میں نہیں بھولا ہوں بابو۔ اگر ہم سانپوں کا دریا تلاش نہ کر سکے تو سالے کپتان کا خونی یا اس کے خونی اس دریا کو خود ہمارے لئے تلاش کریں گے۔ وہ حرامی ہماری رہبری کریں گے۔ یہاں ایسے لوگ زیادہ نہیں ہیں جو شیطان کے پیچھے کو عبور کر کے دلدلوں میں جانے کی ہمت کریں اور وہاں تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ ہے فکر نہ کرو بابو۔ ہم سانپوں کا دریا تلاش کریں گے البتہ ہمیں اب جلدی کرنا ہے۔"

میل بانسوں کی ٹٹی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ چھت سے لٹکتے اور تیزی سے گھومتے ہوئے بجلی کے پنکھے کی ہوا میں اس کے سنہرے بال لہرا رہے تھے۔ ریسٹوران کے دھاری دار شامیانے کے باہر کاروں اور چھکڑوں کی آمد و رفت کا شور مدھم پڑ گیا تھا کیونکہ دوپہر کی سخت دھوپ کو روکنے کے لئے کھڑکیوں کی جھلملیاں گرا دی گئی تھیں۔

"روانہ کب ہونا ہے؟" آخر کار اس نے پوچھا وہ بدستور چھت کو گھور رہی تھی۔

"کل علی الصبح" ریڈ ربٹ نے کہا۔

میل نے سر ہلایا

"ہم۔ زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"بالکل بھی وقت نہیں۔ کپتان کے خون نے ہمیں جلدی کرنے پر مجبور کر دیا ہے"

اس نے پھر سر ہلایا اور کافی سڑ سڑنے لگی۔

"اتنا تو میں ضرور کہوں گی کہ خیال بیحد سنسنی خیز ہے مہم بڑی دلچسپ ہوگی"

"صرف دلچسپ ہی نہیں بلکہ سودمند بھی ہو گی" ریڈرِبٹ نے کہا۔
وہ مسکرائی۔

"ہاں یہ میں بھولی نہیں ہوں۔ تمھارے خیال میں ہم کتنے دنوں تک یہاں سے غائب رہیں گے؟ ایک مہینہ؟ میں دفتر میں یہ کہہ کر چھٹی حاصل کر سکتی ہوں کہ میرا باپ مر گیا ہے۔ تم جانو ملازمت پر لات مارنا مناسب نہیں کیونکہ کیا پتہ ہمیں ہیرے نہ ملیں اور پھر میں کہیں کی نہ رہوں۔"

ریڈرِبٹ نے مسکرا کر میل کی کمر میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی لیکن وہ فوراً پیچھے کھسک گئی اور ساز و سامان کی فہرست دیکھنے لگی۔ اسی صبح ریڈرِبٹ اور مورس نے اپنی تجویز میل کے سامنے پیش کر کے اس سے کہا تھا کہ وہ مورس کا چیک بھنا دے اور اس نے یہ کام اس طرح کر دیا تھا کہ مورس کا پاسپورٹ کسی کو بھی دکھانے کی ضرورت پیش نہ آئی تھی۔ میل نے کہا تھا کہ اس معاملے میں اسے سوچنے کا وقت دیا جائے۔ چنانچہ جب تک وہ اس مہم پر روانہ ہونے کے متعلق سوچتی رہی تب تک ریڈرِبٹ اور مورس سفر کے لئے ضروری سامان خرید لائے تھے۔

میل کے سامنے ساز و سامان کی جو فہرست تھی اس میں یہ چیزیں درج تھیں۔ ایک بڑا سا خیمہ۔ مچھر دانیاں۔ تین شب خوابی کے تھیلے ـــــ یعنی وہ لمبے تھیلے جن میں آدمی گھس کر زپ لگا لیتا ہے اور اسی میں اس طرح سوتا ہے کہ اس کا سر تھیلے سے باہر نکلا ہوا ہوتا ہے ـــــ تیسرا تھیلا انھوں نے اس یقین کے ساتھ خریدا تھا کہ میل اس مہم پر جانے کے لئے تیار ہو جائے گی ـــــ کھانا پکانے کے برتن، ایک کمپاس، ایک پرانی دوربین، پلاسٹک کے

چھ مرتبان جن میں کہ ہر مرتبان میں چار لیٹر پانی سما سکتا تھا اور کارڈ بورڈ کا ایک بڑا سا نقشہ۔ یہ نقشہ سطح مرتفع کی آخری بستی بنی سلام سے شروع ہوتا تھا اور اس میں اس صحرا کے کچھ حصے کی بھی نشاندہی کی گئی تھی جو شیطان کا حجرہ کہلاتا تھا۔

ریڈربٹ نے یہ چیزیں بڑے غور و خوض کے بعد خریدی تھیں اور بڑے سوچ و بچار کے بعد اس نے ساز و سامان کی فہرست تیار کی تھی اور موریس نے حیرت سے دیکھا تھا کہ یہ ریڈربٹ اس شرابی ریڈربٹ سے مختلف تھا جس سے موریس کی ملاقات دو دن پہلے ٹرانوبیل کے ایک ہوٹل میں ہوئی تھی۔

"میل۔!" ریڈربٹ نے کہا۔" ابھی اور بہت سی چیزیں خریدنا باقی ہیں۔ اشیائے خورد و نوش، کپڑے، چند ضروری دوائیں اور بندوقیں۔"

میل نے سر ہلایا۔

"اس وقت میرے پاس روپیہ نہیں ہے اور بینک شام کے چار بجے کھلتے ہیں اب اگر وقت ہے تو میں شام کو بینک سے اپنا روپیہ نکلوا سکتی ہوں۔"

"وقت مل جائے گا تب تک میں اور موریس کپڑوں پہ غور کرتے ہیں قمیص، بہت سے زیر جامے، سوئٹر، ہوا روک، کنٹوپیاں، برف کی عینکیں وغیرہ وغیرہ۔ تم جانو وہاں پہاڑوں پر سانس قلفی جما دینے والی سردی ہوگی۔ ارے ہاں۔ تم جوتے کس نمبر کے پہنتی ہو۔"

"سات نمبر کے۔ گنواروں کے سے بڑے پاؤں ہیں میرے اور یہ دوسری وجہ ہے کہ میں رقاصہ نہ بن سکی۔"

ریڈ ربٹ نے جھوم کر کہا "تم فکر نہ کرو جانِ من کیونکہ بہت جلد تم دنیا کی ساری تمام رقاصاؤں سے زیادہ امیر بن جاؤ گی"۔

اور وہ پھر فہرست تیار کرنے لگا اور موریس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ دفعتاً یک اس کے دل میں کوئی چیز چیخ گئی اور اس کی نبض کی رفتار تیز ہو گئی —— اور اس کی وجہ نہ خوف تھا اور نہ سنسنی بلکہ آج وہ ایک عجیب طرح کا انبساط اور اطمینان محسوس کر رہا تھا۔ پچھلے کئی مہینوں کی شدید تنہائی کا احساس یکایک دور ہو چکا تھا۔ پولیس کے تعاقب کا خوف دفعتہً معدوم ہو چکا تھا اور کئی مہینوں کے بعد آج وہ خوشی اور اطمینان محسوس کر رہا تھا۔

ریڈ ربٹ میل سے کہہ رہا تھا "جانِ من! یہ کھانے پینے کا شعبہ مجھے سنبھالنا ہے۔ ڈبوں میں بند ایک مہینے کی خوراک۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ وہ کھانے نہ ہوں گے جنھیں انواع و اقسام کے کھانے کہا گیا ہے لیکن پیاری ہمیں بھوکے نہ مارنا، بہت سا شوربہ، سڑ گوشت اور تھوڑی سی دوسری چیزیں۔ رہی پینے کی چیزیں تو وہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ غیر ملکی سکاچ کی بارہ بوتلیں میں ایک بلیک میکر سے خرید سکتا ہوں دس ڈالر فی بوتل قیمت ذرا زیادہ ہے لیکن اپنے آرام اور مزے کے لیے اگر کچھ رقم زیادہ دے دی جائے تو کیا ہرج ہے"۔

موریس کو یہ تجویز زیادہ پسند نہ آئی

"کوئی سستی شراب کیوں نہ خرید لی جائے؟" اس نے کہا۔

"یہ تم سالے چند ڈالروں کے لیے بحث کر رہے ہو کیوں؟" ریڈ ربٹ بولا۔ "ایک ہی مہینے بعد ہم لاکھوں کی باتیں کر رہے ہونگے یار"۔

"ڈالگو ہمیں اب تک تو ملے ہی نہیں" ہورس نے کہا۔ "لیکن اسکاچ وہسکی ہی کیوں؟"

"اس لئے کہ وہسکی سالی مجھے پسند ہے۔ کوئی اعتراض ہے مجھیں؟"

"صرف یہ کہ اس کی قیمت میں اور میل ادا کریں گے۔"

ریڈ ربٹ نے میل کو آنکھ ماری۔

"یہ حرامی ہورس ابھی سے کنجوس بننے لگا ہے۔ ارے بابو ہماری زیادہ رقم تو بندوقوں پہ اٹھ جائے گی اور اگر ان کی خریداری میں بھی تم نے ہاتھ روکنے کی کوشش کی تو پھر سالے ہم اس مہم پہ روانہ ہو چکے۔"

"کس قسم کی بندوقیں؟"

"دافلیں ہم ایک عمدہ مگر پرانی ونچسٹر ایک سو ڈالر میں خرید سکتے ہیں اور یہ بندوقیں ان لوگوں کو بلالائسنس ہی مل سکتی ہیں جو گھوڑوں سے گر کر گھوڑوں اور لیٹروں سے لے کر اپنی بے وفا بیویوں کا شکار کرنا چاہتے ہوں۔" ریڈ ربٹ میل کی طرف گھوم گیا" جانی! تم نے کبھی کسی چیز کا شکار کیا ہے؟"

"اپنے والد کے فارم پر شاٹ گن سے چند خرگوش شکار کئے تھے۔"

"شاباش۔ چنانچہ تم کم سے کم بندوق پکڑنا اور لبلبی دبانا تو بہرحال جانتی ہو چنانچہ ہم تمھارے لئے بارہ بور کی بندوق لائیں گے اور یہ بندوق بیس گز دور کھڑے ہوئے انسان کو مارے گی۔"

میل پھر ساز و سامان کی فہرست کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ہمیں فوری امداد کا پورا تھیلا درکار ہو گا جس میں بہت سی افیون کی اور کنین کی گولیاں ہوں، آیوڈین، اسپرین، وٹامن کی گولیاں نمک کی گولیاں اور زخم پر چھڑکنے کا سفوف وغیرہ۔"

" اور مچھروں کو دور رکھنے کے لئے وہ تیل جو جسم پر چپڑا جاتا ہے خدا جانے اس سالی دوا کا کیا نام ہے بہرحال اس دفعہ ہم وہ غلطی نہ کریں گے جو ہیری لیٹر کر چکا تھا" ریڈ ربٹ نے کہا۔ " اور ہاں جلاب کی بہت سی ٹکیاں تم جانو وہاں کی حرامی گرمی آدمی کے اندر سب کچھ خشک کر دیتی ہے۔"

میں نے سر ہلایا: " اور چونکہ ہم اپنے آرام کے متعلق سوچ رہے ہیں چنانچہ آب دست کے کاغذ..."

" اور سگار" ریڈ ربٹ بولا

" اور صبح کا اخبار جو ہر صبح بذریعہ ہوائی جہاز ہم تک پہنچا یا جائے" مورس نے چڑ کر کہا " یہ کیا بکواس ہے ":

میں نے پوچھا۔ " ٹائیفائڈ اور ہیضے کے ٹیکے تو ہوں گے ہی ہمارے پاس ؟ "

ریڈ ربٹ اور مورس نے سر ہلائے۔

" لیکن سانپ کے کاٹے کا کیا ؟ " میں نے پوچھا

ریڈ ربٹ ہنسا۔

" میری جان ! اگر وہاں سانپ نے تمہیں ڈس لیا تو تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گی۔ وہاں سانپوں کی سالی اتنی بہت سی قسمیں ہیں کہ ان کے زہر کا تریاق ساتھ لینا سالا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے چنانچہ ہم ان کے قریب نہ جائیں گے۔ یہ سالا سانپ بڑا ہی معقول جانور ہوتا ہے اور اسی وقت حملہ کرتا ہے جب خوفزدہ ہو یہی بات ڈاتو کے ریڈ انڈینوں کے لئے بھی کہی جائے گی جس نے گزشتہ رات سالے کپتان کا خون کر دیا ہے۔

ہاں تو اور کچھ یاد آیا ہے؟

"دلدل کے لئے ہم کوئی خاص قسم کے جوتے استعمال کریں گے؟" موریس نے پوچھا۔

"ربڑ کے معمولی جوتے جو گھٹنوں تک آتے ہیں۔ ویسے بھی ہم اگر گہری دلدل میں پہنچ گئے تو پھر نتیجہ معلوم؟ چنانچہ ہم لاوے کی چٹانوں کے قریب ہی رہینگے۔"

"اور خچر؟"

"کوہ ہائزا کی ترائی اور بنی سلام کی بستی سے کرائے پر حاصل کرلیں گے۔"

"خچر دلدلوں میں چل سکیں گے؟" میل نے پوچھا۔

ریڈرٹ مسکرایا۔ "جانی! اگر تم چل سکتی ہو تو وہ بھی چل لیں گے یہ خچر سالا ناجنس جانور ہے اگرچہ چوپایوں میں ہیجڑے ہو سکتے ہیں تو خچر وہی ہیجڑا ہے لیکن ہوتا ہے سالا بڑا سخت جان اور محنتی۔" اس نے سر ہلایا۔ "اگر ہم پیرو میں ہوتے تو میں خچر کے بجائے لاما کرائے پر لیتا۔ کبھی سواری کی ہے لاما پر؟ سالا نہ اونٹ میں ہے اور نہ خچر میں لیکن کیا عمدہ جانور ہے لیکن اسے غصہ بہت جلد آ جاتا ہے۔ اگر تم اسے غصہ دلا دو تو سالا وہ دس گز دور سے تمھارے منھ پر تھوک دے گا اور اس کا تھوک سالا بدبودار ہوتا ہے لیکن سالا کیا خوبصورت جانور ہوتا ہے اس کے بال دار کولھے عورت کے کولھوں کے سے ہوتے ہیں۔"

"کچھ اور پوچھنا ہے بالو؟"

"ہاں۔"

"تو پھر پوچھو۔"

"گزشتہ رات کپتان لیونارڈ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ وہ چند ایسے سرکاری افسروں کو جانتا ہے جو اپنا پچاس فیصدی کمیشن وضع کر کے ہیرے خرید لیں گے۔"

ریڈربٹ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ان افسروں کو تو نہیں جانتا البتہ ایک دوسرے شخص سے واقف ہوں جو ہمارا یہ کام کر دے گا اس کا نام تو دیپی ہیلر ہے لیکن میں اسے مسٹر فلکس کہتا ہوں۔ وہ وانے زہ لا کی کسی اوٹ پٹانگ کمپنی میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ سالا فلکس ہیروں کے عوض ہمیں نقد رقم دے گا اور ہم یہ رقم کراس میں اس کمپنی کے حوالے کر دیں گے جس کی شاخیں ہر ایک ملک میں ہیں چنانچہ ہم جہاں کہیں گئے — لندن، نیو یارک، پیرس — ہمیں یہ رقم مل جائے گی۔ معمولی سا کمیشن ادا کرنا پڑے گا۔"

"تو تم نے اس — کیا نام ہے اس کا؟ — مسٹر فلکس سے یہ معاملہ طے کر لیا ہے؟" موریس نے پوچھا

"نہیں۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ یہ معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو اچھا! کوئی آخری سوال؟"

"ہاں" موریس نے کہا "آج رات میں یہاں سوؤں گا؟"

"میرے ساتھ" میل نے کہا "یعنی میرے فلیٹ میں صوفے پر۔"

ریڈربٹ مسکرایا۔

"باپو! یہ یاد رکھنا کہ میل ایک عمدہ اور شریف لڑکی ہے۔"

موریس صوفے کے ایک کونے پر بیٹھا میل کو دیکھ رہا تھا جو کمرے سے جھکی کپ میں کافی انڈیل رہی تھی۔ وہ اپنے جذبات میں، ایک عجیب طرح کا ہیجان محسوس کرتے ہوئے بھی پرسکون تھا۔ اس کی شام بڑی عمدہ گزری تھی۔ ان تینوں نے شہر کے ایک اچھے ریسٹوران میں کھانا کھایا تھا، کھانے کے دوران ریڈربٹ نے اپنی زندگی کے چند خوفناک واقعات بیان کئے تھے اور اپنی سراغ

رسی کے چند سنسنی خیز قصوں پر سے پردہ اٹھایا تھا اور میل سب کچھ سنتی، بڑی رغبت سے کھاتی اور مسکراتی رہی تھی۔ کھانے کا بل خود مورس نے اپنے آخری پیسو سے ادا کیا تھا لیکن اس کا اسے افسوس نہ تھا۔

ریڈ رٹ اس ہوٹل میں چلا گیا تھا جہاں اس نے ایک کمرہ لے رکھا تھا۔ اور اسی وقت مورس میل کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

فلیٹ بہت خوبصورت تھا جس میں ٹیلیفون تھا۔ دیواروں پر جاپانی تصویریں ٹنگی ہوئی تھیں اور غسل خانہ بھی تھا بستر اتنا بڑا تھا کہ اس میں دو آدمی آسانی سے سو سکتے تھے۔ ریڈیو کسی مشہور موسیقار کا نغمہ بجا رہا تھا اور ریکارڈ پلیر کے قریب الماری میں کاگنک کی بوتل موجود تھی معلوم ہوتا ہے کہ نیا گرا کمپنی میل کو خاصی تنخواہ دے رہی تھی۔

میل کپ بھر کر کھڑی ہوگئی اور پھر میز پر سے دونوں کپ اٹھائے مورس کے سامنے آکھڑی ہوئی اور تب مورس نے پوچھا۔

"میل! کیوں؟ آخر کیوں؟"

"کیوں کیا؟"

"تم جو کچھ کر رہی ہو سوچ سمجھ کر کر رہی ہو؟"

"ہاں"

"میل! میل! تم شاید پاگل ہو گئی ہو"

"شاید"

"لیکن کیوں؟ تم یہ خطرہ کیوں مول لے رہی ہو؟"

وہ مورس کے سامنے کھڑی تھی کافی کے کپ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھے۔

"اس لئے کہ میں دولت مند بننا چاہتی ہوں۔ کہو اطمینان ہوا؟"

مورس مسکرایا "تو کیا واقعی تمھیں یقین ہے کہ وہاں ہمیں ہیرے کنکروں اور پتھروں کی طرح مل جائیں گے۔؟"

"کیوں نہ ملیں گے؟"

"ہر بات پر یقین کر لیتی ہو۔ بہت بھولی ہو میل۔"

اور اس نے عجیب نظروں سے میل کی طرف دیکھا شاید اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا کیونکہ مورس کپ کو رکابی میں بجتے سن رہا تھا۔

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا؟" وہ بولی

"بہر حال غلط تو نہیں کہا۔ دیکھو تم ایک انگریز لڑکی ہو۔ ٹھیک؟ پھر اس ملک میں ہو جہاں قانون جیسی کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک بھی ٹھیک لیکن اس سے آگے ؟ ــــــ اس سے آگے یہ کہ دو بالکل اجنبی انسان تمھیں بہلاتے اور پھسلاتے ہیں اور تم اپنی کل پونجی' یں سات سو ڈالر انھیں دے ڈالتی ہو ــــ اور خیال رہے ان سات سو ڈالروں کی کوئی رسید تمھیں نہیں دی جاتی، صرف یہی نہیں بلکہ اپنی کار بھی اس مہم کے لئے وقف کر دیتی ہو، جو ممکن ہے احمقانہ ہو۔"

"یہ مہم قطعی احمقانہ نہیں ہے۔" اور اس نے آگے بڑھ کر کپ مورس کی طرف بڑھا دیا۔ موخرالذکر نے کپ لے کر اس کا شکریہ ادا کیا تو شدت جذبات سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ "مورس! اگر وہ جرمن۔ کیا نام تھا اس کا ہنیری؟ ــــــ ہیرے تلاش کر سکتا ہے تو ہم بھی کر سکتے ہیں، اگر اسے ہیرے مل سکتے ہیں تو ہمیں بھی ملیں گے۔ تم ان بودے انگریزوں میں سے ہو جو عمدہ سوٹ پہنتے اور ٹائی لگاتے ہیں لیکن جب

خطرے وغیرہ کا سامنا ہوتا ہے تو دم دبا کر بھاگ لیتے ہیں۔"

"یہاں آنے سے پہلے میں ایسا ہی تھا۔" مورس نے کہا۔

میل اس کی بات سنی ان سنی کر کے کمرے کے انتہائی سرے پر ایک کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"یہ نہ تو انگلستان ہے اور نہ یورپ۔ یہ ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ اس میں میدان ہیں جنگل ہیں اور دلدلیں ہیں۔ سیمی اور مرحوم کپتان نے جو کچھ کہا ہے صحیح ہے۔ یہاں ہیرے مل سکتے ہیں یہاں سونا بھی مل سکتا ہے اور ایک ہی رات میں آدمی اپنی قسمت بنا سکتا ہے اور لوگ اب بھی اپنی قسمتیں بناتے اور اپنی زندگی سنوارتے ہیں۔ جانتے ہو کس طرح؟ جو نقشہ بناتے ہیں اس پر عمل کر کے۔ اپنی ہمت اور کوشش سے۔ اس ہمت، کوشش یا قسمت آزمائی کو تم نے پاگل پن کہا ہے۔"

"ہُم"

"ہُم کیا؟ سیمی کے باپ کی مثال سامنے ہے۔ ستائیس سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے وہ لکھ پتی بن گیا تھا کہ نہیں؟"

"لیکن بعد میں سب کچھ گنوا بھی تو بیٹھا۔"

"تو اس سے کیا ہوا۔ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی زندگی کا آغاز مفلسی میں کیا لیکن پھر وہی لکھ پتی اور مشہور ہو گیا اس نے کچھ کیا اور وہ ایک عظیم ہستی بن گیا۔"

"یہ مثال بہت سے لوگوں پر صادق ہو سکتی ہے۔" مورس نے کہا "مثلاً رانبو نے اپنی زیادہ تر نظمیں بیس سال کی عمر سے پہلے لکھی تھیں اور پھر وہ افریقہ کے ایک قبیلے کا بادشاہ بن گیا اور تیس سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے کچھ

نہ تھا اور یہ بندہ بھی اس وقت کچھ نہیں ہے۔ بے گھر اور بے وطن ہے اور فرمایئے۔"

"تو اور سنو" میں نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اور تقریباً چیخ کر کہا۔ "اس مہم پر جانے کا خیال کتنا ہی احمقانہ اور وحشت انگیز کیوں نہ ہو بہرحال مجھے پسند ہے اور میں بہر صورت اس مہم پر جا رہی ہوں۔ اب یہ بھی سن لو کہ کیوں جا رہی ہوں؟ جب سے میں اپنے شوہر سے الگ ہوئی ہوں اور میکسکو سے یہاں آئی ہوں تب سے اب تک میں اتنی شدت سے بیزار ہوتی رہی ہوں کہ خوف ہے کہ کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤں اب میں زندگی میں کوئی نیا پن چاہتی ہوں۔ چاہتی ہوں کہ کچھ ہو بے شک میں دوسری شادی کرنا نہیں چاہتی اور نہ ہی سڑک پر کالر کھڑے کر کے کھٹکتے اور لڑکیوں کو دیکھ کر سیٹی بجاتے ہوئے رومیو اور مجنوں قسم کے لڑکوں سے عشق لڑانا چاہتی ہوں۔ میں کوئی کارنامہ انجام دینا چاہتی ہوں۔ خطرات کا مقابلہ کرنا اور اس سے پیدا شدہ سنسنی سے لطف اندوز ہونا چاہتی ہوں اور جب میری یہ آرزو پوری ہو جائے گی جب میں اس مہم سے واپس آجاؤنگی تو انگلستان چلی جاؤں گی اور وہاں نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر دوں گی۔ برانڈی لوگے؟"

"ہاں۔ بریز جام" موریس نے کہا اور ایک بار پھر ہیلن کی طرف دیکھنے لگا جو کمر سے جھک کر جام بھر رہی تھی۔ موریس کو اس کی کمر کا یہ خم بڑا ہی دلنواز معلوم ہو رہا تھا۔ وہ جام بھر کر موریس کی طرف گھومی ہے تو اس کی آنکھوں میں عجیب چمک تھی۔

"لیکن اس تجویز میں کیا برائی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"برائی تو کوئی نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ شاید کپتان کی طرح ہم تینوں کا بھی خون کر دیا جائے یا ژاقو ریڈ انڈین ہمیں اذیتیں دیں اور ہم مر جائیں یا ہم بخار میں مبتلا ہو کر یا سانپ کے ڈسنے سے اس دنیا سے رخصت ہو جائیں یا پھر ہمیں سرے سے ہیرے ملیں ہی نہیں۔"

وہ بیٹھ کر کافی سڑپنے اور کھڑکی سے باہر اندھیرے میں گھورنے لگی اور جب وہ بولی ہے تو اس کی آواز بے حد نرم تھی۔

"موریس! تم کیوں اس مہم پر جا رہے ہو؟"

وہ اداسی سے مسکرایا۔

"بے حد عمدہ سوال ہے۔ غالباً اس لئے کہ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے کم سے کم میرے لئے نہیں ہے۔"

"پولیس سے ڈر کر؟ یہ تو کوئی اہم وجہ نہیں ہے۔ گذشتہ کل سیمی تحقیق خواہ مخواہ سہما رہا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ فی الحال پولیس تمہاری تلاش میں ہو اور شاید چند دنوں تک تمہارا ہوائی اڈے پر جانا خطرناک ہو لیکن اگر تم چاہو تو اس ملک سے نکل سکتے ہو۔"

"کیسے؟"

"بری راستوں سے۔ یہاں سے نکل کر جنگلوں میں گھس پڑو، چلتے رہو اور تم اس ملک کی سرحد کے پار ہو گے لیکن اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم یہاں سے جانا نہیں چاہتے یہ تو ایک بہانہ ہے کہ پولیس تمہاری تلاش میں ہے۔"

موریس برانڈی کی دو چار چسکیاں لینے کے بعد صوفے پر پھیل گیا۔

"بہت اچھا میل! میں بھی اس مہم پر اس لئے جا رہا ہوں کہ میں بھی

وہی چاہتا ہوں جو تم چاہتی ہو۔ یعنی سنسنی، خطرات سے مقابلہ اور دولت"
"ہاں۔ دولت" اس کے بشرے سے معصومانہ یقین ٹپکنے لگا "امید ہے
کہ ہم امیر بن جائیں گے"
"لیکن ایک بات ہے بیل" وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان جام
گھمانے لگا۔
"کیا؟"
"ریڈ ربٹ"
"اس کا کیا ہے؟"
"مجھے اس پر اعتبار نہیں ہے"
وہ شانے اچکا کر شراب کی چسکیاں لینے لگی۔
"مجھے تو وہ اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے"
موریس اداسی سے مسکرایا۔
"بیل! ریڈ ربٹ کچھ بھی ہو اور کیسا بھی ہو وہ بہر حال "اچھا آدمی"
نہیں ہے"
"خیر اس سے تو مجھے بھی انکار نہیں کہ اس نے اپنی زندگی کے جو واقعات
ہمیں سنائے ہیں ان میں کے بعض بڑے ہی ہولناک اور نفرت انگیز ہیں
بشرطیکہ اس نے مبالغے سے کام نہ لیا ہو اس کے علاوہ وہ ہے بڑا دلچسپ
گزشتہ رات اس نے مجھے عمدہ کھانا کھلایا تھا۔ اس کا بھی مجھے اعتراف
ہے کہ آخر میں اس نے مجھ سے وہی درخواست کی تھی جو ایک مرد عورت
سے کرتا ہے لیکن جب میں نے انکار کر دیا تو اس نے مجھے مجبور بھی نہ کیا
مجھے تو ریڈ ربٹ میں کوئی برائی نظر نہ آئی۔"

"وہ پاگل ہے۔"

بیل ہنسی

"پاگل مجھے پسند ہیں" وہ بولی

"کل رات وہ تمھیں کتنے بجے گھر سے گیا تھا۔؟"

بیل کی تیوریاں چڑھ گئیں

"گزشتہ رات اس نے میرے ساتھ نہیں گزاری۔ صاف ہی لفظوں میں سننا چاہتے ہو تو سن لو کہ وہ میرے ساتھ سویا نہیں۔"

"میرا مطلب یہ نہ تھا۔"

"تو پھر کیا تھا؟"

"وہ کتنے بجے تم سے رخصت ہوا تھا؟"

"آدھی رات کے وقت۔ کیوں؟"

"اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کپتان کے قتل میں اس کا ہاتھ ہے یا ہو سکتا ہے۔"

ایک لمحے تک تو بیل بت بنی بیٹھی رہی پھر اس نے اٹھ کر اپنے کپ میں کافی انڈیلی واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور پرسکون لہجے میں بولی۔

"تمھارے خیال میں کپتان کا خون اسی نے کیا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اس میں اسی کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔"

"لیکن ایسے بوڑھے کا خون کرنے سے اسے کیا مل گیا ہو گا۔؟"

"غالباً اس لئے کہ وہ بوڑھا تھا۔"

"یہ کیا بات ہوئی!"

"کبھی وہ اس قدر بوڑھا تھا کہ جہاز پر روانہ نہ ہو سکتا تھا یا اس قابل نہ تھا، چنانچہ اسے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اسے عرف عام میں ٹھنڈے پانی کھیلی نکالنا کہتے ہیں"۔

چند لمحوں تک وہ خاموشی سے کافی سڑپتی رہی اور کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی پھر دفعتہً وہ تن کر بیٹھ گئی اور بولی۔

"ہاں۔ لیکن اگر ریڈ ربٹ نے کپتان کا خون کیا ہے تو وہ نقشہ اور ہیرا اور بندوق اسی کے پاس ہونی چاہیئے لیکن یہ چیزیں اس کے پاس نہیں ہیں۔"

"یہ تو خود ریڈ ربٹ کہتا ہے اسے صرف نقشے کی ضرورت ہے اور اسے وہ آسانی سے کہیں بھی چھپا سکتا ہے اور پھر اسے یقین ہے کہ وہ سانپوں کے دریا تک پہنچ جائے گا"۔

وہ خاموش ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ میل نہ مرعوب نظر آتی تھی نہ پریشان

"میل! یہ باتیں میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے آئندہ چند ہفتے ریڈ ربٹ کے ساتھ گزریں گے"۔

"اچھا پھر؟"

"پھر یہ کہ اس کے متعلق کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ریڈ ربٹ نرا وحشی ہے"۔

"لیکن ہم یقین سے تو نہیں کہہ سکتے نا کہ کپتان کا خون ریڈ ربٹ نے ہی کیا ہے؟"

"نہیں۔ یہ میرا خیال ہے میں بہرحال اس شخص کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے قینچی سے اپنی بیوی کے پستان کاٹ لئے

تھے۔

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"تمھیں مجھ پر تو اعتبار ہے نا؟" میل نے دفعتہً پوچھا

"شاید" وہ مسکرایا "تم دس لاکھ کا تیسرا حصہ حاصل کر کے مطمئن ہو جاؤ گی۔"

وہ کپ رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رات زیادہ گزر چکی ہے۔ صوفے پر میں تمھارے لئے بستر لگائے دیتی ہوں۔"

موریس بھی اٹھ کر میل کے سامنے آ کھڑا ہوا اور موخرالذکر اپنی نیلی ٹھنڈی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ غیر شعوری طور پر موریس آگے کی طرف جھک گیا اور اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے آہستہ سے اپنی طرف کھینچا۔ میل نے دونوں ہاتھ موریس کے بازو پر رکھ دیئے اور اس کا جسم پوری طرح سے تن گیا لیکن خود موریس کے جسم میں برقی رو سی دوڑ گئی۔

"رات زیادہ گزر چکی ہے۔" اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اور ہمیں صبح پانچ بجے بیدار ہونا ہے۔"

"پانچ بجنے میں ابھی چار گھنٹے باقی ہیں۔" موریس نے کہا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔ میل کا جسم کمان کی ڈور کی طرح کانپ گیا۔

"خدا کے لئے موریس۔ چھوڑ دو مجھے۔"

اور اس نے میل کو اپنی آغوش میں گھسیٹ کر اپنے ہونٹ اس کی کنپٹی پر رکھ دیئے۔ میل نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اب اس کا

جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا۔

"موریس! نہیں۔"

لیکن وہ اسے اپنی گرفت میں لئے رہا۔ ابتدا میں تو وہ میل کا ردِ عمل معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن اب وہ خود محظوظ ہو رہا تھا اس نے اپنے ہونٹ میل کے نرم نرم اور سرد ہونٹوں پر جما دیئے اور اب وہ میل کے جسم کی آرزو میں دیوانہ ہو رہا تھا وہ میل کے سڈول جسم کا لمس خود اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا اس کا حلق خشک تھا اور خون لاوا بن کر اس کی رگوں میں سنسنا رہا تھا۔

میل نے اپنے ہونٹ موریس کے ہونٹوں کی زد سے ہٹا لئے اور بڑے سکون سے پوچھا۔

"تم سونا چاہتے ہو میرے ساتھ؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟"

اور اس نے میل کو چھوڑ دیا۔ وہ اس سے الگ ہو کر چند قدم پیچھے ہٹی اور ایک بار پھر کھڑکی سے باہر اندھیرے میں گھورتی رہی۔

"مجھے بھی برانڈی کا ایک آدھ پیگ پی لینا چاہیئے۔" وہ بولی الماری کے قریب پہنچ کر اس نے جام بھرا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میرے خدا! میرے آئندہ چند ہفتے گویا ایک دوسرے کی آغوش میں گزریں گے اور ...."

"اور لطف رہے گا" موریس نے کہا اور صوفے کے کنارے پر بیٹھ گیا "میل! تم میرے ساتھ سونا چاہتی ہو؟"

"ہنہیں تو۔ لیکن پھر یہ بات بھی ہے کہ میں تمھیں پسند کرتی ہوں

لیکن ہر دفعہ بس یہی معاملہ ہوتا ہے اور اس کی یکسانیت سے اب میں اکتا گئی ہوں۔ اس کے آخر میں اگر میں تھکن محسوس کر دں یا احساس گناہ ہو تب بھی بات بن جائے لیکن میرے لئے تو یہ سلسلہ گناہ بے لذت اور محض تضیع اوقات ہے۔"

"اس نفرت کی وجہ؟ کیا ہوا تھا میل؟"

"کچھ نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ میری شادی ٹوٹ گئی۔ اسے ایک سال کا عرصہ ہوا — اور درجنوں دفعہ میں نے اپنے شوہر سے بے وفائی کی" اس کی آواز تھکی ہوئی تھی۔" اس نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے پیش نظر اپنے آپ کو بے وفا کہنا حماقت ہے۔"

"کیا ہوا تھا؟"

وہ ایک ہی سانس میں جام خالی کر گئی اور جب اس نے جام میز پہ رکھا ہے تو اس کے بشرے سے اداس سنجیدگی عیاں تھی۔

"ٹھیک ہے سوس۔ ریڈ ربٹ کی طرح میں بھی پاگل ہوں۔ میرا شوہر بھی پاگل تھا۔ ہم دونوں وہ تھے جسے خبطی کہتے ہیں۔ ہماری ملاقات ہوئی اور میں اس کی محبت میں پھنس گئی اور اس بری طرح سے کہ جب میں برآمدے میں سے یا ٹیلی فون میں بھی اس کی آواز سنتی تو کانپنے لگتی۔ میں پاگل ہو گئی تھی۔"

"اور اس کا پاگل پن کیا تھا؟"

"اس نے مجھے پیٹنا شروع کر دیا تھا وہ ہفتے میں ایک دفعہ مجھے پیٹتا اور وہ بھی بلا وجہ۔ کہتا کہ میں مسکرا کر اس کا استقبال نہیں کرتی، اور بس پیٹنا شروع کر دیتا اور یہ کہ میں منہ پھلائے بیٹھی ہوں اور وہ

دھائیں دھائیں دھنک کر رکھ دیتا۔ آخر میں اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ میرے ساتھ اس کی نبھ نہیں سکتی اور یہ کہ میرے ساتھ شادی کر کے اس نے سخت غلطی کی ہے اس سے تو بہتر تھا کہ وہ کسی بے حس چٹان سے شادی کر لیتا وغیرہ وغیرہ خدا جانے کیا بھوت سوار ہو گیا تھا اس پر۔ شادی سے پہلے تو وہ ایسا نہ تھا۔"

"میں ایک سال تک تو اس کے مظالم برداشت کرتی رہی لیکن ہر بات کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ اس کی سختیاں بڑھتی ہی گئیں یہاں تک کہ میں اس خیال سے لرز اٹھی کہ کہیں اس سے میرے بچہ نہ ہو جائے کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ اسے بھی اسی طرح پیٹے گا اور پھر ایک رات ریسٹوران میں اس نے خوب شراب پی۔ میں اسے وہیں چھوڑ کر گھر آ گئی رات گئے وہ واپس آیا اور مجھے بستر سے گھسیٹ کر پیٹنے لگا۔ میری ناک ٹوٹ گئی اور یہ انتہا تھی۔ نتیجہ میں اسے چھوڑ کر چلی آئی۔"

"اور یہ تم نے اچھا کیا۔ تمھیں اب بھی اس سے محبت ہے میل؟"

"شاید ہے کیونکہ میں اکثر اسے یاد کرتی اور اس کے متعلق سوچتی ہوں لیکن یہ غالباً اس لئے کہ یہاں میں جن لوگوں سے ملتی ہوں وہ مجھے بیزار کر دیتے ہیں یہ سب کے سب امیر گھرانے کے لونڈے ہوتے ہیں جو اپنی انا کی تسکین کی خاطر مجھے اپنے ساتھ سلانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"ہاں۔ لیکن یہ لوگ ہر ہفتے تمھاری ناک تو نہیں توڑتے۔"

وہ مسکرائی اور اس نے مورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں مورس اٹھ کر اس کے قریب پہنچا اور جھک کر اس کے ہونٹ چوم لئے میل نے اس کو اس بوسے کا جواب دیا۔

"آؤ سو جائیں" مورس نے کہا۔

"ہاں ـــــ ٹھیک ہے آؤ" اور وہ اس پلنگ کی طرف گھوم گئی جو دیوار میں گھسا ہوا تھا۔ پلنگ لگانے میں تمھیں میرا ہاتھ بٹانا پڑیگا۔"

اس نے بے دھیانی سے پلنگ لگا کر اس پر موٹے کپڑے کی سرخ دھاریدار چادر بچھا دی اور پھر میل کو دیکھتا رہا جو کپ اور جام اٹھا کر باورچی خانے میں چلی گئی۔ باورچی خانہ چھوٹے سے غسل خانے کے قریب تھا۔ مورس کو کپتان لیونارڈ کا فلیٹ یاد آ گیا اور لمحے بھر کے لئے اسے یہ فلیٹ بھی کپتان کے فلیٹ کی طرح عجیب اور پریشان کن معلوم ہوا وہ ایک عجیب طرح کی بے چینی محسوس کرنے لگا۔

غسل خانے سے میل کی آواز سنائی دی "مورس! ریڈیو بند کر دو۔"

اس نے ریڈیو بند کر دیا غسل خانے سے پانی کی "کھل کھل" سنائی دے رہی تھی۔ مورس کا حلق خشک تھا اور منہ کا مزہ بگڑا ہوا تھا اس نے سوچا کہ شاید اس نے برانڈی زیادہ پی لی تھی۔ اس نے باورچی خانے میں پہنچ کر نل کا پانی پیا اور پھر یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ یہ پانی پینے کے قابل تھا بھی یا نہیں۔

وہ واپس آ کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔ ریڈ رٹ نے کہا تھا کہ میل اس لئے ان کے ساتھ چل رہی تھی کہ وہ نیم پاگل بلکہ شاید پوری طرح پاگل تھی۔ مورس بہت سی ایسی لڑکیوں سے مل چکا تھا جو بلا جھجک کسی بھی مرد کے ساتھ سو لیتی تھیں اور صبح جب دودھ والا دودھ لے کر آتا تھا تو وہ اس مرد کا بستر چھوڑ دیتی تھیں اور ان میں سے ایک بھی ایسی نہ تھی۔ وہ میک اپ کرتی تھیں۔ حمام سے بال بنواتی تھیں اور ان میں سے ایک بھی

ایسی نہ تھی جو سب کچھ چھوڑ کر کسی اجنبی ملک میں اکیلی ہی چلی آئی ہو اور اس نے اپنی کل پونجی کسی بھی مہم پہ لگا دی ہو۔ نہیں۔ میل ان تمام لڑکیوں سے مختلف تھی حتیٰ کہ وہ لاورا سے بھی مختلف تھی۔

وہ پلنگ پر بیٹھا میل کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن اس دفعہ اس کے بند پپوٹوں پر لاورا کی تصویر نہ ابھری اس کے دوست ٹام کلے نے کیا کہا تھا؟ نہیں! تاریخی عمارتوں کی سیر کرتے رہو۔ اگر مورس کی جگہ وہ ہوتا تو ہیروں کے متعلق کیا کہتا! ؟ کیا وہ بھی جاتا اس مہم پر؟ نہیں ٹام تو معقول آدمی تھا۔ وہ حماقت کہہ کر ہیروں کے خیال کو جھٹک دیتا اور میل کے ساتھ ایک رات گزارنے کے بعد علی الصبح ملک کے گھنے جنگل میں گھس پڑتا اور اس کی دور افتادہ سرحد کی طرف چل دیتا۔

"جاؤ۔ نہالو۔" میل کی آواز سنائی دی

مورس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ سامنے کھڑی ہوئی تھی اور وہ برہنہ تھی البتہ اس نے پیر نیلے پہن رکھے تھے اور کلائی سے گھڑی باندھ رکھی تھی ـــــ ہاں وہ بالکل برہنہ تھی اور اس کے ننگے بدن سے صابن کی بھینی بھینی خوشبو اڑ رہی تھی۔ مورس نے بڑی بے تابی سے اسے اپنی باہوں میں سمیٹ کر اس کے ہونٹ چوم لیے اس کے ہونٹ اب بھی سرد اور نم تھے۔

"جاؤ جلدی کرو" اس نے کہا "بہت دیر ہو گئی ہے۔"

غسل خانے میں پہنچ کر اس نے جلدی سے کپڑے اتارے اور جب وہ باہر آیا تو میل بستر پر لیٹ کر روشنی بجھا چکی تھی۔ وہ میل کے ساتھ لیٹ گیا دفعتہً اس کے اعصاب کھنچ گئے اور وہ اپنے پورے جسم میں ایک عجیب طرح کی اینٹھن سی محسوس کرنے لگا۔ لیکن میل ـــــ اس سے اسے گھن آ رہی تھی کیونکہ اسے

لاوا یاد آ گئی تھی۔ اس کی بیوی جو میل کی طرح ٹھنڈی اور جسمانی تعلق سے ایسی بے پروا نہ تھی۔ اسے احساس ہوا کہ اسے میل سے محبت نہ تھی۔ وہ صرف اس کا جسم چاہتا تھا اور اسے وہ حاصل کر چکا تھا۔ اس لڑکی سے وہ اپنی آرزو پوری کر چکا تھا لیکن یہ گناہ بے لذت تھا۔

"کیا ہوا؟" میل نے آہستہ سے پوچھا

"کچھ نہیں۔" اس نے جواب دیا

"سو جاؤ۔ کل صبح مجھے کار ڈرائیو کرنی ہے۔" میل نے بے تعلقی سے کہا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

اور اس نے کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ موریس کو احساس تھا کہ بات بنی نہ تھی۔ موریس نے سوچا کہ کیا وہ اپنے شوہر کے ساتھ بھی ایسے ہی ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کرتی ہو گی؟ کیا اسی لئے وہ اسے پیٹا کرتا تھا۔ توبہ بڑا ہی واہیات خیال تھا یہ۔

اور دفعتہً اس کا جسم تپ گیا وہ اس احساس کمتری سے بہر حال چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس نے ایک بار پھر میل کو اپنی طرف گھسیٹ لیا وہ بیدار ہو کر غصے سے بڑبڑائی لیکن موریس نے اس کی پروا نہ کی۔

"خیال رہے موریس کہ سیمی تمھیں میرے ساتھ لیٹا ہوا نہ دیکھ لے۔" میل نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو اس کے آنے سے پہلے میں صوفے پر چلا جاؤں گا۔"

اس کے سلگتے ہوئے جذبات کی تسکین ہو چکی تھی اور اب میل اس کے لئے ایک معمولی لڑکی تھی جو ان کے ساتھ ہیروں کی تلاش میں چل رہی تھی اور یہ عجیب واقعہ ہوا تھا کہ اس کے ساتھ کل رات وہ ایک

لاش کے ساتھ سویا تھا اور آج ایک حسین لڑکی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔
یہ تضاد اسے بڑا ہی دلچسپ اور مضحکہ خیز معلوم ہوا اور وہ اندھیرے
میں مسکرا اٹھا۔
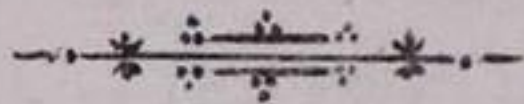
پانچواں باب

زندہ مردہ

ان کی کار شاہراہ پہ بھاگی جا رہی تھی ۔ دائیں اور بائیں خاکستری اور ویران میدان گھوم گھوم کر پیچھے ہٹ رہا تھا اور افق سے اندھیرے کے سوتے پھوٹ رہے تھے ۔

فورڈ کار کی پچھلی نشست پر ضروری چیزوں کا انبار تھا۔ ایک خیمہ جو لپٹا ہوا تھا، اس کے ساتھ ہی بندھی ہوئی تھی سلیپنگ بیگز، یعنی وہ تھیلے جن میں گھس کر سویا جاتا ہے ۔ تین پیٹھو تھیلے جن میں ان تینوں کے لباس اور کھانا پکانے کے برتن وغیرہ بھرے ہوئے تھے ۔ دو ونچسٹر رائفلیں اور چار کارتوسوں کے بکس جن میں کے ہر ایک بکس میں سو راؤنڈ کارتوس تھے ٹرنک میں خوراک کے ڈبے اور پانی اور مٹی کے تیل کے مرتبان رکھے ہوئے تھے اور ان چیزوں نے نقشوں، قطب نما، دوربین اور دواؤں کے بکس کو گویا دبوچ رکھا تھا۔ خیمے اور پچھلی نشست کے درمیان ایک ٹوکرے میں عمدہ وہسکی کی بارہ بوتلیں احتیاط سے دھری ہوئی تھیں۔ اسی ٹوکرے میں میل کے میک اپ کے لوازمات کا بکس، بارہ بور نمبر ایک کارتوس کے دو بکس اور

پچاس سگار کا ایک بکس بھی رکھا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی دو نالی بندوق
جو خاصی پرانی خریدی گئی تھی کار کے اگلے حصے اور مورس کے قدموں میں دھری
ہوئی تھی یہ بندوق بھری ہوئی تھی۔ طے یہ پایا تھا کہ اگر راستے میں پولیس چوکی
پر انھیں روکا گیا تو وہ تینوں یہی کہیں گے کہ وہ سیاح ہیں اور یہ کوہ ہائرا
کی بلندیاں سر کرنے جا رہے ہیں۔
میل کار چلا رہی تھی۔ اس نے اپنے سر پر رومال باندھ رکھا تھا سفید
سوتی قمیص، خاکستری پتلون اور موٹے تلوں کے سینڈل پہن رکھے تھے۔ ربڈ ربٹ
اور مورس کے سروں پر بڑے پھجوں والے ہیٹ تھے جنھوں نے ان کے چہرے
نصف کے قریب چھپا رکھے تھے۔ ربڈ ربٹ بڑا بے صبرا تھا چنانچہ اس نے
پچاس میں سے ایک سگار جلا لیا تھا وہ سگار منہ سے نکالے بغیر بولا۔
"ہمیں بہرحال شام سے پہلے ہی سلام پہنچ جانا ہے تاکہ ہمیں کار کو چھوڑ
کر خچر اور راہبر حاصل کرنے کا وقت مل جائے۔
میل نے کہا: "خدا کرے کار وہاں محفوظ رہے۔ کیونکہ تم جانو اب یہی کار
میرا آخری دنیوی اثاثہ ہے۔"
"اطمینان رکھو۔ یہ محفوظ رہے گی۔ ہم اسے ہوٹل ہی میں چھوڑ دیں گے۔"
"واہ! پھر؟"
"پھر یہ جانِ من کہ ہم ہوٹل کے منیجر کو ایک نہ دو بلکہ پورے پچاس
پیسو دے دیں گے کہ وہ اس کی حفاظت کرتا رہے ہماری واپسی تک۔
لیکن مجھے کار کی فکر نہیں ہے۔"
"تو پھر کاہے کی فکر ہے؟" مورس نے پوچھا۔
"میں سمجھتا ہوں آج رات ہم تینوں ہی مسافر بھی سلام میں نہ پہنچیں گے۔"

"مطلب یہ کہ کوئی اور ہم سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہوگا۔"

"یا پہنچ جائے گا۔"

"پھر؟"

ریڈ ربٹ مسکرایا!

"پھر یہ باپو کہ ہم انھیں روانہ ہونے اور کھیل کھیلنے دیں گے ان سالوں نے کپتان کا خون کیا ہے ان کے پاس نقشہ ہے لیکن باپو! بندوق بازی کے مقابلے کے لئے بنی سلام مناسب جگہ نہیں ہے۔"

ہیل نے کنکھیوں سے مورس کی طرف دیکھا اور سوخر اللہ کرنے سوچا۔

"اگر ریڈ ربٹ نے ہی کپتان کا خون کیا ہے تو پھر بنی سلام میں ہمارے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ البتہ اگر ریڈ ربٹ اس جماعت کا ایک رکن ہے تو پھر بات دوسری ہے اور اگر ایسا ہوا تو پھر وہ بدمعاش بنی سلام میں ہی ہوں گے اور اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اور پھر کیا ہوگا؟"

اور اس سوال کے جواب میں اس کے تصور نے اسے جو تصویر دکھائی وہ لرزہ خیز تھی۔

"آج رات ہم سوئیں گے کہاں؟" مورس نے پوچھا۔

"بنی سلام کے ہوٹل میں اور کہاں؟ اور باپو کل سورج کے طلوع ہوتے ہی ہم روانہ ہو جائیں گے۔"

"میرے لئے ہوٹل میں قیام کرنا مناسب ہوگا؟"

"ڈرو نہیں باپو۔ وہاں کے باشندوں نے تمہارا نام تک نہ سنا ہوگا ان میں سے اکثر تو سالے پڑھنا لکھنا جانتے ہی نہیں۔"

مورس نشست کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اور اگر وہ مجھ سے واقف ہوئے تو یہ بڑا لطیفہ رہے گا۔" وہ دل ہی
دل میں بولا۔

بھاگتی ہوئی کار سڑک کو نگل رہی تھی اور سامنے جاکر ویرانے میں غائب
ہو جاتی تھی۔ چاروں طرف ویرانی تھی۔ خشک پیاسی زمین میں جگہ جگہ
دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہاں زندگی نہ تھی اور وقت جیسے تھم گیا تھا
یہاں وہاں ناگ پھنی کے پودے کھڑے اپنے ہاتھ ایک دوسرے کی
طرف ہلا رہے تھے۔ دور بہت دور خچروں کا ایک ریوڑ اس ویرانے
میں اپنی خوراک تلاش کر رہا تھا اور اس کے رکھوالے انھیں اس
ویرانے میں ادھر اُدھر ہنکاتے پھر رہے تھے جو پیراٹنگیشس سے لیکر جنوب
میں ہائرائے آتش فشاں پہاڑوں تک پھیلا ہوا تھا۔ مورس نے اس
ویرانے کو دیکھا اور اس کے دل میں ویرانی اتر آئی اس نے اس وسیع
وعریض بیابان میں بھٹکتے ہوئے خچروں اور باشندوں کو دیکھا اور خود اس
پر تنہائی کا احساس حاوی ہوگیا اور اسے یاد آیا کہ خود اس کی حالت
اس بیابان میں بھٹکتے ہوئے باشندوں سے بہتر نہ تھی۔ وہ بے وطن تھا
بے گھر تھا، بیکار تھا اس کے پاس اب صرف پانچ پونڈ کی قیمت کے پیسو
تھے ۔۔۔ کیونکہ دوسری کل رقم سے اس مہم کے لئے سامان خریدا گیا تھا
۔۔۔ اور ستم بالا ستم یہ کہ پولیس کو اس کی تلاش تھی اور دوسری طرف۔؟
۔۔۔ سامنے اور کہیں بہت آگے کار ڈیرا ہائرا تھا جو ایک چھوٹے سے
ریگستان اور خطرناک دلدلوں کو اس ویرانے سے الگ کر رہا تھا اور بہت ممکن تھا
کہ ان دلدلوں میں جن کا نقشہ اب تک تیار نہ کیا گیا تھا، دولت اس کی منتظر
ہو حالانکہ اس خزانے پر اسے کچھ زیادہ یقین نہ تھا۔ ریڈ ربٹ خبطی تھا

اور میں محض دلچسپی کی خاطر اس مہم پر چلی تھی۔ کپتان لیونارڈ وہ تنہا شخص تھا جو ان ہیروں کے متعلق جانتا تھا لیکن اس کا خون کر دیا گیا تھا اور وہ بھی چھتیس گھنٹوں پہلے۔ ہیروں کے یا اس خزانے کے وجود کا یہی ایک ثبوت ہو سکتا تھا اور شاید تھا بھی اگر ہیرے وہاں نہ ہوتے اگر وہاں تک پہنچنے کے راستے سے کپتان واقف نہ ہوتا، اگر اس کے پاس نقشہ نہ ہوتا تو آج وہ زندہ ہوتا۔ کپتان کا قتل ایک ثبوت بہر حال تھا اور ان دلدلوں میں سے ہیرے شاید حاصل کئے جا سکتے تھے۔

ایڈربٹ خراٹے لے رہا تھا۔ بجھا ہوا سگار اب بھی اس کے دانتوں میں دبا ہوا تھا کار غراتی ہوئی بھاگ رہی تھی۔ میں نے کالی عینک لگا رکھی تھی اور اس کے بشرے سے اطمینان اور سکون کے جذبات عیاں تھے گویا وہ فرانس کی سڑکوں پر سیر کے لئے نکلی ہو۔ مورس ایک بار پھر اس لڑکی کی زندگی پر غور کرنے لگا۔ بچپن گینٹ میں گزرا۔ تعلیم لندن میں حاصل کی شادی اپنی پسند کے جوان سے کی گزشتہ رات مورس کے ساتھ سوئی اور اب وہ ہیروں کی تلاش میں جا رہی تھی۔

"کیسی لڑکی ہے یہ؟" مورس نے حیرت سے سوچا

سورج اب کافی بلند ہو چکا تھا اور آگ اگل رہا تھا۔ ہیرا ٹیکنس سے روانہ ہوئے انھیں دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اب تک انھیں راستے میں صرف ایک لاری ملی تھی جس کے پچھلے حصے میں دو ریڈ انڈین بیٹھے اونگھ رہے تھے۔

رفتہ رفتہ منظر بدلنے لگا اس کی ویرانی میں گھاس کے پیوند نظر آنے لگے۔ کہیں کہیں جھاڑیوں کی باڑیں بھی تھیں جو چھوٹے چھوٹے کھیتوں کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھیں۔ مہیب ویرانے میں زندگی کے آثار پیدا ہو چلے تھے اور یکایک عین سامنے جہاں آسمان جھک کر زمین کا ماتھا چوم

رہا تھا، ایک داغ نمودار ہو گیا۔ وہ میل آگے، جہاں سڑک افق میں جا گھسی تھی، یہ داغ نمودار ہو گیا وہ آگے بڑھتے رہے اور یہ داغ بڑھنے اور پھیلنے لگا۔ وہ یوں لرز رہا تھا جیسے اس کے اور کار کے درمیان بہتے پانی کی دیوار کھڑی ہوئی ہو پھر یہ داغ ٹوٹ گیا اور اب دو دھبے تھے یہ دھبے بڑھنے لگے اور پھر معلوم ہوا کہ یہ دو آدمی تھے جو کسی قسم کے پست قامت چوپایوں پر سوار تھے۔

ان میں سے ایک سڑک کے عین بیچ میں آگیا اور آگے بڑھتی کار کی طرف وہ چھڑی ہلانے لگا جس کے ایک سرے پر دھات کی تھالی سی جڑی ہوئی تھی جو سورج کی شعاعوں میں چمک رہی تھی نیل نے بریک لگائی۔ یہ دونوں سیاہ وردی میں ملبوس پولیس کے آدمی تھے اور کسی چوپائے پر نہیں بلکہ موٹر سائیکلوں پر سوار تھے۔

کار کی رفتار کم ہو گئی۔ پولیس کے آدمی نے اشارے سے میل کو کار سڑک کے کنارے پر روک لینے کو کہا۔ پولیس کا دوسرا آدمی چند گز دور اپنی موٹر سائیکل پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں پولیس والوں کے پاس پستول تھے اور ان دونوں کے ہی موٹر سائیکلوں میں وائرلیس لگے ہوئے تھے مورس نے وائرلیس کو دیکھا تو اسے ٹھنڈا پسینہ چھوٹ گیا۔

پولیس کا وہ آدمی، جس نے اشارہ کر کے کار رکوائی تھی، اسی کھڑکی کے قریب آیا جہاں میل بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنے سفید دستانہ چڑھے ہاتھ سے میل کو سلام کیا۔ یہ شخص دوغلی نسل سے تھا چنانچہ اسی کا رنگ گہرا گیہواں تھا اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ یہ شخص نوجوان تھا اور اس کا جسم گٹھا ہوا تھا۔

"سینوریتا! آپ کہاں جا رہی ہیں؟" اس نے ہسپانوی زبان میں پوچھا

"بنی سلام" میل نے جواب دیا اور پولیس کے آدمی کی طرف دیکھ کر لگاوٹ سے مسکرائی۔

"آپ کی کار کے کاغذات میں دیکھ سکتا ہوں؟"

میل جانتی تھی کہ یہ کاغذات طلب کیے جائیں گے چنانچہ اس نے یہ کاغذات پہلے ہی سے اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے جو ایک چرمی تھیلی میں تھے اس نے یہ تھیلی پولیس کے آدمی کی طرف بڑھا دی۔ وہ کاغذات دیکھنے لگا۔ امریکا کے راستوں کا نقشہ ملک کے راستوں کا نقشہ جس پر حکومت میکسیکو کی مہر تھی، کار کا بین الاقوامی لائسنس اور بیمہ کمپنی کا کارڈ۔

موریس نشست کے آخری سرے پہ گویا اس میں دھنسا بیٹھا تھا اور ایک ایک لمحہ اس کے لئے پہاڑ ہو رہا تھا اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اس اجنبی ملک اور اس خاموش ویرانے میں وہ اکیلا تھا اور پولیس کے دو مسلح آدمی اس سے صرف چند فٹ دور کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے نظریں جھکا کر اس دونالی بندوق کی طرف دیکھا جو اس کے قدموں میں دھری ہوئی تھی۔ اگر کچھ ہوا تو......؟

ریڈرٹ بیدار ہو کر پہلو بدل رہا تھا لیکن خاموش تھا۔

پولیس کے آدمی نے کاغذات میل کو دے کر سلام کیا۔

"بیولوڈی آجا سینورا" وہ بولا

اور میل نے کار چلا دی۔

ریڈرٹ نے اطمینان کا لمبا سانس لے کر کہا "شریف آدمی تھا۔

ورنہ یہ سالے دوغلی نسل کے لوگ تو بڑے حرامی ہوتے ہیں" اس نے مورس کی طرف دیکھا۔ "باپو! تم تو پسینے میں نہا رہے ہو"

"سخت گرمی ہے" مورس نے جواب دیا

"یہ تم نے غلط نہیں کہا سالی سخت گرمی ہے" وہ چیخا "آتی جاتی کار کو پولیس چیک کرتی ہی ہے اس میں ڈرنے کی کیا بات تھی۔ پولیس کی صورت دیکھتے ہی تمھارا سالا پیشاب خطا ہوتا رہا تو باپو اس وقت تمھاری کیا حالت ہوگی جب سالے ڈراتو وحشی تمھارے سامنے آکھڑے ہوں گے"

"بکو مت" مورس نے دانت پیس کر کہا۔

اور اس نے پیچھے کی طرف جھک کر اور ہاتھ بڑھا کر ٹوکرے میں سے وہسکی کی ایک بوتل گھسیٹ لی۔

"اطلاعاً عرض ہے باپو" ریڈ رٹ بولا "کہ اگر ان دونوں حرامیوں میں سے اگر ایک نے بھی چھیڑ چھاڑ کی ہوتی تو یہ دونالی بندوق ان کی طرف اٹھی ہوئی ہوتی اور انھیں اپنے سینے پر صلیب بنانے کا بھی وقت نہ ملتا اور ان سالوں کے پستول ہمارے قبضے میں ہوتے جو ممکن ہے آگے چل کر کارآمد ثابت ہوتے"

میل نے کہا "سنو! پولیس کے آدمیوں سے میں نپٹ لیا کروں گی یہ معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ ایک دلفریب مسکراہٹ ان کے لئے کافی ہوگی"

"لیکن باپو۔ ان کے پستول سالے تھے خمارہ"

مورس نے وہسکی کی بوتل اپنے قدموں میں اور بندوق کے قریب رکھی نشست کی پشت پر اپنا سر ڈھلکا دیا اور آنکھیں بند کرلیں۔ خوف کا اظہار کرنے پر وہ شرمندگی محسوس کر رہا تھا میل نے یقیناً اس کی حالت نہ دیکھی

تھی۔ وہ تو شاید کچھ نہ دیکھ رہی تھی سوائے سڑک کی اس دھجی کے جو آگے بڑھ کر افق میں جا گھسی تھی اور وہاں آتش نشاں تھے۔

سہ پہر کے وقت سامنے کے افق کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ اب وہاں دھواں دھار اندھیرا تھا۔ ابتدا میں ان تینوں نے سوچا کہ سامنے شاید طوفان آیا ہوا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے وہ اندھیرا ٹھوس ہوتا گیا اور آخر کار دیوار کا رڈ ڈیرا ہائی ہڑا میں تبدیل ہوگیا۔ سورج اس سلسلۂ کوہ کے عقب میں چھپنے لگا اور اب ہمارے مسافروں کو اپنی پہلی منزل کی جھلک نظر آئی۔ بنی سلام۔ سلسلۂ کوہ کے دامن میں ایک دھندلا سا داغ اور اوپر ——— اور بہت اوپر ——— پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں۔

بنی سلام ایک مختصر سی بستی تھی جس کی عمارتیں لاوا کے پتھروں سے بنائی گئی تھیں، بستی کا ایک گرجا تھا جس کی دیواریں سیاہ تھیں، ایک چوک تھا اور اسی چوک میں اور تاڑ کے درختوں کی قطار کے دوسری طرف ہوٹل تھا۔ تاڑ کے درخت بڑے سے چھاتے کی طرح آگے کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ بستی بظاہر ویران معلوم ہوتی تھی البتہ ریڈ انڈین دھول مٹی میں پالتھی مارے بیٹھے تھے اور ان کی کار کو ہوٹل کے سامنے پہنچ کر رکتے دیکھ رہے تھے۔

ہوٹل کا مالک ایک ریڈ انڈین تھا جس نے سفید سوٹ پہن رکھا اور بو ٹائی لگا رکھی تھی وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہوئی گیند کی طرح "سن" سے باہر آیا اور ان سے کہنے لگا کہ وہ انھیں اپنے ہوٹل کے بہترین کمرے دے گا جن کی کھڑکیاں بازار کی طرف کھلتی ہیں۔ اس نے کہا کہ ہر کمرے

میں نل اور بیسن ہے اور یہ کہ ان کی کار کی وہ ایسی حفاظت کرے گا گویا وہ اسی کی کار ہے اور جب ریڈ ربٹ نے اسے پچاس پیسو دیے تو وہ مارے احسانمندی کے کمر سے دوہرا ہو گیا۔

وہ کار کو ہوٹل کے پچھواڑے صحن میں لے آئے اور اسے اصطبل میں پارک کر دی اور اپنے سامان میں سے صرف وہ چیزیں نکال لیں جو رات کے لئے ضروری تھیں ان چیزوں میں بندوقیں بھی شامل تھیں کیونکہ کیا پتہ ان کی ضرورت پڑ جائے۔ بقیہ سامان اس وقت تک کار میں ہی رہنے والا تھا جب تک وہ کرائے کے خچر نہیں حاصل کر لیتے دو خچر تو صحن میں اس وقت بھی موجود تھے۔

وہ تینوں ہوٹل میں پہنچے تو مالک نے انھیں تھامی تھانے کے وہ فارم دیے جن کی خانہ پری ہمارے تینوں مسافروں کو کرنا تھی ہوٹل کے مالک نے ان کی بندوقوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا کیونکہ اسے ان کے پاسپورٹ دیکھنے اور مارے اخلاق کے جھک جھک جانے سے ہی فرصت نہ تھی۔ موریس نے فارم میں اپنا نام ٹام لکھے اور دھندے کے خانے میں "ڈنا جر" لکھا۔

ہوٹل میں جو خاموشی طاری تھی۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ اسی دن ان تینوں کے علاوہ کوئی دوسرے مسافر وہاں ٹھہرے ہوئے نہ تھے گرم دھندلکے میں رچی ہوئی یہ خاموشی کچھ غیر ارضی سی معلوم ہو رہی تھی موریس مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے گونجتے ہوئے اپنے کمرے میں بیٹھا وہ نقشہ دیکھ رہا تھا جس میں کہ وہ پرانا تک کے راستے کی نشان دہی کی گئی تھی۔ وہ نقشہ دیکھ رہا تھا اور وہسکی کی چسکیاں لے رہا تھا۔ میل اپنے کمرے

میں نہا رہی تھی اور ریڈ رٹ بستی میں وہاں گیا ہوا تھا جہاں کا پتہ ہوٹل کے مالک نے دیا تھا اور کہا تھا کہ وہاں سے عمدہ اور تندرست خچر اور راہبر بھی مل جائے گا۔

ریڈ رٹ اکیلا ہی رہ گیا تھا اور مورس کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ ہوٹل میں ہی رہے کیونکہ اس نے کہا تھا، اگر بستی میں پولیس وغیرہ کا خطرہ ہوا تو اس کے لئے ہوٹل محفوظ ترین جگہ ثابت ہوگی لیکن ریڈ رٹ کا اکیلے جانا مورس کو پسند نہ آیا تاہم تینوں بندوقیں چونکہ ہوٹل میں ہی تھیں اس لئے مورس ایک حد تک مطمئن تھا۔

لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ریڈ رٹ کا اکیلے اور نہتے جانا بھی تو کسی خاص مقصد کے تحت ہو سکتا تھا؟ اگر شہر میں خطرہ ہوتا تو وہ بندوق لئے بغیر نہ جاتا چنانچہ یہاں نہ خطرہ تھا اور نہ کچھ اور اس لئے کہیں ایسا تو نہیں کہ ریڈ رٹ خچر حاصل کرنے کا بہانہ کر کے اپنے ان دوستوں کے پاس گیا ہو جو ان تینوں سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہوں؟ پھر وہ بندوق یہاں کیوں چھوڑ گیا تھا؟ ریڈ رٹ کے جانے کے فوراً بعد مورس اس کے کمرے میں گیا تھا اور اس نے دیکھا تھا کہ ونچسٹر بیٹھ تکیے پر پڑی ہوئی تھی اور دروازہ بھی مقفل نہ تھا۔ دوسری بندوق مورس کے پاس تھی اور شاٹ گن سیل اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔

اس نے جام خالی کیا اور بوتل اٹھا کر سیل کے کمرے میں پہنچا۔ وہ دیوار میں لگے ہوئے قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔

"وہسکی پیو گی؟" مورس نے پوچھا

"ضرور" وہ مورس کی طرف گھوم گئی اور اس کے بال اس کے

شانوں پر ریشمی ڈھیر کی طرح آپڑے۔ سیمی خچر حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟"

"وہ اب تک واپس نہیں آیا۔"

اس نے جام بھر کر سبل کو دیا اور پلنگ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں تک خاموشی سے شراب کی چسکیاں لیتے رہے۔ بند کھڑکی کے شیشوں سے مکھیاں اور مچھر ٹکرا رہے تھے۔ باہر اندھیرا اتر رہا تھا بازار میں گیس بتیاں روشن ہو چکی تھیں اور ریڈ رٹ کو باہر گئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

"سبل! جب سے ہم یہاں آئے ہیں میری چھٹی حس دفعتہً بیدار ہو گئی ہے۔" موریں نے کہا۔

"اچھا!"

"اور مجھے ایک عجیب طرح کا احساس ہونے لگا ہے۔"

"کیا احساس؟"

"یہی کہ یہاں ہماری آمد غیر متوقع نہیں ہے۔"

"تمھارا مطلب ہے ....."

"ہاں۔ یہاں ہمارا انتظار کیا جا رہا تھا۔"

"کون کر رہا تھا ہمارا انتظار؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا لیکن —— لیکن —— ہوٹل کا مالک ہمیں دیکھ کر یوں خوش ہو گیا کہ جیسے —— جیسے —— اسے کچھ مل گیا ہو —— جیسے اس کے سر پر سے کوئی بوجھ ہٹ گیا ہو۔"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ ظاہر ہے کہ یہاں زیادہ سیاح نہیں آتے اس لیئے اس کا ہوٹل خالی پڑا رہتا ہے چنانچہ ہمیں دیکھ کر

اسے خوش ہونا ہی چاہئیے۔ اس کے علاوہ کار کی حفاظت کے لئے ہم نے اسے اس کی توقع سے زیادہ اجرت دی ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا بات ہے؟"

"وہ جانتا تھا کہ ہم یہاں پہنچ رہے ہیں۔"

"ناممکن۔ یہ بات اسے کیسے معلوم ہو سکتی تھی؟"

بیل نے جام رکھ دیا اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر بال پٹخنے اور کھولنے لگی۔

"کس نے اسے بتایا ہے؟ موریس نے کہا۔

"کس نے؟" وہ ایک دم موریس کی طرف گھوم گئی۔

"مثلاً سیمی نے" موریس کی آواز پرسکون تھی۔ "یہ محض میرا خیال ہے لیکن اگر سیمی اس جماعت سے ملا ہوا ہے جس نے کپتان لیونارڈ کا خون کرکے نقشہ چرایا ہے تو پھر میرا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے۔"

"لیکن یہ تو بڑی مضحکہ خیز بات ہے"

"کیوں؟"

"اگر سیمی واقعی اس جماعت سے ملا ہوا ہے تو پھر اسے ہمارے ساتھ یہاں تک آنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ ہمیں چھوڑ کر اس جماعت کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہو سکتا تھا!"

"میں خود اس مسئلے پر غور کر رہا ہوں۔ ایک بات سمجھ میں آئی ہے۔"

"کیا؟"

"روپیہ۔"

"ایں!"

روپیہ اور کار۔ اس نے ایک ہزار ڈالر کا ضروری سامان ہمارے روپئے سے خریدا ہے اور یہ سامان کسی بھی جماعت کے کام آسکتا ہے

وہ اپنے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھے مورس کے سامنے کھڑی تھی۔

"لیکن یہ تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟" اس نے پوچھا

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ رہا۔"

وہ آئینے کی طرف گھوم گئی تھی اور اپنے بالوں میں پنیں لگا رہی تھی۔ مورس اس کے بالوں کے نیچے گردن کی سفیدی پر اپنی نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"فرض کرو کہ تمہارا یہ خیال صحیح ہے۔" میل نے کہا "تو پھر ہم کیا کریں گے؟"

مورس نے میل کی گردن پر سے نظریں ہٹا کر اس شاٹ گن کی طرف دیکھا جو میل کے سنگھاردان کے قریب فرش پر رکھی ہوئی تھی۔

"ہم کچھ نہیں کر سکتے" وہ بولا "سوائے اس کے کہ ہم ہوشیار رہیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے!"

وہ بجلی کی بتی جلانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کر میل کے قریب پہنچا۔ وہ اپنے بالوں میں پنیں لگا چکی تھی چنانچہ جب وہ مورس کی طرف گھومی ہے تو موخر الذکر کو وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ حسین معلوم ہوئی۔ مورس کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔ اس کے سرخ اور بھرے بھرے ہونٹ خود اس کے ہونٹوں سے صرف چند انچ دور تھے۔

"غالباً یہ میرا وہم ہے۔" وہ بولا

میں نے مسکرا کر اس کا شانہ تھپتھپایا۔

"بات یہ ہے موریس کہ تم حد سے زیادہ پریشان ہو گئے ہو۔ مثلاً آج صبح موٹر سائیکل سوار پولیس کے آدمیوں کو دیکھ کر تم کتنے گھبرا گئے تھے۔ آخر ایسا بھی خوف کیا؟"

موریس نے اپنے دل میں غصے کی ایک لہر محسوس کی وہ پلنگ پر بیٹھ گیا

"اگر میں حد سے زیادہ پریشان ہوں تو تم ضرورت سے زیادہ زندہ دل یا پُر امید ہو میں! اپنے آپ کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کرو۔ صورت حال نازک ہی نہیں بلکہ شاید خطرناک بھی ہے۔ ابھی گزشتہ کل ہمارے ایک ساتھی کا خون کر دیا گیا ہے اور خود خونی اب تک آزاد گھوم رہا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ خونی یہاں آ جائے۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایک شخص ہے یا بہت سے لوگ ہیں"

"یہ میں جانتی ہوں" اس نے قمقمے کا بٹن دبایا "لیکن ہم اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتے جب تک وہ لوگ، خواہ وہ کوئی بھی ہوں ہمارے سامنے نہیں آ جاتے"

دفعتہً اس نے مسکرا کر اپنا خالی جام موریس کی طرف بڑھایا۔

"یہ شام مہذب دنیا میں ہماری آخری شام ہے چنانچہ کیوں نہ ہم مزے اڑائیں"

وہ موریس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ موریس نے اس کا جام بھر دیا اور دونوں نے جام ٹکرا کر ہونٹوں سے لگا لئے لیکن پھر دونوں نے سر اٹھا کر سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کمرے کے باہر ادر برآمدے میں سے تیز قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ دوسرے

اسی لمحے کسی نے بند کواڑوں پر آہستہ سے دستک دی۔

"میل!" ریڈ ربٹ کی آواز تھی "اندر ہو تم؟"

"ہاں۔ آجاؤ؟" میل نے اپنی جگہ سے ہلے بغیر کہا

ریڈ ربٹ کمرے میں آگیا۔ اس نے دروازہ نہ صرف بند کیا بلکہ اسے مقفل بھی کر دیا اور جب وہ دروازہ بند کر کے ان کی طرف گھوما ہے تو مورس کو یہ سمجھتے دیر نہ لگی کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ ریڈ ربٹ کے چہرے پر ہلکی سی نیلاہٹ رنگ آئی تھی اور وہ تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ اس کے نرخرے میں سے سیٹی کی سی آواز نکل رہی تھی اور اس کے کندھے ذرا جھک گئے تھے۔

"تم نے کسی کو دیکھا تو نہیں؟" اس نے پوچھا

"نہیں تو۔ کس کو دیکھنا تھا ہمیں؟" مورس نے کہا۔

ریڈ ربٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے مورس کا جام اٹھا کر وہسکی سے لبریز بھرا اور وہیں گھونٹ میں خالی کر گیا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں وہ انھیں جلد جلد کھول بند کرنے لگا۔

"ہم۔ اب کچھ ٹھیک ہے" وہ بولا۔ اس کا تنفس اب راہ پر آرہا تھا

"خچر نکل گئے" میل نے پوچھا

ریڈ ربٹ نے اثبات میں سر ہلایا

"چھپے ہیں — نیچے صحن میں کار کے ساتھ کھڑے ہیں۔ راہبر کل صبح یہاں آجائے گا"

ریڈ ربٹ نے پھر جام بھر کر اپنے حلق میں انڈیل دیا۔

"سیمی! بات کیا ہے؟" مورس نے کہا "تمھارے حواس اڑے ہوئے

ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔"

ریڈ ربٹ نے نظریں اٹھا کر مورس کی طرف دیکھا اس کے ہونٹ مسکراہٹ کی صورت میں پھیلنے لگے۔

"اتفاقاً تم نے سچ بات کہہ دی ہے یا خدا جانے کہ تم غیب داں ہو" اس کی آواز نرم اور ٹھہری ہوئی تھی۔ "وہاں دالان میں ـــ آ گئے ـــ کمرہ نمبر ۶ میں ـــ لیکن حقیقت میں میں نے اسے دیکھا نہیں ہے" وہ وہسکی کی چسکیاں لینے لگا "لیکن ہوٹل کے منتظم نے مجھے بتایا ہے ـــ یہ منتظم بڑا عمدہ آدمی ہے ـــ اس نے تو مجھے رجسٹر میں، جس میں مہمانوں کے نام درج کئے جاتے ہیں اس کا نام بھی مجھے دکھایا۔ بے شک اس کا نام ہوٹل کے رجسٹر میں درج ہے منتظم کا خیال تھا کہ وہ بھی ہمارا ساتھی ہی ہوگا۔ آج صبح آیا ہے اور اس نے خچر بھی حاصل کر لئے ہیں۔ وہی خچر جنہیں آج صبح ہم ہوٹل کے صحن میں دیکھ چکے ہیں۔"

"یہ کیا ہانک رہے ہو یار۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا؟" مورس نے الجھ کر کہا "یہ کس کے متعلق کہہ رہے ہو۔؟"

"اپنے ہم سفر کے متعلق"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس ہوٹل میں آج سالے ہم اکیلے ہی ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ایک حرامی اور بھی یہاں مقیم ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

ریڈ ربٹ جام اپنے ہونٹوں کے سامنے کر کے مسکرایا۔

"ایک جرمن شخص ہے باپو" وہ بولا "اور اس سالے کا نام ہنری لیبر ہے"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ وہ لوگ خاموش تھے اور ریڈ ربٹ بدستور مسکرا رہا تھا کہیں دور کتے بھونک رہے تھے۔

"ہینری لیبر! لیکن وہ تو مر چکا ہے!" آخرکار میبل چیخ کر بولی

ریڈ ربٹ نے سر ہلایا

"تم نے دیکھا ہے اسے؟" مورس نے پوچھا

"میں کہہ چکا ہوں کہ نیچے رجسٹر میں صرف اس کا نام دیکھا ہے ایچ لیبر قومیت۔جرمن۔کمرہ نمبر چھ۔ سالے نے اپنا نام صاف اور جلی حروف میں لکھا ہے گویا وہ حرامی چاہتا ہے کہ ہمیں اس کا نام نظر آجائے۔ نام کیا لکھا ہے بالو گویا ہمیں اپنے ساتھ شراب پینے کی دعوت دی ہے اور میرے خیال میں وہ سالا چاہتا بھی یہی ہے۔ یعنی کم سے کم میں سالا اس کے کمرے میں اس سے ملاقات کرنے چلا جاؤں لیکن مناسب معلوم ہوا کہ پہلے تم دونوں کو خبردار کر دوں اور ساتھ ہی ساتھ چند احتیاطی تدابیر بھی کر دوں وہ پلنگ کے قریب پہنچا اور شاٹ گن اٹھائی۔ وہسکی نے اس کے چہرے پر ایک بار پھر رنگ دوڑا دیا تھا۔

"سچ کہتا ہوں بالو اس کا نام رجسٹر میں دیکھ کر میں تو چکرا گیا" وہ بولا "میں نے انسانوں کو مرتے دیکھا ہے بلکہ کئی ایک کو خود میں نے ملک عدم کی راہ دکھائی ہے لیکن اب تک تو میں نے کسی سالے کو ہرگز زندہ ہوتے نہیں دیکھا۔"

"تو پھر کمرہ نمبر ۶ میں کون ہے؟" مورس نے کہا

ریڈ ربٹ دونوں ہاتھوں پر بندوق اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"آؤ چل کر معلوم کرتے ہیں"

اور دفعتہً سرد اور شدید خوف مورس کے دل میں اتر آیا۔ بچپن میں بھوتوں کی کہانیاں پڑھتے وقت وہ جس قسم کا خوف محسوس کیا کرتا تھا اس وقت وہ بالکل ویسا ہی خوف محسوس کر رہا تھا اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بولا۔

"دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو اس ملک میں ایسے دو شخص ہیں جن کا خاندانی نام لیبرٹ ہے اور نام کا پہلا حرف "ایچ" ہے یا پھر کوئی ہمارے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔"

میل نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"میں بھی چلوں تمھارے ساتھ؟"

"چلنا چاہتی ہو؟" مورس نے پوچھا

"کیوں نہیں"

مورس نے شانے اچکائے۔

"کیوں نہیں" —— بس اسی پر میل کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ یہی اس کی سوانح تھی۔ مثلاً کیوں نہ کسی اذیت پسند مرد سے شادی کی جائے؟ کیوں نہ بھاگ کر جنوبی امریکا پہنچا جائے؟ کیوں نہ خزانہ حاصل کرنے کی مہم میں اپنی کل پونجی لگا دی جائے؟ کیوں نہ ہوٹل کے دالان میں بھوت کا پیچھا کیا جائے —— کیا کہہ سکتے ہیں اسے؟ شوق تجسس؟ نئے نئے تجربات حاصل کرنے کی دھن؟ یا خبط؟"

"اچھی بات ہے آؤ۔" مورس نے کہا

رابرٹ نے دروازہ کھولا۔

باہر گذرگاہوں میں ایک بلب روشن تھا لیکن اس کی دھندلی روشنی کمرے کے دروازوں پر لگی ہوئی نمبر کی پلیٹیں پڑھنے کے لئے کافی تھی۔ ریڈ ربٹ بندوق لئے آگے آگے چل رہا تھا۔ میں اور مورس اس کے پیچھے پنجوں کے بل چل رہے تھے وہ کمرہ نمبر چھپّے کے سامنے پہنچ گئے۔

"وہ اندر ہی ہے؟" مورس نے سرگوشی میں پوچھا

ریڈ ربٹ نے اپنا سر دروازے کے بہت قریب کر کے دستک دی۔ چند ثانیوں تک کوئی جواب نہ آیا۔ پھر ایک آواز نے پوچھا۔

"کون؟"

"ہنری لیٹر؟" ریڈ ربٹ نے بلند آواز میں کہا۔

اس کی آواز میں دھمکی آمیز یقین کی کڑک تھی۔ مورس اس کے قرب سے اطمینان اور سکون محسوس کرنے لگا۔

ایک لمحے تک کچھ نہ ہوا اور پھر اسی آواز نے پوچھا —— اور اس دفعہ بہت قریب سے۔

"کون ہے؟"

"ہم تم سے چند باتیں کرنا چاہتے ہیں۔" ریڈ ربٹ نے جواب دیا اس دفعہ انگریزی زبان میں فوراً ہی قفل کھلنے کی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا۔

"آجاؤ اندر۔"

اور مورس حیرت سے بت بنا سفید بالوں والے اس پراسرار جوان کو دیکھ رہا تھا جسے وہ دو راتیں پہلے ابوالہول میں دیکھ چکا

تھا۔ بے شک یہ وہی شخص تھا لیکن اس دفعہ اس نے رائی کے رنگ کے سوٹ کے بجائے موٹے کپڑے کی پتلون، خاکی قمیص اور چمکدار جوتے پہن رکھے تھے اور اس کے ہاتھ میں وہ رائفل تھی جس پر دوربین لگی ہوئی تھی۔

اس نوجوان کی عمر پچیس سال سے زیادہ نہ تھی، چہرہ بیضوی تھا، رخسار چکنے تھے، ناک نکیلی تھی اور اس کے سفید بال سمور کی طرح نرم معلوم ہوتے تھے۔ اس کے بالوں میں کوئی خاص بات تھی کیونکہ مورس کا جی چاہا کہ وہ آگے بڑھ کر ان پر ہاتھ پھیرے۔

سفید بالوں والے جوان کی سبز آنکھیں آنے والوں پر گھوم رہی تھیں اور پھر وہ میل پر آکر جم گئیں۔ چند ثانیوں تک اس پر جمی رہیں اور پھر ہٹ گئیں کمرہ نمبر ۶ والے نے دروازہ بند کیا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"براہ کرم اپنی بندوق رکھ دیجئے۔" وہ بولا اس کا لہجہ امریکیوں کا سا تھا جس میں جرمنی کا شائبہ تک نہ تھا۔

ریڈ رٹ کمرے میں دراآیا اس نے رائفل کی طرف دیکھا جو سفید بالوں والے کے ہاتھ میں تھی۔

"بڑا خوبصورت ہتھیار ہے تمہارے پاس بالو۔" ریڈ رٹ نے بڑے سکون سے کہا۔

سفید بالوں والے نے اپنی رائفل اٹھائی، جھکائی اور اس کی نال کا رخ ریڈ رٹ کے گھٹنوں کی طرف تھا۔

"میں کہتا ہوں اپنی بندوق رکھ دو۔" وہ چیخا اور اس کی آواز

لڑکی کی آواز کی طرح باریک ہوگئی۔

سفید بالوں والا اور ریڈ ربٹ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور موخر الذکر بڑے ہی خوفناک انداز میں سفید بالوں والے کو گھور رہا تھا۔ دونوں بندوقیں تانے کھڑے تھے۔

"میرا سالا نشانہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔" ریڈ ربٹ بڑبڑایا لیکن پھر اس نے کندھے جھٹک کر بندوق میز پر رکھدی۔ سفید بالوں والا مسکرایا۔

"اب ٹھیک ہے بھتیجو" وہ بولا

فرش پر الیمنیم کے کناروں والا پیٹھ تھیلا رکھا ہوا تھا جس کے ٹکوں سے رسے اور کھانا پکانے کے برتن بندھے ہوئے تھے ایک طرف ہلکا پھلکا سفری خیمہ لپیٹا رکھا تھا اور اس کے قریب کرمچ کی دو سفری تھیلیاں پڑی ہوئی تھیں۔

ریڈ ربٹ نے اس سامان کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

"بہت اچھا بابو۔ کون ہو تم؟" اس نے پوچھا

نوجوان میز کے قریب بیٹھ گیا اس نے اپنی رائفل ریڈ ربٹ کی بندوق کے قریب رکھدی اور دونوں کی نالیوں کا رخ دیوار کی طرف کر دیا۔

"تم جانتے ہی ہو کہ میں کون ہوں" وہ بولا "لیبٹر۔ ہنری لیبٹر۔ ابھی ابھی تم نے مجھے میرا نام لے کر پکارا تھا۔"

"ہنری لیبٹر! تو پھر یہ کیسے ہوا؟ لیبٹر نے تو چند ہفتوں پہلے سالی بندوق سے اپنی کھوپڑی اڑا دی تھی۔"

ہنیری مسکرایا۔ بچوں کی سی مسکراہٹ جو ہنسی میں تبدیل ہوگئی۔

"آہا۔ تو اس خبطی بڑھے نے میرے متعلق تمھیں یہ کہانی سنائی تھی کیوں؟" وہ بدستور مسکرا رہا تھا اور اپنا سر ہلا رہا تھا "چنانچہ تم یقیناً سیمی ریڈ ربٹ ہوگے۔ فوٹوگرافر اور لیونارڈ کے دوست" وہ موریس اور میسی کی طرف گھوم گیا "اور تم دونوں کون ہو؟"

"ان کی فکر نہ کرو فی الحال" ریڈ ربٹ بولا "پہلے سالا اپنے متعلق بتاؤ۔ تم کیا کر رہے ہو یہاں؟"

باالکل وہی جو تم کر رہے ہو ریڈ ربٹ۔ یہ بڑا احمقانہ سوال پوچھا ہے تم نے"

"کب پہنچے یہاں؟ اکیلے ہو؟"

"بالکل اکیلا۔ میں بذریعہ بس آج صبح یہاں پہنچا ہوں۔ دن بھر سوتا رہا غالباً اسی لئے میں نے تم لوگوں کو یہاں آتے نہ دیکھا اور سنا لیکن یہ اچھا ہوا کہ تم خود یہاں آگئے" اس نے اپنا ایک ہاتھ رائفل پہ رکھ دیا" اب معاملہ آسان ہوگا"

ہنیری کا بھبنبی چہرہ دمکنے لگا بچوں کا سا چہرہ تھا البتہ باریک آنکھیں اس کے چہرے کی معصومیت کو بگاڑ رہی تھیں۔

"اپنا پاسپورٹ دکھاؤ" ریڈ ربٹ نے کہا۔

ہنیری نے اپنی جیب سے پاسپورٹ نکال کر ریڈ ربٹ کی طرف بڑھا دیا۔ نام ـــــ ہنریخ ولہیلم لیبٹر۔ پیدائش ۲۸ اگست ۱۹۲۵ء میں کانگزبرگ میں ہوئی ـــــ یہ پہلے مشرقی پروشیا تھا لیکن اب سوویٹ یونین میں تھا۔ پیشہ۔ انجینیر۔ آنکھوں کا رنگ۔ بھبنر بالوں کا رنگ بھورا۔

موریس نے نظریں اٹھا کر اس کے چھوٹے ترشے ہوئے سفید بالوں کی طرف دیکھا۔ پاسپورٹ میں اس کے بالوں کا رنگ درج نہ تھا۔ یہ تو اس کی خاص پہچان تھی۔ پھر کیا وجہ تھی پاسپورٹ میں بالوں کا رنگ سفید کے بجائے بھورا درج تھا؟ اور پاسپورٹ میں اس کا جو فوٹو چھپا ہوا تھا اس میں اس کی عمر تقریباً ۱۲ سال زیادہ معلوم ہوتی تھی بقیہ پاسپورٹ جنوبی امریکا کے ویزا سے بھرا ہوا تھا۔ موریس نے پاسپورٹ واپس اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"مسٹر لیبر! آپ انگریزی بہت اچھی بول لیتے ہیں۔"

"میری ایک عمر امریکا میں گزری ہے۔" ہنیری نے کہا اور پاسپورٹ پتلون کی جیب میں رکھ لیا۔

"بہت اچھا ہنیری۔" ریڈ ربٹ نے کہا "اب یہ بتاؤ کہ وہاں آتش فشانی سلسلے میں تمہارے اور لیونارڈ کے درمیان کیا واقعہ ہوا تھا؟"

ہنیری نے عجیب نظروں سے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ اس بوڑھے نے تم سے کیا کہا ہے۔" آخر اس نے کہا۔

چنانچہ ریڈ ربٹ نے بتایا کہ لیونارڈ نے ان سے کیا کہا تھا یعنی یہ کہ کس طرح ہنیری لیبر کو مچھروں نے کاٹ لیا تھا، کس طرح وہ واپس آیا تو اس کا پورا جسم پھول گیا تھا، کس طرح وہ پاگل ہو گیا اور کس طرح اس نے بندوق کی نال منہ میں رکھ کر لبلبی دبا دی۔

ہنیری ہنسا۔

"حد ہے، انتہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چند مچھروں نے مجھے کاٹ لیا تھا اور اس بوڑھے شیطان نے اسی بہانے سے مجھے دوا کی

اتنی خوراک کھلا دی تھی جو میری جان لینے کے لئے کافی تھی اور یہی وہ چاہتا بھی تھا۔ یعنی یہ کہ میں مر جاؤں مجھے یاد نہیں کہ اس نے مجھے کیا کھلا دیا تھا۔ مجھے کچھ یاد نہیں کیونکہ میں دو دنوں تک بے ہوش رہا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو کوہ آتش فشاں کے ایک غار میں پڑا پایا۔ ایک کمبل تک میرے جسم پر نہ تھا۔ لیونارڈ چلا گیا تھا اور ہر چیز اپنے ساتھ لے گیا تھا اور مجھے وہاں مرنے کے لئے چھوڑ گیا تھا۔"

"تم واپس کیسے آئے؟"

"اسے خوش قسمتی ہی کہہ سکتے ہیں۔ اتفاقاً ریڈ انڈینوں کی ایک جماعت ہائرا اور صحرا کے اس طرف آ نکلی یہ اس گاؤں کے لوگ تھے جو یہاں سے ٹھیک جنوب کی طرف واقع ہے۔ یہ تو مجھے آج تک معلوم نہ ہوا کہ وہ لوگ وہاں کیا کرنے آئے تھے البتہ لیونارڈ کہا کرتا تھا کہ کبھی کبھی ریڈ انڈین الدورادو[1] کی تلاش میں پہاڑوں پہ چلے آتے ہیں۔ تم جانو امریکا کے اس حصے میں توہم پرستی عام ہے۔"

ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔

"تو وہ لوگ تمہیں یہاں بنی سلام میں لے آئے؟"

"نہیں۔ اپنے گاؤں میں لے گئے۔ میں یہاں بعد میں آیا اور آج سے پانچ دن پہلے پیرا ٹیکس پہنچا۔ میری طبیعت دو ہفتوں سے پہلے نہ سنبھل سکی۔"

---

[1] (جنوبی امریکا کا ایک روایتی شہر جس کی دولت کے افسانے آج بھی مشہور ہیں اور آج بھی مہم جو اس شہر کی تلاش میں جنوبی امریکا کے ویرانوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ منظر الحق علوی)

"اس وقت تو تم مجھے بڑے سنبھلے ہوئے بلکہ جاق و چوبند معلوم ہوتے ہو ہنیری۔ خوش قسمت کیوں ؟" ریڈ ربٹ مسکرایا "جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ بڑا ہی خوبصورت ہتھیار ہے بابو۔ چار سو سولہ کیوں ؟ غالباً اس سالی کو ہاتھی مار بندوق کہتے ہیں ؟"

ہنری نے کوئی جواب تو نہ دیا البتہ اس کی انگلیوں نے دور بین لگی رائفل کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ ریڈ ربٹ بڑی بے خوفی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کی دونوں ایڑیاں ذرا اوپر اٹھی ہوئی تھیں وہ خود نامعلوم طور پر آگے کی طرف جھکا ہوا تھا اور مورس نے سوچا کہ وہ ہنیری پر چھلانگ لگانے ہی والا تھا۔

"ہنیری ! میں تمھیں الزام نہیں دیتا" وہ بولا "بندوق بہت عمدہ ہے اور بہر حال یہ تمھاری ہی ہے۔ میرا مطلب ہے لیونارڈ کی تھی ہی نہیں"

ہنیری کی کلائی تڑاپ کر اوپر اٹھی اور رائفل میز کے کنارے پر ایک سے دوسری طرف گھوم گئی اور اس کی نال ریڈ ربٹ کے پیٹ کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔

"خبر دار ذرا بھی حرکت کی ہے تو" ہنیری نے کہا" یہ واقعی عمدہ بندوق ہے اور اس کی گولی نہ صرف تمھارے جسم کے بلکہ تمھارے پیچھے دیوار کے بھی آر پار ہو جائے گی ۔"

"یقیناً ہو جائے گی بابو۔ یقیناً ہو جائے گی" ریڈ ربٹ نے کہا۔

رائفل ذرا بھی نہ کانپ رہی تھی۔ ہنیری کی یہ حرکت ایسی فوری تھی کہ اس سے اس جرمن کی پھرتی اور قوت کا اندازہ ہوتا تھا حالانکہ بادی النظر میں وہ خاصا کمزور معلوم ہوتا تھا۔

"ہنری! یہ بندوق تمہاری ہے" ریڈ ربٹ نے کہا " اور وہ نقشہ بھی سالا تمہارا ہی ہے کیونکہ خود تم نے وہ بنایا ہے۔ وہ نقشہ کہاں ہے باپو؟"

ہنری نے فرش پر رکھے ہوئے پیٹھ تھیلے کی طرف دیکھا

" اس میں ہے"۔

موریس نے اپنے قریب بیٹھی ہوئی میبل کو لیا اور گہرا سانس لیتے سنا اس نے کچھ کہنے کے لئے اپنا منہ کھولا لیکن موریس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دبایا اور سر سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ریڈ ربٹ نے کہا۔"چنانچہ تم ہیر اٹکنس پہنچے، بوڑھے کپتان کو تلاش کر لیا اور اس سے وہ تمام باتیں معلوم کریں جو معلوم کرنا چاہتے تھے۔ یعنی یہ کہ ہم سب ہیروں کی تلاش میں جانے والے ہیں وغیرہ ـــ اور پھر باپو تم نے اس سے پوچھا کہ سالا نقشہ کہاں ہے اور اس نے بتا دیا اور پھر تم نے دوربین لگی بندوق کے متعلق پوچھا اور وہ بھی اس نے بتا دی اور پھر تم نے اس کا خون کر دیا"۔

نہ تو ہنری نے حرکت کی اور نہ اس کی بندوق نے۔ آگے کی طرف جھکے ہوئے ریڈ ربٹ نے اپنی اٹھی ہوئی ایڑیاں فرش پر ٹیک دیں۔

"ہنری! کل صبح ہمیں اس کی لاش سالی پلنگ کے نیچے سے ملی۔ یعنی ٹھیک اسی جگہ سے جہاں باپو تم نے گھسیڑ دی تھی۔ خیر کپتان کے مرنے کا مجھے افسوس نہیں۔ وہ سالا کچھ اچھا دوست نہ تھا لیکن سوال یہ ہے کہ تم نے پرسوں رات تک سالا انتظار کیوں کیا؟ تم تو ہیر اٹکنس ایک دو ہفتے پہلے پہنچ گئے ہو گے"۔

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ عیار بڈھا اب کون سا کھیل

کھیلنے جا رہا ہے" ہنیری نے جواب دیا۔ "میں دو تین دفعہ کلب میں بھی گیا اور اس بوڑھے پر نظر رکھتا رہا کہ وہ کسی سے معاملہ تو طے نہیں کر رہا یا مجھ سے گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہے یا نہیں؟ بہر حال میں اسے قتل تو کرنے ہی والا تھا۔ وہ اسی کا مستحق تھا"

ریڈ رٹ نے شانے اچکائے۔

"شاید۔ لیکن پرسوں ہی رات کو اس کا خون کرنا کیا ضروری تھا؟"

"اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ وہ کوئی منصوبہ گڑھ رہا ہے اور اب میں زیادہ وقت ضائع کرنا نہ چاہتا تھا"

"صرف یہی ایک وجہ تھی۔؟"

"بالکل ـــــ اور پھر میں اس سے انتقام بھی لینا چاہتا تھا۔ کلب سے اس کی قیام گاہ تک میں نے اس کا تعاقب کیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو خوفزدہ ہو گیا اور میرے خیال میں اس نے شراب بھی کچھ زیادہ پی رکھی تھی بہر حال میں نے اسے سب کچھ اگل دینے پر مجبور کر دیا اور پھر اسے چاقو گھونپ دیا"

ہنیری نے ان لوگوں کی طرف دیکھا اور ہنسا۔ اس کی یہ ہنسی ہیجانی تھی۔

"بھئی میں نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اندر سے پوچھا ـــــ کون! موریس؟ ـــــ اور میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ بس مشکل آسان ہو گئی"

وہ پھر ہنسا۔

اور موریس کا جی کچھ کرنے کو چاہا۔

اسے ہنیری سے گھن آنے لگی۔ اس کا جی چاہا کہ وہ اس جرمن پر جا پڑے اور اس کے سفید بالوں والا سر توڑ دے اسے ہنیری سے ایسی ہی نفرت

ہو گئی تھی جیسی کہ ایک بچے کو اس عیار بوڑھے سے ہو جاتی ہے جو محض تفنن طبع کی خاطر یا بچے کو چڑانے کی غرض سے تتلی کے نگین بازو نوچ لیتا ہے اور پھر قہقہے لگاتا ہے۔

ریڈ ربٹ نے کہا "بہت اچھا ہنیری۔ لیونارڈ مر چکا ہے اور اب ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ کس نے اس کا خون کیا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ ہم یہاں سے کہاں جائیں گے۔"

"دریا کی طرف ہیروں کی تلاش میں۔" ہنری کسی بچے کی طرح خوش ہو گیا "جس طرح کہ میں پہلے گیا تھا فرق صرف اتنا ہے کہ اب ہم چار ہوں گے اور اب ہمارے پاس سامان بھی کافی ہے چنانچہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن ایک بات سن لو" اور اس نے ایک بار پھر رائفل پر ہاتھ رکھ کر چاروں طرف دیکھا "میر کارواں میں ہوں گا اور میں جو حکم دوں گا وہ ہوگا۔ جو کچھ ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے اس میں ہم چاروں کا حصہ برابر ہوگا لیکن یاد رکھو حکم میرا چلے گا۔" اپنے الفاظ کو پر اثر بنانے کے لیے وہ چند ثانیوں تک خاموش رہا اور پھر مورس کی طرف گھوم گیا "تم وہی ہو نا جسے میں نے لیونارڈ کے ساتھ برسول کلب میں بیٹھے دیکھا تھا؟"

مورس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نام کیا ہے؟"

مورس نے اپنا نام بتایا تو ہنری ہنسا۔

"تو تم ہی مسٹر مورس ہو" وہ بولا "شکریہ مسٹر مورس۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں لیونارڈ کے کمرے میں داخل نہ ہو سکتا۔"

موریس کی مٹھیاں کھنچ گئیں لیکن اس نے منھ سے کچھ نہ کہا۔ ہنیری اب میبل سے مخاطب تھا۔

"تم شاید مسز موریس ہو گی؟"

"نہیں۔" میبل پھنکاری

موریس یہ اندازہ لگا سکا کہ ہنیری کے اس سوال نے میبل کو غصہ دلا دیا تھا یا پھر ہنیری کا وجود ہی اس کے غصے کا باعث تھا۔ وہ ہنیری کو بڑی حقارت سے گھور رہی تھی موخر الذکر اس تیز نگاہی کی تاب نہ لا سکا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھو، میں زیادہ سخت بننا نہیں چاہتا مس......"

"مک ڈوگل۔ میلانی مک ڈوگل۔ اور تم جتنے سخت بننا چاہو بن سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ لیکن اس معاملے میں لڑکی کیسے کود پڑی۔"

"سرمایہ انھوں نے ہی لگایا ہے کیونکہ ہم دونوں تو قلاش تھے۔" موریس نے

"اور تمھیں یہ نہ بھولنا چاہیئے۔ ہنیری ——— یعنی یہ کہ سرمایہ میبل کا ——— میرا مطلب ہے مس مک ڈوگل کا ہے۔"

ہنیری کے ابرو پر بل پڑ گئے۔

"لیکن وہاں کسی لڑکی کا کام نہیں ہے۔" وہ بولا "تم نے اس مہم کو آسان سمجھ رکھا ہے؟ میں پہلے بھی اس مہم پہ جا چکا ہوں۔ میرے خیال میں اس لڑکی کا ہمارے ساتھ چلنا مناسب نہیں۔ میں سمجھتا ہوں...."

میبل ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے سر سے پیر تک یوں دیکھا جیسے وہ کوئی بڑی ہی گھناؤنی چیز ہو۔

"تم کیا سمجھتے ہو اور کیا نہیں میں اس کی پروا نہیں کرتی" وہ بولی "تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے اور تم کوئی چیز نہیں ہو اس کے باوجود اگر تم اس دریا تک جا سکتے ہو تو میں بھی جا سکتی ہوں"

ہنری کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

"میں نے اب تک پاگل پن کی اس حد کو نہیں چھوا ہے کہ ایک لڑکی کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہو جاؤں"

"اور میں بھی تمہارے ساتھ جانے کے لئے مری نہیں جا رہی ہوں۔ وہ مسکرائی برف کی سی سرد مسکراہٹ "اگر میں چاہوں تو تم جیسے ذلیل اور خبطی جنی کو چھوڑ کر اچھے اور شریف آدمیوں کے ساتھ ایک مہینہ بڑے مزے سے گزار سکتی ہوں"

میل نے یہ الفاظ بڑے سکون سے، بڑی بے خوفی سے اور ٹھہری ہوئی آواز میں کہے تھے۔ چنانچہ لمحہ بھر تک تو وہ سب کے سب دم بخود رہ گئے اور ہس کو بعد میں یاد آیا کہ اس وقت اس نے چونک کر سوچا تھا کہ وہ میل کو ایسی بے دھڑک لڑکی نہ سمجھا تھا۔

ہنری کے چہرے کا رنگ سفید ہو گیا۔ ایک لمحے تک وہ بے حرکت بیٹھا میل کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھیں سبز کانچ کی گولیوں کی طرح جیسے حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ پھر وہ ایک دم سے اٹھ کر میل کی طرف بڑھا۔ اسی وقت ریڈ ربٹ نے لپک کر میز پر سے بندوق اٹھا لی۔

ہنری نے میل کے دونوں رخساروں پر ایک ایک چانٹا۔۔۔ ایک الٹے اور دوسرا سیدھے ہاتھ سے ۔۔۔ رسید کر دیا۔ اس عرصے میں ریڈ ربٹ بندوق اٹھا چکا تھا اور اس کی دونوں نالیاں ہنری کی پیٹھ کی طرف

اٹھی ہوئی تھیں۔

مورس اٹھ کر ہنیری کی طرف لپکا تو اس کے اعصاب کا تناؤ جس نے پچھلے تین دنوں سے اسے جکڑ رکھا تھا دفعتہً دور ہوگیا۔ اس نے صرف یہ دیکھا کہ میل کے دونوں رخساروں پر انگلیوں کے سرخ نشانات ابھر آئے تھے اور پھر وہ جیسے اندھا ہوگیا اور ہنیری کی نکیلی ناک والے چہرے اور سفید بالوں والی کھوپڑی پر اندھا دھند گھونسے چلانے لگا اسے کچھ دھندلا سا احساس ہوا کہ ہنیری کی کھوپڑی اس کے گھونسے کی ہر ضرب پر کھوکھلے ملیچھے کی طرح بج اٹھتی تھی اور پھر اس نے ربڑ ربٹ کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا:۔

"بس۔ ابے سالے بس — رک جاؤ بالو"

اور میل بھی کچھ چیخنے لگی لیکن وہ بے تحاشہ گھونسے برساتا رہا۔ اس سفید بالوں والے کے سر پر گھونسے برساتا رہا — یہاں تک کہ وہ کھوکھلا کہیں دروازے کے آس پاس لڑھک گیا۔

مورس نے اپنا ہاتھ روک لیا اس کی مٹھیاں سن تھیں اور وہ خود بے وقوفوں کی طرح آنکھیں پٹپٹا رہا تھا میل اس کے پیچھے پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ربڑ ربٹ میز کا چکر کاٹ کر دروازے کے قریب آیا بندوق اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی وہ اپنی ٹھوکر سے ہنیری کو ڈھکیل کر بولا۔

"چلو اٹھو بالو۔ اب ابا بھی کیا کہ سالے دو چار گھونسوں میں ہی لمبے لمبے لیٹ گئے"

ہنیری سہم کر پیچھے ہٹا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہوگیا اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانک رکھا تھا اور وہ بھینچے ہوئے تلے کی آواز

نکال رہا تھا۔ ریڈ ربٹ نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ ہنری کی خاکی قمیض پر خون تھا۔

"میری آنکھ۔ میری آنکھ" وہ کراہنے لگا۔

"کیا ہوا سالی تمھاری آنکھ کو؟ اپنے ہاتھ ہٹاؤ۔ تم نے اپنا چہرہ ڈھانک رکھا تو میں سالا دیکھ کیسے سکوں گا کہ کیا ہوا ہے؟"

موریس نے میل کے قریب بیٹھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔

"میل! زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟"

"نہیں" اس نے اپنا گال سہلا کر ہلکی سی ہچکی لی "قصور میرا ہے ـــ مجھے ایسے سخت الفاظ نہ کہنے چاہئیں تھے۔ میرے خیال میں اب مجھے چلنا چاہیئے۔ میں تھک گئی ہوں۔"

موریس اسے دروازے تک پہنچانے گیا۔

"کچھ کھاؤ گی نہیں؟"

"نہیں۔ بھوک نہیں ہے۔ شب بخیر" اور اس نے باہر نکل کر دروازہ بند کر لیا۔

ہنری میز کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ وہ اپنی آنکھ پر رکھے تھا اور دوسرے ہاتھ سے رومال کو اپنی ناک اور منھ پر دبائے ہوئے تھا۔ ریڈ ربٹ بندوق لئے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم جاؤ بابو" اس نے موریس کو آنکھ مار کر کہا "میں سب ٹھیک کر لونگا"

موریس نے شعلہ بار نظروں سے ہنری کی طرف دیکھا۔

"میں نے تو سمجھا تھا کہ تم اس پر گولی چلا دوگے ـ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے چلنی کر دو اس حرامی کو۔"

"نہیں نہیں باپو۔ ہم ایسی کوئی حرکت نہ کریں گے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ وہ سالا نقشہ اسی کے پاس ہے اور یہ نہ بھولو باپو کہ تنہا یہی وہ شخص ہے جو اس دریا تک گیا ہے۔" اور ریڈ ربٹ نے بندوق کی نال سے ہنیری کی پسلیوں میں ٹہوکا دیا۔" البتہ اب یہ سالا میر کارواں نہیں رہا، اب اس کا حکم نہیں چلے گا اور اب وہ نہ ہوگا جو یہ کہے گا۔ ہم اس کے مشورے پر غور کریں گے، ہر مسئلے پر بحث کریں گے اور اگر ہمیں وہ مناسب معلوم نہ ہوگا تو پھر اسے رد کر دیں گے۔ خزانے میں ہمارا حصہ برابر ہوگا چنانچہ ہم کام بھی آپس میں سالا بانٹ لیں گے، ہم سب اپنا اپنا فرض انجام دیں گے، سب مل کر کام کریں گے اور ایک کے لئے نہیں سب کے لئے کریں گے۔ یہاں ذاتی مفاد کو دخل نہ ہوگا۔" وہ مسکرایا۔ "سالا کیا عمدہ خیال ہے۔ سراسر جمہوری، آئندہ چند ہفتوں میں بے شک ہم ایک دوسرے کے بہترین دوست ثابت نہ ہوں گے اس کے باوجود ہماری کوشش رہے گی کہ ہم ایک دوسرے کو گولی نہ ماردیں۔"

مورس نے ہنیری کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

"جاؤ باپو۔ بے فکر ہو کر سو جاؤ۔"

میل نے مورس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ اپنے ہاتھ میں رائفل لئے ہوئے تھی۔ اس نے پورا لباس پہن رکھا تھا، گال اب تک سرخ تھے اور آنکھیں تازہ سی لیکن ان میں آنسو نہ تھے اس نے بندوق کی نالی جھکا لی وہ بے چین معلوم ہوتی تھی۔

"اوہ! تو تم ہو" وہ بولی "کوئی خاص بات؟"

"یہ تم پوچھ رہی ہو حالانکہ تم بھی وہاں تھیں؟" موریس نے کہا "اب ایک خونی ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ تم نے اسے بڑی مہارت سے جتا دیا تھا۔"

میل نے سر ہلایا۔

"مجھے اعتراف ہے کہ میں نے بڑی سخت بات کہہ دی تھی اور وہ میری حماقت تھی۔ لیکن وہ اسی کا مستحق تھا۔ بڑا ہی بھیانک قسم کا آدمی ہے وہ۔"

"میل وہ بھیانک ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آئندہ چند ہفتوں تک ہمارا اس کا ساتھ رہے گا۔"

"میمی اسے ہمارے ساتھ لینا چاہتا ہے؟"

"ہاں"

"کیوں؟"

"اس کے خیال میں ہنیری بڑے کام آئے گا کیونکہ تنہا وہی ایسا شخص ہے جو دریا تک پہنچنے کا راستہ جانتا ہے۔"

میل نے شانے اچکائے۔

"اس سے تو مجھے بھی انکار نہیں۔ ہنیری بہت زیادہ کام کا آدمی ہے۔"

میل کی اس بے پروائی نے موریس کو پریشان کر دیا۔ وہ اسے گھورنے لگا۔ حالیہ جھگڑے کی جڑ بھی تو تھی۔ نہ تو وہ ہنیری کو ذلیل کرتی اور نہ ہی یہ جھگڑا ہوتا جو آئندہ چل کر خود ان کے لئے نازک صورت حال پیدا کر سکتا ہے وہ بدستور دروازے میں کھڑی ہوئی تھی اور کمرے میں سے

آتی ہوئی روشنی اس کے بالوں کو گہرا رنگ دے رہی تھی۔ ہوٹل میں خاموشی تھی
دفعتہً میل نے جماہی لی۔
"خدایا! بہت نیند آرہی ہے۔"
مورس نے اداسی سے سر ہلایا۔ اب یا تو یہ دنیا کا قدیم ترین بہانا تھا
یا پھر میل واقعی کمزور لڑکی تھی۔ اگر وہ مہذب دنیا میں بات بات میں
اسی طرح تھکتی رہی تو وہاں ویرانوں اور دلدلوں میں اس کی کیا حالت
ہو جائے گی؟
"کچھ کھانا چاہتی ہو؟"
"نہیں مجھے صرف نیند کی ضرورت ہے۔"
وہ ایک قدم آگے بڑھا کر اس کے قریب پہنچ گیا لیکن وہ جلدی
سے پیچھے ہٹ کر کواڑ کی اوٹ میں پہنچ گئی۔
"نہیں۔ آج نہیں۔ وہ معاملہ اس۔ اس۔ سفر میں نہ ہوگا۔ میں
نہیں جانتی کہ تم سمجھتے ہو یا نہیں مورس۔ لیکن۔۔۔۔"
"میں کچھ نہیں سمجھا۔"
میل نے عجیب مردہ نظروں سے مورس کی طرف دیکھا۔
مورس اپنے آپ کو دھوکا دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میری
طرح تم بھی جانتے ہو کہ ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت نہیں۔ کل کی
بات دوسری تھی۔ کل کی رات تو خاص رات تھی۔"
"جانتا ہوں" اس نے کہا۔
وہ کواڑ دل پہ اپنا بوجھ ڈالے کھڑی تھی اور انہیں قصداً مگر
آہستہ آہستہ بند کر رہی تھی۔ وہ بولی:-

"موریس! میں سب سمجھتی ہوں کہ تمھاری بیوی کی وفات کے بعد تمھاری کیا حالت ہو گئی ہے"

موریس نے سر ہلایا اور سوچا

"بے شک۔ تم سب کچھ سمجھتی ہو"

ہوٹل کی خاموشی اسے پریشان کرنے لگی تھی وہ سوچنے لگا کہ خدا جانے ہنیری اور ریڈ ربٹ کیا کر رہے ہوں گے اس وقت!

اس نے خاموش اور ویران گزرگاہ میں نظریں دوڑائیں۔

"تو پھر شاید بعد میں جب ہم واپس آجائیں گے؟ بشرطیکہ ہم واپس آسکتے" اس نے کہا۔

"ہاں۔ شاید بعد میں" وہ مسکرائی "شب بخیر موریس"

وہ پلٹا اور اس نے دروازہ بند ہونے اور پھر قفل لگنے کی آواز سنی۔

"لڑکی ہوشیار ہے" وہ دل میں بولا "اور بری بھی نہیں۔ ایک رات اپنے آپ کو بیرے کے سپرد کر دیتی ہے لیکن دوسری رات دروازہ بند کر لیتی ہے۔ ہر رات ایک اچنبھا"

وہ نیچے پہنچا۔ ایک گنجا کتا باورچی خانے کے قریب کھڑا اپنے کان کھیٹھا رہا تھا۔ ہوٹل کا منتظم ہاتھ ملتا اور احتراماً جھکتا ہوا آیا اور اسے خالی کمرۂ طعام میں لے گیا۔ فوراً ایک ریڈ انڈین ویٹر نے میز پر بچھے ہوئے مٹ میلے میز پوش کو ٹھیک کیا۔ کمرۂ طعام میں اور کوئی نہ آیا۔ کھانا ایسا واہیات تھا کہ اس کی بھوک مر گئی۔ کالے رنگ کا شوربہ اور اسی رنگ کے کھلوں کے ٹکڑے جن میں برادے کی سی کوئی چیز بھری ہوئی تھی، جلے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا اور سکڑی سمٹی

ہوئی ۔۔ زبان پر ناچتے ہوئے عجیب ذائقے کو دھونے کے لئے اس نے ٹیکولا کا ایک جام چڑھایا اور اپنے کمرے میں پہنچا اس نے سوچا کہ ریڈ ربٹ کے کمرے میں جا کر معلوم کرنا چاہیئے کہ کیا ہوا لیکن پھر یہ سوچ کر ارادہ ترک کر دیا کہ فی الحال اسے اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا مناسب ہو گا ریڈ ربٹ بہت ممکن ہے اب تک ہینری کے کمرے میں ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ اس مہم کے منتظم کے طور پر وہ اس جرمن سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا ہو گا اور پھر ہینری بھی اپنی پٹائی کے بعد مورس کی صورت دیکھنا نہ چاہتا ہو گا کم سے کم فی الحال نہ چاہتا ہو گا۔

اس رات وہ اپنے بستر میں پڑا حالات پر غور کر رہا تھا تو اسے احساس ہوا کہ اس شام کوئی ایسی بات نہ ہوئی تھی جو یاد گار رہو لاؤرا کی موت کے بعد میلی وہ پہلی لڑکی تھی جس نے اس کے خوابیدہ جذبات بیدار کر دیئے تھے لیکن اس کے یہ جذبات پوری طرح بیدار ہونے بھی نہ پائے تھے کہ وہ میلی سے اپنی آرزو پوری کر چکا تھا اور اپنی پیاس بجھا چکا تھا لیکن آج اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے مورس کو ایک نئے احساس سے دوچار کر دیا تھا۔ اسے میلی کی ضرورت تھی اور آئندہ چند ہفتوں میں وہ میلی کی ضرورت کو شاید شدت سے محسوس کرے گا۔ اور اسے یاد آیا کہ وہ ہینری پر کس طرح غصے ہو گئی تھی اس نے اس جرمن کو "خبطی" کہا تھا اور یہ شاید غلط نہ تھا۔

تو اب دو خبطی تھے۔ ہینری اور ریڈ ربٹ۔ دونوں ہی بندوق کے استعمال میں منہ چھوٹ تھے دونوں ہی خود معترف خونی تھے اور دونوں کے ہی دماغ کی ایک دو چولیں ڈھیلی تھیں۔ ہینری عیار اور کمینہ تھا کہ ایک بوڑھے کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے بعد اپنے اس کارنامے پر ہنس رہا تھا اس کے برخلاف

ریڈ ربٹ نراوحشی تھا۔ وہ قینچی سے اپنی بیوی کے لپستان کاٹ لیتا ہے لیکن اس پر افسوس نہیں کرتا۔ ایک سور کو بے سوچے سمجھے ذبح کر دیتا ہے اور انجام پر غور نہیں کرتا اور افریقہ کے گراں میں اپنے مظالم سے خوف وہراس کی لہر دوڑا دیتا ہے اور اس پر بھی یہ نہیں سوچتا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ مورس ریڈ ربٹ کے تمام کارناموں سے واقف نہ تھا تاہم جانتا تھا کہ وہ سب کے سب لرزہ خیز ہوں گے اور حالانکہ اس نے لیونارڈ کے قتل کے سلسلے میں ریڈ ربٹ پر شک کیا تھا جو بعد میں غلط ثابت ہو گیا تاہم، مورس نے سوچا، اس شخص پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ سفید بالوں والا جرمن ہینری لیسٹر کا وجود ریڈ ربٹ سے بھی زیادہ پریشان کن تھا۔

اور پھر دفعتہً ایک خیال اس کے دماغ کی سطح پر ابھر آیا۔ کیا پتہ ہینری اور ریڈ ربٹ کے درمیان کوئی ناپاک معاہدہ ہو گیا ہو؟ بہر حال دونوں ہی کائیاں ہیں۔ ہینری جانتا ہے کہ دریا تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے اور ریڈ ربٹ خام ہیروں کو ایک ہی نظر میں پہچان سکتا ہے۔ مورس اور میل نے تو صرف سرمایہ لگایا ہے اور اب ہینری اور ریڈ ربٹ ضرورت کی ہر چیز حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میل اور ریڈ ربٹ نے ہینری کو اپنا دشمن بنا لیا ہے اور یہ جرمن ان لوگوں میں سے معلوم نہیں ہوتا جو آسانی سے ہر بات کو بھول کر سامنے والے کو معاف کر دیتے ہیں چنانچہ اب اگر خطرہ تھا تو صرف ان لوگوں کے لئے یعنی خود مورس کے لئے اور میل کے لئے۔

چھٹا باب

ہم سفر خونی

سورج طلوع ہونے سے بہت پہلے وہ لوگ بیدار ہو گئے۔ نیچے
صحن میں پہنچے اور خاموشی مگر تیزی سے خچروں پر سامان لادنے لگے ابھی
اندھیرا تھا چنانچہ وہ لوگ ٹارچوں کی روشنی میں کام کر رہے تھے کوئی
بیدار نہ ہوا تھا اس لئے کسی نے انھیں نہ دیکھا ایک طرف اکیلا ہیری خود
اپنے خچر لاد رہا تھا۔ اس نے دھوپ کی عینک لگا رکھی تھی اور اس کا چہرہ
پھولا ہوا اور سرخ تھا۔ کام کے اس آدھے گھنٹے کے دوران وہ لوگ خاموش
رہے۔ کسی نے کچھ نہ کہا سوائے اس کے کہ بہ وقت ضرورت ریڈ ربٹ نیچی
آواز میں چند ہدایتیں دے دیتا تھا۔ ریڈ ربٹ جو خچر کرائے پر لایا تھا
ان میں سے تین پر زین کسے ہوئے تھے بقیہ تین پر ان کا کل سامان لادا گیا
—— سوائے بندوقوں کے، جو بھری ہوئی تھیں اور ضروری اشیاء خورد و نوش
کے۔ یہ چیزیں ان تینوں نے آپس میں تقسیم کر لیں کہ اگر کہیں کوئی خچر چھوٹ
کر بھاگ جائے سامان سمیت تو وہ چند دنوں تک تو بھوکے پیاسے نہ مریں
بندوقیں سواری کے خچروں پر ان چرمی پیٹیوں سے باندھ دی گئیں جو

زین کے نیچے لٹکی ہوئی تھیں۔ ریڈ ربٹ نے نقشہ، کمپاس اور دوربین اپنے قبضے میں کر لی، وہسکی کی وہ بوتل بھی اپنے پاس ہی رکھ لی جو ایک دن پہلے کھولی گئی اس کے علاوہ ایک جیب میں اپنی ونچسٹر بندوق کے لئے زائد کارتوس بھی بھر لیے۔

ابھی وہ سامان لادہی رہے تھے کہ راہبر آگیا۔ یہ ایک پست قامت ریڈ انڈین تھا جو عام ریڈ انڈینوں کی طرح غلیظ اور گندہ نہ تھا۔ وہ سفید لباس میں ملبوس تھا۔ اسی کے ہاتھ میں بڑے بڑے چھجے والی وہ ہیٹ تھی جسے "سومبریرو" کہتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے وہ اپنے خچر کی نکیل پکڑے ہوئے تھا۔ ریڈ ربٹ اس کی طرف دیکھ کر غرایا تو راہبر پیچھے ہٹ کر دیوار کے سائے میں جا کھڑا ہوا۔

افق خرف پر سفیدی ابھرنے لگی تھی کہ وہ لوگ روانہ ہو گئے، ہر لدا ہوا خچر سواری کے خچر سے بندھا ہوا تھا اور اس طرح خچروں کی ایک ایک جوڑی روانہ ہوئی آگے راہبر اور اس کے عین پیچھے ریڈ ربٹ تھا۔ سب کے پیچھے ہینری چلا آرہا تھا۔

بستی میں سونا پڑا ہوا تھا اور چاروں طرف خاموشی تھی اور خچر اپنی مخصوص رفتار سے اس خاموش بستی سے گزرتے ہوئے پہاڑوں کی طرف جا رہے تھے۔ خچروں کے زین مسلسل سواری اور سخت گرمی کی وجہ سے بے ڈھب ہو گئے تھے اور مورس کو رکابیں بہت زیادہ چھوٹی معلوم ہو رہی تھیں وہ خاصا بے آرام تھا چنانچہ کوئی دو سو گز کے سفر کے بعد وہ اپنے خچر پر سے اتر آیا اور پیدل چلنے لگا چند منٹ بعد بیل نے بھی اس کی تقلید کی وہ اپنے خچر کو کھینچ کر مورس کے قریب لے آئی۔

"موریس" اس نے کہا "اگر یہی عالم رہا تو چند دنوں بعد ہمارے کولہے پھوڑے بن جائیں گے اور ٹانگیں سوج جائیں گی۔"

"خدا کرے کہ اتنے بری خبر گزر جائے۔" وہ بولا۔

اور اس نے گردن گھما کر ہنیری کی طرف دیکھا جو اپنے خچر پر سوار چلا آرہا تھا۔ وہ ان سے کوئی بیس گز دور تھا اس نے اپنی سومبریرو چہرے پر جھکا رکھی تھی، اور اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں وہ کسی طرف نہیں بلکہ زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"گزشتہ رات میرے پاس سے جانے کے بعد تم نے ہمارے جرمن دوست سے بات کی تھی؟" میں نے پوچھا

"نہیں۔ اس سے سبھی نے معاملہ طے کیا ہے۔ یہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں تک کامیابی ہوئی ہے البتہ آج صبح میں نے یہ ضرور دیکھا کہ ہنیری کو اس کی وہ لعنتی بندوق واپس مل گئی ہے۔"

"تمھارے خیال میں یہ برا ہوا؟"

"اچھا بھی نہیں ہوا" موریس نے جواب دیا۔ "گزشتہ رات ہم دونوں نے اس جرمن کو اپنا دشمن بنا لیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ موقع ملتے ہی وہ ہم سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا۔"

"اچھا!" وہ بڑی پرسکون تھی۔

"ہاں۔ یہ قسمت کا لکھا ہے۔"

اور وہ آگے بڑھ گیا اور آہستہ آہستہ اس کے دل میں بے چینی گھر کرنے لگی اور اسے احساس ہوا کہ ہنیری اس کے عین پیچھے اور صرف چند گز دور تھا اور خچر پر سوار تھا۔ موریس کی گودی میں عجیب طرح کی کھجلی اٹھنے لگی

اور اس نے سوچا کہ ہنری کتنی دیر میں اپنی دوربین والی بندوق گھبیٹ کر اس کی گدی کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ یہ خیال بڑا ہی خوفناک تھا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد میبل نے کہا۔

"اگر ہم ہنری سے صلح صفائی کرلیں تو کیا برا ہے؟ موریس! یہ تو اچھا نہیں کہ اس پورے سفر میں وہ ہم سے نفرت کرتا اور انتقام کے موقع تلاش کرتا رہے اس طرح تو خود ہم سکون کی نیند نہ سو سکیں گے۔"

"پہلے خود اسے تم سے معافی مانگنی ہوگی میبل۔ بہرحال ہم کچھ ہی کیوں نہ کریں وہ ہم سے نفرت کرتا رہے گا۔ تم جانو وہ دم کٹا سانپ ہے۔"

راستہ اب اوپر چڑھنے لگا تھا اور پہاڑوں کی پہلی ڈھلان ایک میل سے بھی کم دور تھی۔ ریڈ ربٹ ایک نقشے کا مطالعہ کر رہا تھا اور بڑا سا کمپاس اس کے خچر کی زین میں اڑسا ہوا تھا۔ چند منٹ بعد ہی وہ اپنے خچر پر سے اتر آیا۔ اس نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

"بس رک جاؤ۔ ہم یہاں ٹھہر کر کافی بنائیں گے"

اور پھر وہ راہبر کے قریب پہنچ کر نقشے کے متعلق اس سے کچھ پوچھنے لگا میبل اور موریس نے کافی تیار کی۔ ٹین کے پیالوں میں باری باری سے سب کو کافی پینی کی گئی اور بچی ہوئی کافی تھرماس میں بھر دی گئی خود موریس نے کافی کا پیالہ ہنری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یار دوست"

ہنری نے کچھ کہے بغیر پیالہ اس کے ہاتھ سے لے لیا

ریڈ ربٹ نے اپنی کافی وہسکی ملا کر پی۔ وہ ہشاش معلوم ہوتا تھا مگر خاموش تھا پیراڈیکنس میں ضروری سامان خریدتے وقت موریس نے اسے

پہلی دفعہ سنجیدہ دیکھا تھا اور اب پھر وہ اسی طرح سنجیدہ تھا اسے اپنی ذمہ داری کا احساس تھا۔ ریڈ ربٹ کی یہ خصوصیت حیرت انگیز تھی کہ وہ موقع و محل کی مناسبت سے اپنا مزاج بدل لیتا تھا اور بستی سے روانہ ہونے کے بعد سے لے کر اب تک ریڈ ربٹ نے ہیبری سے کوئی بات نہ کی تھی۔

اب وہ تقریباً عمودی ڈھلان چڑھ رہے تھے۔ گھاس اور جھاڑیوں سے بھرا ہوا سطح مرتفع پیچھے چھوٹ گیا تھا اور یہ ڈھلانیں چکنی اور پتھریلی تھیں۔ اور آگے کھردری اور کچی چٹانیں چھجوں کی طرح جھکی ہوئی تھیں اور راستہ تقریباً سیدھا سیدھا ان چٹانی چھجوں پر چڑھتا چلا گیا تھا۔

دن کا اجالا پھیل چکا تھا اور گرمی بڑھنے لگی تھی۔ پہاڑوں پر بادل نہ تھے اور آسمان نیلا اور صاف تھا۔ پہاڑوں کی چوٹیاں صبح کی دھوپ میں چمک رہی تھیں البتہ چند بلند ترین چوٹیاں آتش فشانی راکھ کی وجہ سے دھندلی ہو رہی تھیں۔

موریس اور ہیلی ایک بار پھر اپنے اپنے خچر پر سوار ہو چکے تھے۔ چڑھائی عمودی تھی چنانچہ وہ دونوں اپنا توازن قائم رکھنے کے لئے قدرے آگے کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ خچروں کی رفتار بیزار کن حد تک سست تھی۔ وہ لاوا کے ڈھیلے پتھروں اور سنگریزوں پر اپنے کھر گھسیٹتے، گردنیں جھکائے اور نتھنے پھیلائے اوپر چڑھ رہے تھے۔

راستہ تنگ ہو گیا تھا چنانچہ اب وہ لوگ ایک کے پیچھے ایک چل رہے تھے اور ہر مسافر اپنے سامان کے خچر کو اپنے پیچھے کھینچ رہا تھا۔ وہ لوگ اور ان کے جانور پہاڑوں کے پہلو کے قریب ہٹ آئے تھے اور اب وہ گہری کھائی کے عین کنارے پر چل رہے تھے۔ موریس گہری کھائی سے دوسری طرف دیکھنے

کی کوشش کر رہا تھا لیکن وقتاً فوقتاً اس کی نگاہیں چکرا دینے والی گہرائیوں میں جھک جاتی تھیں اور اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دکھتی ہوئی لہر دوڑ جاتی تھی اور وہ سوچنے لگتا کہ خچر کب تھکتا۔ کتنی دیر میں لڑکھڑاتا اور اس کے کتنی دیر گر پڑتا ہے۔

پھر چڑھائی یہاں آسان تھی۔ راستہ یہاں مشکل نہ تھا لیکن آگے جاکر چڑھائی مشکل اور راستہ دشوار گزار ہو جائے گا — اور مورس نے اپنے خچر کی طرف دیکھا اور اس کی صحت، قوت اور عمر کا اندازہ لگانے لگا اور جو کچھ اس نے دیکھا وہ قطعی اطمینان بخش نہ تھا یہ چھوٹا سا استخوانی جانور تھا جس کے بال دھول، مٹی اور پسینے کی وجہ سے سخت ہو کر بہت پرانے پائدان کی طرح ہو گئے تھے اس نے یہ سخت اور گھناؤنے بال دیکھے تو اسے ہینری کے نرم و سفید بال یاد آگئے، اور وہ کانپ گیا۔ سفید بالوں والا ہینری اب بھی اس کے پیچھے تھا اور صرف دس گز۔ دور اس کی بندوق کی گولی اور مورس کی گردن کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ مورس کی گردن سے جھرجھری کی ایک لہر اٹھی اور اس کے پورے جسم کو جھنجھناتی ہوئی ایڑیوں میں پہنچ پھڑپھڑانے لگی۔

اس کا خچر ایک خطرناک موڑ مڑ کر لمحے بھر کے لئے رکا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور مورس کو بہت نیچے وادی میں بنی سلام کی ایک جھلک نظر آگئی اس کے مکانات یوں معلوم ہوئے جیسے شطرنج پہ مہرے بکھرے ہوں۔

اور اب اس نے آگے اور اوپر دیکھا۔ اس کے آگے میلی اپنے خچر پر سوار چلی جارہی تھی، سیدھی کمر، گول کولہے اور بھری بھری رانیں۔ میلی کے سڈول

جسم نے اس کا دھیان خطرناک گہرائیوں کی طرف سے ہٹا دیا۔

"بیل کا جسم بہت خوبصورت ہے" اس نے سوچا "میری بیوی کے جسم سے زیادہ ہیجان انگیز ہے۔" اور وہ کوشش کرنے لگا کہ لاورا کے متعلق نہ سوچے۔

اس کا خچر ایک اور موڑ مڑا اور موریس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بلندیوں کا خوف اس پر اپنا اثر جمانے لگا تھا۔

سورج پہاڑوں سے پرے پورا آسمان عبور کر گیا اور انہیں کوئی سایہ دار جگہ نہ ملی دو تین گھنٹوں کے بعد انھوں نے قیام کر دیا اور ڈبل روٹی اور پنیر سے اپنی بھوک مٹائی۔ یہ چیزیں بیل نے ہوٹل سے خریدی تھیں۔ مہذب دنیا کی یہ آخری آسائشی خوراک تھی۔ آئندہ سے ان کی غذا صرف شوربے، مٹر، گوشت، سالامی، ڈبوں کی سبزیاں اور ان پھلوں پر مشتمل ہو گی جو مل جائیں۔

آگے روانہ ہونے سے پہلے وہسکی کی بوتل کا دور چلا۔ پست قامت ریڈ انڈین راہبر نے کمر سے خم ہو کر اور بچے کی طرح مسکرا کر اپنا حصہ قبول کیا۔ ہنیری نے ان سے دور بیٹھ کر اور خود اپنے ذخیرے میں سے کھانا کھایا تھا اس نے وہسکی پینے سے انکار کر دیا کسی نے ہنیری سے کوئی بات نہ کی۔

اور موریس نے دیکھا کہ ہنیری کے چہرے پر توقع سے زیادہ ہی خراشیں تھیں اس کا ایک ہونٹ پھٹ گیا تھا، ناک ٹماٹر ہو رہی تھی اور شاید ٹوٹ گئی تھی موریس نے فیصلہ کیا کہ اندھیرا اترنے سے پہلے وہ ہنیری سے کوئی بات کرے گا۔ اس سفر کے دوران وہ اس بات کو شدت سے محسوس کرتا رہا تھا کہ اس کے اور ہنیری کے درمیان کھنچاؤ قائم تھا اور کم ہونے کے بجائے اس جہنمی علاقے کی گرمی کی طرح بڑھتا رہا تھا اور شاید آج ہی رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے پھٹ پڑے گا۔

اور جب وہ لوگ ڈھلان چڑھ رہے تھے اور برف پوش چوٹیوں کی طرف

بڑھ رہے تھے تو اچانک انکشاف ہوا۔ موریس خوفزدہ تھا۔

پانچ گھنٹوں کی چڑھائی کے بعد اور دوپہر کے قریب وہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے پہاڑ جھک کر اس چٹانی گنبد کے دوسری طرف اور عین سامنے انھیں پہلا آتش نشاں نظر آیا۔ ایک زبردست چپٹی چوٹی والا مخروطہ جس کے پہلو میناروں کی طرح اوپر اٹھتے چلے گئے تھے جو نیچے سے گہرے سرخ تھے اور اوپر جا کر منتا سب اور سفید ہو گئے تھے اور پھر ان میناروں کی چوٹیاں اسی دھوئیں میں گم تھیں جو شفاف اور گرم فضا میں بلند ہو رہا تھا۔

راستہ ختم ہو چکا تھا اور ہوا کے جھونکے لاوے کی راکھ اپنے ساتھ لا رہے تھے جو ان کی آنکھیں جلا رہی تھی سامنے کی چٹان پر عجیب اور خوفناک نظر آتے ہوئے ناگ پھنی کے جھنڈ بکھرے ہوئے تھے جن کے ڈنٹھل سیسے کی نلیوں کی طرح مضبوط تھے اور جو سوئی سے تیز اور لمبے کانٹوں سے مسلح تھے ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ یہ خوفناک پودے، جو ضرورت سے زیادہ بلند تھے جھوم کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے اور جب الگ ہوتے تو ہر پودا زخمی ہوتا اور اس کے زخموں سے دودھیا اور گاڑھا عرق بہہ رہا ہوتا۔ یہ پہاڑی شیطان جب سے پیدا ہوئے تھے آپس میں حملے کر کے ایک دوسرے کو زخمی کر رہے تھے اور اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ آپ اپنی موت نہیں مر جاتے۔

راہبر سے مشورہ کرنے کے لئے ریڈ رٹ نے ایکبار پھر رک جانے کا حکم دیا تھا وہ ہنیری سے کوئی مشورہ طلب نہ کرتا تھا۔ موریس کی ٹانگیں سن ہو گئی تھیں اور کولہوں میں چھالے سے پڑ گئے تھے چنانچہ وہ اپنے خچر پر سے اتر آیا اور ٹانگوں کی سنسنی اور جھنجھناہٹ دور کرنے کے لئے ادھر ادھر ٹہلنے لگا اس کی نگاہیں

میل کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ چند بڑے بڑے پتھروں کے پیچھے چلی گئی تھی۔
ریڈر بٹ نے موریس کو آواز دی اور چٹانی گنبد کی طرف اشارہ کر کے کہا:۔
"باپو! ہم سیدھے اس گنبد پر پہنچ کر دوسری طرف اتر جائیں گے اور آج رات تک سارے مشکل سفر سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے اور کل علی الصبح روانہ ہو کر اندھیرا اترنے تک سارے شیطان کے چمچے تک پہنچ جائیں گے۔"
"اب تک تو سفر کچھ زیادہ مشکل معلوم نہیں ہوا۔" موریس نے کہا۔
"ابتک ہم خچروں کے راستے پر چلتے رہے ہیں باپو۔ لیکن آگے سالا سفر آسان ہوگا۔"
اس نے گردن گھما کر ہینری کی طرف دیکھا اور چیخ کر پوچھا:۔
"باپو! ہم سیدھے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے؟"
ہینری نے صرف اپنا ہاتھ اٹھا دیا۔
"گزشتہ رات اس کے ساتھ تمہارا معاملہ کیسا رہا؟" موریس نے پوچھا
"برا نہیں رہا باپو۔ زیادہ تر ہم دریا کے متعلق ہی باتیں کرتے رہے حالات سامنے امید افزا نظر آتے ہیں۔ یہ سالا جرمن اپنا کام جانتا ہے کہہ رہا تھا کہ نیلے رنگ کی چکنی مٹی دریا کے کنارے کنارے چند میل تک چلی گئی ہے اور قدیم آتش فشاں سے بہے ہوئے لاوے کا بھونٹ ٹھیٹھ دریا تک یکساں اور خاصا مضبوط ہے۔"
موریس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئیں۔
"لیکن کپتان لیونارڈ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ہینری ہیروں کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ صرف تین ہیرے لایا تھا۔"
ریڈر بٹ نے کندھے جھٹکے۔
"باپو۔ یہ سالا جرمن نرا گدھا نہیں ہے وہ ہیروں کے متعلق تھوڑی بہت باتیں جانتا ہے۔"

"اور رات کو جو کچھ ہوا اس کے متعلق اس نے کچھ نہیں کہا؟"

"صرف ایک بات کہی تھی سالے نے۔"

"کیا؟"

"یہی کہ وہ تمھارا خاتمہ کرنے والا ہے؟"

"یہ سالا میں کیسے جان سکتا ہوں بہر حال جب بھی سالا موقع مل جائے اور تم جانو بابو اس سفر میں اسے ایسے بہت سے موقع مل جائیں گے۔"

مورس نے غور سے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا جو نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

"سیمی! تم سنجیدہ ہو؟" مورس نے پوچھا۔

"بابو! میں صرف ایک بات کے لئے سنجیدہ ہوں یعنی بس وہ ہیرے حاصل کر لئے جائیں۔"

"میں بھی ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہوں سیمی چنانچہ یہ نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی دیوانہ میری پیٹھ میں گولی مار دے۔"

ریڈ ربٹ نے ایک بار پھر کندھے جھٹکے۔

"یہ تمھارا معاملہ ہے بابو۔ تم نے اس سالے کو پیٹا تھا۔"

مورس نے ریڈ ربٹ کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی طرف گھما دیا۔

"لعنت ہے تم پر" وہ دانت پیس کر بولا۔ "ہم تینوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں یہ خود تم کہہ چکے ہو۔ اس نے میں کو پیٹا اور میں نے اسے پیٹ دیا۔ خود تم بھی ایسا ہی کرتے"

"میں ایسا نہ کرتا بابو اور میں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ میں بھی سالا وہیں موجود تھا۔ ازمنہ وسطیٰ کے نائٹوں کی طرح صنف نازک کے لئے فداکاری کا جذبہ مجھ میں نہیں ہے چنانچہ میں اسی وقت سالا حملہ کرتا ہوں جب مجھ پر حملہ کیا جاتا ہے اور پھر میں اس وقت کا انتظار کرتا ہوں جب تک کہ دشمن اپنی پیٹھ نہیں پھیر لیتا اور

پھر باپو میں دگنی شدت سے کامیاب حملہ کرتا ہوں "۔

ہوا کا ایک چیختا ہوا جھکڑ اپنی مٹھیوں میں آتش فشانی راکھ بھر کر آیا اور ان دونوں نے اس کے سامنے اپنے سر جھکا دیئے۔ ریڈ ربٹ ہنسا۔

" گھبراؤ نہیں باپو۔ ہیئری سالا ہیجانی قسم کا لونڈا ہے، کچھ زیادہ ہی حساس ہے۔ آہستہ آہستہ راہ پر آجائے گا۔ اس سالے کو اپنے حال پر چھوڑ دو "۔

" میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دوں گا۔ لیکن سوال یہ ہے ریڈ ربٹ کہ کیا خود وہ بھی مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے گا؟ یہ نہ بھولو کہ اس کے پاس بندوق ہے۔ وہی منحوس بندوق ہے جو گزشتہ رات کے واقعہ کے بعد بھی تم نے بڑی فراخ دلی سے اسے بخش دی ہے "۔

" بہر حال وہ اسی کی بندوق تھی اور باپو میں یہاں قیمتی چیزوں کی چوری نہیں کر سکتا۔ تم جانو یہ بڑی ذلیل حرکت ہے "۔ وہ مسکرایا اور اس نے نظریں اٹھا کر سورج کی طرف دیکھا۔ میلی پتھروں کے پیچھے سے نکل کر ان کی طرف آرہی تھی۔

" ہائے ہائے۔ کیا لونڈیا ہے سالی۔ کیا انداز ہے " ریڈ ربٹ بڑبڑایا " باپو! یہ لڑکی جھگڑے پیدا کر سکتی ہے "۔

" شاید۔ لیکن سیمی خود تم ان جھگڑوں کا آغاز نہ کرنا۔ میرا مطلب ہے اپنی طرف سے۔ اگر تم نے اس کی آرزو کی تو خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرو گے "۔

" اِیں باپو! " ریڈ ربٹ نے اپنی عیار آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا " یہ رقابت اور حسد بول رہا ہے یا خود تمہاری شکست کی آواز ہے "۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے سیمی۔ صرف عقل سلیم۔ میلی کو نہ چھیڑنا وہ بے حد سنجیدہ لڑکی ہے "۔

" سنجیدہ اور گہری باپو۔ یہ میں جانتا ہوں اور میرے لئے تو وہ سالی بہت ہی زیادہ گہری ہے تو اس کی تھاہ کو پا بھی نہیں سکتا۔ سیموئیل ڈیوڈ ریڈ ربٹ خود تو ل

سے تھک گیا ہے۔ چنانچہ بابو جب ہم واپس آئیں گے اور امیر بن جائیں گے تو میں دو چار فرسٹ کلاس قسم کی رنڈیاں رکھ لوں گا۔ فکر نہ کرو بابو یہ لونڈیا سر سے پیر تک تمہاری ہے"

میل آنکھوں پر اپنے ہاتھ کا چھجا رکھے ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں آگے ہی بڑھنا ہے ؟" اس نے پوچھا

ریڈ رٹ نے اثبات میں سر ہلایا، جیب میں سے وسکی کی بوتل نکالی سر پیچھے ڈھلکا کر ایک بڑا سا گھونٹ لیا، بوتل کا منھ اپنی آستین سے پونچھا اور میل کی طرف بڑھا کر بولا۔

" زیادہ نہ پینا ڈارلنگ اب ہم نشیب میں نہیں ہیں بلکہ نو ہزار فٹ کی بلندی پر ہیں اور یہاں شراب سالے دماغ پر چڑھ جاتی ہے "

میل نے ایک گھونٹ لے کر بوتل مورس کی طرف بڑھا دی۔

"ہنری کا کیا حال ہے" اس نے پوچھا

"سالے کو سانپ سونگھ گیا ہے البتہ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ وہ ہمارے مورس سے خوش نہیں ہے " میل نے مورس کی طرف دیکھا

" مناسب ہو گا کہ تم ہنری سے کچھ کہو" وہ بولی "غریب کا بڑا چیر ٹنٹ بال ہو رہا ہے"

"سوچوں گا" مورس نے جواب دیا اور اپنے خچر کی طرف چل دیا۔

دراصل وہ سوچ رہا تھا کہ پریشان ہونے کی شاید کوئی بات نہ تھی۔ ہنری نے کپتان لینو نارڈ کو محض اس لئے قتل کر دیا تھا کہ وہ اسے مرنے کے لئے وہاں غار میں چھوڑ آیا تھا لیکن مورس نے اس پر دو چار گھونسے ہی تو رسائے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ ایسا سنگین معاملہ نہ تھا بہرحال ریڈ رٹ ذرا بھی متفکر نہ تھا یا شاید اسے کسی کی پروا نہ تھی۔

بہرحال معاملہ کیسا ہی اور کچھ ہی کیوں نہ ہو مورس ایک فیصلہ کر چکا تھا وہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا تھا لیکن اسے جو کچھ کرنا تھا وہ رات کے اندھیرے میں کرنا تھا۔

اور اب موریس کو رات کا انتظار تھا۔

چٹانی گنبد کی چڑھائی اور اس پر کا سفر اتنا آسان نہ تھا جتنا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا تھا، اب نہ کوئی لیکھ تھی اور نہ راستہ جس پر خچر چل سکتے اور پھر ناگ پھنی کے جھنڈ بھی ایک بڑی دشواری بنے ہوئے تھے۔ یہ جھنڈ انھیں روک رہے تھے اور تقریباً پیچھے ڈھکیل رہے تھے۔ ریڈ انڈین راہبر ان کانٹے دار جھنڈوں کے درمیان دوڑ رہا تھا اور ڈنڈے مار مار کر پودوں کو پیچھے ہٹا رہا اور راستہ بنا رہا تھا۔

نشیب ہی سے دیکھنے پر اس طرف کا افق نظر کو دھوکا دے گیا تھا۔ یہ چٹانی گنبد ایک ناہموار چٹانی سلسلے کی گویا سرحد تھی۔ اس گنبد کے دوسری چٹانیں تھیں ایک کے بعد دوسرا ابھار جیسے کسی موٹے آدمی کی چربی کی ٹھوڑیاں ہوں، ہر ابھار کا ایک نیا افق تھا۔ ہر دفعہ وہ ابھار پر پہنچتے اور سامنے دوسرا موجود ہوتا اور وہ آتش فشاں ابھی اتنے ہی دور تھے جتنے کہ پہلی دفعہ نظر آنے پر معلوم ہوئے تھے۔

ایک کے بعد دوسرا ابھار، ایک کے بعد دوسرا افق، ایک کے بعد دوسرا چڑھاؤ — میل در میل، تہہ در تہہ پھیلا ہوا چٹانی سلسلہ اور اس طرح وہ دو گھنٹوں تک اوپر چڑھتے رہے اور پورے پانچ میل بھی طے نہ کر پائے، ہوا تیز اور تند ہوتی جا رہی تھی اور اب آتش فشاں راکھ ان کے نتھنوں میں گھسنے لگی تھی۔ انھوں نے ہیٹ لگا رکھے تھے لیکن یہ راکھ ان کے بالوں میں گھس رہی تھی انھوں نے دھوپ کی عینکیں لگا رکھی تھیں لیکن پھر یہ راکھ ان کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی اور ان کے لباس میں سے راہ بناتی ان کی جلد کو ڈس رہی تھی۔

وہ ایک اور طویل ابھار کی چوٹی پر پہنچ گئے اور دفعتہً ہوا کسی مضبوط اور ٹھوس چیز کی طرح ان سے ٹکرائی خچروں کے نوکدار کان ان کی گردنوں سے چپک

گئے اور خود خچر لڑکھڑاکر لیٹے قدموں ڈھلان اترے۔

موریس کو چٹان کے کنارے کی ایک جھلک نظر آگئی۔ اس کے ارد گرد اور نیچے افق تھا اور موریس کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی میدان میں چت لیٹا آسمان کی طرف دیکھ رہا ہو۔ لمحہ بھر کے لئے اس کا سر چکرا گیا اور ہوا اس کے کانوں میں چیختی ہوئی گزر گئی اور اس کا خچر ہوا سے بچنے کے لئے چٹان کی اوٹ میں آ گیا۔ اس کا باربردار خچر ایک عالم دیوانگی میں اس رسے کو کھینچ رہا تھا جس سے وہ موریس کے خچر کے پیچھے بندھا ہوا تھا۔ دوسرے خچر لڑکھڑا لڑکھڑا کر ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔

وہ لوگ جس راستے آئے تھے اسی راستے پر کوئی بیس فٹ تک نیچے اترتے چلے گئے۔ ریڈ ربٹ نے اپنے باربردار خچر کو اپنے قریب گھسیٹ لیا اور چوٹی کی طرف اشارہ کر کے چیخا۔ "ہوا بہت تیز ہے سالی ہم سب کو خچروں پر سے اٹھا کر پھینک دے گی چنانچہ ہمیں اس وقت تک کنارے سے پرے اور نیچے ہی نیچے چلنا ہو گا جب تک کہ ہم آتش فشاں کے اس پہلو پر نہیں پہنچ جاتے جو ہوا کی زد میں نہیں ہے۔"

اور اس نے خچر پر سے پیچھے تھیلا کھول کر اس میں سے ہوا روک، چرمی سوئٹر، اونی کنٹوپ اور برف کی عینکیں نکال لیں اس عرصے میں میل اپنے چہرے اور ہونٹوں پر کریم لوت رہی تھی۔ اس نے موریس کی طرف دیکھا اور کریم کی سفید نقاب میں مسکرائی۔ "جب ہم واپس آئیں گے تو تمہاری کھال اچھی طرح سے سنولا چکی ہو گی" وہ بولی بشرطیکہ سنولانے کے لئے ہمارے جسم پر کھال باقی رہ جائے۔" موریس نے جواب دیا کیونکہ اس کے ہاتھوں اور چہرے پر کی جلد ابھی سے جلنے اور تڑخنے لگی تھی۔

وہ لوگ گھوم کر بائیں طرف چلے۔ راہبر آگے تھا اور میل اور موریس کے پیچھے تھے راہبر اب پیدل تھا اور وہ چاروں باربردار خچروں کے گرد دائرہ بنائے آگے بڑھ رہے تھے دفعتہً موریس کو ہنیری کے قرب کا احساس ہوا۔ وہ اپنے خچر کو موریس کے

بہت قریب آ گیا تھا۔ اتنے قریب کہ وہ ہاتھ بڑھا کر موریس کو خچر پر سے ڈھکیل سکتا تھا۔

ہینری نے زرد شیشوں والی برف کی عینک لگا رکھی تھی۔ سر پر چرمی کنٹوپ تھا جس کے دونوں بازو ہینری کے رخساروں کو ڈھانکتے ہوئے نیچے تک آ گئے تھے اور وہاں، ٹھوڑی کے نیچے انھیں تسموں سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے ہونٹ کا زخم سوجا ہوا تھا اور اس کے کنارے اودے ہو رہے تھے۔

ہوا چیخ رہی تھی چنانچہ اپنی آواز ہینری کے کانوں تک پہنچانے کے لئے موریس کو بھی گلا پھاڑ کر چیخنا پڑا۔

"ہینری! گزشتہ رات جو کچھ ہوا ہے اس کا مجھے افسوس ہے۔ میں اپنی زیادتی کی معافی چاہتا ہوں۔"

ہینری نے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ اس نے موریس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

"ہینری!" موریس نے اس خیال سے پھر کہا کہ شاید اس نے یہ بات سنی نہ تھی "گزشتہ رات جو کچھ ہوا اس کا مجھے افسوس ہے۔ ہم دونوں کچھ زیادہ ہی گرم ہو گئے تھے۔"

ہوا کا زور ذرا کم ہو گیا۔ ہینری نے اب بھی موریس کی طرف نہ دیکھا البتہ اس کے زخمی ہونٹ حرکت میں آ گئے۔

"مسٹر موریس!" وہ بولا۔ "اظہار افسوس کی کوئی ضرورت نہیں تمھارا نمبر میرے یہاں درج ہو چکا ہے۔"

موریس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب ہے اس کا؟" اس نے پوچھا۔ ہینری خاموش رہا۔

"یہ کیا کہا تم نے؟" موریس چیخا اور خوف کی ایک لہر نے اسے کپکپا دیا "سنو ہینری میں تمھاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔ جو کچھ ہوا ہے اسے تم بھی بھول جاؤ اور میں بھی بھولا جاتا ہوں جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب بھول جاؤ اسے۔"

ہوا تیز ہو گئی تھی چنانچہ مورس اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر چلا رہا تھا میں اپنے خچر پر گھوم کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ہینری نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا اس نے اپنے خچر کو ایڑ مار کر آگے بڑھانے کی کوشش کی لیکن خچر اپنی چال سے چلتا رہا۔

مورس چیخا۔ "جہنم میں جاؤ ہینری لیڈر۔ لعنت ہے تم پر۔"

اور اس دفعہ ہینری نے مورس کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرایا اور اس کی یہ مسکراہٹ ایسی تھی کہ اس کے زخمی ہونٹ کا صرف ایک کونا ذرا کھینچ کر اوپر اٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر کوئی مرہم چپڑ رکھا تھا اس لئے ہونٹوں کے کونے مرہم سے چپکے ہوئے تھے دفعتہً مورس کی آنتیں الٹنے لگیں اور اس کی نظریں اس بندوق پر جم گئیں جو ہینری کے خچر کے زین کے چرمی تھیلے میں اڑسی ہوئی تھی۔ وہی دوربین والی لمبی مار بندوق ـــ اور مورس نے بڑے وحشت کے عالم میں سوچا:

"یہ کمبخت جرمن اس بچے کی طرح ہے جو کسی سے پٹنے کے بعد موقع کا منتظر رہتا ہے کہ وقت ملتے ہی انتقام لے لے۔ لیونارڈ اسے غار میں مرتا چھوڑ آیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہ بوڑھا اس دنیا میں نہیں رہا اور میں نے اس پر گھونسے برسائے ہیں چنانچہ میرا انجام بھی شاید...... خیر آج رات کو فیصلہ ہو جائے گا۔" وہ بڑبڑایا۔

ایک گھنٹے بعد وہ پہلے آتش فشاں کی چھاؤں میں تھے اور بدستور کنارے سے نیچے سفر کر رہے تھے۔ ہوا کا زور ٹوٹ گیا تھا اور سورج آگ برسا رہا تھا۔ بچی ہوئی ڈبل روٹی اور پنیر انھوں نے ختم کیا اور وہسکی پی کافی پی۔ ریڈ رابرٹ راہبر کے ساتھ چوٹی پر پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر آتش فشاں کی طرف دیکھنے لگا۔

ان کے پیچھے ہی پیچھے مورس بھی اوپر پہنچ گیا۔

اس نے چوٹی پر سے نیچے نظر کی اور فوراً ہی لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا چھ سو فٹ

کی عمودی ڈھلان تھی جو ایک تنگ گھاٹی تک چلی گئی تھی اور پھر وہاں خشک اور سخت لاوے رستے سے پھیلے ہوئے تھے جو پہلوئے کوہ سے سیاہ گلیشیر کی طرح نیچے اتر آئے تھے یہ سخت اور ٹھوس لاوا دائیں طرف بڑھ کر آتش فشاں پہاڑوں کے جگمگھٹے میں جا گھسا تھا، چند پہاڑ دھواں اگل رہے تھے اور بقیہ چٹانی سلوٹوں میں کالے اور ننگے کھڑے تھے۔ دور بہت دور نیچے سفید دھند سی نظر آ رہی تھی۔ وہ یقیناً وہی صحرا تھا جو "شیطان کا چمچہ" کے نام سے مشہور تھا نقشے میں دیکھے بغیر مورس کہہ سکتا تھا کہ وہاں تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ تھا یعنی جنوبی چوٹی کے متوازی چلا جائے۔

ریڈ ربٹ واپس لوٹا تو بے حد سنجیدہ تھا۔

"بابو اب سفر آزمائشی ہوگا۔" وہ بولا "ابھی چھ گھنٹے روشنی اور ہے چنانچہ ہمیں آدھے دن کے سفر میں مارا مار کر کے راہگزار میں پہنچنا ہے۔ رب موسیٰ کرے کہ یہ سالے خچر راستے میں ہی بیٹھ نہ رہ جائیں۔"

"تو کیا یہ وہاں تک پہنچ نہ پائیں گے؟"

ریڈ ربٹ نے شانے اچکائے۔

"بابو! خچروں کے متعلق میری معلومات کچھ زیادہ نہیں ہیں البتہ یہ سالے ہمارے خچر تو بالکل ہی مریل معلوم ہوتے ہیں لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ اگر صرف ناگ پھنی، خشک آبی گھاس اور سوکھی لید کھانے کو ملے تو سالا ہاتھی بھی مریل بن جائے۔" ریڈ ربٹ نے نظریں اٹھائیں تو چند فٹ دور ہنیری اپنے خچر پر بیٹھا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "کیوں بابو اس سالے دھوبیے سے کیسا معاملہ رہا؟"

مورس نے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد جواب دیا۔

"تمہاری مراد ہنیری سے تو نہیں؟" وہ بولا "گزشتہ رات کے واقعہ کے متعلق میں نے

اس سے صلح وصفائی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ گھنا بیا رہا تھا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے دو محبت کرنے والوں میں جھگڑا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے سے روٹھے رہیں"

"فرق صرف اتنا ہے باپو کہ ہینری سالا تم سے محبت نہیں کرتا ذرہ برابر بھی نہیں کرتا"

مورس نے سوچا کہ وہ ریڈ ربٹ کو بتا دے کہ آج رات وہ کیا کرنے والا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا۔ بعد میں جب وہ پڑاؤ ڈال دیں گے وہ شاید میل کو اپنے ارادے سے آگاہ کر دے گا وہ خاموشی سے اپنے خچر کی طرف چل دیا اور اس نے ریڈ ربٹ کو ہینری سے کہتے سنا۔

"باپو! یہ تمہارا ہونٹ تو سالا پھول کر مینڈک ہو رہا ہے اور یہ زخم بھی سالا غار کی طرح ہے۔ تمہیں باپو اس پر کچھ لگا دینا چاہیے۔"

فوراً ہی میل نے چیخ کر کہا۔

"دوائی کے بکس میں اینٹی سپٹک مرہم موجود ہے"۔

"میں اپنے زخم پر ایک دوا لگا چکا ہوں" ہنری نے بے پروائی سے کہا۔

مورس نے اپنے خچر پر سوار ہو کر آنکھوں پر دھوپ کی عینک چڑھالی۔

اور غالباً یہ عینک ہی تھی جس نے اس کی جان بچالی۔

ان کے جسم پسینے میں شرابور تھے اور اس سے بھاپ سی اٹھ رہی تھی چنانچہ مورس کو عینک میں سے کچھ نظر نہ آرہا تھا سوائے نیلے پس منظر پر بکھرے ہوئے چند کالے دھبوں کے۔ اور یہ اچھا ہی تھا، کم سے کم آنکھیں بند کر کے چلنے سے تو اچھا ہی تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ زیادہ دیر تک آنکھیں بند نہ رکھ سکتا تھا اور آنکھیں کھلی رکھنے کی صورت میں کوئی ایسی چیز تھی نہیں جس پر وہ اپنی نظر جمائے رکھتا اور بلندی کے خوف اور سر کے چکرانے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا۔

وہ لوگ اب نیچے اتر رہے تھے اور یہ اتار چڑھاؤ سے بدتر تھا۔ موریس کے بائیں
طرف اور صرف چند انچ دور کئی سو فٹ گہری گھاٹی تھی یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن
اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ تھی کہ خچر کی اٹھلاتی چال کا ہر جھٹکا اسے چھوٹی سی
زین میں آگے کھسکا رہا تھا اور آگے کوئی ایسی چیز تھی نہیں جسے وہ مضبوطی سے پکڑ
سکتا۔ زین کا اگلا کنارہ دندانے دار اور مڑا ہوا تھا جو موریس کی گرفت میں سے پھسل
پھسل جاتا تھا۔ نہ تو کوئی دستہ تھا جسے پکڑا جا سکے اور نہ ہی کافی ساز و سامان تھا
جو سواری کے لئے ضروری ہوتا ہے اور جب راستہ اور بھی زیادہ ناہموار اور عمودی ہو گیا
تو موریس کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ آگے کی طرف جھک کر اپنی بانہیں خچر کی گردن
میں ڈال دے کہ یہی محفوظ طریقہ تھا۔

ہنیری اس کے پیچھے تھا لیکن یہ خیال سکون بخش تھا کہ اسکے اور ہنیری کے درمیان
تین خچر حائل تھے میل موریس کے باربردار خچر کے پیچھے تھی اور خود میل کا باربردار خچر ہنیری
سے آگے تھا چنانچہ یہاں تو کوئی داؤ آزمانا ظاہر ہے کہ ممکن ہی نہ تھا۔

وہ لوگ آتش فشاں کی اوٹ میں سے نکل آئے تھے۔ ہوا کے جھکڑ ایکبار پھر چیختے اور
زور آزماتے گزر رہے تھے اور ان کے تھپیڑوں سے خچر یوں کانپ رہے تھے جیسے تنے
ہوئے تار پر چل رہے ہوں۔ موریس آگے کی طرف جھکا ہوا تھا اس کے گال خچر کے روئیں دار
نرم کانوں میں گھسے ہوئے تھے اور یخ بستہ ہوا اس کے سر سے ٹکراتی گزر رہی تھی ایک
دفعہ اس نے نیچے دیکھا اور لرز گیا خچر کے کھر گھاٹی کے عین کنارے پر پڑ رہے تھے اور
اسکی ٹانگیں اسے کرسی کی ٹانگوں کیطرح حیرت انگیز حد تک پتلی اور کمزور معلوم ہوئیں۔

اس نے کسی اور طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی کسی اور چیز کے متعلق سوچنا چاہا اور
وہ ایکبار پھر ہنیری کے متعلق سوچ رہا تھا یعنی یہ کہ وہ خواہ مخواہ ہنیری سے خوفزدہ تھا اور
یہ کہ یہ خوف اسکے تخیل کی پیداوار تھا بیشک اس نے لیونارڈ کے چھرا گھونپ دیا تھا لیکن

وہاں معاملہ مختلف تھا، ایک خاص بلکہ کئی وجوہات تھیں اس کی۔ لیکن یکے بازی تو کوئی وجہ نہ تھی۔ پہلے بھی وہ کئی دفعہ کئی لوگوں کو پیٹ چکا تھا مثلاً سوہو کلب میں اس نے اس شرابی کے گھونسے مارے تھے جس نے لاؤرا کی توہین کی تھی لیکن اس ملک میں معلوم ہوتا ہے لوگوں کو پیٹنا خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔

اس کا خچر چلتے چلتے رک گیا۔ مورس نے ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی اب اس کی عینک کے شیشے پوری طرح دھندلا گئے تھے اس نے اپنی عینک کو آنکھوں پر سے ہٹانا چاہا لیکن عین اس وقت کوئی چیز اس سے ٹکرا گئی اور اس کا خچر آگے بڑھ گیا۔

"ہیبری انتقام لینے کی کوشش نہ کرے گا وہ دل ہی دل میں بولا" وہ تو ہیرول کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔"

لیکن اس کی چھٹی حس اس سے کچھ اور ہی کہہ رہی تھی اور اسے یاد آیا کہ پہلے بھی ایک دو دفعہ اس کی حس نے اسے خبردار کر دیا تھا مثلاً پہلی دفعہ اس شام جب وہ لیونارڈ کے کمرے میں تھا اور دوسری دفعہ بنی سلام کے ہوٹل میں دونوں دفعہ ہیبری کے متعلق اور دونوں ہی دفعہ اس کا خوف بے بنیاد نہ رہا تھا "جہنم میں جائے چھٹی حس" اس نے سوچا۔

اب بات تو یہ مہم تھی یا پھر یہ ہوتا کہ وہ گوڈاگل کے شراب خانوں میں شراب پیا کرتا اور اپنی بیوی کو یاد کر کے اداس رہتا۔ وہ کچھ چاہتا تھا، کوئی ایسا کام جو اسے اس غم سے نجات دلا سکے اور ایسا کام اسے مل گیا تھا اور بہت ممکن تھا کہ یہ مہم اسے امیر بنا دے اور ایک بار پھر کسی نے اسے دھکا دیا۔ اس نے سوچا کہ شاید اس کا خچر لڑکھڑا گیا تھا لیکن فوراً ہی اس کی گدی پر ٹہوکا دیا گیا پھر اسے بڑے زور سے ڈھکیلا گیا اور وہ اپنا توازن کھو بیٹھا۔

اگر اس کی عینک کے شیشے دھندلا نہ گئے ہوتے، اگر وہ تنگ اور خطرناک راستہ

دیکھ سکتا، اگر وہ خوفناک گہری گھاٹی کو ایک دم سے اپنی طرف ابھرتے دیکھ سکتا تو وہ شاید اپنے حواس کھو بیٹھتا۔ لیکن اس گرنے کے ایک لمحے میں وہ اندر جا رہا اور اس کا جسم اس دھکے کو برداشت نہ کر کے گرا لیکن اس کا دماغ خالی رہا۔ پچھلے چند فٹ میں راستہ تقریباً ہموار ہو گیا تھا۔ چنانچہ مورس اپنے خچر پر سیدھا بیٹھا ہوا تھا اور اس نے زین کا مڑا ہوا کنارہ ڈھیلے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ اسے ڈھکیلا گیا تو زین کا کنارہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ خود دونوں ہاتھ پھیلا کر خچر کے دوسری طرف جھکا اور اس کا ایک ہاتھ کسی چیز سے ٹکرا گیا۔ سور سے پھر ایک ٹانگ سے جس نے تیلون پہن رکھی تھی اور پھر جوتے سے اور پھر اس کے ہاتھ بڑے زور سے چٹان سے ٹکرائے اور ایک دھکے کے ساتھ اس کے پھیپھڑوں میں سے ہوا نکل گئی اور وہ چٹان سے چھپکلی کی طرح چپک گیا لیکن اس طرح کہ اس کی ایک ٹانگ اور ایک کہنی خلا میں لٹک رہی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنی عینک آنکھوں پر سے ماتھے پر کھسکا دی اور دیکھا کہ اس کی بندوق اور پانی کا کنستر نیچے گھاٹی میں گرا جا رہا تھا بندوق گھاٹی کے پیندے میں گر کر ٹکڑے ہو گئی اور پلاسٹک کا کنستر پھٹ گیا اور لاوے کے رسوں پر اچھلتا اور لڑھکتا چلا گیا۔

مورس کا چہرہ کنارے سے دو انچ دور تھا اور وہ دو فٹ دور ایک خچر کے کھر دیکھ رہا تھا یہ خچر اس کا نہ تھا اور وہ گھبراہٹ کے عالم میں اپنی چاروں ٹانگیں چلا رہا تھا مورس نے نگاہیں اوپر اٹھائیں اور ہیبزی کی طرف دیکھا دوسرے خچر ایک قطار میں چلتے ہوئے آگے جا کر رک گئے تھے وہ اور ہیبزی اس قطار کے آخر میں تھے۔

وہ چاروں ہاتھوں اور ٹانگوں پر رینگ کر اوپر آ گیا اور گھاٹی سے دور چٹانی دیوار سے لگ گیا تین سکنڈ میں ہی کھیل ختم ہو چکا تھا غالباً پلاسٹک کے کنستر اور

بندوق سے پہلے وہ خود گھاٹی میں جا پڑتا لیکن اب وہ بچ گیا تھا اور اب وہ سوچ سکتا تھا اور وہ سوچ رہا تھا —— خدا جانے کس طرح اس کا خچر قطار کے آخر میں آ گیا تھا شاید اس وقت جب دس منٹ پہلے وہ چلتے چلتے رک گیا تھا اور اس طرح اس کا خچر چنانچہ وہ خود بھی ہینری کے عین آگے آ گیا تھا اور پھر جب راستہ ذرا ہموار ہو گیا اور وہ خود سیدھا ہو بیٹھا اور جب اس نے زین کے کنارے پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی تو اس وقت ہینری اپنا خچر بڑھا کر اس کے قریب آیا اور اپنا جوتا اس کی کمر پر ٹکا کر اسے ڈھکیل دیا۔

ہینری مورس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے عینک اور کنٹوپ لگا رکھی تھی چنانچہ اس کے بشرے پر کے جذبات سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ سیل اور ریڈ رٹ اپنے خچروں پر سے اتر کر ان کی طرف آ رہے تھے۔

"کیا ہوا بابو؟" ریڈ رٹ نے چیخ کر پوچھا

"اس نے مجھے دھکا دے دیا" مورس نے مردہ آواز میں جواب دیا وہ اب بھی چٹانی دیوار سے لگا ہوا تھا "اس نے لات مار کر مجھے کھڈ میں پھینک دینے کی کوشش کی تھی"

"یہ کیا بک رہے ہو بابو" ریڈ رٹ پھر چیخا اور سیل نے کہا۔

"بندوق تو گھاٹی میں جا پڑی ہے"

"میں جانتا ہوں کہ بندوق سالی جا پڑی ہے" ریڈ رٹ غرایا اور اس نے مورس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جھنجھوڑ دیا۔ "رب موسیٰ کے لئے بتاؤ۔ کیا ہوا بابو؟"

مورس نے ہینری کی طرف انگلی اٹھا دی۔

"اس حرامی کے پلے نے مجھے ڈھکیل دیا تھا"

ریڈ رٹ نے ہینری کی طرف دیکھا "یہ سب سالا کیا گول مال ہے؟"

"میں خود حیران ہوں۔" ہینری نے جواب دیا۔ "غالباً اس کا خچر ٹھوکر کھا گیا تھا۔"

"مردود ـــ جھوٹے" موریس نے کہا اور ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ یہ جگہ اپنی کھوپڑی اڑوانے کے لئے مناسب نہ تھی۔ غصہ پر قابو رکھتے ہوئے اس نے کہا "اگر تم جھگڑا ہی چاہتے ہو تو یونہی سہی۔"

"یہ سالا کیا چکر چلا رہا ہے؟" ریڈ ربٹ اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر دیوانوں کی طرح چیخا۔ "ہینری بھول گئے تم کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اور موریس تم بھی سالے بھون گئے؟"

موریس نے ایک لمبا سانس لیا۔ وہ اب بھی اتنا حواس باختہ تھا کہ غصہ نہ کر سکتا تھا "سیمی! یقین کرو اس سور نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔" وہ بولا

ریڈ ربٹ نے تیزی سے گھوم کر پہلے ہینری کی طرف دیکھا اور پھر اتنی ہی تیزی سے وہ موریس کی طرف گھوم گیا۔ ریڈ ربٹ کی آنکھیں انگارہ ہو رہی تھیں۔

"سیمی! میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں۔" موریس نے کہا۔ "یہ ہنری پاگل ہے۔"

"تم دونوں سالے حرامی ہو۔ چھوڑو اب۔" ریڈ ربٹ درندے کی طرح آنکھیں جھپک رہا تھا "ہماری سالی ایک عمدہ قیمتی بندوق جہنم واصل ہو گئی چلو اب آگے مردو۔" وہ چیخا۔

ہینری قطار کے آگے کی طرف جا رہا تھا اور موریس اپنے خچر کی طرف چلا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھتے اور گرنے لگا اور موریس کو خوف ہوا کہ وہ پھر گر پڑے گا دفعتہ کسی نے بغل میں ہاتھ دے کر اسے سہارا دیا پھر اس نے میل کی آواز سنی۔ "فکر کی بات نہیں۔"

موریس نے میل کی طرف دیکھا جو اسے سہارا دیئے ہوئے تھی ریڈ ربٹ اسکے قریب کھڑا تھا "ٹھیک ہے باپو۔ سب ٹھیک ہے۔ گھبراؤ نہیں۔" اور ریڈ ربٹ نے وہسکی کی بوتل اس کی طرف بڑھا دی۔ موریس نے ایک گھونٹ لے کر تھوک دیا لیکن پھر دوسرا گھونٹ لیا اور اسے حلق سے نیچے اتار دیا۔

"اب کیا حال ہے۔ ایں؟" ریڈ ربٹ نے پوچھا "تم تو سالے بہت زیادہ گھبرائے ہوئے ہو۔"

"شکریہ۔ بات صرف اتنی ہے کہ مجھے بلندیاں پسند نہیں خصوصاً اس وقت جب کوئی نطفۂ حرام مجھے نیچے ڈھکیلنے کی کوشش کرے۔"

"لیکن ہوا کیا تھا؟" میل نے پوچھا

"میں کہہ چکا ہوں کہ ہینری نے مجھے ڈھکیل دیا تھا۔" میل نے آنکھیں پھاڑ کر مورس کی طرف دیکھا۔ "لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔" وہ بولی

"وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔"

ریڈ ربٹ اس کے قریب آکر بولا۔ "چلو بابو سوار ہو جاؤ اپنے خچر پر۔" اور پھر متفکر ہو کر پوچھا۔ "تمھارے خیال میں ہینری نے ہی تمھیں دھکا دیا تھا؟"

"خیال کا کوئی سوال ہی نہیں سمجھی یہ حقیقت ہے۔"

"ممکن ہے کوئی پتھر اوپر سے لڑھک کر تمھاری سالی پیٹھ پر آ پڑا ہو یا سالا تمھارا خچر ہی لڑکھڑا گیا ہو۔"

"نہ پتھر اوپر سے آیا تھا اور نہ خچر لڑکھڑایا تھا۔"

ریڈ ربٹ نے صرف سر ہلایا اور پھر کچھ نہ کہا اور مورس نے سوچا۔ "صورت حال خطرناک ہو گئی ہے۔ ہینری بہر حال میری جان لینے پر تلا ہوا ہے اور اپنی اس دھن میں ایسا دیوانہ ہو رہا ہے کہ دن دہاڑے اور سب کے سامنے میری جان لے گا تو یہ اس کے حق میں برا ہو گا اور اب یہ نئی مصیبت ہے کہ میرے پاس بندوق تک نہیں۔"

میل اس کے آگے اور ہینری کے پیچھے تھی۔

"یہ حرامی جرمن ایسا دیوانہ ہے کہ وہ میل کو بھی کھڈ میں ڈھکیل دینے سے دریغ نہ کرے گا۔" مورس نے سوچا۔ "اس غلیظ سور سے کچھ بعید نہیں۔"

دن کی روشنی کے بجھنے میں صرف چار گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔ تین گھنٹوں بعد وہ پہاڑ پر سے اتر آئے تھے اور اب ٹھوس لاوے کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے جو ایک

لمبے اور اندھیرے درّے میں بل کھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور درّے کی ایک ہزار فٹ بلند چٹانی دیوار نے سورج کی شعاعوں کو اوپر ہی روک لیا تھا یہ مقام سرد، بے جان اور پر ہول تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس جلتے ہوئے ویرانے کے آتشی بھوت خود اپنی آگ میں جل جل کر کراہ رہے ہوں۔ بھٹی لاوے کا یہ راستہ پھیلا ہوا اور عجیب سا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ملیٹھی کی زبردست دھاریاں جم گئی ہوں۔ دھندلکا دفعتہً اتر آیا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنا ضروری سامان اتار سکتے اندھیرا ہو چکا تھا انھوں نے خیمے لگائے اور پڑاؤ ڈال دیا اور پھر اندھیرا لرزہ خیز سردی لے کر آیا اور وہ لوگ خاموشی سے اپنے کام میں لگے رہے۔ ہینری نے خود اپنا خیمہ لگایا جوان کے خیموں سے ذرا دور تھا پھر اس نے باربردار خچر کو ہلکا کیا۔ صبح کی طرح اس وقت بھی کسی نے ہینری سے کوئی بات نہ کی میل نے کھانے کے برتن نکالے تیل کا دیا جلایا گوشت اور سوپ کے ڈبے کھولے اور اسٹوو جلا کر کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو گئی

"رب موسیٰ کی قسم کیا سالی جگہ ہے" ریڈ ربٹ نے کانپ کر کہا "سالی کہیں ناگ پھنی کی جھاڑی تک نہیں یہ تو سالا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم دنیا کے ابتدائی دور میں آ گئے ہیں"

ہینری اور راہبر ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے ریڈ ربٹ نے وسکی کا دور چلایا ریڈ انڈین راہبر نے ایکبار پھر مسکرا کر اور کمر سے خم ہو کر چند جرعے چڑھائے۔ ہینری نے پینے سے انکار کر دیا میل نے چند اور پیالے کافی بنائی اور تھرموس میں بھری ابھی آٹھ بھی نہ بجے تھے لیکن اندھیرا گھپ تھا اور سردی بہت تھی۔

"اب سونا چاہیئے۔" ریڈ ربٹ نے جماہی لے کر کہا۔

ہینری کچھ کہے بغیر اٹھا اپنا مگ اور پلیٹ اٹھائی اور اپنے خچر کی طرف چل دیا مورین اور ریڈ ربٹ گھوم کر اس کی طرف دیکھنے لگے وہ اپنے خچر کے قریب

پہنچ گیا، کچھ دیر کے لئے رکا اور پھر اپنا مگ، اور پلیٹ دوسرے سامان کے ساتھ رکھ دی
ریڈ ربٹ پکانے کے برتن سمیٹنے کے لئے جھکا ہوا تھا۔ اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ چند
گز دور کی چیز بھی مشکل سے نظر آتی تھی۔ مورس نے ہینری کے دھندلے سائے
کی طرف دیکھا اور اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ہینری زین کے ٹیکے میں
اڑسی ہوئی اپنی ہاتھی مار بندوق گھسیٹ چکا تھا اور اب اسے خیمے میں لئے جا رہا
تھا۔ عین اسی وقت ریڈ ربٹ کی نظر بھی اس پر پڑ گئی چنانچہ وہ سیدھا ہو کر
چیخا۔ "ہینری! بابو! تم ہمیشہ بندوق لے کر ہی سوتے ہو؟"
ہینری اس کی طرف دیکھنے لگا۔
"رکھ دو اسے واپس" ریڈ ربٹ نے پھر چیخ کر کہا "رکھ دو بابو پھر یہاں
سالے اس ویرانے میں بندوق کی کیا ضرورت؟"
مورس نے، جو دھڑکتا دل لئے ہینری کی طرف دیکھ رہا تھا، منہ دوسری
طرف پھیر لیا وہ نہ چاہتا تھا کہ ہینری پہلے سے ہی خبردار ہو جائے یا اسے شک
ہو جائے اور پھر مورس کے بنائے کچھ نہ بنے۔
ایک لمحے تک ہینری خاموش کھڑا ریڈ ربٹ کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے کندھے
جھٹکے اور بندوق زین کے ٹیکے میں کھونپ دی۔ ریڈ ربٹ مسکراتا ہوا خیمے کی طرف چل دیا۔
خیمہ سات مربع فٹ تھا اور اس میں تین سونے کے تھیلے آسانی سے سما سکتے تھے
جگہ کے متعلق ان میں کوئی بحث نہ ہوئی ریڈ ربٹ نے بیرونی جگہ قبول کر لی مورس بیچ میں تھا
سردی اتنی زیادہ تھی کہ انھوں نے صرف اپنے جوتے اور اونی کنٹوپ ہی اتار لینے پر اکتفا
کی۔ سونے سے پہلے مورس پیشاب کرنے خچروں کے پیچھے چلا گیا اور واپس آتے وقت اس
نے سامان میں سے ٹارچ اور بندوق اٹھا لی۔ کسی کو اس کی اس حرکت کا پتہ بھی نہ چلا اس
نے یہ بھی دیکھا کہ اس خبطی خونی کے خیمے کا پردہ گرا ہوا تھا۔ ریڈ انڈین دو اہیر صرف ایک کمبل

ادھر دونوں خیموں کے درمیان گھٹری بنا پڑا تھا اس غریب کو کھلے میں ہی سونا تھا۔

مورس خیمے میں آیا اور ٹارچ اور بندوق اپنے سلیپنگ بیگ (سونے کے تھیلے) کے قریب یعنی اپنے اور میل کے بیچ میں آہستہ سے رکھ دی، اندھیرا گہرا تھا اس لئے میل کچھ دیکھ نہ سکی۔ ہوا کی کراہوں سے بالا ریڈ رٹ کے تنفس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

مورس نے آہستہ سے میل کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "سو گئیں"

وہ کچھ بڑبڑائی۔ معلوم ہوا کہ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا میل کی موجودگی اسے بے چین کرنے لگی اور اس نے ایک بار پھر سوچا کہ اپنے ارادے سے میل کو آگاہ کر دے لیکن وہ تقریباً سو چکی تھی۔ اور پھر ممکن تھا کہ ریڈ رٹ جاگ کر ان کی باتیں سن لیتا اور پھر اس نے غصے سے سوچا۔ "میں کمبخت ریڈ رٹ پر اعتبار کیوں نہیں کر سکتا؟ وہ بھی اس معاملے میں اتنا ہی پھنسا ہوا ہے جتنا کہ میں لیکن پھر یہ بھی تو ممکن تھا کہ ریڈ رٹ کو دیوانے خونی پسند ہوں کیوں کہ خود ریڈ رٹ بھی ذہنی طور پر مریض رہا ہے۔

اس نے قریب رکھی ہوئی ٹارچ پکڑ لی وہ جانتا تھا اسے آدھے گھنٹے تک نہ صرف انتظار کرنا بلکہ جاگتے بھی رہنا ہے لیکن اندھیرے اور سلیپنگ بیگ کی گرمی کا مقابلہ مشکل تھا نیند اس پر غلبہ حاصل کرنے لگی تھی اس نے اپنا سر جھٹک کر بند ہوتے ہوئے پپوٹوں کو چیر کر کھولا۔ اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے مطابق اس نے ٹھیک آدھے گھنٹے تک انتظار کیا اور پھر وہ پہلے میل کی اور پھر ریڈ رٹ کی طرف جھک گیا اور ہوا کی کراہوں کے باوجود ان دونوں کے تنفس کی آواز بے ساختہ بے شک دونوں سو گئے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اپنی ٹانگوں سے اپنے آپ کو دھکیل کر سلیپنگ بیگ میں سے نکل آیا اور پردہ اٹھا کر خیمے سے باہر دیکھنے لگا۔ ہوا نے پردے کو پکڑ کر غصے کے عالم میں جھنجھوڑ دیا۔ پردہ بڑی آواز سے پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے پردہ چھوڑ دیا۔ میل اور ریڈ رٹ بدستور سوتے رہے۔ مورس سوچنے لگا کہ "اگر ان دونوں کو پتہ بھی چل گیا تو اس سے کیا

فرق پڑ جائے گا؟ مجھے ان پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔"

اس نے ایک بار پھر پردہ اٹھایا اور باہر آ گیا اس کی آنکھیں اب اندھیرے کی اتنی تو عادی ہو چکی تھیں کہ وہ خچروں کو اور ریڈ انڈین راہبر کو دیکھ سکتا تھا جوان کے اور ہنری کے خیموں کے درمیان سو رہا تھا

وہ بے خبر پڑے ہوئے راہبر کے قریب سے گزرتا ہوا خچروں کے قریب پہنچ گیا اور تب اس نے ٹارچ روشن کی لیکن اس طرح کہ اس نے اسی پر اپنا ہاتھ اس طرح رکھ دیا تھا کہ روشنی کی ایک باریک لکیر ہی باہر نکلنے میں کامیاب ہو سکی تھی۔

ریڈ انڈین نے ذرا بھی جنبش نہ کی اس کے دماغ کے کسی گوشے میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی اور اس نے سوچا" اگر راہبر بیدار ہو بھی گیا تو وہ پھر سو جائے گا کیونکہ چور چکاروں کا تو خطرہ ہے ہی نہیں۔"

اور اب وہ ہنری کے متعلق سوچنے لگا۔" راتوں کو وہ کس طرح سوتا ہو گا؟ اکیلا اور اس کا مریض دماغ نفرت اور انتقام کے خوفناک طریقے سوچتا ہو گا۔ اور اگر ہنری بیدار ہو گیا تو؟ تو پھر عمل کا دوسرا راستہ تو کھلا ہی ہے۔"

نورمن تیزی سے آگے بڑھا۔ ہنری کے دونوں خچر قطار کے آخر میں بندھے ہوئے تھے اس نے انگلیاں پھیلا کر مزید روشنی کو راہ دی اور اب وہ اپنے بائیں ہاتھ سے جو سردی سے سن ہو رہا تھا کام کرنے لگا۔

پہلے اس نے ٹھکے سے دوربین لگی بندوق گھسیٹ لی اور ٹارچ کی روشنی میں اسے دیکھنے لگا۔ بندوق بھاری اعد آٹو میٹک تھی۔ اس نے سیفٹی کیچ تلاش کر لیا۔ اسے دو تین دفعہ اوپر نیچے کر کے دیکھا اور پھر بریچ کھول لیا۔ چیمبر میں کارتوس تھا اور نورمن نے سوچا اگر ہنری نے ریڈ ربٹ سے یہ کہا تھا وہ اس کے جسم اور پیچھے کی دیوار میں بھی سوراخ کر دے گا تو بے شک اس نے غلط نہ کہا تھا یہ بڑا ہی تیز

رفتار کارتوس تھا جو ایک میل تک مار کر سکتا تھا اس نے ایک ہاتھ میں چار سو سولہ نمبر کا کارتوس اور دوسرے میں بندوق لی اور پھر ہینری کے خیمے کی طرف دیکھا۔

ہوا برابر کراہ رہی تھی۔ وہ بے چین ہو گیا ایک شدید نا قابل برداشت خواہش نے اس کے دل میں سر اٹھایا یعنی یہ کہ وہ کارتوس واپس چیمبر میں رکھ کر بندوق بند کر دے، ہینری کے خیمے کے قریب پہنچے اور پورا کارتوس اس دیو انپے جرمن کے جسم پر خالی کر دے۔

دھماکے بڑے خوفناک ہوں گے اور وہ بیل اور ریڈ ربٹ کے ردعمل کے متعلق اندازہ لگانے لگا۔ بیل غالباً سناٹے میں آجائے گی یا شاید رو پڑے گی یا شاید کچھ بھی نہ کرے گی رہا ریڈ ربٹ تو اس کے متعلق کوئی اندازہ لگانا ممکن نہ تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں بندوق کو تو لتا رہا اور اس نے سوچا "ظاہر ہے کہ اندھیرے میں گولی چلانا ہوگی لیکن خیمہ اتنا چھوٹا ہے کہ نشانہ خطا نہ کرے گا اور دھماکے اتنے زوردار ہوں گے کہ چیخیں ان میں ڈوب کر رہ جائیں گی۔ ہینری تو سو رہا ہوگا اسے تو پتہ بھی نہ چلے گا۔ بس یہ کام ایسا ہی ہوگا جیسے کسی پاگل کتے کو مار ڈالا جائے۔"

اس نے میگزین کھول کر سات دوسرے کارتوس نکالے خالی میگزین واپس ٹھونس کر بندوق بند کی اور زین کے ٹپکے میں اڑس دی۔ اور اب وہ باربردار خچر کی طرف چلا۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ ہینری زائد کارتوس کہاں رکھتا ہے۔ پیٹھ تھیلے کی اوپر جیب میں۔ یہ گتے کے دو بکس تھے جن پر موم چڑھا ہوا تھا ان بکسوں کو اب تک کھولا نہ گیا تھا اس نے بڑی احتیاط سے گتے کے دونوں پرت کھول لئے ہر ایک بکس میں اٹھاسی راونڈ تھے پھر اس نے سوچا۔ "ہینری لیٹر ــــ بڑی بندوق والا چھوٹا آدمی۔ بندوق کے بغیر اس کی کوئی حقیقت باقی نہ رہ جائے گی۔"

وہ بکسوں کو اپنی بغل میں دبا ہی رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز

سنائی دی وہ تیزی سے گھوم گیا اور ٹارچ کی روشنی میل کے چہرے پر پھیل گئی۔ میل نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لئے اور بولی۔ "یہ تم ہو مورس؟"

ایک لمحے تک اس نے کوئی جواب نہ دیا اس کا دل خوفزدہ کبوتر کی طرح اس کی پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا۔

"مورس کیا کر رہے ہو تم؟"

"آہستہ بولو۔ میں اپنے دوست ہنیری لیبٹر کا ٹرنک توڑ رہا ہوں یہ لو" اس نے ایک بکس میل کی طرف بڑھا دیا۔ "یہ ہمارے قبضے میں رہیں گے۔"

میل نے سر ہلایا۔ ٹارچ کی روشنی میں اس کا چہرہ جذبات سے عاری نظر آ رہا تھا اور اس پر سفید کریم چپڑی ہوئی تھی۔ "اور بندوق؟" اس نے پوچھا

"میں اسے بھی خالی کر چکا ہوں اگر قسمت نے یاوری کی تو اسے اپنی بندوق کے خالی ہونے کا اسی وقت پتہ چلے گا جب وہ استعمال کرے گا اور اگر اس نے اپنی بندوق کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہا ــــ مثلاً زانو وحشیوں کے حملے کے وقت ــــ تو پھر ہم اسے یہ کارتوس واپس دے دیں گے۔"

"مورس! کیا واقعی آج اس نے تمھاری جان لینے کی کوشش کی تھی؟"

"بالکل۔"

"تو پھر تم اسے گولی کیوں نہیں مار دیتے؟" میل نے یوں کہا جیسے یہ بڑا سیدھا سا مشورہ تھا

"اول تو اس لئے کہ بقول سمی ہمیں اس شخص کی ضرورت ہے کیونکہ تنہا ہنیری ہی وہ شخص ہے جو اس دریا تک گیا ہے اور جانتا ہے کہ وہاں کس طرح پہنچا جا سکتا ہے اور دوم یہ کہ میں بڑے ٹھنڈے پتے سے کسی کی سوتے میں جان نہیں لے سکتا۔"

"لیکن اگر ہنیری کو موقع مل جاتا تو وہ سوتے میں تمھیں گولی مار دیتا۔"

"میں ہینری نہیں ہوں میل" مورس نے جواب دیا اور دوسرے بار بردار خچر ٹرن کے قریب پہنچ کر سرگوشی میں بولا "یہ ہم تمھارے سامان میں رکھ دیتے ہیں"
میل اپنے بیٹو تھیلے کے تسمے کھولنے لگی اور پوچھا "سیمی سے کہا تم نے؟"

"کیا؟"

"یہی جو تم کر رہے ہو"

مورس نے ذرا ہچکچا کر جواب دیا۔ "نہیں" اس نے کارتوسوں کے دونوں بکس میل کو دے دیئے۔ "میں زندہ رہوں یا مر جاؤں سیمی کو اس کی پروا نہیں اسے تو ہینری چاہیئے فی الحال ہینری اس کے لئے میری بہ نسبت زیادہ کارآمد ہے اور سچ تو یہ ہے کہ فی الحال ہینری کے مقابلے میں بھی تم سیمی کے لئے کچھ کام کی نہیں ہو"

اور اس نے غور سے میل کی طرف دیکھا لیکن اس کے یہ الفاظ بے اثر رہے تھے کیونکہ میل نے صرف شانے اچکائے اور پھر سردی سے کانپ کر بولی "اگر تمھاری جگہ سیمی ہوتا تو اس نے ہینری کو گولی مار دی ہوتی"
میل نے بکس اپنے پٹھو تھیلے میں خالی کر کے واپس مورس کے ہاتھوں میں تھما دیئے۔

"سیمی بے حسی اور بیدردی سے لوگوں کی جان لے سکتا ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا" مورس لادے کے پتھر بکسوں میں بھر رہا تھا۔ "بندوق میرے پاس بھی نہیں ہے اور اب ہینری کی بندوق بھی خالی ہے اس لئے اب مقابلہ برابر کا رہے گا اب مجھے اور تمھیں بھی یہ کرنا ہے کہ اسی پر نظر رکھو۔ سب سے بڑا فائدہ اس کو یہ تھا کہ اس کے پاس بندوق تھی لیکن اب وہ اس سے محروم کر دیا گیا ہے اب میری جان لینے کے محدود ذرائع اس کے پاس رہ گئے ہیں مثلاً یہ کہ وہ اسی وقت میری کھوپڑی پتھر سے توڑ سکتا ہے جب میں سو رہا ہوں یا پھر وہ مجھے پہاڑ پر سے نیچے ڈھکیل سکتا ہے اور اس کے لئے میں تیار اور چوکنا رہوں گا۔"

"بیحد شریف اور بڑے بلند اخلاق آدمی ہو۔" میل نے بیحد نیچی آواز میں کہا۔

اور موریس نے اس کے لہجے میں طنز و حقارت کی جھلک محسوس کر لی۔ اس نے بکس بند کر دیے اوپر سے توڑے ہوئے کنارے آسانی سے نظر نہ آتے تھے۔ یہ بکس اس نے واپس ہینری کے ہیٹھ تھیلے کی جیب میں رکھ دیے اور تب اسے احساس ہوا کہ یہ بڑی کمزور سی ترکیب تھی کیونکہ جلد یا بدیر ہینری اپنی بندوق کو کھول کر اس کا معائنہ ضرور کرے گا۔ اب یہ اندازہ مشکل تھا کہ پھر ہینری کیا کرے گا۔ غالباً ریڈ ربٹ سے شکایت کرے گا اور پھر ریڈ ربٹ یقیناً اس کی حمایت کرے گا موریس کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ اس نے جو یہ کہا تھا کہ ہینری نے اسے گھاٹی میں ڈھکیل دینے کی کوشش کی تھی تو اس پر ریڈ ربٹ نے یقین کیا تھا یا نہیں میل نے یہ یقیناً غلط نہ کہا تھا کہ وہ فوراً ہینری کو گولی مار دے۔

میل جہاں تھی وہیں، یعنی اپنے بار بردار خچر کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی یکایک موریس کو غصہ آ گیا بلکہ اس کے دل میں میل کے خلاف نفرت کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ "تم شرافت اور اخلاق کی باتیں کر رہی ہو؟" اس نے چیخ کر کہا۔ "لیکن خود تم نے کیا کیا ہے؟ کیوں تم اپنے اس شوہر کی وفادار نہیں رہیں جسے تم ایک سال ہوا چھوڑ چکیں۔ یہ بھی اچھا سہی لیکن تم اس کو کیا کہو گی کہ خود تم نے اپنا جسم میرے حوالے کر دیا تھا؟ کیا وہ بھی شرافت اور بلند اخلاقی تھی؟"

"چیخو مت موریس۔" میل نے کندھے جھٹکے۔ "مہذب دنیا کی بات دوسری تھی، وہاں تم لوگوں کو قتل نہیں کر سکتے۔ لیکن اس ویرانے میں خود ہمیں قوانین گھڑنے ہیں تاکہ ہم اپنی حفاظت کر سکیں گے کہ نہیں؟"

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں؟" وہ بولا۔ "چنانچہ قوانین کے ساتھ ہی ساتھ کیوں نہ ہم اخلاقی قانون بھی بنا لیں۔ آج رات کیوں نہ تم میرے ساتھ سو رہو؟"

وہ یہ باتیں اب سنجیدگی سے نہ کر رہا تھا بلکہ یوں کہہ رہا تھا کہ گویا میل وہاں تھی ہی نہیں۔

میل نے ایک قہقہہ لگایا۔ "یعنی اس گندے دماغ والے ریڈ ربٹ کی موجودگی میں!" وہ بولی "جی نہیں شکریہ۔ میں اتنی بے حیا بھی نہیں ہوں۔"

مورس نے سر ہلایا۔ "تو پھر مجھے ریڈ ربٹ کو بھی گولی مار دینی چاہیئے۔" وہ بولا۔ "اور پھر ہم ہوں گے اور یہ ویرانہ ہوگا۔"

اس کا غصہ رفع ہو چکا تھا۔ وہ پرسکون اور بشاش تھا۔ اب وہ سکون کی نیند سو سکتا تھا کیونکہ وہ ہینری لیبڑ کا ڈنک توڑ چکا تھا۔

دونوں خیموں میں سے کوئی آواز نہ آرہی تھی۔

وہ لوگ صبح پانچ بجے بیدار ہوگئے۔ وہ اپنے خیمے اکھاڑ کر لپیٹ چکے تھے جب ہینری خچر پر اپنا سامان لاد رہا تھا تو اس وقت مورس ایک کرنباک بے چینی کے تخفطر سے دور سے گزر رہا تھا لیکن ہینری کو اپنے سامان میں کوئی تبدیلی اور کوئی مشکوک بات نظر نہ آئی۔ مورس اطمینان کا سانس لے کر اپنے خچر پر سوار ہوا تو میل اسے آنکھ مار کر مسکرائی۔

"میل کیسی ہی کیوں نہ ہو۔" مورس دل میں بولا۔ "وہ بہرحال میرے ساتھ ہے۔"

وہ ایک بار پھر چل پڑے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے تھے اور دونوں طرف کی چٹانیں زیادہ سے زیادہ بلند ہوتی جارہی تھیں اور سامنے کا منظر نظر نہ آرہا تھا اور پھر پانچ گھنٹوں بعد درہ دفعتہً ختم ہوگیا۔ ہوا کا زور کم ہوگیا اور وہ لوگ ایک بار پھر دھوپ میں اور اس جھلسی ہوئی راکھ کی ڈھلان کی چوٹی پر نکل آئے جو صحرا تک چلی گئی تھی تاب دھوپ ایسی تھی کہ ان کی آنکھیں چوندھیا گئیں اور انھیں کچھ نظر نہ آیا سوائے اس کے نیچے وادی میں زرد دھند پھیلی

ہوئی تھی جو سورج کی طرف بلند ہو رہی تھی اور اب موریس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ قبل از تاریخ کے خارجی، جو دنیا کو چپٹی یقین کرتے تھے اس مقام سے آگے کیوں نہ بڑھ سکتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ دنیا کا سرا تھا آسمان کی طرح لامتناہی اور لافانی۔

خچر ڈھلان اترنے لگے۔ وہ لوگ چند فٹ ہی آگے بڑھے تھے کہ جلتے ہوئے ویرانے سے تپش کی ایک لہر اٹھ کر ان سے ٹکرائی۔ خشک جھلسا دینے والی جھال جیسے دہکتے ہوئے تنور سے اٹھی ہو۔

"واپس چلو۔ واپس چلو۔" ریڈ ربٹ چیخا "یہ لوٹ جاؤ نیچے تو ہم زندہ ہی بھن جائیں گے۔"

ریڈ انڈین رہبر اپنے خچر پر سے اتر چکا تھا اور اسے گھسیٹ کر درے کی چھاؤں میں لئے جا رہا تھا۔

"ہمیں سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرنا ہے۔" ریڈ ربٹ نے کہا "ٹھیک ہے ہینری؟"

ہینری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "نیچے تو جہنم ہے۔"

"ہم سائے میں چند گھنٹے آرام کرتے ہیں بابو" ریڈ ربٹ نے کہا۔

سخت گرمی اسے جھلسنے لگی تھی اور اس کا حلق خشک ہو گیا تھا اس نے جیب میں سے وہسکی کی بوتل نکال کر باری باری سے سب کو دی بوتل میں جو کچھ بچ رہا تھا اس سے سب نے حلق تر کیے۔ ہینری نے پینے سے انکار کر دیا۔

"کیا بات ہے ہینری؟" ریڈ ربٹ نے پوچھا "تم پیتے نہیں؟ میرا تو خیال تھا کہ سالا ہر حرامی پیتا ہے۔"

"مجھے شدت نہیں،" ہینری نے جواب دیا۔

اور جب وہ اپنے خچر پر سے سامان اتار رہا تھا تو ایک بار پھر موریس کی آزمائشی گھڑیاں تھیں ہینری نے کارتوس کے بکسوں کو نہ چھیڑا۔ ریڈ ربٹ بوتل خالی کر گیا اور پھر خچر کے قریب پہنچ کر دوسری بوتل اور ایک سگار لے آیا اور پھر اپنی بڑے چھجے والی ہیٹ اپنے چہرے پر جھکا کر چٹان سے ٹیک لگا کر اور ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا۔

ڈھلان کی چوٹی پر ہوا نیم گرم اور مسلسل جھونکوں میں تبدیل ہو چکی تھی وہ لوگ اپنا اوپری اور وزنی لباس اتار چکے تھے۔ خچروں کو ایک دائرے میں باندھ دیا گیا تھا اور جب سیلی کھانا تیار کر رہی تھی تو موریس مگ میں پانی گرم کر کے حجامت بنا رہا تھا۔ ہینری اور راہبر ریڈ ربٹ کے قریب پالتی مارے بیٹھے ہوئے تھے اور خود ریڈ ربٹ بغل میں بوتل اور دانتوں میں سگار دبائے اور اپنی گود میں ایک کاغذ پھیلائے نیم دراز تھا۔

موریس نے سمجھ لیا کہ وہ کاغذ یقیناً دلدلوں کا وہ مشہور نقشہ تھا جو خود ہینری نے اپنے پچھلے سفر کے دوران بنایا تھا۔ سیفٹی ریزر سے اپنی ڈاڑھی کھرچتا موریس ٹہلتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور اس نے ہینری کے سفید بالوں والے سر پر سے جھانک کر نقشے کی طرف دیکھا۔

نقشہ ایک جہازی کاغذ پر بال پوائنٹ پن سے بنایا گیا تھا اور اس پر بہت سی ہتوں کے گہرے نشانات اور لکیریں تھیں زیادہ تر نقشہ لہردار اور دندانے دار لکیروں پر مشتمل تھا۔ موریس نے اندازہ لگایا کہ یہ لکیریں غالباً صحرا اور اس کے دوسری طرف کے پہاڑوں کی نشان دہی کرتی تھیں جس راستے وہ جا رہے تھے اس کی نشان دہی نقطہ دار لکیر سے کی گئی تھی اور یہ لکیر آدھے صفحے تک چلی گئی تھی ایک دھندلا سا شیڈ ہانگرود[1] کا پتہ دیتا تھا۔ یہاں سے نقشہ کچھ الجھا ہوا تھا کیونکہ اس حاشیے کے عین بیچ

---

[1] ہ۔ منطقہ کھارہ کے درخت جن کی چھال چمڑا رنگنے اور دوا کے کام آتی ہے۔ (مظہر الحق علوی)

میں ایک گول گرہ سی تھی جیسی کہ درخت کے تنے پہ ہوتی ہے۔

ہنری بتا رہا تھا کہ یہ وہ خوابیدہ آتش فشاں تھا جہاں اس نے اور کنیان نے پناہ لی تھی ان گول گرہوں میں سے کسی کے گرد کمپاس سے بنائے ہوئے نشانات تھے جنہیں باریک لکیروں سے آپس میں جوڑا گیا تھا یہ راستے آتش فشاں کا چکر کھاتے ہوئے شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور پھر جنوب کی طرف مڑ کر دلدلوں میں اتر گئے تھے بائیں طرف کے کونے میں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی ایک لکیر بھی اور یہی وہ دریا تھا جس تک ان لوگوں کو پہنچنا تھا یہ دریا دلدل کے علاقے میں ۲۰ میل اندر کی طرف تھا۔

ریڈ ربٹ نے آتش فشاں کے جنوب والی نقطہ دار لکیر پر اپنی انگلی رکھ کر کہا۔ "تو یہ ہے لاوے کا راستہ؟"

موریس کی آنکھوں کے عین نیچے سفید بالوں والا سر اثبات میں ہلا۔ "رب مئی کرسکتا کہ یہ نشانات غلط ہوں" ریڈ ربٹ نے کہا "ہنری تم اب بھی ان نشانات کو سمجھ سکتے ہو؟"

سفید سر پھر ہلایا گیا۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں" فصیل خیلو کا کی چوٹی سے دلدلوں تک کوئی ۵ میل کا فاصلہ ہے"

"اور دلدلوں کے اس طرف سالا پانی مل سکتا ہے یا نہیں؟"

"مجھے تو نہیں ملا"

"لعنت ہے" ریڈ ربٹ نے وہسکی کا ایک گھونٹ لے کر موریس کی طرف دیکھا "یا لوگ آج سے ہم پانی کے معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیں گے۔ موریس میل کے قریب پہنچا۔ اس نے حجامت بنانے سے فرصت پا کر اس سے کہا۔ "میل! پانی کا ذخیرہ کم ہے آئندہ سے حجامت بنانا منہ ہاتھ دھونا بند"

میل نے منہ بنایا "نئی مصیبت ہے یہ میں تو غلیظ کتنی ہو رہی ہوں گی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ تم خاصی صاف ستھری اور خوبصورت نظر آتی ہو" وہ بولا

میل نے پوچھا۔ "وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"ہنری کے نقشے کا مطالعہ"

اس نے مٹر کے سوپ میں چمچہ ہلا کر پوچھا۔ "اور دوست ہنری کا کیا حال ہے؟"

"مزے میں ہے اسے آج تک پتہ نہیں چلا ہے کہ اس کی بندوق اور کارتوس کے بکس خالی ہیں۔"

"میں تو سمجھتی ہوں اس کی دیوانگی کا دورہ گزر چکا ہے۔ ایک دفعہ وہ تمہاری جان لینے کی کوشش کر چکا شاید دوبارہ ایسی کوشش نہ کرے گا۔"

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔" کھانا تیار ہو گیا تو ان لوگوں نے چٹان کے سائے میں بیٹھ کر کھایا اور وہیں سائے میں لیٹ کر سو گئے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو سورج آسمان کے کونے میں آتشیں گولے کی طرح لٹک رہا تھا چکا چوند پیدا کرنے والی روشنی غائب تھی اور اب وہ نیچے اس ذبحہ ویرانے کو دیکھ سکتے تھے جس کا نام شیطان کا جیجہ تھا اوپر سے اس کی شکل چمچے سے زیادہ ایک ایسے رکابی سی معلوم ہوتی تھی جو بھاپ سے بھرا ہوا ہو۔ پھر وہ پہاڑ تھے جو "فصیل خلو کا" کہلاتے تھے۔ آسمان کولتار کے رنگ کا تھا اور نیچے کوئی نشان راہ نہ تھا۔ کہیں پانی نہ تھا، گھاس کی ایک پتی نہ تھی کہیں ناگ پھنی کی جھاڑی نہ تھی اور نہ کہیں کوئی کیڑا نظر آ رہا تھا نیچے وہ ویرانہ تھا جو دن کے وقت جہنم کی طرح جل اٹھتا اس خیال سے کہ راکھ اور کوئلہ کی ڈھلان پر سے شاید ایک آدھ خچر پھسل جائے انھوں نے تمام خچروں کو رسے سے آپس میں باندھ دیا اور پھر وہ ڈھلان سے اترنے لگے آگے راہبر تھا۔ اس کے پیچھے مورس اور ریڈ رٹ، اور ان کے پیچھے ہنری اور میل۔

ڈھلان خطرناک تھی اور وہ لوگ بڑی احتیاط سے اور بہت زیادہ سنبھل سنبھل کر اتر رہے تھے ان کا ہر قدم فضا میں راکھ بکھیر دیتا تھا جو دھوئیں کی طرح دکھائی دیتی تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔

مورس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا میل اپنے منھ پر رومال رکھے تھی اور اس کی آنکھوں سے تماشہ پانی بہہ رہا تھا۔ مورس نے ریڈ ربٹ سے کہا: "میل کو آگے چلنے دو۔ آگے راکھ اتنی نہ اڑے گی۔"

"باپو! ہمیں ذرا تیز چلنا ہے۔" ریڈ ربٹ نے خشک پھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

پھر اس نے رسہ پکڑ کر اسے جھٹکا دیا۔ کالی راکھ کا بادل فضا میں اتنا گاڑھا تھا کہ مورس اپنے آگے میل کو ایک سائے کی طرح اور بائیں طرف سورج کے سرخ گولے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے گہن لگ چکا ہو۔ رفتہ رفتہ وہ اس اڑتی ہوئی راکھ کے عادی ہو گئے اور اب انھیں ایک دوسرا احساس ہوا گرمی کا احساس۔ یہ گرمی دم گھونٹ دینے والی انتہائی خشک گرمی تھی جو پسینہ نکلنے سے پہلے ہی مسامات

کو خشک کر رہی تھی اور ان کے نتھنوں اور حلق میں اتر رہی تھی یہاں تک کہ انھیں ایسا معلوم ہوا جیسے
ان کے منھ کھریا مٹی سے بھر دیے گئے ہوں۔ مورس سوچنے لگا کہ اگر ایک خچر پھسل گیا تو کیا ہو گا؟
غالباً وہ ایک میل کی ڈھلان تک لڑھکتا چلا جائے گا اور ان کے گرنے سے راکھ اور کوئلے کا انبار
ایولانش کی طرح اوپر سے ڈھے پڑے گا۔ پتھر کے کوئلوں اور راکھ کا ایک عظیم سیلاب سا اور اس
سیلاب میں وہ سب کے سب دب کر رہ جائیں گے۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا
ہنبری اس کے عین اوپر اور صرف ۵ گز دور تھا اس کے خچر کو میل کے خچر سے باندھ دیا گیا تھا لیکن اب میل
آگے تھی چنانچہ وہ رسّہ جس سے دونوں خچر آپس میں بندھے ہوئے تھے ان کے خچر کے پیچھے ڈھلان پر
گھسٹتا چلا آ رہا تھا۔

ہنبری زیادہ دور نہ تھا اور مورس کے لئے یہ موقع اچھا تھا اسے صرف یہ کرنا تھا کہ جھک کر رسّہ
پکڑے اسے اپنے سر پر سے گزار کر دوسری طرف اور اپنے سے ذرا دور رکھ لے اور پھر اسے ایک زور
کا جھٹکا دے دے۔ پھر کیا ہو گا؟ خچر ڈھلان سے چڑھنے اور اترنے کا عادی ہوتا ہے چنانچہ
رسے کے جھٹکے سے وہ چند قدم لڑکھڑاتا چلا جائے گا اور پھر سنبھل جائے گا لیکن اس پر بیٹھا ہوا ہنبری
اپنا توازن قائم نہ رکھ سکے گا۔ سنبھل بھی نہ سکے گا اگر مورس نے جھٹکا پوری قوت سے دیا تو ہنبری خچر پر سے لڑھک
جائے گا اگر وہ پوری ڈھلان لڑھک کر نیچے پہنچنے کی بجائے کہیں ادھر ادھر اٹک گیا تو پھر اس میں اتنی قوت باقی
نہ رہیگی کہ وہ اس گرمی میں انہیں تلاش کرنے کے لئے اوپر چڑھ آئے خود وہ لوگ اندھیرے کی وجہ سے اسے
تلاش نہ کر سکیں گے۔ اب اگر راکھ کے ایولانش میں وہ زندہ دفن نہ ہو گیا اور زندہ رہا تو آگ برساتا ہوا سورج
اس کا خاتمہ کر دے گا۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ خچر لڑکھڑا کر سنبھلنے کے بجائے چند فٹ تک لڑھکتا
چلا جائے اور اگر ایسا ہوا تو پھر؟ — پھر یہ ہو گا کہ اس کے ساتھ میل کا خچر بھی لڑھک جائے گا
کیونکہ وہ اب بھی ہنبری کے خچر سے بندھا ہوا تھا۔ میل کا خچر لڑھکا تو پھر ریڈ ربٹ، راہبر
اور خود وہ بھی ڈھلان پر سے لڑھکنے لگ جائیں گے اور ان کے اس لڑھکنے
کا انجام پتہ نہیں کیا ہو —— نہیں یہ خطرناک تھا

ساتواں باب

شیطان کا چمچہ

وہ لوگ رات بھر سفر کرتے رہے۔ سفید صحرا پر چاند چمکتا رہا اور ان کے چاروں طرف دھول دریا پر چھائے ہوئے کہر کی طرح اڑتی رہی۔ سورج کے غروب ہوتے ہی گرمی غائب ہو چکی تھی اور اب وہ سردی سے دوچار تھے گرمی کی طرح یہ سردی بھی انوکھی تھی جو نہ صرف ان کے بدن کے ننگے حصوں کو ڈس رہی تھی بلکہ ان کے پھیپھڑوں اور سر میں درد پیدا کر رہی تھی۔ غالباً اس میں آکسیجن کی کمی تھی۔

ریڈ وبٹ اپنے خچر پر جھکا بیٹھا تھا اور منہ کھولے سانس لے رہا تھا۔ ہر دس منٹ کے بعد وہ وہسکی کی بوتل منہ سے لگا لیتا اور پھر بے حرکت بیٹھ رہتا۔ میبل اب بھی ان سے آگے اور راہبر سے چند قدم پیچھے تھی۔ وہ ایک طرف جھکی ہوئی تھی اور اس کا سر سینے پر جھکا ہوا تھا اور اس کا ایک ہاتھ رسے پر لٹک رہا تھا ہنیری لیسٹر پیچھے تھا، کوئی بیس فٹ دور۔ وہ لوگ خاموش تھے۔ اس موت کی سی مکمل ترین خاموشی میں صرف ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔ خچروں کے کھروں کے تلے چرمراتے ہوئے کوئلوں کی آواز۔ یا پھر کبھی کبھی کوئی خچر رینگ کر اس خاموشی میں تھکا ڈال دیتا تھا۔

موریس رستے کو جھٹکا دے کر ہنیری کو گرا دینے کا ارادہ ترک کر چکا تھا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ وہ یہ بات سرے سے بھول ہی گیا تھا جیسے جیسے

رات گزر رہی تھی موریس وقت اور موجودات کا احساس کھو رہا تھا۔

"ہم اس ویرانے سے نکل نہ سکیں گے" اس نے سوچا۔ "خچر ہمیں واپس نہ لا سکیں گے۔ مریل جانور ہیں چنانچہ یہ ڈھلان نہ چڑھ سکیں گے۔ ہم مر جائیں گے۔ ہاں، موت ہمارے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ وہاں دریا کے کنارے درختوں کے چھاؤں میں جہاں ہیرے بکھرے پڑے ہیں، ہم پانی پئیں گے اور مرنے کے لئے لیٹ جائیں گے۔"

اور پھر سب کچھ غائب تھا۔ ویرانے غائب تھے اور خچر غائب تھا اور موریس درختوں کی چھاؤں میں تھا اور وہاں نرم گھاس بچھی ہوئی تھی اور اس گھاس پر بین موریس کے نیچے میل لیٹی ہوئی تھی اور وہ اس کے ننگے بدن کا لمس اپنے پورے بدن پر محسوس کر رہا تھا۔ اس کی جلد ملائم اور سرد تھی اور اس کے ہونٹ نم تھے اور ـــــــ اس کی آنکھیں جل رہی تھیں اور اس کی رانیں زمین سے رگڑ کھا کر چھل گئی تھیں اور وہ کوٹھے میں عجیب طرح کا میٹھا میٹھا درد محسوس کر رہا تھا۔

اس نے اپنا سر اٹھایا اور ریڈ ربٹ کی ہنسی کی آواز سنی میل ان کے پہلو میں کھڑی تھی۔ وہ آگے اور ان سے پیچھے نہ تھی۔ وہ ان کے برابر تھی۔ ریڈ ربٹ نے بوتل منہ سے لگا کر ایک لمبا گھونٹ لیا، ہنسا اور چیخ کر بولا:

"ہم نیچے پہنچ گئے۔ سن رہے ہو بابو۔ ہم اس سالی ڈھلان پر سے اتر آئے"

وہ ہنسا لیکن اس کی ہنسی کھانسی میں تبدیل ہو گئی اور وہ خچر پر بیٹھے ہی بیٹھے دہرا ہو گیا۔ موریس نے چاروں طرف دیکھا اور اب اسے احساس ہوا کہ وہ اب سانس کے ساتھ دھول اور راکھ اپنے پھیپھڑوں میں نہ پہنچا رہا تھا کوئلے اور راکھ کی خود کی ڈھلان ختم ہو چکی تھی اور اب جو ڈھلان تھی وہ

موجود نہ تھی اور پھر وہ پتھریلی ڈھلان تھی جو صحرا تک چلی گئی تھی آسمان کی نیلاہٹوں میں پورا چاند تیر رہا تھا اور سفید چاندنی میں یہ منظر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ چاند پر کا کوئی ویرانہ ہو۔

ریڈ ربٹ نے سر اٹھا کر مینڈک کی ٹراہٹ کی سی آواز نکالی اور بولا:
"مار لیا باپو۔ مار لیا۔ ہم راکھ کے اس لعنتی ڈھیر پر سے آ ترے گئے۔"
اس نے اپنی جیب سے پھر بوتل نکالی اور موریس نے دیکھا کہ وہ تین چوتھائی خالی ہو چکی تھی۔

"اس کے بجائے تھوڑا سا پانی کیسا رہے گا؟" موریس نے آہستہ سے کہا۔

"تم سالے بیوہ خچر کا پیشاب" ریڈ ربٹ چیخا اور آواز کے ساتھ ہی وہسکی پینے لگا۔

موریس نے دیکھا کہ ریڈ ربٹ نشے میں تھا اور اس کی آنکھوں سے پتہ چلتا تھا کہ وہ خطرناک حد تک نشے میں تھا۔ یہ ایک گویا براہ راست آفت تھی، اس مہم کی سب سے بڑی مصیبت اور وہ آفت جس کے متعلق موریس نے سوچا تک نہ تھا۔ ریڈ ربٹ پر اسے نہ پہلے اعتبار تھا اور نہ اب تھا تاہم وہ اس کی انتظامی قابلیت کا قائل ہو چکا تھا اور یقین کر چکا تھا کہ یہی شخص اس مہم جو جماعت کا بہترین لیڈر ثابت ہو سکتا ہے اور رہے۔ لیکن اب اس کا یہ یقین ڈھے گیا تھا۔ وہ محض ایک سراب تھا۔ دھوکا تھا۔ ریڈ ربٹ ایک بار پھر وحشی بن چکا تھا وہ اسی عالم میں تھا جہاں وہ اپنی بیوی کے پستان قینچی سے کتر لیتا اور سوروں کو چھرا گھونپ کر مار ڈالتا ہے۔

موریس نے خچر پر سے اتر کر پانی پیا اور اپنے گھٹنوں میں سر دیے کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا تو نیل اس سے چند فٹ کے فاصلے پر

بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر دکھ جمی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ریڈ رابرٹ اپنے خچر پر سے جھکا ہوا تھا اور اپنی کپکپاتی ہوئی آواز میں چیخ کر میل سے کہہ رہا تھا۔

"لو جانی تم بھی پیو"

میل نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

"میل! طبیعت تو ٹھیک ہے؟" مورس نے آہستہ سے پوچھا۔

میل نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور اس کے ہونٹ مسکراہٹ کی صورت میں پھیلنے کی کوشش کرنے لگے۔

"تھک گئی ہوں، بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔"

"ارے میری جان! پی لو۔ پی لو۔" ریڈ رابرٹ اس کی طرف بوتل ڈنڈے کی طرح ہلا کر چیخا

"ہیمی رکھ دو اسے" میل نے تھکی ہوئی آواز میں کہا

"رکھ دو اسے" ریڈ رابرٹ نے اس کی بھونڈی سی نقل اتار کر بوتل منہ سے لگا لی۔

"چلو ہیمی" مورس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں چلنا چاہئے۔ ایک ہی گھنٹے میں سورج نکل آئے گا۔ راستہ جانتے ہو؟"

"ہیری جانتا ہے —— وہ سالا سب جانتا ہے۔"

اور اس پر کھانسی کا دورا پڑا اور وہ کمر سے دوہرا ہو گیا۔ وہ سیدھا نہ ہوا تھا اور سانس اس کے حلق میں سے سیٹی کی آواز کے ساتھ نکل رہی تھی کہ مورس نے اس کے ہاتھ سے وہسکی کی بوتل گھسیٹ کر میل کو دے دی۔ میل نے بوتل اپنے پٹھو تھیلے میں رکھ دی۔

عدمہ ہے اسے ۔ پرانا مرض ہے" مورس نے کہا" اس راکھ نے اس کی جان پہ بنا دی ہوگی"۔

" راکھ اور وہسکی بھی" میل نے اپنے خچر پر سوار ہوتے ہوئے کہا" سیمی بھی سودائی ہے۔ میرے شوہر کی طرح۔ خدایا!

جب مرد نشے میں ہوتا ہے تو کس قدر واہیات بن جاتا ہے!"

" صرف واہیات ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی" مورس نے سوچا۔

وہ بھی اپنے خچر پر سوار ہو گیا۔ ریڈ ربٹ تو سوار ہی تھا۔ ہنیری ان کے قریب سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ گیا تھا اور اب ان سے تقریباً پچاس گز آگے تھا۔

" چلو" مورس نے کہا۔

" بوتل کہاں ہے؟ ریڈ ربٹ ٹرایا۔

" محفوظ ہے" مورس نے جواب دیا" جب تم چند لمبے لمبے سانس لے لوگے تو بوتل تمھیں واپس مل جائے گی۔

ہاں تو شروع کرو ۔۔۔ اندر ۔۔۔ باہر ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔ آہستہ آہستہ ۔ فضا میں اب راکھ نہیں ہے"

" تم سالے ڈاکٹر بھی ہو؟"

" ہاں ۔۔۔ چلو ۔۔۔ سانس لو اور خاموش رہو ۔ بعد میں تمھیں وہسکی مل جائیگی"۔

" ہا۔آ۔آ۔ہا"

ریڈ ربٹ کے شانے ایک بار پھر جھکے ہوئے تھے اور لرز رہے تھے۔ مورس کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ شاید ہچکیاں لے رہا تھا۔ اور پھر اس نے ریڈ ربٹ کے تنفس کی آواز سنی ۔ وہ بڑی تکلیف سے سانس لے رہا تھا اور دفعتہً اسے ریڈ ربٹ پر

رحم آگیا۔ اس وقت وہ بے حد مجبور اور لاچار معلوم ہو رہا تھا۔

وہ لوگ بڑے بڑے چکنے پتھروں پر چل پڑے۔ وہ لوگ اس مقام کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں صحرا سمٹ کر ایک چٹانی چمنی میں سما گیا تھا اور چمنی بڑے بڑے پتھروں سے جیسے بھری ہوئی تھی مورس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔ پانچ بج رہے تھے۔ بیس منٹ بعد ہی اجالا پھیلنے والا تھا چاند جھک گیا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ان چٹانوں میں تھے جو کبھی قدیم گرجے کے عظیم الشان بیتسے کی طرح بلند تھی۔ ہوا سے اڑتی ہوئی ریت نے گھس گھس کر ان چٹانوں میں گہرے اور زبردست نالے سے بنا دئے تھے۔ وہ لوگ سیدھے ان چٹانی نالوں میں پہنچ گئے۔ وہاں اندھیرا تھا اور ٹھنڈک تھی۔

ریڈ ربٹ اپنے خچر پر سے اتر آیا اور پتھروں پر تھوک کر بولا :۔

"رب موسیٰ کے لئے ۔۔ وہ سالی وہسکی کہاں ہے"

مورس نے میل کی طرف دیکھ کر شانے اچکائے

"دے دو" اس نے کہا

وہ خیمہ خچر پر سے اتار رہا تھا۔ اس نے خیمہ زمین پر ڈال کر کھولا اور اسے لگانے کے لئے کھونٹے اٹھا ہی رہا تھا کہ وہ بات ہو گئی جس کے خیال سے وہ دن بھر بے چین رہا تھا۔ اس نے سامنے دیکھا اور اس کا خون خشک ہو گیا۔

ہینری زین کے ٹیکے میں سے بندوق کھینچ چکا تھا اس کے ایک ہاتھ میں کپڑے کا ٹکڑا اور بندوق صاف کرنے کی سلاخ تھی۔ وہ مورس کی طرف پیٹھ کئے کھڑا تھا اور کوئی دم میں بندوق کھولنے جا رہا تھا۔

مورس اٹھا اور تین ہی چھلانگوں میں میل کے قریب تھا۔ وہ خچر پر سے اپنا

سلیپنگ بیگ اور سنگھاردان کھول رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک پتھر پر ریڈ ربٹ ٹانگیں پھیلائے اور آنکھیں بند کیے چت پڑا تھا۔ وہسکی کی خالی بوتل اس کے ایک پیر کے قریب پڑی تھی۔ موریس نے سوچا کہ یہ شاید اچھا ہی ہوا کہ اس وقت ریڈ ربٹ غنی ہو گیا۔ موریس نے رائفل کی طرف ہاتھ بڑھایا تو میل نے پوچھا۔

"کیا بات ہے؟"

"خاص بات ہے" اس نے جواب دیا۔

اس نے چٹکے سے بندوق گھسیٹ کر گھائی وہ توقع سے زیادہ وزنی تھی۔ ہنیری کی ہاتھی مار بندوق جتنی ہی وزنی۔

ہنیری اپنی بندوق ٹھکے میں سے نالیں گھسیٹ کر بار بردار ٹیچر کے قریب پہنچ گیا تھا اور اپنے پیٹھ تھیلے کی جیب کے تسمے کھول رہا تھا وہ حیرت انگیز حد تک پر سکون تھا لیکن اس کے ہاتھ بڑی تیزی اور پھرتی سے اپنا کام کر رہے تھے۔

موریس بندوق اٹھا کر ہنیری کی طرف بڑھا اور اب وہ اس سے صرف دو گز دور تھا اور اس کی بندوق کی دونوں نالیاں ہنیری کے سر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، ہنیری اب بھی نہ تو گھوما اور نہ ہی نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس نے کارتوسوں کے دونوں بکس نکال کر اوندھا دئے۔

"مسٹر موریس! تم جگا دری احمق ہو" ہنیری نے کہا۔ اس کی آواز میں غصہ نہ تھا اور اس کے بھنوی چہرے پر بچوں کی سی معصومیت نظر آنے لگی تھی۔

"ہنری! ہٹ جاؤ وہاں سے۔ اس طرف چلے آؤ اور اپنی بندوق کو ہاتھ نہ لگانا"

ہنیری اداسی سے مسکرایا۔

"میری بندوق خالی ہے اور یہ تم جانتے ہو کیونکہ خود تم نے ہی اسے خالی

کیا ہے :

"ہاں میں نے اسے خالی کیا ہے" موریس نے کہا، چلو اب آؤ اسی طرف "۔
حالات اب پورا چکر گھوم گئے تھے اور موریس کو احساس تھا کہ آج اور اسی وقت یہ معاملہ ختم ہونے والا تھا۔ پہلے یہ ہینری تھا جو بنی سلام کے ہوٹل میں ریڈ ربٹ پر اپنی بندوق تانے ہوئے تھا۔ پھر ریڈ ربٹ نے ہینری پر بندوق تان رکھی تھی اور اب موریس کی باری تھی۔ ریڈ ربٹ کی وینچسٹر اس کے پاس تھی، خود ریڈ ربٹ مدہوش پڑا تھا چنانچہ اس سے بہتر موقع آئندہ کبھی ملنے والا نہ تھا۔ یہ جلد یا بدیر — آج یا کل ہونے والا تھا۔ اس وقت جب موریس سو رہا ہوتا یا اس وقت جب اس کا دھیان کسی اور طرف ہوتا ہینری اس کا خاتمہ کر دیتا۔ اس کا خاتمہ کرنے کے لئے ہینری کو اُٹھی مار بندوق کی ضرورت نہ تھی۔ بندوق کے علاوہ دوسرے ذریعہ بھی تو تھے۔

ہینری چند قدم آگے بڑھ آیا۔ موریس نے بندوق سے صحرا کی طرف اشارہ کیا۔
"آگے بڑھو" وہ بولا اور پھر سرگوشی میں میبل سے کہا، "سیمی کی رائفل اٹھا لو اور ہم دونوں پر نظر رکھو"

"کیا کرنے جا رہے ہو تم ؟" میبل نے پوچھا۔

موریس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ میبل کے قریب سے ہٹ آیا، وہ ہنری کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ ریگزار کی طرف جا رہے تھے ہینری کے جوتے پتھروں پر نہایت آوازاسے بج رہے تھے۔ موریس نے دیکھا کہ اندھیرا سمٹ چکا تھا اور اجالا پھیلنے لگا تھا۔ اور پھر اسے احساس ہوا کہ ریڈ ربٹ بیدار ہو چکا تھا لیکن وہ اب تک احمقوں کی طرح چت پڑا ہوا تھا۔

ہنری چلتے چلتے رک گیا۔

"ریڈ ربٹ! ریڈ ربٹ! دوڑو — یہ انگریز لونڈا تو پاگل ہو رہا ہے"

ہنیری

ریڈ ربٹ کچھ ٹرایا اور کچھ غرا کر رہ گیا۔

"وہ مدہوش ہے" مورس نے کہا

ہنیری آگے نہ بڑھا۔ اس نے پوچھا:۔

"کیا چاہتے ہو تم؟"

"آگے بڑھو" مورس نے کہا۔ وہ اب ہنیری کے اتنے قریب آگیا تھا کہ بندوق کی نالیاں اس کی پیٹھ میں کھبو سکتا تھا "چلو۔ آگے بڑھو"

دفعتہ ہنیری خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپنے لگا۔ مورس جانتا تھا کہ بس یہی وقت ہے۔ اس وقت کے بعد یہ کام پھر کبھی نہ ہو سکے گا۔ اس نے اپنے دل میں غصے کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی، اس نے کوشش کی کہ ہنیری سے اس کی نفرت کے جذبات ایک دم سے بیدار ہو جائیں —— کچھ ہو — کچھ ہو کہ وہ اس سفید بالوں والے خونی کو ٹھنڈے دل سے گولی مار سکے لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی اس کے برخلاف یہ ہوا کہ خود مورس کانپنے لگا۔

اور پھر مورس نے کہا:۔

"ہنیری! تم نے مجھے چٹان پر سے گھاٹی میں پھینک دینے کی کوشش کی تھی کیوں؟ ہنیری! تم نطفۂ حرام ہو —— بدمعاش اور خونی ہو۔ بے درد اور نفرت انگیز خونی"

اور اس نے بندوق کی نالیاں ہنیری کے چہرے کی طرف اٹھا کر یکے بعد دیگرے دونوں لبلبیاں دبا دیں۔

ایسا کرتے وقت اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس نے بندوق کے دونوں گھوڑوں کے ٹکرانے کا کھٹکا سنا اور بس۔ لمحے بھر تک گہری خاموشی چھائی رہی۔ وہ حیرت سے ہیری کی اور ہیری اتنی ہی حیرت سے اس کی صورت تک رہا تھا اور پھر انہیں اپنے پیچھے سے ایک چنچتا ہوا قہقہہ سنائی دیا:۔

"ابے سالو۔ سڑی ہو تم دونوں" ریڈ ربٹ کی آواز تھی۔

اور پھر وہسکی کی خالی بوتل سنسناتی ہوئی آئی اور ایک قریبی چٹان سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گئی۔

"ابے سالو۔۔۔ ابے سفید کلیجے والو جنگلیو! اب مرو یہاں" ریڈ ربٹ گرجا۔

وہ اپنی لڑکھڑاتی ٹانگوں پر اپنا جھومتا ہوا جسم سنبھالے آگے بڑھ کر میل کے قریب پہنچا۔ وہ بدستور ہنس رہا تھا۔

"جانی! بندوق لاؤ" اس نے میل کی طرف بڑھا دیا۔

میل نے کچھ کہے بغیر بندوق اس کے ہاتھ میں دے دی۔ صبح کی روشنی تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ریڈ ربٹ بندوق کی نالی زمین پر ٹکائے اور اس کے کندے پر اپنی ٹھوڑی رکھے مسکرا رہا تھا۔

"تم دونوں سڑی ہو سالو بیوقوف ہو" ریڈ ربٹ چیخا اور اس کی آواز چٹانوں کے اندھیرے گوشوں میں گھس کر لوٹ آئی۔

موریس نے جلدی سے بندوق کھولی۔ اس کا خیال تھا کارتوس مردہ ہوں گے۔ لیکن چیمبر میں کارتوس تھے ہی نہیں۔ دونوں چیمبر خالی تھے۔ ریڈ ربٹ نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔ موریس نے بندوق کا کندہ زمین پر ٹیک دیا اور اسے گھسیٹتا ہوا تیل کے پتھر کے قریب پہنچا اور بندوق ٹپکے میں ٹھونس دی۔

"تھوڑا سا پانی دو" اس نے میل سے کہا۔

"بین مورس! تم سالے سٹری ہو" ریڈربٹ چیخا۔

"یہ تم پہلے بھی دو دفعہ کہہ چکے ہو" مورس تھکن محسوس کر رہا تھا چنانچہ بحث کرنا نہ چاہتا تھا۔

"تم سمجھتے تھے کہ اس سالے جرمن کو صحرا میں لے جا کر گولی مار دو گے۔ ہیں؟" ریڈربٹ نے مضحکہ خیز انداز میں اپنا سر ہلایا لیکن اس کی آنکھوں میں جو جذبات تھے وہ قطعی مضحکہ خیز نہ تھے۔ "لیکن ہیمی ریڈربٹ سالا اتنا بڑا گدھا نہیں ہے — میں جانتا تھا کہ یہ ہو گا — گزشتہ رات تم اور میل خیمے کے باہر سالے کھسر پھسر کر رہے تھے۔ حیران ہوں کہ ہنری نے تمہاری آوازیں کیوں نہ سنیں! میں نے تمہیں ہنری کی بندوق وغیرہ بھی خالی کرتے دیکھا میں نے سوچا کہ چلو بابو تم بھی ان بچوں کے اس کھیل میں شریک ہو جاؤ۔ چنانچہ جب تم دونوں باہر سرگوشیاں کر رہے تھے تو میں رائفل تلاش کر کے اس میں سے کارتوس نکال رہا تھا۔"

"اور اگر میں نے تمہاری بندوق سے ہنری کی کھوپڑی اڑا دینے کا فیصلہ کیا ہوتا تو؟" مورس نے کہا۔

"تو واقعی گڑبڑ ہو جاتا لیکن ونچسٹر چلانا آسان نہیں۔ میرا خیال تھا کہ تم رائفل ہی استعمال کرو گے اور سالا میرا اندازہ غلط نہ تھا" وہ مسکرایا۔ "لیکن اب چونکہ تم لوگ بدتمیزی کرنے لگے ہو اس لئے آج سے تمام بندوقیں اور کارتوس میرے قبضے میں رہیں گے" اس نے میل کی طرف دیکھ کر سر ہلایا "جانی! تم سے ایسی امید نہ تھی۔ تعجب ہے کہ تم مورس جیسے پاگل کی حمایتی ہو"

مورس نے دیکھا کہ اس عرصے میں ان کا راہبر اپنے بستر پر خاموش بیٹھا رہا تھا وہ سوچنے لگا کہ خدا جانے یہ ریڈ انڈین راہبر کیا سمجھا ہو گا یا اس نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہو گا۔ ریڈربٹ نشے میں ہوتے ہوئے بھی اتنا مدہوش نہ

تھا جتنا کہ مورس سمجھے ہوئے تھا۔

"اچھا بھئی! اب چل کر سونا چاہیئے" مورس نے کہا۔

اور جب وہ اپنے کھولے ہوئے خیمے کی طرف جا رہا تھا تو اس نے ریڈ ربٹ کو میل سے کہتے سنا:۔

"جان من! اپنے پٹھو تھیلے سے کارتوس نکال کر میرے حوالے کر دو۔ تم شریر کتیا ہو، اور سالا میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے خوبصورت گول کولھوں پر چانٹے برسا کر انھیں سرخ کر دوں۔"

ہنری اپنا خیمہ لگا رہا تھا۔ وہ ان میں سے کسی طرف نہ دیکھ رہا تھا اور مورس نے دیکھا کہ اس کے رخساروں پر رنگ آگیا تھا۔

"گزشتہ رات ہی مجھے اس کا خاتمہ کر دینا چاہیئے تھا" مورس نے سوچا "اب ایسا موقع نہ آئے گا۔"

ریڈ ربٹ اور میل مورس کا ہاتھ بٹانے آ گئے اور وہ تینوں مل کر اپنا خیمہ چٹان کے پہلو میں اور ہنری کے خیمے کے قریب ایستادہ کرنے لگے۔ چٹانی دیوار کی وجہ سے انھیں دھوپ کی تمازت سے ایک حد تک پناہ مل سکتی تھی۔ راہبر اپنے بستر پر بے حرکت بیٹھا ہوا تھا۔

"سیمی! ہمارے رہبر غریب کا کیا ہوگا؟" مورس نے پوچھا۔

"کیا ہوا اسے؟"

"ظاہر ہے کہ وہ باہر کھلے میں نہیں سو سکتا۔"

"وہ ہنری کے ساتھ سوئے گا۔ یعنی اس کے خیمے میں" ریڈ ربٹ نے جواب دیا۔

اور پھر چیخ کر راہبر سے کچھ کہا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھوں

سے اپنی ہیٹ پکڑ کر کمر سے جھک گیا۔

"ہنری! ریڈ انڈین تمھارے خیمے میں سوئے گا" ریڈ ربٹ نے جرمن کو مطلع کیا۔

ہنری نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں،" وہ بولا "وہ خچروں کے ساتھ باہر سوئے گا۔ خچروں کی دیکھ بھال کرنا اس کا کام ہی ہے۔"

"ہنری باپو! تم ایسا ہی کرو گے جیسا تم سے کہا جائے گا" ریڈ ربٹ نے کہا وہ آپ ہی آپ مسکراتا ہوا بار بردار خچروں کے قریب پہنچا اور ہنری کی ہاتھی مار بندوق اور وہ دونوں تھیلے اپنے قبضے میں کر لئے جنھیں وہ ہیرے بھرنے کے لئے لائے تھے۔ ان تھیلوں میں اس نے تمام کارتوس ٹھونس دیئے۔

دوسرے لوگ جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔ ریڈ ربٹ بندوق اور کارتوس بھرے تھیلے بڑے خیمے میں رکھ آیا۔

"ہنری!" وہ بولا "جرمنوں کی میزبانی مشہور ہے۔ راہبر کو اپنے خیمے میں لے جاؤ"

ہنری کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"پچھلی دفعہ جب میں کپتان لیونارڈ کے ساتھ اس مہم پر آیا تھا تو ہمارا راہبر باہر اپنا کمبل تان کر سویا کرتا تھا" وہ بولا۔

ریڈ ربٹ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"یقیناً سویا کرتا ہو گا اور کس کے حکم سے؟ سالے تمھارے، اور بڈھے کپتان کے حکم سے کیوں؟ ٹھیک ہے تم سالے دونوں صاحب بہادر جو تھے سالے لوہانا لوگ۔ بس جاؤ اپنے خیمے میں اور راہبر کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ ہیم سالے

جمہوریت کے قائل ہیں۔؟

اور سبینہ کھلا کر خوشی سے ٹرایا اور پھر راہبر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنری کے خیمے میں چلا جائے۔ راہبر پھر جھک گیا، اس نے اپنا کمبل اٹھایا اور بگولے کی طرح ہنری کے خیمے میں گھس گیا۔

ہنری ریڈ ربٹ کو گھور رہا تھا اس کے ہونٹوں کے قریب کا گوشت پھڑک رہا تھا۔

"تم اسے اپنے خیمے میں کیوں نہیں سلاتے ایں؟ اس نے کہا" یہ خیمہ بڑا ہے"

"کیا واہیات بات کہی ہے بابو! ریڈ ربٹ نے جواب دیا" ہمارے ساتھ سالی ایک معزز خاتون ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ سالا کافر ہمارے خیمے میں نہیں سکتا"

موریس اور رمیل ایک طرف خاموش کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

ریڈ ربٹ اپنی فتحمندی سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"جاؤ ہنری! اپنے خیمے میں گھس کر لیٹ جاؤ اس سے لپٹ کر" وہ لپکا" کیوں بابو! آج تک کسی ریڈ انڈین کے ساتھ سوئے ہی نہیں؟ کسی لونڈیا کے ساتھ بھی نہیں۔ ایں!"

ہنری نے بڑے مضحکہ خیز انداز میں اپنا سر ہلا کر جھکا لیا۔ ایک لمحے تک وہ اپنی مٹھیاں بھینچے کھڑا رہا، اس کا چہرہ دہک رہا تھا، پھر وہ پلٹا اور اپنے خیمے میں گھس گیا۔

"ہا۔ بیچارا ہنری۔ ابھی سالے کو تھوڑا اور توڑنا باقی ہے" ریڈ ربٹ ہنسا۔

وہ سامان میں سے وہسکی کی دوسری بوتل نکال لایا اور آپ ہی آپ مسکراتا اور سر ہلاتا بڑے خیمے میں چلا گیا۔ اس نے اپنی قمیص، جوتے اور

جرابیں اتاریں اور زمین پر بچھائی ہوئی بڑی سی شطرنجی کے کنارے پر لیٹ گیا۔ ہوا کی آمد و رفت کے لئے اس نے خیمے کے پردے نہ گرائے۔ مورس اس کے قریب لیٹ گیا۔ وہ ریڈ ربٹ کی فتح کی خوشی میں شریک نہ تھا

" یہ تم نے بڑی حماقت کا ثبوت دیا ہے سیمی " وہ بولا۔

" تو پھر دانائی دو مجھے بابو" اس نے وہسکی کا ایک گھونٹ لیا۔ سائی بڑی پُر از واقعات شام رہی آج کی۔ غیر معمولی طور پر اہم "

" تم نے راہبر کو ہنری کے خیمے میں کیوں بھیج دیا ؟ " مورس نے کہا۔ " کیا واقعی تمہیں راہبر کا اتنا ہی خیال ہے ؟ "

" نہیں بابو بلکہ میں ہنری کو ایک سبق دینا چاہتا تھا۔ بتانا چاہتا تھا سالے کو کہ یہاں حکم میرا چلتا ہے۔ آقا میں ہوں اور سالا منتظم بھی میں ہوں "

" تمہارے لئے تو شاید ایک دلچسپ کھیل ہے۔ لیکن مناسب ہوتا کہ تم اپنی حکومت اور اختیار کا یہ کھیل ہنری کے ساتھ نہ کھیلتے وہ خفا تھا سیمی "

" وہ سالا جرمن ہے بابو۔ اور جرمن حکومت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ ان پر رعب جماؤ اور وہ بھیگی بلی بن جاتے ہیں اور یہ میرا ٹھینگا ہے جو میں نے اس کے سر پر رکھا ہے۔ ایک یہودی کا ٹھینگا۔ موسیٰ نبی کا گھونسا ــــ رب موسیٰ کی قسم، مجھے جرمنوں سے نفرت ہے "

وہ اندھیرے میں پھر ہنسنے لگا چند منٹوں بعد میل خیمے میں آگئی اور مورس کے قریب لیٹ گئی۔ اور اس کے بدن کی گرم بو اس کے نتھنوں میں پہنچی اور وہ سوچنے لگا۔

" گردش اب اپنا دائرہ پورا کر چکی۔ ایک بار پھر ریڈ ربٹ ہمارا " صاحب " ہے۔ لیکن وہ کب تک اس مقام پر رہے گا۔ اس سفر میں کچھ بھی ہو سکتا

ہے۔ ممکن ہے اس کا یہ اختیار کوئی مشیت پیدا کر دے۔ ممکن ہے ایک بار پھر وہ حاکم سے محکوم بن جائے"۔

سہ پہر کے وقت مورس کی آنکھ کھل گئی۔ خیمے کے پردے کی ایک دراڑ میں سے ایک آتشی شعاع خیمے میں گھس آئی تھی اور فضا میں پسینے اور وہسکی کی بو بسی ہوئی تھی۔ اس نے کروٹ لی اور اب اسے معلوم ہوا کہ اس کا لباس پسینے میں بھیگ کر اس کے بدن سے چپک گیا تھا۔ اس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ چار بج کر پندرہ منٹ۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری وہ خشک تھے اور ان پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔ یہ شدید پیاس تھی جس نے اسے جگا دیا تھا۔ اس نے پانی کے کنستر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ نیل اوندھے منہ سو رہی تھی۔ اس نے اپنی قمیص کھول دی تھی اور اس کی انگیا اور پتلون پسینے سے سیاہ ہو رہی تھی اور اس کے بالوں میں اور گھٹنوں کے پچھلے حصے میں پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے اور اس کے سنہرے بال اس کے بھیگے ہوئے برہنہ شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

نیل کو نیم عریاں اور اسی حالت میں دیکھ کر مورس کا حلق اور بھی خشک ہو گیا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے منہ میں مٹھی بھر ریت ٹھونس دی ہو۔ اس کا بدن ایک دم سے تپ گیا۔ اس نے پانی پیا لیکن دھوپ اور نیل کے نیم عریاں جسم کی گرمی اب برداشت سے باہر تھی۔ دفعتہً اس کے حلق میں اینٹھن سی ہونے لگی۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور خیمے سے باہر آ گیا۔ تمازت سے اس کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔

اس نے آنکھیں مل کر دیکھا اور سوچا کہ وہ شاید خیمے کے دوسری طرف

نکل آیا تھا کیونکہ اس طرف نہ تو ہیری کا خیمہ تھا اور نہ خچر تھے۔ وہ چند قدم آگے بڑھ کر سائے میں سے نکل آیا اور تب اس کی نظر ریڈ انڈین راہبر پر پڑی۔ وہ ٹھیک اس جگہ، جہاں ہیری کے خیمے کو ہونا چاہیے تھا، اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ راہبر کے سفید لباس پر خون کے داغ تھے اور اس کی کھوپڑی کا پچھلا حصہ جمے ہوئے خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہو چکا تھا۔

وہ خیمے میں گھس گیا۔

"سیمی! میل! اٹھو" وہ چیخا

"اب کیا ہوا؟ کیا سالا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہم پر" ریڈ ربٹ چیخا اور اپنی رائفل اٹھا کر خیمے سے باہر دوڑ گیا۔ جمائیاں لیتی ہوئی میل اس کے پیچھے تھی۔

"ہیری چلا گیا۔ وہ ہمارے سب خچر لے گیا اور اس نے راہبر کا خون کر دیا ہے" موریس کہتا گیا۔

ریڈ ربٹ ریڈ انڈین راہبر کی لاش پر جھک گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر راہبر کی پچکی ہوئی خون آلود کھوپڑی کو ٹٹولا۔ موریس نے اپنے رگ و ریشے میں کپکپی کی لہر محسوس کی۔ میل اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اب بھی نیم عریاں تھی۔

"میرے خدا! ہیری نے ایسا کیوں کیا؟" میل نے لرز کر کہا

"میل! اپنا جسم ڈھانک لو" موریس نے آہستہ سے کہا

ریڈ ربٹ اپنی پتلون پر خون آلود انگلیاں پونچھتا واپس آیا۔

"خیمہ اکھاڑ دو" وہ چیخا "خون اس کی کھوپڑی پر تقریباً خشک ہو چکا ہے جس کا مطلب ہے اس حرامی ہیری کو یہاں سے روانہ ہوئے کم سے کم ایک گھنٹہ ہو چکا ہو"
اور وہ خیمے سے کپڑے اور بندوقیں اور کارتوس باہر گھسیٹ رہا تھا اور پھر وہ بڑی افراتفری میں اپنی پتلون پہن رہا تھا اور پھر بندوقیں بھر رہا تھا۔ موریس نے

کچھ کہنا چاہا تو ریڈ ربٹ نے اسے جھڑک دیا۔

"ابے خیمہ گرانڈ" وہ گرجا۔

میل نے خیمے سے باہر ہی لباس تبدیل کیا اور اس اثنا میں مورس دیوانوں کی طرح خیمے کے کھونٹے اکھاڑتا رہا، پسینہ اس کی آنکھوں میں ٹپک ٹپک کر سوزش پیدا کر رہا تھا اور اس کا دماغ یوں جل رہا تھا جیسے اس کے سر پہ شعلوں کا تاج رکھ دیا گیا ہو

ریڈ ربٹ نے تیز تیز سانسوں کے درمیان کہا:۔

-اس سالے نے سمجھا ہوگا کہ ہم دو گھنٹوں سے پہلے بیدار نہ ہوں گے اور تب تک وہ دور نکل جائے گا۔ سور کی اولاد ــــ بابو! تمہیں کس نے جگایا؟"

"پیاس نے"

"رب موسیٰ تمھاری پیاس پہ اپنی رحمتیں نازل کرے۔ ہم اس حرامی پلّے کو جالیں گے۔ وہ بچ کر نہیں جا سکتا۔ اور پھر میں اس حرامی کے پیر کاٹ کر دھکی میں ان کا اچار ڈالوں گا"

اس نے ایک رسّی سے کارتوس کے دونوں تھیلے باندھ دیے اور پھر انھیں شطرنجی میں لپیٹ دیا۔ ایک بیڈھنگا گٹھر تیار ہو گیا۔

"ہم لوگ باری باری سے یہ گٹھر، پانی کے کنستر اور خیمہ اٹھائیں گے" اس نے کہا، "لیکن سلیپنگ بیگ ہمیں یہیں چھوڑنے ہوں گے۔ سالی مجبوری جو ٹھہری"

اس نے ہینری کی ہاتھی مار بندوق اٹھائی اور اس پر لگی دوربین کے ذریعہ چاروں طرف دیکھا اور پھر سر ہلا کر بندوق اپنے کندھے سے لٹکا لی۔

"کچھ نظر نہیں آتا۔ سالی گرم دھند بہت ہے" وہ بولا

"پانی کتنا ہے ہمارے پاس؟" مورس نے پوچھا

"جتنا کچھ ہمارے ساتھ خیمے میں تھا۔ یہی دو تین فٹ" اس نے غصے کے

عالم میں بڑے زور سے سر ہلایا" اگر کل تک ہم نے اس نطفۂ نا تحقیق کو نہ جا لیا تو باپو ہم مصیبت میں پھنس جائیں گے"

"لیکن ہم یہ کہاں جانتے ہیں کہ وہ کس طرف گیا ہے؟ مورس نے کہا

"وہ مردود ایک ہی طرف جا سکتا ہے، بشرطیکہ واپس نہ ہو گیا ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ واپس نہیں گیا۔ میں نے نقشہ کا اتنی دفعہ اور ایسا گہرا مطالعہ کیا ہے کہ اب وہ سالا مجھے گویا ازبر ہے۔ وہ صحرا کے کنارے کنارے چل کر فیسل چیلو کا کے قدموں میں پہونچا ہوگا۔ اور یہ پہاڑ بالکل عمودی ہے۔ اور اس میں صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں سے وہ سالہ خچروں کو اوپر لے جا سکتا ہے اور یہ جگہ یہاں سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور باپو وہ چڑھائی بھی زبردست ہے ۔۔۔ یہ خود ہنری نے مجھ سے کہا تھا ۔۔۔ چھ سات گھنٹے کی چڑھائی ہے۔ اور وہیں ہم اس سالے کو پکڑ لیں گے، بشرطیکہ ہم اسے پکڑ سکے"

اور اس نے کارتوسوں کے دو بوجھل تھیلے، پانی کا کنستر اور لپٹا ہوا خیمہ اپنے کندھے پر لاد کر دو رہین والی ہاتھی مار بندوق اٹھائی، ونچسٹر بندوق مورس کو اور مالفل میلی کو دے دی جو خالی خالی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"لیکن کیوں؟" وہ چلائی

"ایں!" ریڈ ربٹ نے کہا

"اس نے ایسا کیوں کیا؟"

"اس لئے کہ وہ سالا کمینہ اور پاگل ہے" ریڈ ربٹ نے جواب دیا۔ "وہ سمجھ رہا ہے کہ اکیلا ہی دریا تک پہنچ کر ہیرے سمیٹ لے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ سمی کو دھوکا دینا آسان نہیں"

"لیکن اس نے غریب ریڈ انڈین کو کیوں قتل کر دیا؟" میل نے پوچھا

"شاید اس لئے کہ اس کے جسم سے بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے یا شاید اس لئے کہ اس کے اور سالے ہنری کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو گیا تھا۔ بہر حال راہبر تو وہ ہمارا تھا۔" اور پھر اس نے مورس کی طرف دیکھا "ٹھیک ہے باپو۔ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ گزشتہ رات جب تم اسے گولی مار دینا چاہتے تھے تو میں نے تمہیں روک کر غلطی کی تھی۔"

"غلطی ہم دونوں سے ہو گئی" مورس نے کہا "دو راتوں پہلے مجھے اس کا خاتمہ کر دینا چاہئے تھا۔"

"گھبراؤ نہیں باپو۔ ہم دونوں کو اس کا موقع مل جائے گا۔"

"اس راہبر کا کیا؟" میل نے پوچھا

"کیا مطلب؟"

"ہم اسے دفن نہیں کر رہے ہیں؟"

"ہا۔ ہا۔" ریڈ ربٹ نے کہا

وہ سامان سے لدا ہوا اور اس کے بوجھ سے جھکا ہوا چٹان کے سائے میں چل پڑا تھا۔

"کفن دفن سب بکواس ہے" وہ چیخا "میں تو کہتا ہوں تم ماتمی سیاہ لباس ہی کیوں نہ پہن لو؟ یہ سالی اچھی رہی کہ ہم اسے دفن بھی کریں۔ ہم جتنی زیادہ دیر کریں گے وہ حرامی ہنری اتنا ہی زیادہ ہم سے دور ہوتا جائے گا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو کل رات تک گدھ اسے چٹ کر چکے ہوں گے۔

وہ مورس کی طرف گھوم گیا۔

"باپو! ہم ایک وقت میں آدھے گھنٹے تک چلتے رہیں گے اور پھر سستانے کے لئے صرف پانچ منٹ رک جائیں گے۔ اگر ہنری سالا راستے میں ٹھہر گیا تو

پھر ہم اسے فیصل چنلو کا پر ہی پکڑ سکیں گے۔ اور وہاں تک ہمیں بہر حال نو گھنٹوں میں پہنچنا ہے، یعنی رات کے ایک اور دو کے درمیان اور پھر ہم سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اس کا سراغ لگا لیں گے۔" وہ تھکن سے مسکرایا۔ "بابو کبھی شکار پر گئے ہو؟"

"نہیں"

"بہر حال یہ تو ایسا ہی ہے جیسے میں افریقہ کے جنگلوں میں شیر کا تعاقب کیا کرتا تھا۔ یہاں سالا ہینری ہے جو شیر نہیں ہے چنانچہ اس کا سراغ لگانا مشکل نہ ہوگا اور نہ ہی اسے پکڑنا مشکل ہوگا کیونکہ وہ سور سب کچھ تو لے گیا ہے لیکن اپنے بچاؤ کا سالا کوئی سامان اس کے پاس نہیں۔ بابو! بندوقیں اور کارتوس ہمارے پاس ہیں۔"

"لیکن اس کے پاس چاقو تو ہے ہی" موریس نے کہا "وہی جس سے اس نے لیونارڈ کا خون کیا تھا"

ریڈ رمبٹ ہنسا۔

"ہم اس سالے کو اتنے قریب آنے ہی نہ دیں گے کہ وہ چاقو استعمال کر سکے"

وہ لوگ چٹان کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔ سخت دھوپ کے سامنے ان کے سر جھکے ہوئے تھے کالے شیشوں کے پیچھے ان کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں اور سورج کے آتشی نیزے چٹانوں کو لرزا رہے تھے۔ چند منٹ بعد موریس نے پیچھے ہٹ کر میل کا ہاتھ تھام لیا۔

"کیا حال ہے؟" اس نے پوچھا

"ٹھیک نہیں ہے۔ میں لاش نہیں دیکھ سکتی۔ بیچارا راہبر"

اس نے میل کے کندھے پر سے صندوق اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لی۔

"شکریہ" وہ بڑبڑائی "میرا خیال تھا کہ مجھے دھوپ پسند ہے۔ جب میں لندن میں تھی تو دھوپ میں ساحل پر پڑے رہنے کے متعلق سوچا کرتی تھی"

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے میل۔ دھوپ اور تپش تو نہاں ہو گی"

اور اس نے نیچے صحرا کی طرف اشارہ کیا اور اس طرف دیکھا۔ سیاہ عینک کے پیچھے اس کی آنکھیں درد کرنے لگیں اور ایسا معلوم ہوا جیسے صحرا اور سورج اور آسمان نے آپس میں مل کر سلگتے ہوئے کانچ کا ایک گنبد بنا دیا ہو۔

"اور سلگتے ہوئے کانچ کے اس گنبد کے کنارے پر تین کیڑے رینگ رہے ہیں" اس نے سوچا۔ "اور یہ کیڑے ہم ہیں اور ہمارے سر زردی سے سوج گئے ہیں، حلق خشک ہو کر بند ہو رہے ہیں، ہونٹ تڑخ گئے ہیں اور سیاہ ہو رہے ہیں اور ہمارے پاس پانی کا ذخیرہ اتنا کم ہے کہ بمشکل بارہ گھنٹے چل سکتا ہے۔ ہاں اگر ہم نے ہنیری کو پا لیا تو پھر پانی کا مسئلہ تو حل ہو جائے گا۔ ایک انسان اور نو خچر اس سپید جلتے ہوئے ویرانے میں کہیں گم ہیں اور صرف بارہ گھنٹوں میں ہمیں انھیں تلاش کرنا ہے اور وقت گزر رہا ہے، بارہ گھنٹوں کا ایک ایک منٹ اس جہنمی گرمی سے پگھل کر ٹپک رہا ہو"

وہ میل کا ہاتھ پکڑے تھا اور میل نے اپنا بوجھ اس پر ڈال دیا تھا اور موریس ریڈ ربٹ کے سائے کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جو چٹانوں پر سے کانپتا ہوا گزر رہا تھا اور اس کے جوتے دھوئیں کی طرح دھول اڑا رہے تھے۔

پہلا آدھا گھنٹہ گزر گیا اور وہ لوگ سائے کے ایک پیوند میں یا نیند بھرے بیٹھ گئے اور ایک ایک گھونٹ پانی سے اپنے خشک حلق تر کیئے۔ دھوپ آنکھوں میں گھس کر تکلیف دے رہی تھی چنانچہ میل نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے ریڈ ربٹ نے لپٹا ہوا خیمہ اور بھاری تھرمس کے تھیلے موریس کی طرف بڑھا دیے۔ موحد اللہ کر نے یہ چیزیں لے کر جواب میں میل کی بندوق اور پانی کا کنستر ریڈ ربٹ کو دیدیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں شاید تمھارے لئے مصیبت بنی ہوئی ہوں" میل نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے" مورس نے کہا اور پھر ریڈ ربٹ سے پوچھا "تمھارا کیا خیال ہے سیمی؟"

"کاہے کے متعلق بابو؟"

"ہم پہنچ جائیں گے؟"

"پہنچنا ہی پڑے گا بابو"

اور اس نے کھنکھار کر قریبی پتھر پر تھوک دیا۔ تھوک کا بلبلا چند ثانیوں تک سنسناتا رہا اور پھر غائب ہوگیا۔ ریڈ ربٹ کا رنگ سیاہ ہو رہا تھا اور اس کے بشرے سے وحشیانہ سنگدلی عیاں تھی۔

"معاملے پر اس طرح غور کرو بابو" آخر کار اس نے کہا "ہنیری پاگل ہے لیکن سالا بیوقوف نہیں ہے۔ اسے ہیروں کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ شاید ہم کو۔ شکار کا پہلا اصول یہ ہے کہ اگر شکار، جس کا تم تعاقب کر رہے ہو، چالاک ہے تو پھر تم یہ اندازہ لگاؤ کہ وہ کیا کرے گا۔ چنانچہ بابو ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہنیری کیا چاہتا ہے اور وہ کیا کرے گا۔ تو بابو وہ ہمارا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔ ہاں ہم سب کو مار ڈالنا چاہتا ہے لیکن بندوقیں ہمارے پاس ہیں چنانچہ وہ ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا، اس وقت بھی نہیں جب ہم بے خبر سو رہے تھے۔ چنانچہ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا یعنی یہ کہ وہ انتظار کرتا رہا کہ سالی یہ بھون ڈالنے والی گرمی ذرا کم ہو جائے اور پھر جب تمازت ذرا کم ہوئی تو وہ تمھارا خچر لے کر اور ہمیں سوتا چھوڑ کر چلتا بنا۔ اس کا خیال تھا کہ ہم سالے مزید چند گھنٹوں تک سوتے رہیں گے اور اس حرامی کو کافی دور نکل جانے کا موقع مل جائے گا اور پھر

اس نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ ہمارے پاس پانی زیادہ ہے نہیں چنانچہ اگر ہم نے
اس کا تعاقب کیا بھی تو سالے راستے ہی میں پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے۔
چنانچہ یقین کرو بابو وہ سور اس وقت مطمئن ہوگا۔ کم سے کم ہماری طرف سے
بالکل مطمئن اور بے فکر ہوگا۔

میل نے اپنی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا لئے تھے، اپنا جھکا ہوا سر اٹھا لیا
تھا اور وہ ریڈ ربٹ کی باتیں سن رہی تھی اور اس کی بڑے چھجے والی ہیٹ
کا سایہ اس کے چہرے پر پڑ رہا تھا اس کے ہونٹ خشک اور چہرہ کچھ سُتا
ہوا سا معلوم ہوتا تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس عالم میں بھی وہ بڑی پرکشش اور
ہیجان انگیز معلوم ہو رہی تھی۔

ریڈ ربٹ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"اب بابو ہوا یوں کہ سالے ہنری نے جو اندازہ اور حساب لگایا تھا اس
میں سے دو باتیں غلط پڑ گئیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے پاس خیمے میں پانی کچھ زیادہ
تھا، حالانکہ ہنری نے یقین کر لیا ہوگا کہ ہمارے پاس پانی بہت کم ہوگا یا سرے
سے ہوگا ہی نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ ہم سالے ہنری کی توقع کے خلاف
کم از کم پون گھنٹہ جلد جاگ اٹھے، نہ صرف جاگ اٹھے بلکہ اس کے تعاقب
میں چل بھی دیئے"

"اب بابو صورت حال پر غور کرو۔ ہنری ہیروں کی تلاش میں چلا ہے
اور شیطان کے چھجے سے نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے جو یہاں سے پندرہ میل
دور ہے۔ فیصل چلو کا پر پہنچنے میں اسے کئی گھنٹے لگ جائیں گے اور وہیں ہم
اس سالے کو پکڑ لیں گے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں"

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھی مار بندوق پر لگی دوربین سے جلتے ہوئے سفید افق

کا جائزہ لینے کے بعد بولا :-

" دوسری طرف یہ بھی ہو سکتا ہے بابو کہ ہنری سالا مطمئن نہ ہو۔ شاید اس نے سوچا ہو کہ ہم جاگ کر اس کے تعاقب میں چل پڑے ہوں گے، یعنی وقت سے پہلے ہی، اور یہ کہ اس نے سوچا ہو کہ ہمارے پاس پانی کا ذخیرہ اس کے اندازے سے سالا زیادہ ہو"

اور وہ بندوق کندھے سے لٹکا کر چٹان کے قدموں میں چل پڑا۔ موریس اس کے پیچھے تھا اور اس نے اب بھی میل کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور ریڈ ربٹ کی آواز صاف سن رہا تھا حالانکہ اب وہ کچھ گھٹی ہوئی تھی۔

" بابو! اگر تم غلیظ ہنری ہوتے تو اس وقت کیا کر رہے ہوتے؟"

" حتی الامکان تیزی سے دریا کی طرف جا رہا ہوتا"

" شاید ایسا ہی کرتے یا شاید ایسا نہ کرتے بابو۔ فرض کرو کہ تمھیں سالا یہ خیال آتا کہ دریا تک پہنچنے سے پہلے ہم تمھیں پکڑ لیں — فیصل جنلو کا تک پہنچنے سے پہلے ہی تمھیں پکڑ لیں گے۔ تو پھر کیا کرتے؟ میں بتاؤں میں کیا کرتا؟ میں بابو افریقہ کے شکاری کتوں کی ترکیب آزماتا۔ یہ کتے سالے شیر پر چھوڑے جاتے ہیں۔ خیر تو ہوتا یہ ہے کہ شکار کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ سالا خوف کے عالم میں بھاگ بھاگ کر آپ ہی بے حال ہو جاتا ہے اور پھر ٹھا ٹھا بس — سالا کھیل ختم — اگر ہماری قسمت سالی اوندھی ہے تو ہنری بھی ایسا ہی کرے گا۔ وہ فیصل جنلو کا میں کہیں چھپ رہے گا اور ہم اسے تلاش کرتے رہیں گے یہاں تک کہ پانی ختم ہو جائے گا اور پھر پیاس ہمارا خاتمہ کر دے گی یا ایسا ہوگا کہ جب ہم تھکن اور پیاس سے انگلی ہلانے کے بھی نہ رہیں گے تو وہ سالا اپنی کمین گاہ سے باہر آئے گا

اور اپنے چاقو سے ہم تینوں کو باری باری سے ذبح کر دے گا تو جانو باپو اس کے پاس وہ دور بین ہے جو اس نے لیونارڈ کو قتل کر کے حاصل کی اس کے شیشے بڑے زوردار ہیں اور اس سے نہ صرف دن کے وقت بلکہ رات کے وقت بھی دور کی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ وہ سور تو ہمیں اپنی کمینگاہ میں سے دیکھ سکتا ہے لیکن اسے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ہمارے پاس اس بندوق کی دور بین کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

"وہ خچروں کا کیا کرے گا؟" مورس نے پوچھا

"یہ میں اب تک معلوم نہ کر سکا لیکن باپو ہماری تمام تر امیدیں سالے خچروں سے ہی وابستہ ہیں کیونکہ اگر وہ تمام خچروں کو وقت پر نصیل چنلو کا پر نہ پہنچا سکا تو پھر وہ خود مصیبت میں پھنس جائے گا باپو! ایک دفعہ خچر ہمارے ہاتھ لگ گئے تو پھر ہمارے پاس کھانے کی چیزیں بھی ہوں گی اور پانی بھی ہوگا اور پھر ہم اپنے اطمینان سے اس سالے بھگوڑے کو تلاش کریں گے"

"اور اگر ہمیں خچر نہ ملے تو"

"تو پھر باپو کل ہم خود گدھوں کی خوراک بن جائیں گے۔ اگر کل صبح تک ہمیں ہنیری یا سالے خچر نہ ملے تو مجھے خوف ہے باپو کہ اس جلتے ہوئے ویرانے میں ہماری ہڈیاں خشک ہو رہی ہوں گی"

مورس نے اپنی دھوپ کی عینک پر ہاتھ کا سایہ کر کے سامنے دیکھا اور اسے کچھ نظر نہ آیا سوائے کانپتی ہوئی دھند کے اور اسی دھند کے اوپر اٹھتی ہوئی چٹانوں کی ننگی گرم چوٹیوں کے۔

"ایک گھنٹے بعد سورج ڈھلنے لگ جائے گا" ریڈ میٹ نے کہا

مورس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ پانچ بج رہے تھے تقریباً ایک گھنٹہ

گزر چکا تھا اور گرمی سر چڑھنے لگی تھی۔ گیارہ گھنٹے یا اس سے کچھ زیادہ وقت باقی رہ گیا تھا اور ریڈر ریٹ کی پیٹھ پر پڑے ہوئے پلاسٹک کے کنستر میں پانی ڈول رہا تھا اور وہ اس کی "قل۔ قل" کی آواز سن رہا تھا۔

"گیارہ گھنٹے" اس نے سوچا" اور تین آدمیوں میں اتنا تھوڑا پانی۔

سورج غروب ہو گیا اور شیطان کے پیچھے میں یہ ان کی دوسری رات تھی اور اس رات بھی وہ اسی صحرا کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔ صحرا خشک تھا اور سفید تھا جیسے دھرتی کی کوئی خشک ہڈی ہو۔

چاند تقریباً پورا تھا اور سورج کے غروب ہونے کے بعد وہ تینوں باری باری سے بندوق کی دوربین سے ویران افق کا جائزہ لیتے رہے اور دو دفعہ ـــ پہلی دفعہ اندھیرا اترنے کے فوراً بعد اور پھر آدھی رات سے کچھ پہلے ـــ انھیں کچھ نظر آ گیا۔ چند چیزوں کا ایک دھندلا سا مجموعہ جو چٹان کے پس منظر میں اور اس کے پہلو پر حرکت کرتا نظر آتا تھا۔ یہ چیز انھیں پھر دکھائی نہ دیں چنانچہ یہ شاید ان کا وہم تھا۔

وہ خاموش چلتے رہے اور مردہ سی بوجھل ہوا انھیں بے طرح تھکاتی رہی۔ اب وہ آدھے گھنٹے کے بجائے یک وقت ایک گھنٹہ چل رہے تھے اور ہر ایک گھنٹے کے بعد دم لینے کے لئے صرف پانچ منٹ قیام کر دیتے تھے اور ہر آدھے گھنٹے کے بعد پانی سے اپنے ہونٹ اور حلق تر کر لیتے تھے اور یہ ایک گھونٹ پیاس بجھانے کے بجائے اسے اور بھڑکا دیتا تھا۔

آدھی رات کے کچھ ہی دیر بعد میل کی قوت جواب دینے لگی۔ وہ موریس کا سہارا لئے ہوئے تھی اور ہر چند منٹ کے بعد اس کے قدم رک جاتے تھے

چنانچہ مورس بھی مجبوراً رک جاتا تھا وہ میل کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور بار بار اسے جھنجھوڑ رہا تھا کیونکہ میل کی آنکھیں بند ہوہو جاتی تھیں۔ مورس نے اس سے بات چیت کرنے کی کوشش کی لیکن میل منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر خاموش ہو گئی۔ اس کا سر ایک طرف جھکنے لگا یہاں تک کہ اس کے ریشمی بال مورس کی گردن پر سرسرانے لگے۔ اس نے ایک بار پھر اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ایک بج رہا تھا۔ سورج طلوع ہونے میں چار گھنٹے باقی تھے اور پانی بھی اتنے ہی وقت کے لئے تھا بلکہ شاید اس سے بھی کم۔

"فصیل جیلو کا کے درے کے قریب تو ہم شاید پہنچ رہے ہوں گے؟" اس نے پوچھا

"ہاں۔ لیکن وہ سالا ہے کہاں؟" ریڈ ربٹ نے جواب دیا اور اپنے سامنے اس مسلسل چٹان کی طرف دیکھنے لگا جو صحرا میں ابھری ہوئی تھی اور چاندنی میں ایک کھردرے پردے کی طرح معلوم ہوتی تھی اس کھڑی چٹان پر کوئی پہاڑ پر چڑھنے کا ماہر بھی نہ چڑھ سکتا تھا۔ ٹرکوں کو اوپر لے جانا تو خیر دور کی بات تھی۔

چند ثانیوں بعد ہی مورس نے میل کو بوجھل ہوتے محسوس کیا۔ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور قدم گھسٹ رہے تھے جیسے وہ نشے میں دھت ہو۔ وہ رک گیا اور اس نے میل کا چہرہ اٹھایا۔ اس کے چہرے پر دھول کی تہہ جمی تھی اور اس میں پسینے نے دھاریاں ڈال دی تھیں اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ہونٹوں کے کونوں پر لعاب کے بلبلے تھے اس نے میل کو آہستہ سے لٹا دیا اس کا سر اپنی کہنی کے ٹیک میں رکھا اور پانی کا کنستر اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔

میبل نے کمزوری سے کھانس کر آنکھیں کھول دیں۔

"میبل! تھوڑا سا پانی پی لو"

میبل نے ایک گھونٹ لیا۔ تھوڑا سا پانی اس کے ہونٹوں کے کونوں میں سے بہہ گیا۔ اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"موریس! میں آگے نہیں جا سکتی۔ مجھے افسوس ہے" اس کی آواز بے جان تھی۔

رحم اور ہمدردی کی لہر موریس کے دل میں اٹھی اور پھر اس پر مایوسی غالب آگئی۔ اس نے نرم آواز میں لیکن تاکید کی لہجے میں اس سے کہا:۔

"میبل! سن رہی ہو میری آواز؟۔ میبل تمہیں ہمت نہیں ہارنی ہے تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے۔ تم چلو گی۔ سمجھیں؟ سن رہی ہو۔ اٹھو میبل۔ اٹھو"

"مجھے سو جانے دو موریس" اس کی آواز سرگوشی سے ذرا ہی بلند تھی خدا کے لئے موریس مجھے سو جانے دو۔ چند منٹوں کے لئے ہی سہی۔

ریڈ ربٹ ان کے قریب آکھڑا ہوا

"میبل اٹھو یہ کیا بودا پن ہے سالا" وہ خفا تھا

میبل نے بمشکل اپنی آنکھیں کھول کر ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا۔ بوخرالڈ کر نے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں! چلو اٹھو" وہ بولا

"تم دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو گیا ہے اسے" موریس نے کہا "نڈھال ہو گئی ہے بالکل"

"ہاں ہو گئی ہے لیکن سالا میں بھی نڈھال ہو گیا ہوں اور تم بھی نڈھال ہو۔

چلو اٹھو لڑکی ورنہ میں تمہیں گھسیٹ کر کھڑا کر دوں گا۔"

"بکو مت" موریس نے کہا۔

وہ میل کا ہاتھ آہستہ آہستہ دبانے اور بازو پکڑ کر اٹھانے لگا۔

"میل کوشش کرو۔ تمہیں یوں ہمت نہ ہارنا چاہئے"

میل کی آنکھیں ایک بار پھر بند تھیں اس نے کوئی جنبش نہ کی۔

"ٹھیک ہے بابو" ریڈ ربٹ نے کہا۔ اگر یہ لونڈیا بیمار ہے تو ہم اسے یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ رہے ہیں"

موریس میل کا ہاتھ چھوڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھو بھئی" اس نے کہا "آج تو یہ بات کہہ دی لیکن آئندہ اسے ایسی بات نہ کہنا۔ اگر میل بیمار ہے اور چل نہیں سکتی تو ہم بھی اس کے ساتھ ہی ٹھہریں گے۔"

ریڈ ربٹ اپنی مٹھیاں کھول رہا تھا اور بند کر رہا تھا۔

"ہاں، ہاں، کیوں نہیں۔ ہم اسی کے ساتھ ٹھہریں گے اور اسی کے ساتھ سارے مر جائیں گے۔ بہت عمدہ۔ بہت ہی سالے انسانی ہمدردی اور وہ مردود میری اپنی مزے سے آگے بڑھتا جائے گا اور میرے لیکر آئے گا اور سالا لکھ پتی بن کر مزے کرے گا اور یہ سب کیوں ہو گا؟ محض اس لئے کہ میرا موریس کو اس سالی لڑکی سے ہمدردی ہے بابو! یہ حماقت ہے"

موریس نے گھور کر ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا خود اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے

"دیکھو! تم سے کچھ بعید نہیں۔ تم میل کو یہاں مرتی چھوڑ کر آگے بڑھ سکتے ہو اور بے شک تم چلے جاؤ گے لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تم جاؤ میں میل کے پاس ہی ٹھہرتا ہوں۔"

ریڈ ربٹ بڑی سنجیدگی سے غرا کر بولا۔

"بہت اچھا باپو۔ میں جاؤں گا۔ اس سالے ہنری کو پکڑ کر جہنم میں دھکیل دوں گا اور ہیرے لے کر واپس آجاؤں گا۔ لیکن باپو اس بھرم میں نہ رہنا کہ ان ہیروں میں سے تمھیں اپنا حصہ مل جائے گا۔ تم ٹھہرو یہیں اپنی داشتہ کے ساتھ اور مر جاؤ۔"

اور اس نے اسی شطرنجی کی طرف ہاتھ بڑھایا جو مورس نے تکیہ بنا کر میبل کے سر کے نیچے رکھ دی تھی لیکن ابھی اس کا ہاتھ شطرنجی تک نہ پہنچا تھا کہ سامنے اور دور دور پر نظر آتے ہوئے پہاڑ کی طرف سے ایک آواز آئی۔

مورس اور ریڈ ربٹ ایک دم سے گھوم گئے کہ اس آواز کو سن سکیں بے حد مدھم آواز تھی وہ جو ابھر کر فوراً ڈوب گئی۔ چند لمحوں تک مکمل ترین خاموشی چھائی رہی اور ایک بار پھر وہی آواز سنائی دی اور اس دفعہ یہ آواز قدرے بلند تھی۔ مدھم چیختی ہوئی آواز جو مسلسل تھی

"سنی یہ آواز تم نے؟" مورس نے پوچھا

"سائیون یا شکاری قرنے کی سی آواز تھی باپو۔ شاید زاتو وحشی ہوں"

مورس نے اپنے معدے میں سرد اینٹھن سی محسوس کی

"زاتو انڈین! لیکن میرا تو خیال تھا کہ وہ اتنی دور نہ آئیں گے"

ریڈ ربٹ نے ہاتھی مار بندوق اٹھائی اور اسی کی دوربین سے سامنے دیکھنے لگا۔

"باپو! میں زاتو وحشیوں کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتا" بہر حال میں زاتوؤں سے خوف زدہ نہیں ہوں کیونکہ ان سالوں کے پاس بندوقیں نہیں ہیں۔"

ریڈ ربٹ نے بندوق جھکائی اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد بولا۔

"میں سمجھتا ہوں باپو کہ وہاں ترا تو نہیں کوئی اور ہے"

"کون؟"

"وہ جس سے یا جن سے وہ سالا ہنری اکیلا ہی ملنا چاہتا ہے۔ اب آیا معاملہ سمجھ میں باپو؟"

موریس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ یقین سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا البتہ اندازہ لگا سکتا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کوئی اور جو ہیروں کی تلاش میں چلا ہے" اس نے کہا "مثلاً وہ جماعت جس کا ذکر لیونارڈ نے کیا تھا؟"

"مثلاً وہی" ریڈ ربٹ نے دوربین والی بندوق ایک بار پھر اٹھالی تھی۔ اس نے دوربین سے ادھر ادھر دیکھا اور سر ہلا کر بولا "کاش وہ رات اور دن کی دوربین اس وقت میرے پاس ہوتی"

"تو تم اب بھی اکیلے آگے جانا چاہتے ہو؟" موریس نے پوچھا

ریڈ ربٹ نے شعلہ بار نظروں سے موریس کی طرف دیکھا

"بہت اچھا باپو۔ تم ہی بتاؤ کہ اب ہم کیا کریں؟"

"یہاں ٹھہر کر پندرہ منٹ آرام کرتے ہیں اور پھر آگے بڑھیں گے اس کے بعد بھی اگر میلی چلنے کے قابل نہ ہوئی تو پھر اسے اٹھالیں گے"

ریڈ ربٹ کراہ کر بیٹھ گیا۔

"یہ سالی عورت شروع سے ہی میرے لئے ایک مصیبت بنی ہوئی ہے اس حرامزادی کو ہم اپنے ساتھ لائے ہی کیوں؟"

"تم خود جانتے ہو کہ ہم اسے اپنے ساتھ کیوں لائے ہیں تجویز تمہاری ہی تھی۔ دیکھی"

موریس نے میبل کی طرف دیکھا۔ وہ گہری نیند میں معلوم ہوتی تھی۔

"بہر حال اب چونکہ ہم اسے اپنے ساتھ لے ہی آئے ہیں چنانچہ اس کی دیکھ بھال بھی کرتے رہیں گے۔"

"اور دیکھ بھال کرتے کرتے سالے ہم بھی مر جائیں گے" ریڈ ربٹ چت لیٹ کر غرایا۔

"کوئی نہیں مر رہا" موریس نے کہا لیکن خود اسے اس پر یقین نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سورج طلوع ہوگا اور پانی ختم ہو جائے گا اور پھر موت انھیں دبوچ لے گی۔

"تمھارے خیال میں پانی کے بغیر ہم کتنے دنوں تک زندہ رہ سکتے ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"معمولی حالات میں زیادہ سے زیادہ تین دن۔ لیکن اس سالے سلگتے ہوئے ویرانے میں ہم بہت جئے تو آدھا دن جی لیں گے۔"

موریس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اداس تھا لیکن یہ اداسی عجیب تھی بالکل ایسی ہی جیسے آدمی اس چیز کی آرزو میں اداس رہتا ہے جسے وہ کبھی حاصل نہیں کر سکتا اور یہ وہ خود بھی جانتا ہے اور یہ سوچ کر تو وہ خود بھی دنگ رہ گیا کہ وہ شدید خوف، موت کا شدید خوف ذرا بھی محسوس نہ کر رہا تھا۔ صبح ہونے میں صرف تین گھنٹے باقی تھے اور اس دن ختم ہونے سے پہلے ہی وہ تینوں مر چکے ہوں گے۔ چاروں طرف مکمل ترین خاموشی تھی اور اس خاموشی میں میبل کے گہرے تنفس کی آواز نہ آرہی تھی۔

اور پھر وہی آواز سنائی دی جو پچھلی دونوں آوازوں سے بلند تھی یکے بعد دیگرے دو طویل کربناک آوازیں، جیسے تکلیف اور درد کی چیخیں ہوں۔ موریس اور ریڈ ربٹ

ایک دم سے اٹھ بیٹھے۔

"وہ کوئی بھی ہوں، بہرحال قریب آرہے ہیں" موریس نے کہا" اور اگر وہ زاتو ہوئے تو میں ان کے ہاتھوں میں پڑنے پر پیاس سے مرنے کو ترجیح دوں گا۔"

ریڈربٹ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم نہیں جانتے کہ وہ زاتو ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ سالے کون ہیں اور کیا ہیں۔"

"فرض کرو کہ وہ جماعت ہی ہے" موریس نے کہا" تو پھر ہمارا کیا ہوگا؟"

ریڈربٹ نے اس کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"کیوں بابو! ابھی سے پیشاب خطا ہونے لگا؟"

موریس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ریڈربٹ نے مسر بلا کر میل کی طرف دیکھا۔

"چلو بابو" وہ بولا" وہ سالے زاتو ہوں یا کوئی اور، بہرحال اپنے آپ کو بچالینے کا یہ موقع اچھا ہے۔"

موریس نے میل پر جھک کر ایک بار پھر پانی کا کنستر اس کے منہ سے لگا دیا۔ وہ سو گئی تھی لیکن ٹھنڈے پانی کے لمس نے اسے فوراً جگا دیا۔ موریس نے اسے آہستہ سے اٹھا کر بٹھا دیا۔

"میل تم کھڑی بھی ہو سکتی ہو یا نہیں؟" اس نے پوچھا

اس کی آنکھیں آدھی کھلی تھیں۔ اس کے ہونٹ جو سیاہ پڑ گئے تھے، ذرا ہلے اور وہ بڑبڑائی :-

"میں بہت تھک گئی ہوں۔ طبیعت تیزی سے گر رہی ہے۔"

"ہاں طبیعت گر رہی ہے" ریڈربٹ نے اس کی نقل اتاری۔

"چپ رہو" موریس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا "دمہ کی وجہ سے کل صبح

تم خود بھی تو مرے جا رہے تھے"

ریڈ ربٹ ایک قدم آگے بڑھا

"دمہ تو بچپن سے میری زندگی کا جز بنا ہوا ہے چنانچہ اس کا نام نہ لو۔"

"تو پھر تم بھی ایسے پتھر دل نہ بنو" موریس نے کہا

اور وہ پھر میبل کی طرف متوجہ ہو گیا موخر الذکر کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

ریڈ ربٹ نے کہا "یہ لونڈیا واقعی سمائی بیمار ہے؟ کوئی واہیات مرض ہے؟"

"ان ویرانوں میں ہر بیماری واہیات ثابت ہو سکتی ہے اسے یا تو لو لگ گئی ہے یا پھر یہ سخت تھکن کا اثر ہے۔

اس نے میبل کے سرد اور بے جان سے ہاتھ اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لئے اور خود اپنا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا وہ کانپنے اور جھومنے لگی۔

"ارے یار منہ کیا دیکھ رہے ہو سہارا دو اسے" وہ چیخا۔

ریڈ ربٹ نے آگے بڑھ کر بڑے اناڑی پن سے میبل کی بغلوں میں اپنے ہاتھ دے دئے۔

"مجھے افسوس ہے — میں — میں مجبور ہوں" وہ بڑبڑائی۔

"فکر نہ کرو۔ تم بالکل اچھی ہو" موریس نے کہا

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل اچھی ہو" ریڈ ربٹ نے اداس سے سر ہلا کر کہا "اور چند گھنٹوں بعد سارے ہم بھی تمھاری ہی طرح "بالکل اچھے" ہو جائیں گے"

میبل کا جسم غیر معمولی طور پر بوجھل ہو گیا تھا یا ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ بہر حال موریس کو خوف ہو چلا تھا کہ وہ خود بھی میبل کو لئے لئے نہ تھے جائے گا اسے یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ٹانگیں ربڑ کی بن گئی ہوں اور سر جیسے غبارے کی طرح پھول گیا ہو۔

وہ لوگ بڑی سست رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ دو بج چکے تھے اور ہنری لیٹر اس عرصے میں بہت دور نکل چکا ہوگا۔ لیکن وہ فیصل چیلو کا کی چڑھائی بھی تو تھی ممکن ہے ہنری اس کی چوٹی کے قریب پہنچ چکا ہو۔

ریڈ ربٹ چلتے چلتے رک گیا تھا اور بندوق کی دوربین سے پہاڑ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ارے باپو! چوٹی سے ایک میل نیچے ذرا دیکھنا کہ وہ کیا ہے" ریڈ ربٹ نے بندوق مورس کو دے کر میل کو خود سنبھال لیا۔

مورس دوربین آنکھ سے لگا کر اسے آہستہ آہستہ بلند کرنے لگا۔ ابتدا میں تو اسے کچھ دکھائی نہ دیا سوائے اس چٹان کے جو تہ در تہ کیک کی طرح معلوم ہوتی تھی اور اس کیک پر گہری گہری اور موٹی موٹی لکیریں تھیں جو جیسے افق تک چلی گئی تھیں۔ ڈھلان کے قدموں میں بڑے بڑے پتھروں کا ایک انبار تھا یہ پتھر ماضی بعید میں اوپر سے لڑھک آئے ہوں گے اس انبار پر چڑھنا مشکل نہ تھا۔

اس نے دوربین پھر اوپر اٹھائی اور کوئی پچاس فٹ اوپر اسے وہ چیز نظر آگئی جو ریڈ ربٹ اسے دکھانا چاہتا تھا۔ کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔ ایک سیاہ داغ، جیسے کوئی مکھی ہو، چٹان کی ڈھلان پر اور ایک گہری لکیر میں رینگ رہا تھا۔ اور پھر اس کی نظر دھندلا گئی۔

"پہاڑ پر کوئی چیز رینگ رہی ہے۔ وہ نصف چڑھائی چڑھ چکی ہے" اس نے اپنی آنکھوں پر سے دوربین ہٹائی۔

"میں جانتا ہوں" ریڈ ربٹ مسکرایا "اور وہی گہری لکیر فیصل چیلو کا کا

درہ ہے۔ باپو! ہم نے اس سالے جرمن کو پکڑ لیا سمجھو"

"لیکن ژاتو وحشیوں کا کیا؟ ایک میل دور پہاڑ پر وہ چیز حرکت کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ژاتو وحشیوں کا کوئی سنتری ہو، اس کا پورا قبیلہ پہاڑ کے دوسری طرف ہو اور اس سنتری نے اپنے قبیلے والوں کو خبردار کرنے کے لئے وہ قرنا پھونکا ہو جس کی آواز ہم دو دفعہ سن چکے ہیں"۔

وہ اپنے ان خیالات کا اظہار ریڈ ربٹ کے سامنے کرنے ہی والا تھا کہ ایک بار پھر پچھلی رات کی خاموشی میں وہی آواز ابھری۔ اس دفعہ یہ آواز صاف اور زیادہ بلند تھی۔ عجیب آواز تھی یہ۔ کرخت اور بھونڈی۔

دفعتہً ریڈ ربٹ ہنسنے لگا۔ وہ ہنستے ہنستے دوہرا ہو گیا یہاں تک کہ اس کا سر گھٹنوں سے جا لگا اور ساتھ ہی میل بھی جیسے وہ سہارا دئے ہوئے تھا، زمین سے جا لگی۔

"باپو! ہمارے حواس ٹھکانے نہیں رہے۔ ربّ موسیٰ کی قسم ہم پاگل ہو گئے ہیں۔ ژاتو ـــ ہا۔ہا۔ہا۔ ہو۔ہو۔ہو" اس نے سر اٹھا کر پہاڑ کی طرف اشارا کیا اور پھر ہنسنے لگا "ہم اسے ژاتو سمجھ رہے ہیں ہا۔ہا۔ہا"

"یہ کیا پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہے ہو"

ریڈ ربٹ سیدھا ہو گیا اور ہاتھ کی پشت سے منہ پونچھ کر بولا:۔

"باپو! وہ ژاتو نہیں ہے۔ وہ سالا خچر ہے۔

وہ پھر بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ موریس خاموش کھڑا سامنے کی طرف دیکھتا رہا ہاں۔ یہ ممکن تھا کہ خچر کے رینکنے کی آواز چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر اور بازگشت پیدا کر کے ان تک پہنچی ہو اور اس طرح بگڑ کر سائرن یا قرنے کی آواز جیسی ہو گئی ہو۔ ریڈ ربٹ ایک بار پھر بندوق پتھر پر جمائے اور آنکھ اس کی دوربین سے

چپکائے پہاڑ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"وہ نصف فاصلے پر اور ایک گگر پر ہے" وہ بولا۔ اور اب وہ رک گیا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا بابو کہ وہ انسان ہے یا خچر ہے یا سالے دونوں ہیں"

اس نے بندوق جھکا کر میل کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کا سر مورس کے شانے پر لٹکا ہوا تھا اور وہ نیم بیہوش معلوم ہوتی تھی۔

"ایک گھنٹے سے بھی کم عرصے میں ہم وہاں پہنچ جائیں گے" ریڈ ربٹ نے میل کو آگے گھسیٹتے ہوئے کہا "اور اگر پہیری سالا اب تک خچروں کو ادھر لے جانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے تو پھر ہم خود اسے دوسری دنیا میں پہنچانے میں کامیاب ہو جائینگے اس سے پہلے کہ وہ چوٹی تک پہنچ سکے ہم اسے پکڑ لیں گے بابو"

امید کی کرن ان کے دلوں میں روشن ہو چکی تھی اور اس نے ان کے تھکے ہوئے جسموں میں قوت کی برقی روشنی دوڑا دی تھی چنانچہ وہ میل کو اپنے درمیان گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھے۔ اب بچ جانے کی امید تھی۔ اور یہ امید موہوم نہ تھی۔ لیکن ایک خیال مورس کو پریشان کئے ہوئے تھا:

"کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح سے پہلے میل چل بسے"

اس ویرانے میں اسے مرتے دیکھنے اور پھر اسے دفن کرنے کے خیال سے مورس کانپ گیا اور سب سے زیادہ افسوس ناک بات تو یہ ہوگی کہ وہ اسے بچانے کی کوئی تدبیر نہ کر سکے گا۔ یکایک اس کے دل میں ایک ابال سا آیا۔ یہ محبت کا جذبہ بے شک نہ تھا۔ یہ وہ انسیت تھی جو اس وقت وہ محسوس کر رہا تھا میل اسے پسند تھی اور بس۔ اور پھر اس کی حفاظت کرنا مورس کا فرض تھا۔ ریڈ ربٹ تو پتھر دل شخص تھا۔ وہ میل کو مرنے دے گا اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوگا لیکن مورس ـــ اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس لڑکی کی حفاظت کرے گا۔ اگر

ممکن ہوا تو آخر دم تک حفاظت کرے گا۔ چاہے ان کا انجام کتنا ہی تلخ کیوں نہ ہو۔

وہ نیبل کا سہارا دیئے تھکے ہوئے قدموں سے آگے بڑھتا رہا اور اس کے ریشمی بالوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتا رہا۔ اور اس نے سوچا کہ جب وہ اس مہم سے واپس آئیں گے تو ایک بار پھر وہ کسی طرح اس لڑکی سے لطف اندوز ہو گا۔ ابھی ابھی وہ اس خیال سے ہی لطف اندوز ہونے لگا۔ بہر حال اسے نیبل کے جسم پر اختیار حاصل ہو گا۔ یہ اس کا انعام ہو گا۔ جب وہ واپس آئیں گے تو حالات بدل چکے ہوں گے وہ امیر بن چکا ہو گا اور نیبل سے ایسے کمرے میں لطف اٹھائے گا جو ایر کنڈیشنڈ ہو گا، جس کے پلنگ پر نرم گدا اور صاف چادر بچھی ہوئی ہو گی اور برف میں لگی ہوئی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی ہوں گی۔ کیونکہ اب حالات بدل رہے تھے وہاں، سامنے پہاڑ پر خچر تھا۔ انھیں پانی اور کھانا ملنے والا تھا چنانچہ بہت ممکن تھا کہ وہ ہیروں سے لدے پھندے واپس مہذب دنیا میں پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔ وہ لوگ کوئی پندرہ منٹ تک چلتے رہے اور ایک بار پھر ریڈ ربٹ نے بندوق کی دوربین آنکھ سے لگالی۔

"رب موسیٰ کی قسم" وہ بولا۔ "وہ سالا اسی طرف آرہا ہے"

مورس نے ریڈ ربٹ کے ہاتھ میں سے بندوق گھسیٹ کر اپنے کندھے سے لگائی اور دوربین کی مدد سے دیکھنے لگا۔ پہلے تو کچھ نظر نہ آیا سوائے پتھروں کے انبار اور چٹان پر گہری لکیروں کے اور پھر دفعتہً ایک خچر دوربین کی زد میں آگیا۔ اور اس نے دیکھا کہ خچر پر زین کسا ہوا تھا اور اس کے زیر بند سے پانی کا کنستر بندھا ہوا تھا۔ خچر پر کوئی سوار نہ تھا۔

ریڈ ربٹ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔

"دیکھا بابا یہ؟ دیکھ؟ وہ نو خچروں میں سے ایک ہے اور اس پر پانی بھی ہے"

مورس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ریڈ ربٹ کا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالنا اسے پسند نہ آیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اس کی اس ادا پر خاموش ہو رہا اور دوربین سے دیکھتا رہا۔ پانی کے کنستر کے پیچھے ایک چرمی خول لٹک رہا تھا۔ مورس نے اس خول کو پہچان لیا۔ یہ ہنیری کا ذاتی کمپاس تھا۔

"یہ ہنیری کی سواری کا خچر ہے" اس نے بندوق جھکا کر کہا "یہ یہاں کیا کر رہا ہے اور ہنیری کہاں ہے؟"

دس منٹ بعد وہ خچر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہ ابھی خچر سے پچاس گز دور تھے کہ ریڈ ربٹ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف دوڑ پڑا۔

"رب موسیٰ تجھ پر اپنی رحمتیں نازل کرے" وہ چیخ رہا تھا "اے ناجنس جانور اے حسین خچر خدا تیرا بھلا کرے"

اور اب وہ دیوانوں کی طرح خچر کا ماتھا چوم رہا تھا اور خود خچر بے پروائی سے آگے بڑھ رہا تھا اور ریڈ ربٹ کے بوسوں سے بچنے اور اس کی گرفت سے اپنا سر چھڑانے کے لئے وہ کبھی کبھی اپنا سر ہلا کر دولتی جھاڑ دیتا تھا۔

مورس خچر اور ریڈ ربٹ کو اپنی طرف آتے دیکھتا رہا اور اس نے دل ہی دل میں اس خدا کا شکر ادا کیا جسے وہ لاوڈرا کی موت کے بعد بھول چکا تھا۔ اس نے اس بھولے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ عین اس وقت، جب انھیں خوفناک موت سامنے نظر آ رہی تھی، اس نے یہ خچر بھیج دیا تھا جس کے زیر بند سے حیات بخش پانی کا کنستر بندھا ہوا تھا۔ حالانکہ یہ عقدہ اب تک حل نہ ہوا تھا کہ خچر کہاں سے آگیا تھا اور خود اس کا سوار یعنی ہنیری کہاں تھا۔

ریڈ ربٹ خچر کو اپنے ساتھ لئے چلا آ رہا تھا۔ وہ کنستر سے پانی پی رہا تھا اور

دیوانوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

موریس نے میل کو آہستہ سے زمین پر لٹا دیا اور خود اپنے کنستر میں کا بچا ہوا پانی اس نے منہ میں انڈیل دیا۔ کچھ وہ حلق کے نیچے اتار گئی اور کچھ اس کے ہونٹوں کے کونوں سے بہہ گیا لیکن اس کی طبیعت نہ سنبھلی۔ اس کی آنکھیں اب بھی کبھی کبھی ہی کھلتیں اور وہ اس کی سانس خراٹوں کی سی آواز کے ساتھ چل رہی تھی۔

"میل! اب سب ٹھیک ہے" موریس نے کہا "ہمیں ایک خچر مل گیا ہے"

ریڈ ربٹ ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔

"بابو! یہ سالا خچر تھک رہا ہے۔ سالا اوپر سے اترا ہے اور یہاں گویا ہمارا ہی انتظار کر رہا تھا"

"یہ اوپر سے اکیلا کیوں اترا؟" موریس نے سر ہلا کر گویا اپنے آپ سے کہا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر ریڈ ربٹ کے ہاتھوں سے کنستر گھسیٹ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا اور بے تحاشہ پانی پینے لگا۔ ریڈ ربٹ نے اب خچر روک لیا تھا۔ ان دونوں نے اس کی گردن پکڑ کر اس کے کف آلود منہ میں پانی ٹپکایا۔

ریڈ ربٹ پھر ہنسنے لگا۔

"یسیمی یہاں معاملہ کچھ گڑبڑ ہے" موریس نے کہا

"ایں ــــ یعنی ــــ سالا ــــ"

"یعنی یہ یسیمی کہ دوسرے خچر کہاں ہیں؟"

اور ریڈ ربٹ ایک بار پھر دوربین سے پہاڑ کی طرف دیکھ رہا تھا

"وہ سالا ایک تو پہاڑ پر ہے" وہ بولا "وہی چیز جسے ہم نے بہت دور سے دیکھا تھا۔ وہ دراصل خچر ہی ہے۔ پہاڑ کے ابھرے ہوئے حصے پر سالا یوں

نے حرکت کھڑا ہے جیسے خود بھی پتھر بن گیا ہو" اس نے بندوق مورس کو دیدی
یہ معاملہ سالا ذرا پر اسرار معلوم ہوتا ہے۔ کیوں باپو؟"

"بالکل پر اسرار"

اور دور بین کی مدد سے مورس یہ دیکھ رہا تھا کہ چٹان پر کی وہ گہری اور ترچھی لکیریں در اصل پتھروں کے چھجے سے تھے جو پتھروں کے انبار کے عین اوپر سے سیڑھیوں کی طرح شروع ہو گئے تھے۔ ایک زبردست بلکہ جناتی قدرتی زینہ۔ وہ خچر اس چٹانی زینے کی اس سیڑھی پر کھڑا ہوا تھا جو نیچے سے تیسرے نمبر پر تھی۔ خچر کی پیٹھ کا کوہان اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ اس پر سامان لدا ہوا تھا۔ مورس نے دور بین سے سیڑھی کی تقریباً چوٹی تک اور پھر نیچے تک دیکھا۔ ہینری لیسٹر کا کہیں پتہ نہ تھا۔

اس نے دور بین والی بندوق جھکالی۔

"سیمی! یار معاملہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ ہینری خچروں کو وہاں تک، جہاں دوسرا خچر ہے، چڑھا لے گیا ہوگا۔ اور پھر کچھ ہوا ہوگا۔ کوئی ایسا واقعہ جس نے اس خچر کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا ہوگا"

ریڈ ربٹ خاموش کھڑا اپنا نچلا ہونٹ کھجاتا رہا۔ پھر اس نے پہلے خچر کی طرف اور پھر پہاڑ کے پہلو پر بنے ہوئے قدرتی زینے کی طرف دیکھا۔

"یہ شاید اس حرامی بھگوڑے کی چال ہو۔ آخر کار اس نے کہا۔ "وہ حرام کا پلا اوپر ہی ہے سالے نے میلوں دور سے ہمیں آتے دیکھ لیا ہوگا۔ اس کے پاس وہ رات اور دن کی دور بین بھی تو ہے باپو۔ ممکن ہے سالا اس وقت بھی ہمیں دیکھ رہا ہو۔

"لیکن وہ چاہتا کیا ہے۔؟"

ریڈ ربٹ نے موریس کے ہاتھ سے دوربین والی بندوق گھسیٹ لی۔

"یہ چاہتا ہے وہ۔ ہیری کا جیسا حرامی بندوق کے بغیر اپنے آپ کو سالا غیر محفوظ سمجھ رہا ہوگا۔ سالے نے شروع سے ہی یہ ترکیب سوچ لی ہوگی وہی ترکیب جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ یعنی یہ کہ سالے شکار کو تھکا مارو اور پھر حملہ کرو۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس نے یہ خچر کیوں چھوڑ دیا کہ ہم اسے پکڑ لیں؟ تم جانو اس خچر سے پانی کا کنستر بندھا ہوا ہے اگر وہ ہمیں بے دم ہی کر دینا چاہتا تو ظاہر ہے کہ ہمیں پانی بہم نہ پہنچاتا بلکہ پیاس سے ادھ موا کر دیتا۔ ہمیں سمجھی یہ بات دل کو نہیں لگتی۔"

"سالا اتنی بات تمھاری سمجھ میں نہیں آتی؟ اس نے قصداً یہ خچر ہماری طرف دھکیل دیا ہے کہ ہم اپنی پیاس بجھانے کے بعد اس سالے کا تعاقب جاری رکھیں اور پھر اسے ہمارا خاتمہ کرنے کا موقع مل جائے۔ کیونکہ تم جانو وہ سالا یہاں تو ہم سے نپٹ نہیں سکتا۔"

"اگر ایسا ہی تھا تو پھر وہ ہمارے لئے ایک خچر کیوں نہ چھوڑ گیا؟"

"اس لئے کہ ہم کھٹک نہ جائیں۔"

موریس نے نفی میں سر ہلایا۔

"اب یہ سالے تم ڈگڈگی کی طرح سر کیوں ہلا رہے ہو؟" ریڈ ربٹ نے بگڑ کر کہا۔

"تم کچھ بھی کہو میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ پہاڑ پر کچھ ہو رہا ہے"

ریڈ ربٹ نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے سر ہلایا اور دوربین سے پہاڑ کی طرف دیکھنے کے بعد بولا:۔

"ذرا دیکھنا تو بابو۔ اپنے بائیں طرف۔ پہاڑ کے قدموں میں"

مورس نے دوربین کا رخ اس طرف کر دیا جس طرف ریڈ ربٹ اشارہ کر رہا تھا۔ اور ایک بھورا سا سایہ سا دوربین کی زد میں آ گیا جو پہلی نظر میں ایک پتھر معلوم ہوا اور وہ شاید پتھر ہی تھا البتہ اس کی چوٹی پر کوئی کالی سی چیز تھی۔ مورس معلوم نہ کر سکا کہ وہ کیا تھا۔ اس نے دوربین کو ذرا بائیں طرف گھما دیا۔ اس طرف مزید دو کالے داغ تھے ان میں سے ایک پر زین وغیرہ کسا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"خچر ہے" وہ چیخا۔

لیکن ریڈ ربٹ ان کی طرف چل پڑا تھا۔ مورس بھی تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا۔ میبل اس جگہ ریت پر بے خبر اور اکیلی رہ گئی۔

پہلا خچر کوئی تین سو گز دور تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور اس کا سر گاڑھے خون کی جھیل میں پڑا ہوا تھا۔ ریت اب تک اس خون کو جذب نہ کر سکی تھی۔ اس کے حلق پر چھری پھیر دی گئی تھی اور اس کی پیٹھ پر اب بھی سامان لدا ہوا تھا اور اس سامان میں ان کے بیٹھ تھیلے، لباس، خوراک کا نصف ذخیرہ اور پانی کے دو کنستر تھے جنہیں اب تک کھولا نہ گیا تھا۔

پہاڑ کے قدموں میں اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کل سات خچر پڑے ہوئے تھے۔ ساتوں خچروں کو ذبح کر دیا گیا تھا۔ ان پر لدے ہوئے سامان میں کی ایک چیز بھی غائب نہ تھی۔ حتیٰ کہ وہسکی کی بوتلیں، نقشے، خوراک اور دواؤں کا بکس بھی موجود تھا۔

ریڈ ربٹ پلٹ کر تیز تیز قدموں سے اس طرف چلا جہاں میبل پڑی ہوئی تھی۔

"ہم۔ تو یہ ارادے تھے حرامی کے" وہ آپ ہی آپ بڑبڑا رہا تھا۔ "خچر چرالو۔ خچروں کو ذبح کر دو اور ہر چیز کو سڑنے گلنے کے لئے چھوڑ دو۔ اس کا مطلب یہ

تو نہیں کہ وہ سالا یقین کئے ہوئے تھا کہ ہم یہاں بھی نہ پہنچ پائیں گے؟ آخر وہ نطفۂ حرام کرنا کیا چاہتا ہے؟"

وہ میل کے قریب پہنچ گئے۔

"لاؤ باپو۔ ونچسٹر دینا تو۔" اس نے موریس سے کہا۔

اس نے بندوق اٹھائی اور میل کے قریب پہنچا۔ وہ اب سو رہی تھی۔ اس نے بندوق میل کی رانوں پر آڑی رکھ کر لڑکی کے دونوں بے جان سے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دئے۔ میل بے حرکت پڑی رہی۔ میل کے سر کے قریب رکھے ہوئے پٹیھ تھیلوں میں کا ایک تھیلا کھول کر کارتوسوں کے تین بکس نکالے۔ ایک رائفل کے لیے، ایک دوربین والی ہاتھی مار بندوق کے لئے اور ایک ونچسٹر کے لئے۔ پہلے دو بکس اس نے اپنی جیب میں ٹھونس لئے اور ونچسٹر کے کارتوسوں کا بکس اس نے میل کے قریب رکھ دیا۔ اور پھر موریس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"گھبراؤ نہیں باپو" وہ بولا" اگر قسمت سیدھی ہے تو سالا ہنیری ہماری ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہوگا" پھر اس نے جھک کر میل کو جھنجھوڑا۔ میل نے اپنے بوجھل پپوٹے کھول کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟" وہ بڑبڑائی۔

"سنو میل" ریڈ ربٹ نے کہا" میں اور موریس ہنیری کی تلاش میں اوپر جا رہے ہیں۔ وہ وہاں پہاڑ پر ہے۔ یہ بندوق ہم تمہارے پاس چھوڑے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے وہ سالا جرمن اسے حاصل کرنے کے لئے نیچے آجائے۔ یعنی تمہارے پاس۔ میں اور موریس اپنی اپنی بندوق کا رخ تمہاری طرف ہی رکھیں گے اور ہم چوکنے رہیں گے لیکن اگر ہنیری واقعی نیچے آنے کی کوشش کرے.....

"نہیں نہیں! یہ انتہا ہے" موریس غصے سے چیخا" تم میل کو بائٹ کے طور پر

استعمال کر رہے ہو۔ بالکل اس طرح جس طرح شکاری شیر کو بلانے کے لئے
ایک درخت سے بکری باندھ دیتا ہے۔

"یہ تم نے غلط نہیں کہا بابو۔ کیونکہ اس حرامی کے پہاڑ پر سے نیچے اتارنے
کا یہی ایک راستہ ہے" ریڈ ربٹ نے کہا۔ وہ میل کے قریب اکڑوں بیٹھا ہوا
تھا "میل! اگر ہنری نیچے اتر کر تمھاری طرف آنے لگے اور قریب پہنچ جائے
تو تم جانتے ہو تمھیں کیا کرنا ہے؟"

میل نے مورس کی طرف دیکھا۔

"اسے گولی مار دوں؟"

ریڈ ربٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا وقت ہی نہیں آئے گا کیونکہ اس سے
پہلے کہ وہ تم تک پہنچ جائے اس سالے کو اڑا دیں گے"۔

میل نے سر ہلا کر پوچھا

"مجھے شاٹ گن نہیں دے سکتے؟"

"نہیں" ریڈ ربٹ اٹھ کھڑا ہوا" رائفل دیکھ کر اس کے منہ میں پانی
بھر آئے گا۔ اس کے علاوہ شاٹ گن تو قریب سے مار کرنے کے لئے بہتر
ہے۔ فاصلے سے گولی چلانے کے لئے تو یہ ہے"

اور اس نے دوربین والی ہلکی مار بندوق اپنے ہاتھ میں نچائی۔

اس نے کنستر منہ سے لگا کر پانی پیا اور پھر اسے میل کے قریب رکھ دیا۔

میل چند منٹ دور کھڑا سر ہلا رہا تھا۔

"آؤ بابو۔ چلیں" ریڈ ربٹ نے کہا

مورس نے میل کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ بندوق پر رکھے

اور چاند کی طرف سے منہ پھیرے بے حرکت پڑی تھی۔

"یہی ایہ پاگل پن ہے۔ میل میں اپنا بچاؤ کرنے کی ذرا بھی سکت نہیں۔"

"اسے بچاؤ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ وہ سالا جرمن اس کے قریب پہنچ نہ پائے گا۔"

اور وہ دونوں ہاتھوں پر بندوق تھامے پہاڑ کے سائے میں چل پڑا وہ کمر سے جھکا بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے گھوم کر مورس کی طرف دیکھا اور مسکرایا۔ چاندنی میں اس کی پیلی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ مورس نے دیکھا کہ اس وقت ریڈ ربٹ بے حد بشاش تھا۔ اس کی تھکن دور ہو چکی تھی وہ اب شکاری تھا اور شکار کرنے جا رہا تھا اسے اب صرف شکار کی فکر تھی اور بس۔

مورس اس کے پیچھے تھا۔ چونکہ اب وہ میل کو اٹھائے ہوئے نہ تھا اس لئے اب وہ اپنے آپ کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ زمین پر نہیں بلکہ ہوا میں چل رہا ہو۔ چند قدم بعد ہی وہ چکرانے لگا اور گرتے گرتے بچا۔

پندرہ منٹ بعد وہ پتھروں کے اس انبار کے قدموں میں پہنچ چکے تھے جہاں سے وہ چٹانی زینہ شروع ہوتا تھا۔ ہر چٹانی سیڑھی کے درمیان تین سے چھ فٹ کا فاصلہ تھا اور چاندنی رات میں یہ زینہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان تک چلا گیا ہو۔

وہ اس دوسرے خچر سے، جو ایک گڑیا ایسی ہی سیڑھی پر بے حرکت کھڑا ہوا تھا، کوئی سو فٹ نیچے رک گئے۔ ریڈ ربٹ ایک بار پھر بندوق کی دوربین آنکھ سے لگائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اس سالے کی گردن سے رستہ بندھا ہوا ہے جو نیچے لٹکنے کے بجائے

اوپر چلا گیا ہے" ریڈ ربٹ نے کہا۔

لیکن مورس اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں میل لیٹی ہوئی تھی ایک عمودی چٹان اس کے عین قریب سے اٹھتی چلی گئی تھی۔ دفعتہ ایک خوفناک خیال اس کے دماغ میں رینگ آیا۔

" اگر ہینری کے پاس رسّے ہوئے تو؟" وہ بولا" پھر وہ اس چٹان پر سے لٹک کر اتر آئے گا اور اس طرح بندوق لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا"

" بہت عمدہ بابو۔ میں اسی کا تو انتظار کر رہا ہوں۔ یعنی یہ کہ وہ کب بندوق حاصل کرنے نیچے اترتا ہے۔ البتہ وہ بھی انتظار کر رہا ہوگا یعنی اس بات کا کہ ہم کب چوٹی پر پہنچ جاتے ہیں اور اس لئے اس نے خچر کو وہاں اوپر چھوڑ دیا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے بندوق میل کے پاس چھوڑ دی ہے" ریڈ ربٹ مسکرایا

" یعنی ہمیں لبھانے اور للچانے کے لئے"!

مورس ایک دم سے بے چین ہو گیا۔ یہ ترکیب یا تو بے حد سیدھی اور آسان تھی یا پھر ضرورت سے زیادہ مکمل ترین تھی اس نے آہستہ سے کہا:۔

" تو تمھارے خیال میں ہینری ہمارے ارادوں سے واقف تھا یا پھر یہ نہ جانتا تھا کہ ہم کیا کریں گے اور اس کے باوجود اس نے ہماری ہمت بندھانے کے لئے ایک خچر پانی کے کنستروں کے ساتھ نیچے بھیج دیا اور ہمیں لبھانے کے لئے دوسرا خچر۔ یہاں پہاڑ پر کھڑا کر دیا؟ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارے تین بندوقیں ہیں اور یہ کہ خود وہ نہتہ ہے سیمی۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ بہر حال وہ میل کے پاس نہ جائے گا۔

"تو پھر تم ہی بتاؤ باپو کہ وہ کیا کرے گا؟" ریڈ ربٹ غرایا۔

"یہ میں خود نہیں جانتا"

دفعتہً چٹان پر کھڑا ہوا خچر رینگنے لگا اور اس کی بازگشت یوں سنائی دی جیسے خود پہاڑ درد و تکلیف سے چیخ رہا ہو۔ اس ایک چیخ کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اور اب جو خاموشی طاری تھی وہ گہری اور مہیب تھی۔

"یہ سالا خچر کس چیز سے خوفزدہ ہے باپو" ریڈ ربٹ نے کہا۔

"تو پھر ہم اوپر جا رہے ہیں؟" موریس نے پوچھا۔

"بےشک جا رہے ہیں۔ ہم ایک طرف ہٹ کر اور دور سے خچر کی طرف بڑھیں گے اور پھر میں ہنیری کے نمودار ہونے کا انتظار کروں گا"

"لیکن فرض کرو کہ وہ نمودار نہ ہوا؟ فرض کرو کہ وہ خچر کے ساتھ ہی ہوا؟"

"میں تو پھر اس سے پہلے کہ وہ سالا چاقو پھینک کر مارے اس کی کھوپڑی اڑا دوں۔ چلو کھیل ختم ہوا"

موریس نے ایک بار پھر اس طرف دیکھا جہاں میل لیٹی ہوئی تھی اور پھر اس چٹان پر نظر کی جو میل کے قریب تھی۔ وہاں کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔ اس نے بندوق کھول کر اپنا اطمینان کیا کہ ایک نمبر کے دو کارتوس اس کے چیمبر میں موجود تھے اور ذرا سے اشارے پر یہ بندوق ایک دھماکے کے ساتھ موت اگل سکتی تھی۔ اس نے کھٹاک سے بندوق بند کی تو ریڈ ربٹ نے کہا:۔

"کیوں باپو! شکار کا لطف آ رہا ہے؟"

موریس چٹان کے سائے میں ہی پتھروں کے انبار سے دور ہٹنے لگا اور چند قدم آگے بڑھنے کے بعد ہی شدت سے تنہائی محسوس کرنے لگا۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ ریڈ ربٹ ننگے اور چکنے پتھروں پر گرگٹ کی طرح رینگ رہا تھا۔

مورس اوپر کھڑے ہوئے خچر کے عین نیچے پہنچ گیا، سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور پچاس گز اور آگے بڑھ گیا کہ اوپر چڑھتے وقت وہ میل اور ریڈ ربٹ کو بھی دیکھ سکے۔ اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔ تین بجنے والے تھے۔ وہ اوپر کگر پر خچر کو دیکھ سکتا تھا۔ ریڈ ربٹ پتھروں کے اکھیڑے اور اندھیرے سایوں میں غائب ہو چکا تھا اور میل ایک دھبے کی طرح نظر آ رہی تھی اس کے قریب کھڑے ہوئے خچریں اور خود میل میں تمیز کرنا بہت مشکل تھا۔

مورس نے بندوق اپنے کندھے سے لٹکائی اور اوپر چڑھنے لگا۔ آسمان میں تیرتے ہوئے چاند کی ٹھنڈی روشنی اس کی آنکھوں میں چبھ رہی تھی اور جب وہ اپنے آپ کو پتھروں پر گھسیٹتا تو اس کے پٹھے اور ہڈیاں درد کرنے لگتیں۔ وہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل اوپر رینگ رہا تھا اور ہر چند منٹ کے بعد رک کر نیچے نظر کر لیتا تھا۔ کہیں کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔

پانچ منٹ بعد وہ پتھروں کے انبار پر چڑھ کر تیلے کگر یا قدرتی زینے کی نچلی سیڑھی پر پہنچ چکا تھا۔ اور اب اسے بڑی احتیاط سے آگے بڑھنا تھا، اوپر گیا تھا یہ دیکھنا اب آسان نہ رہا تھا اور جب بھی وہ اپنے آپ کو اوپر گھسیٹتا اسے بندوق اپنے کندھے سے لٹکانی پڑ رہی تھی۔ وہ یہ نہ بھولا تھا کہ ہینری کے پاس چاقو تھا اور نہ وہ چونکہ اوپر تھا اس لئے مورس پر پتھراؤ بھی کر سکتا تھا۔ بہت ممکن تھا کہ اس وقت ہینری کہیں اوپر بیٹھا اپنی زوردار دوربین سے اس کی طرف دیکھ اور آپ ہی آپ ہنس رہا ہو۔

مورس کا سر چکرانے لگا۔ چاند کی روشنی بلندی کو اور بھی زیادہ بلند بنا رہی تھی۔ یہ چاندنی کا کھیل تھا کہ وہ بلندی کو دگنی اور تگنی کر کے پیش کرتی ہے چنانچہ ہر نئی کگر پر پہنچنے کے بعد مورس کوشش کرتا کہ نیچے نہ دیکھے بلکہ اب وہ

اوپر بھی دیکھنے سے کترا رہا تھا۔ ہاں ہر دفعہ اوپر اچٹتی سی نظر ڈال لیتا کہ وہ منزل سے دور تو نہیں ہو رہا؟

خچر اب بھی اس سے کوئی تیس فٹ اوپر تھا اور پھر چڑھائی عمودی اور پھسلوان ہوتی جا رہی تھی اور اکثر جگہ تو پیر ٹکانے کی بھی جگہ نہ تھی۔ اس کا دل خوف کے شکنجے پر کھنچا ہوا تھا۔ وہ اسی کگر پر رینگ رہا تھا جو چھ انچ زیادہ چوڑی نہ تھی۔ بندوق ایک بار پھر اس کی پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ چند فٹ آگے بڑھا اور کگر ذرا چوڑی ہو گئی اگر اس جگہ ہنری نے اس پر دفعتہ حملہ بول دیا تو اسے اپنی پیٹھ پر سے بندوق گھسیٹ کر دونوں نالیاں چلانے کا وقت مل جائے گا اور بس۔ وہ دوبارہ بندوق نہ بھر سکے گا۔

اس نے ذرا ابھر کر اوپر دیکھا۔ خچر پندرہ فٹ اوپر تھا۔ رسہ اس کے پیٹ سے بندھا ہوا تھا اور اوپری کگر تک چلا گیا تھا موریس یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا کہ کیا ہوا ہوگا۔ ہنری دوسرے خچر پر سوار رہا ہوگا، وہ آہستہ آہستہ ان کگروں پر چڑھا اور دوسرے خچر کو رسے سے اوپر گھسیٹ رہا ہوگا اور پھر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہوگا جس نے اسے اس خچر سے الگ کر دیا ہوگا۔ باربردار خچر کسی نہ کسی طرح نیچے اتر آیا ہوگا لیکن دوسرا یہاں اوپر ٹھہر گیا ہوگا۔ لیکن کیوں؟ موریس کو اس سوال کا جواب فوراً ہی مل گیا۔ اس کے سامنے کی کگر ایک جگہ یوں ٹوٹی ہوئی تھی جیسے کسی دیو نے منہ بھر کر اس کا لقمہ توڑ لیا ہو اور اس کے نیچے پندرہ فٹ کی سیدھی گہرائی تھی۔ خچر، چنانچہ، اوپر ہی چڑھ سکتا تھا اور وہ بھی اس وقت جب کوئی اس کا رسہ پکڑ کر اوپر لے جاتا۔ اور ظاہر ہے کہ ہنری اسے اوپر سے جانے کے لئے نہ آیا تھا موریس نے سوچا:۔

"اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ہنری کی کوئی چال ہو یا اس کے ساتھ

کوئی واقعہ ہو گیا ہے ۔ کوئی ایسا واقعہ جو خود ہنیری کے لئے بھی خلاف توقع رہا ہو :

اور دفعتہً وہ تیزی سے اوپر چڑھنے لگا ۔ جو کچھ ہونا ہے آئندہ چند سکنڈ میں ہو کر رہے گا ۔ اس نے دل میں کہا ۔ وہ خچر کے پیچھے ہی پیچھے اس جگہ کی تلاش میں رینگتا رہا ، جہاں سے اوپر چڑھ کر وہ خچر کے عین پیچھے پہنچ جائے اور اب اس نے دیکھا کہ رسے اس کے عین اوپر پہنچ کر غائب ہو گئے تھے ۔ چنانچہ ہنیری اوپر اور رسوں کے دوسرے سروں کے قریب ہی تھا ۔ یقیناً وہیں تھا ۔

وہ خچر کے پیچھے رینگ آیا ۔ سامان اور پانی کے کنستر خچر پر موجود تھے ۔ وہ دونوں ہاتھوں سے بندوق پکڑے اسے لاٹھی کی طرح ٹیکتا ہوا آگے بڑھا ۔ وہ آخری چند گز کی چڑھائی چڑھ کر رسوں کے سرے تک پہنچ گیا ۔ اس کا سانس پھول رہا تھا ، جسم ٹھنڈے پسینے میں شرابور تھا اور وہ اس کگر کے عین نیچے کھڑا ہوا تھا جس پر جا کر رسے غائب ہو گئے تھے ۔

اس نے دائیں ہاتھ میں بندوق لے کر دو انگلیاں لبلبی پر رکھ لیں اور بائیں ہاتھ سے رسہ پکڑ کر کھینچا ۔ دو فٹ تک وہ ڈھیلا ڈھیلا کھنچتا رہا اور پھر یوں تن گیا جیسے اس کے دوسرے سرے سے کوئی بوجھ بندھا ہوا ہو ۔ اس نے رسہ مضبوط پکڑ کر آہستہ آہستہ اپنے پورے جسم کا بوجھ اس پر ڈال دیا ۔ گھٹنے کی سی آواز سنائی دی اور پھر کوئی لمبی سفید چیز چٹان کے کنارے پر نمودار ہوئی ، فوراً ہی لڑھک کر دھپ سے موریس کے قدموں میں گری پھر لڑھکی اور نچلے کگر پر جا پڑی ۔ رسہ بھی اسی کے ساتھ نیچے چلا گیا ۔ رسے کو کسی چیز نے پکڑ رکھا تھا ـــــ اور یہ ایک ہاتھ تھا جو سوج کر سیاہ

بڑھ گیا تھا اور اس کے ناخن چاندنی میں حبشی کے دانتوں کی طرح چمک رہے تھے۔

ایک لمحے تک تو مورس بُت کی طرح کھڑا رہا۔ اور پھر وہ دونوں ہاتھوں سے لٹک کر نچلی گگر پر اتر گیا۔

اور وہاں ہنیری لیسٹر پڑا ہوا تھا۔ ہی اوپر سے لڑھک کر نیچے گرا تھا اور اس کا سر گگر کے کنارے سے نیچے لٹک رہا تھا، چہرہ پھولا ہوا تھا اور اس کا رنگ گہرا سرخ تھا اور اس کے سفید بالوں کی وجہ سے اس کا پورا چہرہ کسی فوٹوگراف کے نگیٹو کی طرح معلوم ہو رہا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن منہ اپنی آخری حد تک کھلا ہوا تھا۔

مورس بیوقوفوں کی طرح آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا اس کے جسم اور لباس پر خون نہ تھا سوائے ان چند داغوں کے جو اس کی پتلون پر دھندلا گئے تھے لیکن یہ داغ بھی اس بات کی نشانی تھے جب مورس نے بنی سلام کے ہوٹل میں اسے پیٹا تھا۔ مورس نے اسے چھونے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا لیکن پھر فوراً ہی واپس کھینچ لیا۔ اس بگڑی ہوئی لاش کو چھونے کے خیال سے ہی اسے متلی ہونے لگی تھی۔ وہ چیخ چیخ کر ریڈ ربٹ کو پکارنے لگا۔ اس کی پکار کا جواب چٹانوں نے باز گشت کی صورت میں دیا۔

"ہنیری مر چکا ہے۔ مر چکا ہے" وہ پھر چیخا۔

پانچ منٹ بعد ہی ریڈ ربٹ اوپری گگر پر سے کود کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"لیکن بابو میں نے بندوق کا دھماکا تو سنا ہی نہیں!" وہ بولا۔

بندوق چلائی ہی نہیں گئی تو دھماکا کہاں سے سنتے" مورس نے

ہنری کے بکھو لے ہوئے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔
"رب موسیٰ کی قسم" ریڈ ربٹ بڑبڑایا اور پھر فوراً اس نے تیزی سے چند قدم پیچھے ہٹ کر ہاتھی مار بندوق پر اپنی گرفت مضبوط کر دی۔
"کچھ سُن رہے ہو بابو؟" اس نے پوچھا۔
موریس نے غور سے سُنا۔ رات کی خاموشی میں سرسراہٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ آواز اوپر سے آرہی تھی اور ایسی تھی جیسے ہوا کے جھونکے درختوں کے پتوں کو آہستہ آہستہ جھنجھوڑ رہے ہوں۔
ریڈ ربٹ دبک گیا اور سرگوشی میں بولا:۔
"یہاں سے چلو بابو"
اور وہ گگرہ پر کوئی بیس فٹ تک رینگتا رہا اور پھر دفعتہً اوپر چڑھنے لگا۔
"کیا بات ہے ہیمی؟" موریس نے اس کے پیچھے آکر بے حد نیچی آواز میں پوچھا
"اوپر بابو" اس نے مختصر سا جواب دیا۔
اور اب وہ اس چٹان پر چڑھ رہا تھا جس پر سے سرسراہٹ کی آواز آرہی تھی۔ وہ اوپر پہنچ گیا اور اب گگر کا کنارہ اس کے ماتھے کے متوازی تھا۔
"جھکے رہو" ریڈ ربٹ چیخا۔
آہستہ آہستہ اس نے سر ابھار کر دیکھا۔ دفعتہً اس کا پورا جسم کھنچ گیا اور اس کے منہ سے سیٹی کی آواز نکل گئی۔ موریس رینگ کے اس کے قریب پہنچا اور اس نے بھی سر ابھار کر کنارے کے دوسری طرف دیکھا۔ چند لمحوں تک تو چاندنی اور اس کے سایوں نے موریس کو گڑبڑا دیا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا دیکھ رہا تھا۔
گگر کے کنارے سے کوئی دس فٹ دور چمکتے ہوئے رسّوں کا ایک گچھا سا تھا۔

لیکن یہ رسے اپنے آپ کھل رہے تھے اور رینگ رہے تھے اور سر اٹھا رہے تھے۔
مورس نے یہ دیکھنے کے لئے اوپر نظر کی کہ کوئی شخص اوپر بیٹھا انھیں کھینچ اور گھسیٹ تو نہیں رہا تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا اور رسے اپنے آپ ہی حرکت کر رہے تھے۔

اور پھر دفعتہً اس کی سمجھ میں آگیا کہ وہ کیا تھے وہ سانپوں کے ایک جھول کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس جھول میں تقریباً بارہ سانپ تھے۔ لمبے، کالے اور پیلے پٹیوں والے۔ وہ حیرت انگیز تیزی سے کنڈلی بنائے ہوئے چل رہے تھے اور ان کے اس عمل سے سرسراہٹ کی وہی آواز پیدا ہو رہی تھی جو اس نے اور ریڈ ربٹ نے نیچے سے سنی تھی۔ ان کی نصف تعداد انگریزی کے آٹھ کا ہندسہ (8) بنائے چٹان پر رینگ رہی تھی اور بقیہ سانپ تیزی سے چٹانوں کے سوراخوں میں گھس رہے تھے اور باہر نکل رہے تھے۔ وہ اپنے سر اٹھائے جو چاندنی میں چمکنے لگتے اور پھر وہ دفعتہً غوطہ مار کر ریت میں گھس جاتے لیکن چند فٹ آگے پھر نکل آتے۔

ریڈ ربٹ نے ایک بار پھر سیٹی بجائی۔

"چاندنی کے سانپ" وہ بڑبڑایا "آج پورے چاند کی رات ہے چنانچہ یہ سالے ناچ رہے ہیں۔ میں نے چاندنی کے سانپوں اور ان کے ناچ کے متعلق بہت کچھ سنا تھا لیکن انھیں دیکھ آج رہا ہوں۔ دنیا میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جنھوں نے ان سانپوں کو اور ان کا رقص کبھی دیکھا ہو رہا ہے۔ کاش کہ اس وقت میرے پاس کیمرا ہوتا حسین منظر ہے نا بابو؟"

مورس کانپ گیا۔

"ہنیری کتنی دیر میں مرا ہوگا؟" اس نے پوچھا

"تین منٹ میں بلکہ شاید اس سے بھی کم عرصے میں۔ بابو۔ مجھے منٹ گن دینا تو۔ یہ کام سالا اچھا معلوم نہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں۔"

اس نے ایک ہاتھ میں بندوق اٹھائی، جیب میں کارتوس بھرے اور بڑی احتیاط سے گگر پر چڑھ گیا۔ وہاں پہنچ کر وہ پیٹ کے بل لیٹ گیا اور پھر آہستہ آہستہ سانپوں کی طرف رینگنے لگا۔ موریس نچلی گگر پر ریڈ ربٹ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"بالکل بھی حرکت نہ کرنا" ریڈ ربٹ نے کہا "یہ سالے سانپ ہم پر اس وقت حملہ کریں گے جب وہ ہمیں ہلتے جلتے دیکھ لیں گے۔ یا ہمارے چلنے کی لرزش محسوس کریں گے۔ سانپ سالے سن نہیں سکتے"۔

موریس سانس روکے کھڑا تھا اور ایک عجیب طرح کی سرد اور مسحور کن سنسنی اس پر طاری تھی۔ ریڈ ربٹ سانپوں سے صرف چھ فٹ دور رہ گیا اور تب اس نے بندوق چلائی یکے بعد دیگرے دو دھماکے رات کی خاموشی میں گونج گئے اور ان کی بازگشت چٹانوں پر لڑھکتی چلی گئی۔ اس نے بندوق بھر کر پھر فیر کیا۔ تھوڑی سی ریت اڑی، چٹانوں کی کرچیاں بکھر گئیں اور سانپوں کی چمکدار کھالوں کے ٹکڑے ادھر ادھر اڑے اور خود سانپ گھوم کر چٹانوں سے ٹکرا گئے اور وہ اپنے سر پتھروں سے ٹکرانے اور ہر قریبی چیز کو ڈسنے کی کوشش کرنے لگے۔ دفعتہً ایک سانپ سوراخ میں سے نکلا، یوں کنڈلی مار گیا جیسے اسپرنگ ہو اور اپنی دم پر کھڑا ہو کر ریڈ ربٹ کی طرف لپکا۔

عین اس وقت ریڈ ربٹ نے گولی چلا دی۔ سانپ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس کا اوپری حصہ ربڑ کے حلقے کی طرح ہوا میں اڑتا چلا گیا۔ اس نے چھ فیر اور کئے اور پھر گگر پر سے اتر کر موریس کے قریب آکھڑا ہوا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"عمدہ گولیاں چلائی ہیں۔ کیوں بابو؟" وہ بولا۔

"بہت عمدہ" موریس نے جواب دیا "تمام سانپوں کا خاتمہ کر دیا؟"

"ایک نشانہ بھی خطا نہیں گیا۔ بابو! جب میں سنجیدگی سے کوئی کام کرتا ہوں

تو معجزے دکھاتا ہوں"

اور وہ پلٹ کر ہینری کی لاش کی طرف اترنے لگا۔ لاش کے عین اوپر رات اور دن کی دوربین پڑی ہوئی تھی۔ سانپوں نے جب اسے ڈسا ہوگا تو اس وقت دوربین ہینری کے پاس ہی ہوگی۔ دوربین خون میں تھی اور ٹوٹی نہ تھی۔ ریڈ ربٹ لاش کے قریب اکڑوں بیٹھ کر اس کی جیکٹ کے بٹن تمام کھولنے لگا۔

"میرے خدا! کتنی تکلیف دہ موت!" مورس بڑبڑایا" تمہارے خیال میں بڑی تکلیف ہوئی ہوگی اسے؟"

"اگر یہ مردود میرے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اس سے زیادہ تکلیف برداشت کر کے مرتا۔ چنانچہ یوں مر کر تو یہ سالا نفع میں ہی رہا"

اور اب وہ ہینری کی لاش کی تلاشی لے رہا تھا۔ وہ اس کی جیکٹ اتار رہا تھا، جیبوں کو الٹ رہا تھا اور خود لاش کو ادھر ادھر لڑھکا رہا تھا۔ اور وہ ایک چرمی بٹوہ، سنہری شیفر فونٹین پن، ہاتھی دانت کے دستے والا بڑا سا شکاری چاقو اور مخمل کا وہ بٹوہ نکال چکا تھا جو ابوظہول کے ایک کمرے میں لیونارڈ نے مورس کو دکھایا تھا۔ ریڈ ربٹ نے اسے کھول کر ہیرے اپنی ہتھیلی میں رکھ لئے۔

"واپس مل گئے باپو" وہ مسکرایا۔

نقشہ تہ در تہ کر کے چرمی بٹوے میں رکھا ہوا تھا۔ اس بٹوے میں دو سو کے نوٹ اور بیس بیس امریکی ڈالر کے پانچ بل بھی تھے۔ ریڈ ربٹ نے نوٹ خود اپنی جیب میں ٹھونس لئے۔ فونٹین پن اور ہیرے بھی اس کی جیب میں غائب ہو گئے۔ پاسپورٹ، شناخت کے کاغذات اور بیمہ کمپنی کے کاغذات

اس نے ہنیری کی لاش پر پھینک دئے ۔

"کیا سالی قسمت نے ساتھ دیا ہے ۔ واہ ۔ واہ طبیعت خوش ہو گئی بابو ۔ ہمیں ہر وہ چیز مل گئی جس کی ہمیں ضرورت تھی ۔ نقشہ ، نقد رقم ، ایک زائد خیمہ ، رائفل ، رات اور دن کو دیکھنے والی دوربین ، اشیائے خورد و نوش کا مزید ذخیرہ اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ اب یہ حرامی پلہ ہمیں کبھی پریشان نہ کرے گا ۔ یعنی بقول کسے یہ بلا ہمارے سر سے ٹل گئی ۔"

ریڈ ربٹ مسکرا رہا تھا اس کی پیلی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں ۔ لیکن مورس خاموش کھڑا تھا ۔ وہ اس کی سی خوشی ، اطمینان اور یقین محسوس نہ کر رہا تھا ۔ اس کے برخلاف وہ ایک طرح کا بوجھل خوف محسوس کر رہا تھا جو اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا البتہ یہ بات تو اس کی سمجھ میں آرہی تھی کہ خود ان کی موت فی الحال ملتوی کر دی گئی تھی ۔ یعنی کسی مناسب وقت کے لئے ۔

ریڈ ربٹ نے کہا : " اس خچر کو بابو نیچے لے جاؤ ۔"

" اور ہنیری کا کیا ؟ "

ریڈ ربٹ کا جواب ایک وحشیانہ ہنسی تھی ۔ وہ لاش کے قریب پہنچا اور ٹھوکر مار کر اسے نیچے لڑھکا دیا اور اب وہ لاش کے پیچھے بھاگ رہا تھا ، ٹھوکریں مار مار کر اسے ایک سے دوسری نگر پر لڑھکا رہا تھا ۔ اور دیوانوں کی طرح قہقہے لگا رہا تھا ۔ جیسے یہ کوئی خوفناک مگر دلچسپ کھیل ہو ۔

مورس کی آنتیں اٹھنے لگیں ، وہ گھوم کر خچر کی طرف چلا ۔ اس نے وہ رسّہ کھینچا جو ہنری کے مردہ ہاتھ سے چھڑا لیا گیا تھا ۔ اور اب وہ خچر کو اپنے ساتھ لا رہا تھا ۔ وہ دس فٹ آگے بڑھ گیا اس نے نیچے نظر کی ۔ ریڈ ربٹ اور اس کا وہ گھناؤنا کھلونا چٹان کے قدموں میں پہنچ چکا تھا ۔ ریڈ ربٹ شاید تھک گیا تھا ۔

چنانچہ وہ ایک پتھر پہ کھڑا سستا رہا تھا۔ ہنیری کی لاش اس کے قدموں میں پڑی تھی۔

پانچ منٹ بعد موریس اور خچر اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔

انھوں نے اپنے ہاتھوں سے پتھروں میں ایک اتھلی قبر کھودی اور آخری دعائیں پڑھے بغیر ہنیری کو دفن کر دیا۔ جب ریڈ ربٹ نے ٹھوکر مار کر ہنیری کی لاش کو قبر میں لڑھکایا ہے تو اس وقت چار بج رہے تھے۔ ہنیری کے سفید بال چاندنی میں چاندی کے مخملی گچھے کی طرح چمک رہے تھے

"ہنیری لیٹر! مردود! نطفۂ حرام! میری دعا ہے کہ تو قیامت تک جہنم کی آگ میں جلتا رہے" ریڈ ربٹ نے کہا۔

اور پیروں سے پتھر اور ریت قبر میں ڈالنے لگا۔ لاش پتھروں اور ریت تلے دب گئی اور موریس قبر کے قریب ایک لمحے تک سر جھکائے کھڑا رہا۔ اسے ہنیری کی موت کا نہ افسوس تھا اور نہ رنج البتہ ایک عجیب طرح کی اداسی محسوس کر رہا تھا جو خوف اور دہشت کے بہت قریب تھی۔ چار دنوں میں ہنیری وہ دوسرا شخص تھا جو اس راہ میں مارا گیا تھا۔ ہیروں کی راہ میں۔ پہلا لیمونارڈ تھا اور دوسرا بالوں والا جرمن۔ ہیروں کے ایک تھیلے کی خاطر ان دونوں کی جان گئی تھی۔ ہنیری نہ رہا تھا اس کے باوجود دشواریاں اب بھی موجود تھیں۔ ہنیری کے بغیر بھی مصائب کڑے اور طویل تھے۔

انھوں نے ہنیری کو منوں ریت اور پتھروں تلے دبا دیا، دونوں بندوقیں اور دوربین اٹھائی اور خچر کو اپنے پیچھے گھسیٹتے ہوئے اس طرف چلے جہاں وہ ہیل کو چھوڑ آئے تھے۔

ہیل گہری نیند سو رہی تھی۔ بندوق بدستور اس کی رانوں پر دھری ہوئی تھی۔

ریڈ ربٹ کی بندوق کے دھماکے بھی اسے بیدار نہ کر سکے تھے۔

انھوں نے اسے جگایا۔ موریس نے دواؤں کا بکس کھولا اور سرجیکل اسپرٹ سے اس کا چہرہ پونچھنے لگا اس عرصے میں ریڈ ربٹ اسے بتاتا رہا کیا ہوا تھا میبل بڑے سکون سے سنتی رہی اور جب ریڈ ربٹ خاموش ہوا تو وہ سر ہلا کر بولی:۔

"تو ہیزی مر گیا"

"مر گیا اور سالا مدفون بھی ہو گیا میری جان۔ لیکن کاش کہ تم نے سانپ دیکھے ہوتے۔ سالے کیا خوبصورت تھے" ریڈ ربٹ نے کہا۔

وہ میبل کے قریب بیٹھ گیا اور اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر اس کے پیٹ پر اور ناف سے ذرا نیچے رکھ دیا۔

"جانِ من! آگے کا سفر اتنا مشکل نہیں ہے کیونکہ اتار ہے خوش ہو جاؤ جان کہ اب ہم لکھو پتی بننے والے ہیں" اور اس نے میبل کو ہیرے دکھائے "نقشہ اب ہمارے پاس ہے۔ سالا اب سب کچھ ہمارے قبضے میں ہے اور اس حرامی ہیزی کا حصہ بھی اب ہمیں مل جائے گا"۔

اور اس نے میبل کے پیٹ پر اپنا ہاتھ دبایا اس کی پھیلی ہوئی آنکھوں میں وہ چمک تھی جو بیک وقت خطرناک بھی تھی اور مجنونانہ بھی تھی۔ موریس کو اس کی آنکھوں کی یہ چمک ذرا بھی پسند نہ آئی۔ وہ ایک عجیب طرح کا بے چین کر دینے والا خوف محسوس کرنے لگا۔

وہ جلدی جلدی ہیزی کا خیمہ لگانے لگا۔

پہاڑوں کے اوپر آسمان دودھیا ہو چلا تھا۔

ریڈ ربٹ میبل کے کان میں کچھ "خر خر" کر رہا تھا۔ چند ثانیوں بعد ہی

مورس نے میل کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی:۔

"میں اب اچھی ہوں۔ طویل نیند کے بعد میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی"

مورس جاکر مردہ خچر پر سے خود ان کا خیمہ لے آیا، اور پھر وہ ایک ایک کر کے مردہ خچر پر سے ان کا سامان لانے اور میل اور ریڈ ربٹ کے قریب ڈھیر کرنے لگا۔ ریڈ ربٹ نے اب میل کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا تھا وہ اُسے آہستہ آہستہ کھڑا کر رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اب ریڈ ربٹ کے ہاتھ اس کے گداز بدن پر بڑے اعتماد کے ساتھ رینگنے لگے۔ ایک ہاتھ میل کی چھاتیوں کے عین پیچھے تھا اور دوسرا اس کے کولھے سہلا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ۔ مگر بڑی خود اعتمادی سے۔ اور پھر اس کا وہ ہاتھ، جو چھاتیوں کے نیچے تھا، چھاتیوں پر رینگ آیا اور اب اس کی انگلیاں میل کی قمیص کے بٹن کھول رہی تھیں۔

"اتار لو جان۔ بڑی گہری نیند سوؤ گی تم" ریڈ ربٹ نے رازدارانہ لہجے میں کہا اور دفعتہً مورس کے دل میں دہشت اور غصے کے ملے جلے جذبات نے ہلڑ مچا دیا۔ وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اسے غصہ زیادہ تھا یا دہشت۔

ریڈ ربٹ کی گرفت مضبوط تھی۔ اس نے میل کو دبا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا بٹن کھول کر میل کی پتلون نیچے سرکا رہا تھا۔ وہ اس کی پتلون کو رانوں تک اتار چکا تھا اور میل کمزوری سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سیمی! یہ کیا حماقت ہے" مورس چیخا" خدا کے لئے۔ اس قسم کے کام کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے"

"یہ کیا بکتے ہو بابو۔ اب تو ہم مرے ہی مرے ہیں۔ اور وقت سالا ہمارے باپ کا ہے" ریڈ ربٹ نے بڑی بشاشت سے جواب دیا تاہم اس نے میل کی

پتلون پر سے اپنا ہاتھ اٹھالیا اور پھر اسے لاکر ہنیری کے خیمے میں لٹادیا۔

"بابو! عورت خدا نے ہمارے لئے بنائی ہے اور وہ بڑبڑایا۔ اور اس نے پانی کے کنستر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

موریس نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"بیمی! اگر آئندہ ایسی بات کہی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا"

"غصہ نہ کرو بابو جل رہے ہو شاید"۔ اور اس نے مسکرا کر پانی کا کنستر موریس کی طرف بڑھادیا؛ "ہم اسے دن بھر سونے دیں گے اور جب یہ بیدار ہوگی تو اس کی قوت عود کر آچکی ہوگی اور تب وہ 'ہوں، ہاں۔ نہ کرے گی"

اس نے ایک مجنونانہ وجد کے عالم میں یہ الفاظ کہے تھے اور اس کا یہ وجد موریس کو ریڈ ربٹ کے غصے اور نشے کے عالم سے زیادہ خطرناک معلوم ہوا۔ اور آج پہلی دفعہ اسے ریڈ ربٹ کے روپ میں ایک بدکار اور زانی شیطان نظر آیا تھا اور یہ بات قطعی اطمینان بخش نہ تھی

"آؤ بیمی! بڑا خیمہ لگانے میں میرا ہاتھ بٹاؤ" موریس نے کہا۔

"ایں! تو ہم ساتھ سو رہے ہیں بابو؟" وہ لپکا۔

انھوں نے اپنا لباس اتارا اور پانی پی کر خیمے میں بچھی ہوئی ستطرنجی پر ننگے لیٹ گئے۔ موریس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اسے پوری دنیا اندھیرے میں ڈوبتی محسوس ہوئی اور اس نے میل کے گرم اور گداز جسم کے متعلق سوچا:۔

اور اسے اس ویرانے کی زمین شطرنجی کے نیچے سرد، سخت اور مردہ معلوم ہوئی۔

کوئی اس کا شانہ جھنجھوڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ یہ میل تھی۔ موریس

خیمے میں اکیلا پڑا تھا اور خیمے کے پردے اٹھا دئے گئے تھے۔ ریڈ ربٹ وہاں نہ تھا۔ میل اس کے سامنے بندوق لئے کھڑی تھی۔

"موریس! خدا کے لئے اٹھو"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنی برہنگی سے وہ خود ہی شرما رہا تھا۔

"کیا — کیا بات ہے؟"

وہ اپنی پتلون اٹھانے لگا تو میل نے چیخ کر کہا:۔

"موریس! خدا کے لئے جلدی کرو"

اس نے جلدی سے پتلون پہنی اور خیمے سے باہر آگیا۔ صحرا کے دوسرے کنارے پر دن کی روشنی سمٹ کر مر رہی تھی۔ باہر ریڈ ربٹ بیٹھا ہوا تھا اس کے ایک ہاتھ میں ہاتھی مار بندوق تھی اور دوسرے ہاتھ میں وہسکی کی بوتل۔

"کیا ہوا؟" موریس نے پوچھا

میل اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ بندوق اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی لیکن خود میل سر سے پیر تک کانپ رہی تھی۔

"اس پاگل کو مجھ سے دور رکھو موریس" میل نے ریڈ ربٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

موریس نے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا۔ موخر الذکر کے کان کے عین نیچے ایک زخم تھا جس سے خون بہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے سیمی؟" موریس نے پوچھا

"یہ بات اس خارشی کتیا سے پوچھو۔ سالی۔ حرامی"

"بکو مت" میل کسی ہسٹریا کی مریضہ کی طرح چیخ پڑی۔

موریس اس کی طرف گھوم گیا اب اسے غصہ آنے لگا تھا۔

"بتاؤ۔ کیا ہوا؟" وہ چیخا۔

اس نے ایک قدم میل کی طرف بڑھایا تو وہ خوفزدہ جانور کی طرح سمٹ گئی

"اس پاگل کو مجھ سے دور رکھو" وہ بولی۔ "بہت کمین آدمی ہے۔ میں چونکہ بیمار اور کمزور ہو رہی ہوں اس لئے یہ سمجھ رہا ہے کہ جو چاہے گا کرے گا۔"

مورس گھوم گیا۔ ریڈ ربٹ کے ایک ہاتھ میں اب بھی بندوق تھی اور دوسرے ہاتھ سے وہ دھسکی چڑھا رہا تھا اس نے بوتل جھکائی اور رکھ کر گڑبڑایا۔

"یہ سالی بیمار تھی ہی نہیں۔ یہ سالی انسان ہے ہی نہیں کہ بیمار پڑ جائے۔"

"بکواس بند کرو" مورس نے کہا اور ایک بار پھر میل کی طرف گھوم گیا۔ موخرالذکر کی کلائیوں پر سرخ خراشیں تھیں "میل! بتاؤ کیا ہوا" میل نے نظریں جھکا لیں۔

"میں اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتی۔ میں پوری طرح سے سوئی نہ تھی کہ ــــــ اس غلیظ سور کو دور رکھنے کے لئے مجھے بندوق اٹھانی پڑی۔ یہ سور تو پورا مجنوں ہے۔"

"اس نے آبرو ریزی کی ہے تمھاری؟"

"اس نے کیا نہیں کیا؟ کمبخت نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ پہلے بھی بہت سے لوگوں نے مجھے لوٹا ہے لیکن یہ غلیظ کتا ــــ میں تو ڈر رہی تھی کہ یہ مار ہی ڈالے گا۔"

یہ وہ لڑکی کہہ رہی تھی جو خود اس کے ساتھ سو چکی تھی۔ لیکن اس وقت وہ ایک شریف بے عصمت لڑکی کی طرح کانپ رہی تھی۔ یہ تضاد مورس کو

بے حد دلچسپ معلوم ہوا۔

"اب تمھاری طبیعت سنبھل گئی ہے" مورس نے کہا۔ "اپنی چیزیں سمیٹ لو۔"

"شکر ہے کہ تم میرے ساتھ ہو" میں نے کہا اور جھک کر ہیری کے خیمے میں گھس گئی۔

مورس نے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا اور خدا جانے کیوں اسے اس یہودی پر رحم آگیا۔

"سیمی! وہسکی کی بوتل رکھ دو اور خیمے اکھاڑ دو" بولا۔

ریڈ ربٹ ڈھٹائی سے مسکرایا۔

"وہ سالی تمھیں اپنا حمایتی بنانے کی کوشش کر رہی ہے کیوں؟"

"خیمہ اکھاڑ دو" مورس نے دانت پیس کر کہا اور خیمے کے کھونٹے اکھاڑنے لگا۔

"وہ سالی ہمیں یہاں تک لے آئی، سالی ہمارے سامنے ننگی ہوتی رہی اور جب ہم میں سے ایک نے اس سے وہ چیز طلب کی جو سالا ہر معمولی مرد طلب کر سکتا ہے تو سورتی آپے سے باہر ہوگئی"

مورس نے کھونٹے اس کی طرف پھینک دیے۔

"پکڑو!"

"ریڈ ربٹ نے پھر وہسکی کا ایک گھونٹ لیا۔

اگر سالی کے پاس بندوق نہ ہوتی تو میں اس کے کولھے سرخ کر دیتا" اس نے اپنے کان کے نیچے والے زخم پر ہاتھ رکھ دیا "وہ سالی اس قابل ہے۔ وہ حرامی کسی ——— کیا کہتے ہیں ——— طبعی جذبے کی حامل ہی نہیں ——— جانور ہے بالکل ——— جو کسی طرح سے ایک خوبصورت بدن میں تبدیل ہو گئی ہو"

"سیمی! تم اللہ کے بیٹے ہو، گنوار اور خبطی ہو۔ کس بات نے تمھارے دماغ کی یہ حالت کر دی ہے؟ بچپن دکھوں میں گزرا؟ کیا واقعہ ہوا جس نے

تمہارے دماغ میں گندگی بکھیر دی"

"چپ رہو بابو"

"نہیں سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔ جب میں وہاں ہنیری سے فیصلہ کرنے جا رہا تھا تو اس وقت بھی تم پر دیوانگی کا دورہ پڑا تھا، پھر جب ہنیری کی لاش کو ٹھوکریں مار رہے تھے تو اس وقت بھی تم پاگل تھے اور اس وقت میں نے تمہارے متعلق جو اندازہ لگایا تھا وہ غلط نہ تھا۔ تمہارے دماغ کی کوئی چول ڈھیلی ہے۔ اور اب تم نے کیا کیا؟ میبل کو پریشان کرنے لگے اور وہ بھی اتنی سی بات پر کہ اس نے اپنی ٹانگیں تمہارے لئے نہ کھول دیں۔ یسی! یسی! ہم پر کچھ کم مصیبتیں نہیں پڑی ہیں کہ اب تم اس نئی مصیبت کا آغاز کر رہے ہو؟"

ریڈ ربٹ نے زور سے تھوک دیا۔

"وہ سالی چاہتی تھی بابو۔ سالی خود یہ چاہتی تھی لیکن میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ میں سالا ایک بیہودہ بچہ ٹھہرا۔ ہاں۔ وہ مجھے کیوں قبول کرنے لگی۔ سالی سڑی ہوئی کتیا۔" اس نے اداسی سے مورس کی طرف دیکھا۔

مورس نے اس کے ہاتھ سے بوتل گھسیٹ لی۔

"پرانا بہانہ ہے یسی، وہ کیسی بھی ہو اور اسے طلب بھی ہو لیکن وہ نہیں۔ نہیں، کر رہی ہے۔ یہ بہانہ پرانا ہو چکا اور تم واقعی بیہودہ ہو چنانچہ مجھے تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔ مجھے واقعی افسوس ہے ریڈ ربٹ۔ چلو اب کام میں لگ جاؤ۔ اگر میبل تمہارے ساتھ سونا نہیں چاہتی تو یہ اس کی مرضی ہے، اور یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور میں اسے اپنا معاملہ بنانا نہیں چاہتا۔ چنانچہ سن لو یسی کہ اگر آئندہ تم نے میبل کے ساتھ کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو میں اس شاٹ گن سے تمہارا بھیجہ پاش پاش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو تمہاری اپنٹ کی طرف سے بھی گولی چلانے میں دریغ نہ کروں گا۔"

رٹیڈ رہٹ نے نظریں اٹھا کر موررس کی طرف دیکھا۔ اس کی زرد آنکھوں سے احتیاط جھانک رہی تھی۔

"تم کچھ نہیں سمجھتے بابو۔ خود اس کتیا نے مجھے اکسایا ہے۔ میں تمھارے سامنے ہی اس کے کولھوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس وقت تو سالی نے کچھ نہ کہا۔ اس وقت تو اس نے وحشی بلی کی طرح میرا منہ نوچ لیا" اس کے بشرے سے تکلیف و غصے کے آثار ہویدا ہو گئے۔ وہ خود اپنے مجروح جذبات پر مرہم رکھنا چاہتا تھا۔ موررس سے ہمدردی کے چند الفاظ سننے کے لئے مرا جا رہا تھا "میرا تو خیال تھا کہ وہ سالی مجھے گولی مار دے گی۔ رب یوسی کی قسم بابو۔ میں اس سے خوفزدہ تھا"

"ایک لڑکی سے خوفزدہ تھے! قسمت بری ہے تمھاری۔ خیر۔ اب خچروں کو تیار کرو"

موررس بڑا خیمہ لپیٹ رہا تھا اور ریڈ رہٹ اس کے پیچھے اکھڑا ہوا۔

"بابو! آئندہ سے تم مجھے گولی مار دینے کی دھمکی نہ دینا۔ اس طرح تو ہم میں سے ایک زندہ واپس نہ آئے گا۔ اور یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خوش نصیب کون ہوگا۔ جو زندہ واپس آئے گا۔ ریڈ رہٹ یا موررس"

موررس نے کوئی جواب دئے بغیر لپٹا ہوا خیمہ اٹھا لیا۔

اٹھواں باب

سانپوں کا دریا

سورج غروب ہوا تو وہ لوگ فصیل چلو کا کی چڑھائی چڑھ رہے تھے۔ وہ لوگ خچروں کو اس جگہ سے گھما کر لے آئے جس پر چاندنی کے سانپ تھے۔ ہر جگہ پر چڑھنے سے

پہلے وہ رک جاتے اور کان لگا کر سنتے لیکن نہ تو سانپوں کی آواز سنائی دی اور نہ ہی پھر وہ کہیں نظر آئے۔ لیکن صبح ہونے سے بہت پہلے انھوں نے سنسناہٹ کی آواز سنی اور پھر فوراً ہی چاندنی سے روشن فضا میں سے بہت سے گدھ نیچے اترے۔ یہ وہ بڑے بڑے گدھ تھے جنھیں "کندور" کہتے ہیں۔ وہ اپنے بڑے بڑے بازو پھیلا کر پہاڑ کے قدموں میں غوطہ مار گئے اور وہاں پڑی ہوئی خچروں کی لاشوں پر ٹوٹ پڑے اور اپنے پھیلے ہوئے بازوؤں کی وجہ سے اوپر سے یوں دکھائی دیئے جیسے بہت سے چھاتوں کو کھول کر اور آپس میں ملا کر رکھ دیا گیا ہو۔ ان کی چیخوں سے فضا کا سکوت درہم برہم ہو گیا۔

صبح ہونے سے کوئی دو گھنٹے پہلے وہ لوگ جنلوکا کی چوٹی پر تھے اور وہاں سے انھوں نے دیکھا کہ وہ جنلوکا کی چوٹی پر تو ضرور تھے لیکن ایک بتدریج بلند ہوتے ہوئے سطح مرتفع کے کنارے پر بھی تھے۔ ریتانی سطح مرتفع جس میں جگہ جگہ سیاہ چٹانوں کے عظیم الشان مینار سے کھڑے تھے۔

"مسحور کن مگر خوف ناک منظر" موریس نے سوچا "جیسے دنیا کا آخری کنارہ ہو۔"

اور ریڈ ربٹ نے کہا:۔

"ترا توؤں کا مالک" اس نے ایک ہاتھ میں دوربین اور دوسرے میں ملکتی مار بندوق اٹھا رکھی تھی۔

"بالپواب زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اب ہم اپنی آنکھیں کھلی رکھیں گے۔"

انھوں نے چوٹی پر قیام کر کے خچروں کو پانی پلایا، کیمپبل نے شوربہ اور کافی تیار کی اور انھوں نے ڈبوں کا گوشت چبا کر اپنی بھوک مٹائی اور وہسکی کے چند جرعوں سے اپنے جسموں میں گرمی پہنچائی۔ لیکن یہ ناشتہ اس کھنچاؤ کو دور نہ کر سکا جو سیل اور ٹیوڈر کے درمیان پیدا ہو گیا تھا اور موریس کو یاد آیا کہ سنچاسلام کے ہوٹل میں ہنری پر کھونسے

برسانے کے بعد خود اس کے اور جرمن نوجوان کے درمیان بھی اس سے ملتا جلتا تناؤ
پیدا ہو گیا تھا اور اس کا انجام برا ہوا تھا۔ اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ہنری کی طرح
اب بھی ان کے درمیان موجود تھی اور ان کے درمیان نفرت کا زہر پھیلا رہی تھی اور وہ
انھیں ایک دوسرے کے خلاف کر رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ شاید تھکن کا نتیجہ تھا
۔۔۔ اور یوں بھی تین کا ہندسہ کہتے ہیں کہ برا ہی منحوس ہوتا ہے۔ چنانچہ ممکن ہے یہ
کھنچاؤ اس کا اثر ہو۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ یوں ظاہر کرے گا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔
اور صرف ان دو باتوں کی طرف دھیان دے گا جو ہنری کی موت کے بعد باقی رہ گئی
تھیں۔ اور وہ دو باتیں تھیں ۔۔۔ بقا اور ہیروں کی تلاش۔ بقا ۔۔۔ یعنی بہر حال
زندہ رہا جائے اور ہیرے حاصل کئے جائیں۔

وہ مزید دو گھنٹوں تک خاموشی سے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ سورج کی تمازت
میں جھلسا دینے والی گرمی آ گئی اور اب شیطان کا چمچہ بہت نیچے چھوٹ گیا تھا اور نظروں
سے اوجھل تھا۔ اور فضا اس وقت تو اور بھی بگڑ گئی، جب مورس نے سیل کو ایک خچر پر
سوار ہو جانے کی اجازت دے دی۔ اس پر ریڈ ربٹ نے خوب گالیاں بکی تھیں اور
غصے کا اظہار کیا تھا اور نصف سامان اٹھانے سے صاف انکار کر دیا تھا چنانچہ مورس اکیلا
ہی تھیلے اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے ریڈ ربٹ کی گالیوں کا کوئی جواب نہ دیا تھا وہ
خاموش رہا تھا وہ ریڈ ربٹ سے جھگڑا نہ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا سفر بہت مشکل تھا اور
اور بھی زیادہ مشکل ہو سکتا تھا۔

دوپہر ہوئی تو انھوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سیل ہنری کے خیمے میں سوئی اور
مورس اور ریڈ ربٹ باری باری سے پہرہ دیتے رہے کیونکہ کیا پتہ تھا کہ ریڈ انڈین
کب حملہ کر دیں۔

دوپہر ڈھل گئی۔ ٹھیک چار بجے وہ لوگ روانہ ہوئے تو گرم ہوا کے جھونکے

چل رہے تھے۔ ریڈ روبرٹ نے وہ نقشہ کھولا جس کی پشت پر کپڑا چپکا دیا گیا تھا۔ وہ اور موریس خود اپنے محل وقوع کا اندازہ لگانے لگے اور انہوں نے اس نقشے کا اس نقشے سے موازنہ کیا جو ہنری نے اپنے پچھلے سفر میں بنایا تھا اور جو ایک جہازی کاغذ پر تھا۔ اور موریس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ ایسے کمزور کاغذ پر بنے ہوئے نقشے کی واقعی جان سے زیادہ حفاظت کی گئی تھی۔ یہ بات تقریباً ناقابل یقین سی تھی کہ اس جہازی کمزور کاغذ پر کھنچی ہوئی ٹیڑھی میڑھی اور دندانے دار لکیریں دراصل ایک زبردست خزانے کی گویا کنجی تھیں۔ یہ نقشہ ایسا ہی تھا جیسے جغرافیہ کے کسی طالب علم نے صرف ایک گھنٹے کی محنت سے بنایا ہو۔ اس کے باوجود یہ نقشہ بڑی جانفشانی سے اور بڑی دشوار گزار راہوں پر سے گزرتے وقت بنایا گیا تھا۔ یہ اس وقت بنایا گیا تھا جب اسے بنانے والا خطرناک دلدلوں میں سے گزر رہا تھا اور ہر ہر قدم پر اسے اپنی موت سامنے کھڑی نظر آتی ہوگی۔

کمپاس اور نقشہ اب بھی ریڈ روبرٹ کے قبضے میں تھا لیکن اب موریس گویا امیر کارواں تھا اور وہ اس خچر سے، جس پر میبل سوار تھی، چند قدم آگے چل رہا تھا۔ میبل نے ایک بار پھر موریس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اب بھی گٹھر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس کا لہجہ سراسر غیر جذباتی تھا۔

"خدایا!" وہ بولی "کوئی میرے ایک بار غسل کا انتظام کر دے تو میں اسے اپنی زندگی کا ایک سال بخش دوں۔" وہ مسکرائی۔ "بس پورا دن گرم پانی کے ٹب میں یا کسی دریا میں گردن تک ڈوبی بیٹھی رہوں اور اس کے بعد رات بھر سوتی رہوں اور پھر میری طبیعت بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

"یوں بھی تمہاری طبیعت پہلے سے کئی درجہ بہتر معلوم ہوتی ہے" موریس نے اس کے خچر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

ریڈ ربٹ پیچھے تھا اور ہر چند منٹ کے بعد وہ بین آنکھوں سے لگا کر افق کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

"تھکن تو اب بھی محسوس کر رہی ہوں" میبل نے پرسکون لہجے میں کہا، گردن گھما کر ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا اور پھر بڑے زہریلے لہجے میں اضافہ کیا "خدا کرے کہ اسے کچھ ہو جائے یا راستے میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تا کہ وہ میری طرف متوجہ نہ ہو سکے۔"

"بھول جاؤ اسے میبل۔ اسے خوش رکھو اور اس سے رو گٹھو نہیں کیونکہ تم جانو ہمیں کئی دن اس کے ساتھ گزارنے ہیں۔"

"وہ نرا جانور ہے"

"اگر وہ جانور رہی ہوتا تو مجھے فکر نہ ہوتی" موریس نے سوچا اور پھر بولا "میں نے تمہیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ ریڈ ربٹ تقریباً وحشی ہے چنانچہ تمہیں کوئی فیصلہ کر لینا چاہیے تھا۔"

"یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ مجھ سے اپنا منہ کالا کرنے کی اس وقت کوشش کرے گا جب میری طبیعت ٹھیک نہ ہوگی اور پھر جب میں نے انکار کر دیا تو اس نے مجھے بری طرح سے پیٹ ڈالنے کی دھمکی دی تھی۔"

موریس نے اپنا سر ہلایا۔

"قسمت نے یہ عجیب کھیل کھیلا ہے" اس نے سوچا "جنوبی امریکہ میں اور بھی لوگ تھے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ان دو ہستیوں سے اس کا سابقہ پڑا —— ایک خانماں برباد یہودی جسے بندوق جیسے ہتھیار سے محبت ہے اور ایک عمدہ انگریز لڑکی جس کی ٹانگیں خوبصورت اور زبان بے لگام ہے۔"

سورج ڈھل چکا تھا اور چٹانی مینار سطح پہاڑوں میں تبدیل ہو گئے تھے اور خشک وادیاں اٹھیں ایک دوسرے سے جدا کر رہی تھیں۔ اس خشک بر اڑنے میں اب یہاں وہاں زندگی کے آثار نظر آنے لگے تھے میں اکاد کا ناگ پھنی کے پودے اور گرگٹ اور سانڈے جو پتھروں کے دراڑوں میں سے جھانک رہے تھے۔ بس یہی تھے زندگی کے آثار۔ شمال کی طرف سلسلۂ کوہ تھا لیکن جنوب کی طرف جہاں دلدلیں تھیں، کچھ نہ تھا سوائے خاکستری دھند کے۔

سورج غروب ہوا اور اس ویرانے کے ان تین مسافروں نے ایک جگہ قیام کر دیا۔ مورس اور ریڈ ربٹ باری باری سے جاگتے اور پہرہ دیتے رہے۔ میل ہیری کے خیمے میں اکیلی سوئی اور آج ریڈ ربٹ نے کوئی شرارت نہ کی۔

آخری پہرہ ریڈ ربٹ کا تھا چنانچہ صبح اسی نے مورس اور میل کو بیدار کیا وہ لوگ خاموشی سے کافی سڑپ رہے تھے۔ ریڈ ربٹ کی آنکھوں میں زرد ڈبر انیاں سی کیتیں اور منہ لٹکا ہوا تھا۔ مورس نے سمجھ لیا کہ وہ آخری دو تین گھنٹوں میں مسلسل پیتا رہا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہوئے تو میل لوشن اور کریم وغیرہ لے کر خیمے سے باہر آبیٹھی۔ اپنے بال اس نے ایک فیتے سے باندھ رکھے تھے جو اس کی گدی پر پڑے ہوئے تھے اور وہ اس ایکٹرس کی طرح نظر آ رہی تھی جو میک اپ کے آخری مراحل سے گزر رہی ہو۔ مورس نے اسے دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ وہ خود کس قدر غلیظ ہو رہا تھا۔ اس کے بال پسینے اور دھول میں اٹ کر رسیوں کی طرح بٹ گئے تھے۔ ٹھوڑی کے نیچے بار بار کھجلی ہو رہی تھی۔ اور دھول اور پسینہ اس کے مسامات میں یوں سرایت کر گیا تھا جس طرح کوئلے کی کان

میں کام کرنے والے مزدوروں کے مسامات میں کوئلے کے ذرات سرایت
کر جاتے ہیں۔

ریڈ ربٹ اپنے حصے کی کافی ختم کر کے اٹھا۔ ٹہلتا ہوا میل کے قریب
پہنچا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر ہنسنے لگا۔ یہ اس کی مخصوص ہنسی نہ تھی بلکہ یہ
غرغراہٹ سی تھی جو اس کے ہونٹوں کی ذرا سی جنبش کے بغیر براہ راست
اس کے حلق میں سے نکل رہی تھی۔ میل نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ وہ خاموشی
سے اپنے چہرے پر کریم ملتی رہی۔

دفعتہ ریڈ ربٹ اس پر جھک گیا اور چیخ کر بولا:-

"بہت خوبصورت ہو تم ــ اور ــ اس سالے ویرانے میں یہ سنگھار کس کے
لئے کر رہی ہو؟ مورس کے لئے؟"

"بکو مت۔" مورس نے کہا

اور وہ میل اور ریڈ ربٹ کے درمیان آکھڑا ہوا۔ نقشہ اور کمپاس اب
اس کے ہاتھ میں تھا اور دوربین والی ہاتھی مار بندوق بڑے خیمے کے قریب
پڑی ہوئی تھی اور بقیہ دونوں بندوقیں خچروں پر تھیں۔

"آؤ دیکھیں کہ ہم کہاں ہیں اور دلدلیں ابھی کتنی دور ہیں" وہ بولا

ریڈ ربٹ پھر وہی غرغراہٹ کی ہنسی ہنسا۔

"بائی! یہ لونڈیا سالی ہے خوبصورت"

مورس اسے میل کے قریب سے ہٹا لایا۔

"یہ سہی! نقشہ کی رو سے ہم "جنوب" مغرب کی طرف اور بارہ درجے کو جا رہے
ہیں۔ اب تم یہ دیکھو کہ یہ کہاں تک صحیح ہے"

اور اس نے ریڈ ربٹ کو کمپاس دے دیا تو موخر الذکر کی ہنسی فوراً ختم

گئی۔ ریڈ ریٹ نے نقشہ دیکھا، کمپاس سے سمت معلوم کی اور موریس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا:۔

"بالیو! تم بھی ہوشیار ہو گئے" اس کی بدبودار سانس موریس کے نتھنوں میں گھس گئی۔ "کیوں بابو! اب تو میرے بغیر بھی یہ مہم سر کر سکتے ہو البتہ ایک ذرا اشتی کی ضرورت ہے۔"

موریس نے اپنے شانے پر سے ریڈ ریٹ کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"سیمی! اب ہمیں چلنا چاہیئے۔"

وہ ناشتے کی چیزیں پیک کرنے اور اس خوف پر قابو حاصل کرنے لگا جو اس کے لئے بالکل نیا تھا کیونکہ ریڈ ریٹ اپنی وحشیانہ اصلیت پر اتر آیا تھا۔ یہ تو موریس شروع سے ہی جانتا تھا کہ ریڈ ریٹ پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا، وہ ایک متلون مزاج، خود رائے اور بد کیش شخص تھا اور ساتھ ہی ساتھ عیار بھی تھا۔ اور اگر کبھی ہیرے مل گئے تو وہ انھیں دھوکا دینے کی کوشش کرے گا۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن یہ بات تو موریس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ کبھی وہ وقت بھی آئے گا جب خود ریڈ ریٹ کا اعتبار موریس پر سے اٹھ جائے گا اور یہ کہ اس کے اور میل کے درمیان اتحاد ہو جائے گا۔ تقریباً شروع سے ہی ریڈ ریٹ اس مہم کا منتظم اور اس قافلہ کا میر رہا تھا اور اس کی یہ حیثیت خاموشی سے تسلیم کر لی گئی تھی اور جب تک ہنیری ان کے ساتھ تھا موریس اور میل گویا اچھوت رہے تھے اور کم سے کم موریس کو یہ ضرور خدشہ تھا کہ کہیں ریڈ ریٹ اور ہنیری ایک ہو کر ان دونوں کو الگ نہ کر دیں۔

لیکن اب معاملہ کچھ اور تھا میل اور موریس ایک تھے اور خود ریڈ ریٹ

اکیلا پڑ گیا تھا۔ مورس نے کمپاس کا استعمال اور نقشہ دیکھنا سیکھ لیا تھا اور ہیرے کا نمونہ بھی دیکھ چکا تھا چنانچہ انہیں پہچان سکتا تھا۔ وہ اور میل ریڈ ربٹ کی مدد کے بغیر بھی سانپوں کے چشمہ دریا تک جاکر شاید واپس بھی آسکتے تھے میل پرڈنیکس میں پچھلے مہینے سے مقیم تھی چنانچہ وہاں سے نکلنے کے راستوں سے بہت حد تک واقف تھی۔ اس کے علاوہ اگر آپ کے پاس کئی لاکھ کے خام ہیرے ہوں اور آپ بدحواس نہ ہو جائیں تو آپ کو ایک نہ ایک خریدار ضرور مل جائے گا اور وہ ترکیب بھی معلوم ہو جائے گی جس کے ذریعہ آپ کل رقم بیرونی بینک میں بھجوا سکتے ہیں۔

چنانچہ یہ صورت حال کچھ زیادہ اطمینان بخش نہ تھی اگر ریڈ ربٹ کو مورس پر شک ہو گیا تھا تو اس کا یہ شک دور کرنا ضروری تھا یا کم سے کم اسے یہ یقین دلانا ضروری تھا کہ وہ "اچھوت" یا اس جماعت سے الگ نہ تھا۔

وہ دن بھر چلتے رہے، منظر خاموش، ویران اور وحشت انگیز تھا۔ زرد رنگی چٹانیں اور خشک وادیاں جس میں ناگ پھنی اُگ رہے تھے جو درختوں جتنے بلند تھے اور ان میں افشاں کی انگلیوں جتنے کانٹے تھے۔ ببول کے چھدرے خار زار درختوں پر ٹوٹ پڑے۔ ہوا رک گئی تھی اور جلتا ہوا سفید آسمان ٹھنڈا ہو کر بھورا ہو گیا تھا اور سامنے، جہاں افق تک دلدلیں پھیلتی چلی گئی تھیں، مٹ میلی دھند چھائی ہوئی تھی۔

شام کے وقت وہ پہلے چشمے پر تھے یہ چشمہ انھوں نے کوہ ہاتر پر سے ہی دیکھ لیا تھا۔ یہ چشمہ کیا تھا ایک اندھیری گھاٹی میں پانی کی تپلی لکیر سی تھی جس کے کنارے پر کیچڑ کے جھنڈ تھے، چھوٹے بڑے کیڑے بھنبھنا اور فضا میں سڑے ہوئے سبزے کی بو بسی ہوئی تھی۔

انھوں نے وہاں قیام کر دیا، چشمے کا پانی ابال کر پلاسٹک کے تمام کنستر
بھر لیے۔ موریس اور ریڈ رابرٹ چشمے میں اتر کر نہائے اور پھر حجامت بنانے
لگے۔ میل چشمے کے بہاؤ کے خلاف دور تک چلی گئی اور اپنے جسم پر تولیہ
لپیٹ کر نہاتی رہی۔

وہ دونوں چشمے میں اپنی ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ وہ میل کی واپسی کا انتظار
کر رہے تھے اور بوتل سے وہسکی کی چسکیاں لے رہے تھے۔ ریڈ رابرٹ شام
کو مچھروں کی آمد کے متعلق کچھ بڑبڑا کر خاموش ہو گیا اور زیادہ تر خاموش ہی
رہا۔ وہ بوتل منہ سے لگائے مسلسل شراب پیتا رہا۔ جب وہ تقریباً خالی ہو گئی تو
بولا :-

" یہ سالی کون سی بوتل تھی ؟ "

لیکن اس سے پہلے کہ موریس کوئی جواب دیتا وہ اٹھ کر لڑکھڑاتے قدموں
سے اس خچر کے قریب پہنچا جس پر وہسکی کی بوتلوں کا ٹوکرا تھا۔ وہ کچھ دیر بعد
واپس آیا۔

" پانچویں تھی" وہ بولا اور موریس کے قریب بیٹھ گیا" سات باقی رہ
گئی ہیں۔ اس بوتل کے بعد سالی دوسری نہ لاؤں گا۔"

" قناعت سے کام لو اور تمھیں شراب کی طلب پریشان نہ کرے گی"
موریس نے کہا۔ اور پھر سوچنے لگا کہ کون سا ریڈ رابرٹ مناسب رہے گا؟
شرابی اور وحشی ریڈ رابرٹ یا وہ ریڈ رابرٹ جو شراب کے بغیر دیوانہ ہو رہا
ہو گا؟ ان دونوں میں سے کس سے نپٹنا نسبتاً آسان ہو گا؟

ریڈ رابرٹ نے بوتل خالی کر کے چشمے میں پھینک دی اور جب سگار جلا
رہا تھا تو میل ان کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا، اس

کے رخسار دمک رہے تھے اور بال گیلے تھے اس نے ان دونوں کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"خدایا! اب اپنے آپ کو ہلکی پھلکی محسوس کر رہی ہوں۔ تم یہ کس قدر غلیظ ہو رہی تھی" وہ بولی اور پھر پوچھا۔ "تھوڑی سی وہسکی ملے گی؟"

"نہیں" ریڈ ربٹ نے کہا "زیادہ نہیں ہے"

"لیکن ہم تو بوتلوں کا پورا چھکڑا بھر کر لائے تھے!" نیل نے موریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، لیکن اب اس کا ذخیرہ کم ہے" ریڈ ربٹ نے سگار کا دھواں اڑا کر جواب دیا۔ اس کے بشرے سے سنگدلی عیاں تھی

موریس اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تو کمرے میں سے ایک بوتل نکال کر لانا چاہتا ہوں" وہ بولا۔

"بیٹھ جاؤ بابو اور تم کمرے پر رحم ہی کرو" ریڈ ربٹ چیخا۔

"سیمی! تم جاؤ جہنم میں" موریس کمرے کی طرف بڑھا۔

ریڈ ربٹ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی سگار تھا اس کے دونوں ہاتھوں کے پٹھے تن گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں ایسی وحشیانہ چمک تھی کہ موریس کے قدم رک گئے۔

"تمہیں ہو کیا گیا ہے!" موریس چیخا

"میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ یہ کتیا میری بوتلوں کو ہاتھ بھی لگائے۔ ملنا تو خیر ساری دور کی بات ہے" ریڈ ربٹ کی آواز لرز رہی تھی۔

"تمہاری بوتلیں! کس نے کہا کہ وہ تمہاری بوتلیں ہیں؟ اگر وہ کسی کی ہیں تو میری اور نیل کی ہیں۔ ہم نے ان کی قیمت ادا کی ہے"

ریڈربٹ ایک قدم موریس کی طرف بڑھا۔

"موریس! اگر تم نے ان بوتلوں کو چھوا بھی تو سالا مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ یہ سارے تم ہی تھے جو ہمیشہ مجھے جبکی لگانے سے منع کرتے رہے تھے اور اب جب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے میں پینے میں اعتدال کروں گا تو اب تمہارے اور اس کتیا کے دماغ میں سالا بھڑار رینگا ہے؟ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ جبلتی ہے۔ سالا مجھے ترسانا ہے۔"

موریس نے اداسی سے اپنا سر ہلایا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کب تک ریڈربٹ کو برداشت کرنا ممکن ہوگا۔

"جانے دو موریس" میبل نے کہا "بات بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ مجھے شراب کی ایسی طلب بھی نہیں ہے۔ ریڈربٹ کا جی چاہے تو ساری بوتلیں خالی کر دے میری بلا سے۔ یہ شخص تو اس بچے کی طرح ہے جو اپنے والدین کے اختیار میں نہ رہا ہو۔"

ریڈربٹ ہنسا اور میبل کی طرف گھوم گیا۔

"جان من! تم اب حد سے بڑھنے لگی ہو۔ تم جھگڑا ہی کرنا چاہتی ہو؟" وہ بولا۔

اور موریس نے سوچا "جھگڑا تو میں سمجھتا ہوں ہو کر رہے گا۔"

اور اس نے ریڈربٹ کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے جھنجھلاہٹ ٹپک رہی تھی اور اس نے میبل کی طرف دیکھا۔ صاف ستھری اور خوبصورت۔ اور موریس نے دل ہی دل میں میبل کو ایک گالی دی آخر وہ اتنی مریض کیوں بنتی جا رہی ہے۔ وہ ایک غلیظ اور غیر دلچسپ باتیں کرنے والی لڑکی ہو گئی اچھا ہے کہ جو کھانا پکاتی اور بڑی خوشی سے کھانے کے بعد صاف ستھرا اور خوبصورت ساتھی بن کر رہتی جب بھی ان میں سے کوئی طلب کرتا مہیا کرتی۔ پھر یہ جھگڑے نہ ہوتے۔ پھر یہ نیا خطرہ سر نہ اٹھاتا۔ لیکن یہ کمبخت عجیب لڑکی تھی ایک وحشی اپنا

جسم مورس کے حوالے کر دینے کے بعد گویا توبہ کر کے پاکباز بن گئی۔

آخر کار انھوں نے چیزیں سمیٹ کر ادھر ٹیک کر کے خچر پر رکھیں، ریڈ ربٹ اپنا سگار ختم کر چکا اور وہ تینوں نہ ادتی میں چل پڑے۔

دن ختم ہوا اور سامنے پھیلے ہوئے نم دھند لکے میں سے پہلا مچھر نکل کر ان کی مزاج پرسی کو آگیا۔ اس رات وہ تینوں دونوں خیموں میں مچھر دانیاں لگا کر سوئے ریڈ ربٹ اور مورس باری باری سے تین تین گھنٹوں کے لیے جاگتے رہے اور اس پہرے کے وقت وہ اپنے جسم پر مچھر دگن دوا اس طرح مل لیتے تھے کہ ان کی جلد کہیں سے ایک انچ بھی خشک نہ رہتی تھی۔ آخری پہرہ مورس کا تھا۔ آسمان پہلے بادلوں میں چھپ گیا اور صبح تک بادل گہرے ہو گئے اور آسمان نہ پھٹنے والے طوفان کی تکلیف سے اس زچہ کی طرح کراہتا رہا جس کی زچگی کا وقت گذر چکا ہو لیکن بچہ نہ پیدا ہو رہا ہو۔

وہ لوگ دن بھر ڈھلوانی خشک نہ ادیوں اور گھاٹیوں میں سفر کرتے رہے اور غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے ڈھلان کے کنارے پہنچ گئے۔

سامنے کی افق پر سے بادل پھٹ گئے اور سورج کی موٹی شعاعوں نے ایک ایسے منظر کو روشن کر دیا جو لندن کے مضافات سے مختلف نہ تھا ایک سبز میدان دھرتی کے ابھاروں کی وجہ سے ہلکی ہلکی موجوں کا تماشہ دکھاتا ہوا، دور تک چلا گیا تھا۔ مغرب کی طرف اور بہت دور ایک سیاہ ابھار تھا اور یہ وہ خوابیدہ آتش فشاں تھا جہاں پچھلی مہم میں کپتان کینبارڈ نے پناہ لی تھی۔ اور رہبری کا نقشہ غلط نہ تھا۔ ریڈ ربٹ نے دوربین آنکھوں سے لگا کر سبز میدان اور خوابیدہ آتش فشاں کا جائزہ لیا، مورس کی طرف گھوم گیا، مسکرایا اور بولا۔

"پاپو! اس جہنمی ہیری کا نقشہ غلط نہیں ہے۔ ہر چیز اسی طرح ہے جس طرح نقشے میں دکھائی گئی ہے۔"

"وہ دریا نظر نہیں آیا؟" موریس نے پوچھا۔

"نہیں۔ بہت دور ہے۔ لیکن پاپو ہے ضرور۔"

"اسے ہونا ہی چاہیے۔ ورنہ تم جانو میرا دل خودکشی کرنے کو چاہنے لگا!" موریس نے کہا۔

دوسرے دن کی سہ پہر سے پہر میں تبدیل ہو رہی تھی کہ وہ لوگ دلدلوں کی سرحد پر تھے۔ آخری دس میل کا راستہ گلتے اور سڑتے ہوئے نباتات میں سے گزر رہا تھا۔ جہاں کی مکھیاں حیرت انگیز حد تک موٹی ہو گئی تھیں، ہوا نم اور بدبودار تھی اور اوپر آسمان تانبے کے رنگ کا تھا۔ آگے بڑھ کر راستہ پتھریلا سے کنکریلا ہو گیا۔ لاوے کی چٹانیں بجری میں تبدیل ہو گئیں اور پھر یہی راستہ مرطوب ہو گیا۔ نرم اور گیلا جس میں پیر دھنس رہے تھے اور اس جگہ یہاں وہاں عجیب رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے اور اس قطعہ کے بعد انھیں کھار کے گڑھوں میں سے گزرنا پڑا اور ان گڑھوں میں کیڑے بجبجا رہے تھے اور کچھ درختوں کے جھنڈوں میں انھیں دلدلی پانی کی پہلی جھلک نظر آئی اور اس پانی میں خدا جانے کیا کچھ کیڑے اور جاندار مسلسل حرکت کر رہے تھے اور پوری دلدل سڑتے ہوئے نباتات سے بوجھل تھی۔ جب تک روشنی رہی وہ چلتے رہے اور پھر انھوں نے ایک جھنڈ کے درمیان چھوٹے مختصر سے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ وہ لوگ خیمے لگا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ دفعتہً بھنبھناہٹ کی گہری آواز نے خاموشی میں شگاف ڈال دیے۔ یہ آواز کسی

خاص سمت سے نہ آرہی تھی بلکہ اس دلدلی جنگل کے ہر گوشے سے بلند ہو رہی تھی اور لمحہ بہ لمحہ شدت اختیار کرتی جارہی تھی یہاں تک کہ انھیں یوں محسوس ہوا جیسے یہ آواز خود ان کے دماغوں میں پیدا ہو رہی ہو۔

ابتدا میں تو وہ لوگ بت بنے کھڑے رہے۔ پھر ریڈ ربٹ خچروں کے قریب دوڑ گیا اور دواؤں کا بکس گھسیٹ لایا۔

"خیموں میں، خیموں میں" وہ چیخا "جلدی کرو۔ مچھر دانیوں میں گھس جاؤ"

اور درختوں میں سے مچھروں کا پہلا جھنڈ نکل آیا اور ان کے اوپر زہریلے بادل کی طرح چھا گیا۔ وہ تینوں خیموں میں اور وہاں سے مچھر دانیوں میں گھس پڑے، مچھر دانیوں کے کونے خیمے کے کپڑے سے مضبوط باندھ دئے گئے اور وہ تینوں مچھر روک دوا اپنے ہاتھوں اور چہرے پر چھڑنے لگے۔

مچھروں کی بھنبھناہٹ کا شور آدھے گھنٹے تک جاری رہنے کے بعد ڈوب گیا تو رات مختلف آوازوں سے بھر گئی۔ ٹک ٹک کی آوازیں خرخر کی آوازیں، چنگاریں، منمناہٹ اور خون خون کی آواز جو صبح تک جاری رہیں۔

رات اندھیری تھی۔ آسمان میں چاند نہ تھا۔ وہ تینوں پریشان تھے کہ یہاں کیا ہو سکتا تھا؟ کون حملہ آور ہو سکتا تھا؟ سانپ؟ لکڑ بھگے یا ژاتو ریڈ انڈین؟ موریس اور میل نے پہلا پہرہ دیا۔ وہ بڑے خیمے کے باہر بیٹھے ہوئے تھے اور ریڈ ربٹ وہسکی کی بوتل

کے ساتھ خیمے میں تھا۔ میبل بندوق سینے سے لپٹائے گھور اندھیرے میں خدا جانے کیا دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہت دیر تک، وہ دونوں خاموش رہے۔ اور پھر جنگل کی آوازوں سے ان کے کان مانوس ہو گئے بالکل اسی طرح جس طرح کہ اس شخص کے کان، جس کا مکان لب سڑک ہو، گھما گھمی اور موٹروں وغیرہ کی آوازوں سے مانوس ہو جاتے۔ میبل اس سے صرف چند انچ دور بیٹھی ہوئی تھی اس کے باوجود جب اس نے مورس کو پکارا مخاطب کیا تو اس کی آواز دور سے، جیسے نیند کی سرحد پر سے، آتی معلوم ہوئی۔

"مورس! جاگ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں" مورس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ اور اسے اندھیرے میں پر اسرار روحیں سی چلتی پھرتی محسوس ہوئیں

"مورس! میں کچھ کہنا چاہتی ہوں"

مورس خاموش رہا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔

"حالات امید افزا نہیں ہیں" وہ بولی۔

مورس اب بھی خاموش رہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے سرسراہٹ کی آواز سنی۔ میبل اس کے قریب کھسک آئی تھی پھر روگ دوا کی تیز بو اس کے نتھنوں میں پہنچی

"مورس سنو۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ کیا ہو رہا ہے" اس نے تیزی سے کہنا شروع کیا" ریڈ ربٹ پاگل ہو رہا ہے۔ وہ جلد یا بدیر کچھ کر کے رہے گا۔ تم جانو وہ عمر بھر انتظار نہ کرے گا"

مورس اندھیرے میں گھورتا اور جنگل کی آوازیں سنتا رہا۔

"دلدلیں پچاس میل تک پھیلتی چلی گئی ہیں" میسل نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ "اور ان دلدلوں میں اسے بہت سے موقعے مل جائیں گے"

"وہ کچھ نہ کرے گا" مورس نے بے یقینی سے کہا۔

"کیوں نہ کرے گا؟"

"اس لئے کہ اسے ہماری ضرورت ہے"

"اسے شاید تمہاری ضرورت ہو لیکن میری نہیں ہے" میسل نے کہا اور پھر چند ثانیوں کے توقف کے بعد اضافہ کیا "مورس! تمھیں کچھ کرنا چاہیئے" وہ اس سے لگ کر بیٹھ گئی "مورس اس سے پہلے کہ وہ پھر کچھ کرے ہمیں کچھ کر لینا چاہیئے۔ آج ہی رات کو ۔۔۔ اس وقت جبکہ وہ سو رہا ہو"

"نہیں ۔۔۔ آج رات ہم کچھ نہ کریں گے" اس نے بڑے سکون سے جواب دیا لیکن اس کا دماغ انتہائی خوف کے عالم میں کچھ اور ہی سوچ رہا تھا

چند ثانیوں کے بعد میسل بولی ہے تو اس کے لہجے میں زہر تھا۔

"بہت اچھا مورس۔ تم اپنی فکر کرو اور میں اپنی فکر کروں گی۔ میں اس کے ساتھ سے عاجز آ گئی ہوں۔ جب دیکھو وہ میرا مذاق اڑایا کرتا ہے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن اب وہ مجھ سے اپنی آرزو پوری کرنے کا موقع تلاش کر رہا ہے۔ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی اور یہ بھی سن لو کہ میں بزدل نہیں ہوں اور نہ ہی لقمۂ تر ہوں"

"ہم کچھ نہ کریں گے۔ کم سے کم اس وقت تک نہیں جب تک

کہ ہم دریا تک نہیں پہنچ جاتے"
"کیوں؟ دریا کیوں؟"
"اس لئے کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں اس کی مدد کی ضرورت ہے"
"ہم اس کے بغیر بھی دریا تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہنیری نہیں پہونچا تھا؟ اور پھر وہ اکیلا بھی تھا"
"ہنیری خوش قسمت تھا کہ اکیلا دریا تک پہنچ گیا اس کے باوجود وہاں سے کیا لے کر لوٹا؟ صرف تین ہیرے۔ نہیں میل ہمیں پہلے دریا تک پہونچنا ہے اس کے بعد ہم سوچیں گے کہ اب کیا کیا جائے"
"وہاں تو حالات اور بھی بگڑ جائیں گے۔ تم تو ریڈ ربٹ سے واقف ہی ہو۔ اسے ہیرے مل جائیں گے تو پھر وہ کسی کا نہ ہوگا موریس! خدا کے لئے۔ میں اس سے بے حد خوفزدہ ہوں"
موریس کے دل میں ناامیدی اور خوف کی ایک لہر اٹھی تاہم اس نے کہا:۔
"نہیں میل۔ دریا تک پہنچنے سے پہلے ہم کچھ نہ کریں گے"
موریس ایک دم سے گھوم گیا۔ پیچھے ریڈ ربٹ کھڑا اپنے ہاتھ میں کوئی چیز جھلا رہا تھا۔ حالانکہ اندھیرے میں اس کا چہرہ نظر نہ آرہا تھا تاہم موریس جانتا تھا کہ اس کے بشرے سے اس وقت بھی وحشیانہ پن عیاں تھا میل بے حرکت بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے تماٹ گن پکڑ رکھی تھی۔ ریڈ ربٹ نے آگے کی طرف

جھک کر وہ چیز مورس کی نظر کے سامنے نچائی جسے وہ اپنے ہاتھ میں جھلا رہا تھا۔ یہ وہسکی کی بوتل تھی۔

"پیو باپو" وہ بولا۔

مورس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے بوتل کا منہ پوچھا اور ایک چسکی لینے کے بعد بوتل میل کی طرف بڑھادی۔ موخرالذکر نے بھی ایک بڑا سا گھونٹ حلق سے نیچے اتار دیا۔ ریڈ ربٹ خاموش اور بے حرکت کھڑا رہا۔

"اچھا بچو۔ جاکر سو رہو اب" ریڈ ربٹ کی آواز بھاری تھی "میری باری ہے اور ہاں۔ سالی بندوق مجھے دیتے جاؤ"

"تمھارے پہرے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے" مورس نے کہا اور اٹھنے لگا "اور بندوق تو تمھارے پاس ہے ہی"

"بحث نہ کرو باپو"

اور اس نے ہاتھ بڑھا کر میل کے ہاتھوں سے بندوق گھسیٹ لی۔

"جاؤ۔ سو رہو جاکر"

وہ مورس کی طرف گھوم گیا جو اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مورس چند ثانیوں تک ریڈ ربٹ کے چہرے پر نگاہیں جمائے رہا اور پھر میل کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھی اور کچھ کہے بغیر چھوٹے خیمے میں چلی گئی۔ ریڈ ربٹ نے اپنا ایک ہاتھ مورس کے کندھے پر رکھ دیا اور اسے دباتے ہوئے بولا:۔

"سب ٹھیک ہے باپو؟" اس کی سانس وہسکی کی بو سے بوجھل تھی۔

مورس اس کی گرفت سے نکل آیا۔

"ہاں۔ سب ٹھیک ہے" وہ بولا "اگر کچھ ہو تو مجھے آواز دینا۔"

"فکر نہ کرو باپو۔"

ریڈر بٹ نے بوتل زمین پر ہاتھی مار بندوق کے قریب رکھ دی تھی اور وہ خود کھڑا موریس کے سامنے مسکرا رہا تھا۔ اندھیرے میں کوئی پرندہ چیخنے لگا۔ اس کی آواز اس کتے کی سی تھی جو ٹرک کے نیچے دب گیا ہو۔ موریس بڑے خیمے میں پہنچ کر لیٹ گیا۔ فضا میں مٹی کے تیل اور وہسکی کی بو بسی ہوئی تھی اور مچھر روک دوا کی چکنی تہہ تلے اس کے مسامات پسینہ اگل رہے تھے وہ سو نہ سکا۔

وہ سوچنے لگا" ریڈر بٹ نہ جانے کب سے ہمارے پیچھے کھڑا ہوا تھا؟ اس نے سب کچھ سن لیا تھا؟ یا صرف چند الفاظ سنے تھے؟ کیا ان الفاظ سے اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ مجھ میں اور میل میں کیا باتیں ہو رہی تھیں؟ اور اگر اس نے کچھ بھی نہ سنا تھا تو میل کا کیا؟ کیا واقعی وہ کچھ کر بیٹھے گی یا اس کی کوشش کرے گی؟ اس وقت کیا کر رہی ہوگی وہ؟ یا میری طرح جاگ کر ریڈر بٹ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تجویز سوچ رہی ہوگی؟

اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔ گیارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ دو بجے سے صبح تک اسے پھر جاگنا تھا۔

صبح چھ بجے اس نے ریڈر بٹ اور میل کو جگا دیا۔ کافی تیار کی گئی۔ آسمان ابھی سے تپ رہا تھا اور گویا جھکا پڑ رہا تھا۔ صبح سے آخری گھنٹے میں جنگل حیرت انگیز طور پر خاموش ہو گیا تھا لیکن

اب پھر وہ جیسے بیدا ہونے لگا تھا۔ جنگل کی اپنی پر اسرار اور ہمہ گیر زندگی تھی جو ان تینوں مسافروں کو آہستہ آہستہ اپنے اثر میں لے رہی تھی اور جکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

انھوں نے بندوقیں اپنے قریب ہی رکھ کر خاموشی سے ناشتہ کیا اور جب وہ روانہ ہوئے تو ریڈ ربٹ نے آخر میں روانہ ہو کر اس بات کا ثبوت دے دیا کہ اب وہ محتاط تھا۔ مورس آج بھی میل اور ریڈ ربٹ کے کھنچاؤ سے اپنے آپ کو بے تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا تو اسے یقین تھا کہ خود اس سے مشورہ کئے بغیر بلکہ اس کی منظوری کے بغیر میل کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرے گی۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے انھیں اس وقت تک انتظار کرنا ہے جب تک کہ وہ دریا تک نہیں پہنچ جاتے۔ اور اگر اس وقت ریڈ ربٹ نے کچھ کرنے کی کوشش کی تو مورس کو اپنے مقابلے کے لئے تیار پائے گا۔

جیسے جیسے دن طلوع ہو رہا تھا گرمی ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ بادامی تیز دھوپ کو درخت اوپر ہی اوپر جذب کر رہے تھے لیکن اس کی تپش نیچے پہنچا رہے تھے مکھیوں اور دوسرے کیڑے مکوڑوں کی افراط کی وجہ سے وہ اپنا لباس نہ اتار سکتے تھے حالانکہ لباس ان کے لئے سچ مچ عذاب جان بنا ہوا تھا۔

چھتے گھنٹوں کے مسلسل سفر کے باوجود وہ آٹھ میل سے بھی کم فاصلہ طے کر پائے۔ رات کو سفر کرنا ناممکن تھا کیونکہ اب چاندنی راتیں نہ تھیں۔

آتش فشاں اب بھی دس میل دور تھا لیکن زمین اب بتدریج بلند ہونے لگی تھی اس کے علاوہ نرم زمین اب سخت ہو چلی تھی کیونکہ خشک لاوے کے پرت کا علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ لوگ لمبی لمبی گھاس میں سے، جوان کے شانوں تک آئی تھی، راستہ بناتے آگے بڑھتے رہے۔ یہ گھاس آتش فشاں کی نچلی ڈھلانوں تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ ان لوگوں کی رفتار سست تھی کیونکہ سانپوں کو بھگانے کے لئے وہ زمین پر بندوق کے کندے بجا بجا کر آہستہ اور احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ہوا جھینگر کی تیز آواز اور سڑتے ہوئے نباتات کی بو سے پُر تھی۔

ریڈ ربٹ کی قوت جواب دے رہی تھی وہ گویا اپنے آپ کو گھسیٹ رہا تھا اور کتے کی طرح ہانپ رہا تھا۔

سہ پہر کے آخری گھنٹوں میں آتش فشاں کھردیلی گھاس میں سے دفعتہً نکل آیا۔ آتش فشاں ان کے سامنے تھا اور ان تینوں کی توقع سے زیادہ بلند تھا۔ اور جب وہ اس کی کافی ڈھلان چڑھ رہے تو مورس نے اس مردہ آتش فشاں سے ایک عجیب طرح کی اور ناقابلِ فہم قوت نکلتے محسوس کی۔ ایک ایسی قوت جو اسے اپنے اثر میں لینے لگی اور اس وقت تک اس پر حاوی رہی جب تک کہ انھوں نے شام کے وقت آتش فشاں کے قدموں میں پڑاؤ نہ ڈال دیا۔

کیا تھا اس آتش فشاں میں؟ کیا یہ اس کی چھٹی حس تھی جو اسے کسی انجانے خطرے سے آگاہ کر رہی تھی جس طرح کہ پہلے بھی کر چکی تھی؟ لیکن یہاں تو کوئی خاص بات معلوم نہ ہوتی تھی۔

ہنیری کا بنایا ہوا نقشہ آخری نشان تک صحیح تھا۔ اس سفید بالوں والے جرمن نے بڑی جانفشانی سے یہ نقشہ تیار کیا تھا۔
دوسرے صبح چار گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ آتش فشاں کے جنوب میں ٹھیک اس مقام پر تھے جہاں سے نقشے میں بتایا ہوا راستہ یکلخت بدل گیا تھا۔ یہ راستہ انھیں آتش فشاں کے گرد اگرد چلاتا ہوا شمال مشرق میں لے آیا اور پھر سیدھا دلدلوں میں اتر پڑا تھا۔ مورس اور ریڈ ربٹ بہت دیر تک نقشہ دیکھ کر راستہ اور فاصلے معلوم کرتے رہے۔ حالانکہ نقشہ صحیح اور راستہ واضح تھا لیکن ریڈ ربٹ مطمئن نہ تھا۔ اسے کچھ شک ہو چلا تھا کیونکہ اس نے کہا، پچھلے ایک گھنٹے سے زمین اسپنج کی طرح نرم اور گیلی ہوتی جا رہی تھی۔ کسی بھی سرکاری نقشے میں لاوے کے پرتوں کی نشان دہی نہ کی گئی تھی۔ سرکاری نقشوں کی رو سے یہ پورا علاقہ سراسر دلدلی تھا۔ چنانچہ انھیں صرف ہنیری کے نقشے پر اعتبار کرنا تھا اور یہ نقشہ جنوب کا راستہ ہی بتا رہا تھا۔
وہ لوگ پھر روانہ ہوئے۔ سانپوں سے بھری گھاس میں سے نکل آنے کے بعد وہ خوش ضرور تھے لیکن مطمئن نہ تھے اس کے باوجود اپنے آپ کو بہت حد تک محفوظ سمجھ رہے تھے کیونکہ آتش فشاں کی ننگی ڈھلانوں میں کوئی چیز چھپ نہ سکتی تھی۔ وہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو، دیکھ سکتے تھے۔ اب یہ خوف نہ تھا کہ کوئی جانور یا انسان ان پر بے خبری میں حملہ کر دے گا۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ چوٹی پر غار ہیں جس میں وہ پناہ لینے گئے ہیں اور

میٹھے اور تازے پانی کی جھیل بھی ہے لیکن سامنے آگے ہوئے مانگروو درختوں کے جھنڈ انھیں ایسا کوئی یقین نہ دلا رہے تھے اور مورس کو خدا جانے کیوں یہ یقین ہو چلا تھا کہ وہ آتش فشاں سے آگے نہ بڑھ سکیں گے۔

وہ شام ڈھلے تک اس عجیب و غریب خطے میں سفر کرتے رہے جو سراسر غیر ارضی معلوم ہوتا تھا۔ وہاں پودوں میں بڑے بڑے پھول لگ رہے تھے، گھر پتوں کے جھنڈ تھے اور موٹی موٹی بیلیں تھیں جو درختوں کی ٹہنیوں سے سانپوں کی طرح لپٹی ہوئی تھیں۔

انھوں نے پڑاؤ ڈال دیا اور کچھ ہی دیر بعد دلدلوں میں سے گرجدار بھنبھناہٹ کے ساتھ مچھروں کا دل بادل نکل آیا۔ اور اس دفعہ مچھروں کا حملہ ایسا زوردار تھا کہ وہ تینوں مچھروں کی ٹکر اور ان کے بوجھ سے خیمے کے پردوں کو لرزتے صاف دیکھ رہے تھے چند مچھر خیمے اور مچھردانیوں میں بھی گھسنے میں کامیاب ہو گئے اور دوسرے ہی لمحے وہ تینوں دیوانوں کی طرح اپنے بدن کے مختلف حصے کھجلا رہے تھے اس رات وہ تینوں بڑے خیمے میں ساتھ ہی سوئے تھے اور اپنے بدن کے کھلے حصوں پر مچھر رنگ دوا مسلسل چپڑ رہے تھے لیکن اس گرم گھٹن میں انھیں سکون نہ مل سکے گا چنانچہ وہ وہسکی پیتے رہے اور ضرورت سے زیادہ ہی پی گئے۔

اس رات پہرہ نہ رہا گیا کیونکہ مچھروں کے حملے کی وجہ سے کسی

کو مچھر دانی سے باہر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ رات پھر اندھیری رات تھی۔ چنانچہ انھوں نے سوچا کہ نیند لے کر اپنی قوت برقرار رکھی جائے۔ حتیٰ کہ دلدلوں کی اس نم اور گرم گھٹن اور مچھروں کے حملے نے ریڈ ربٹ اور میل کی مخالفت بھی معلوم ہوتا ہے ختم کر دی تھی۔

دوسرے دن صبح سب سے پہلے مورس بیدار ہوا۔ اس نے ریڈ ربٹ کی پسلیوں میں ٹھوکے دئے تو وہ بھی جاگ گیا میل کو بھی بیدار کیا گیا۔ تینوں کے سر درد کر رہے تھے چنانچہ انھوں نے کافی کے ساتھ کونین پی اور پھر نقشہ دیکھنے بیٹھ گئے۔ آتش فشاں کی مختلف چوٹیاں نقشے میں درج تھیں۔ کچھ دیر بعد یہ معلوم کر کے کہ وہ ان چوٹیوں کے کس طرف تھے وہ پھر دلدلوں میں چل پڑے۔

دوپہر کے وقت ان کے چاروں طرف بلند اور گھنا جنگل تھا اور ان کے جوتے چکنی دلدل میں دھنس رہے تھے، ہر ہر قدم پر دلدل کی سطح پر بدرنگ بلبلے بن کر پھٹ جاتے اور ان میں سے بدبو کے بھبھکے نکل کر ان کے دماغ پراگندہ کر دیتے۔ مانگرود کے درخت اوپر سے کسی پارک کے درختوں کی طرح سبز اور ہرے بھرے نظر آتے لیکن جب وہ لوگ نیچے نظر کرتے تو ان کے دل دہل جاتے نیچے درختوں کی جڑیں دلدلوں میں سے کسی ڈوبے ہوئے انسان کے پنجوں کی طرح باہر نکلی ہوئی تھیں اور ان جڑوں سے عجیب طرح کے گھناؤنے اور بے شمار کیڑے اور جونکیں چپکی ہوئی تھیں اور ابھی جڑوں کے اندھیرے گوشوں میں خود اپنی آگ میں جیسے جل رہا تھا۔

اور ہلکی ہلکی روشنی سے چمک رہا تھا اور اس روشنی کا رنگ جنگل کے اوپر پھیلے ہوئے آسمان سے ملتا جلتا تھا اور آسمان کا رنگ ناقص سنگ مرمر کی طرح زرد ہو رہا تھا جیسے یرقان میں مبتلا ہو۔

اس کے علاوہ فضا میں ایک خاص قسم کی بو پھیلی ہوئی تھی. جو کسی بھی ارضی بو سے قطعی مختلف تھی۔ گھورے کے انبار نے اور قصاب کی دکان پر سڑے ہوئے پھیپھڑوں سے اٹھتی ہوئی بو سے ملتی جلتی یہ بو ان کگر متوں میں سے اٹھ رہی تھی جن میں سے اکثر انسانی قد سے بھی زیادہ بلند تھے اس بو میں ملی جلی دوسری بو تھی جو درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں سے پھوٹ رہی تھی اور یہ بو کچھ کچھ کبوتروں کی خشک بیٹ سے ملتی جلتی تھی اور اب پھول بھی سڑی ہوئی اشیا کی بو اگل رہے تھے اور وہاں پھولوں کی کمی نہ تھی۔ بڑے بڑے کنول آبی بیلوں پر تیر رہے تھے اور یہ بیلیں دلدل پر قالین کی طرح بچھی ہوئی تھیں اور پھر لمبے ڈنٹھلوں والے ایک عجیب قسم کے پھول تھے جن کی پتیاں مخملیں تھیں اور ڈنٹھل کے گرد لپٹی ہوئی تھیں اور ان پتیوں میں سے لانبی لانبی زبانیں سی لٹکی ہوئی تھیں جیسے یہ پھول ہانپ رہے ہوں

اور اب وہ تینوں ہر ہر قدم پر بانس کے ڈنڈوں سے زمین ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھ رہے تھے اور جیسے جیسے آگے بڑھ رہے تھے دلدل زیادہ سے زیادہ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اب حال یہ تھا کہ ان کے پورے جسم دلدل میں دھنس جاتے تھے اور اب مانگرو کے درختوں کے قد و قامت بھی شاہ بلوط جتنے ہو گئے

تھے اور ان کی ابھری ہوئی جڑوں پر چمکدار کیڑوں کی قطاریں رینگ رہی تھیں۔

وہ کمپاس دیکھنے کے لئے رک گئے اور معلوم ہوا کہ یہاں معاملہ کچھ گڑبڑ تھا۔ موریس نے اپنے چہرے پر سے چکنا پسینہ پوچھ کر سر اٹھایا کمپاس اس عجیب و غریب سرنگ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ جو درختوں کی جڑوں تلے سے گزر رہی تھی اور آگے بڑھ کر گھپ اندھیرے میں غائب ہو گئی تھی۔ وہ دلدل میں بانسوں کے ڈنڈے ہلاتے اور گھونپتے ہوئے سرنگ کا چکر لگانے لگے اور انھوں نے دیکھا کہ اکثر جگہ دلدل خاکستری رنگ کے پانی میں تبدیل ہو گئی تھی۔ پانی کے یہ کھڈ یقیناً طفیلی تھے اور ہیروں کی دریا کی کسی شاخ نے بنائے تھے یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ وہ ہیروں کے دریا کے بہت قریب تھے۔ لیکن پھر یہ بات بھی تھی کہ وہ اس دریا کے جتنے زیادہ قریب تھے دلدل اتنی ہی زیادہ ناقابل عبور تھی اس جگہ پہنچ کر راستہ گویا ختم ہو گیا تھا۔ یہاں سے آگے بڑھنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ حتیٰ کہ ڈونگے میں سوار ہو کر بھی آگے بڑھنا ممکن نہ تھا پھر سامان لادے خچروں کے ساتھ آگے بڑھنے کے متعلق تو سوچنا بھی پاگل پن تھا۔

تینوں رک گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ مختلف قسم کے پتنگے وغیرہ ان کے چاروں طرف یوں اڑنے لگے کہ ان کے سامنے ایک لرزتا ہوا پردہ سا تن گیا، سورج اب پوری طرح سے چھپ گیا تھا اور اندھیرا لپکتے ہوئے پراسرار

سایوں سے پر تھا۔ ریڈ ربٹ نے جھک کر کوئی چیز اٹھائی جو ایک بھوری جراب کی طرح معلوم ہو رہی تھی وہ چیز اس کی گرفت میں چیخ گئی اور سانس کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر کیچڑ میں جا پڑا موریس کو اس چیز پہ کھپرے سے نظر آئے۔ ریڈ ربٹ مسکرایا۔

"سانپ کی کینچلی" وہ بولا اور کیچڑ پر پڑی ہوئی کینچلی پر بانس رکھ کر دبایا تو وہ کئی فٹ تک دلدل میں دھنس گیا۔ اس نے غصے سے موریس کی طرف دیکھا "اب یہ سالا نقشہ کیا بتاتا ہے؟"

"وہ تو سیدھا راستہ بتا رہا ہے" موریس نے جواب دیا۔

"لیکن ہم سیدھے نہیں جا سکتے بابو"

"جانتا ہوں کہ نہیں جا سکتے" موریس نے مسکرانے کی کوشش کی۔ "اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ دلدل میں چلتے رہو گے؟"

"نہیں" ریڈ ربٹ نے کہا اور یقین کرو بابو وہ سالا ہینری بھی اس طرف سے نہ گیا ہوگا۔ وہ تو کیا اس راستے سے اس کا باپ بھی نہیں جا سکتا۔ نقشہ بابو، غلط ہے"

میل نے خوف سے کانپ کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"لیکن یہ نقشہ ہی تو ہمارا واحد سہارا ہے!" وہ بولی۔

"ٹھیک ہے جانِ من لیکن یہ نقشہ غلط ہے۔ ہینری سالا اس دلدل کو عبور نہ کر سکا ہوگا۔ وہ اس سرنگ میں نہ گھسا ہوگا جو درختوں کی جڑوں میں ہے۔ سالا اس میں کوئی نہیں گھس سکتا۔"

جنگل کی آوازوں سے بالا ایک اور آواز سنائی دی جو کہیں اوپر سے آ رہی تھی۔

"غالباً" مورس نے کہنا شروع کیا "ہم نے نقشہ پڑھنے میں غلطی..........."

"چپ رہو" ریڈربٹ نے کہا۔

تینوں کان لگا کر سننے لگے آواز زیادہ سے زیادہ قریب آتی جارہی تھی، اور اس دفعہ یہ کیڑوں کی بھنبھناہٹ نہ تھی بلکہ کسی انجن کی مسلسل آواز تھی۔

"ہوائی جہاز"! ریڈربٹ چیخا

اور انھوں نے اپنے سر پیچھے کی طرف ڈھلکا دئے اور آسمان کے اس ٹکڑے کی طرف دیکھنے لگے جو درختوں کی چوٹیوں میں سے نظر آرہا تھا۔ آواز اب دور جانے لگی۔

"کون سا ہوائی جہاز ہوسکتا ہے؟" مورس نے پوچھا لیکن اسے اس کی اب پروا نہ تھی کہ وہ کس کا اور کیسا ہوائی جہاز تھا کیونکہ وہ دور جانے لگا اور کچھ ہی دیر بعد چلا جائے گا۔ اس کے مسافر، خواہ وہ کوئی بھی ہوں، جونکوں بھری دلدل میں اترنے کی جرأت نہ کریں گے۔

"یہ مسافروں کا جہاز تو ہو نہیں سکتا" ریڈربٹ نے کہا۔ "کسی بھی کمپنی کے جہاز اس علاقے پر سے پرواز نہیں کرتے" انجن کی آواز ڈوب گئی۔ اور میل نے دفعتہً کہا:۔

"شاید ملٹری کا جہاز ہو"

"وہ کیا یہاں جھک مارنے آیا ہوگا؟" ریڈربٹ غرایا۔

میل نے مورس کی طرف دیکھا

"یہ رہ میلو کا جہاز ہو سکتا ہے جو قیدیوں کو یہاں پھینکنے آیا ہو" وہ بولی۔

"واہ!" ریڈ ربٹ ہنسا چنانچہ یہ پیراٹیکنس کے ان سارے شریف زادوں کا کیوں نہیں ہو سکتا جو ہیروں کے دریا کی تلاش میں نکلے ہوں؟"

میل اور مورس اس کی صورت تکنے لگتے ہوائی جہاز کی آواز بالکل ڈوب گئی تھی۔

"تمھارے خیال میں یہ ممکن ہے؟" مورس نے کہا۔

"اگر ممکن نہیں ہے تو پھر بابو وہ بات بتاؤ جو ممکن ہو سکتی ہے" ریڈ ربٹ چیخا۔

مورس درختوں کی چوٹیوں کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس ہوائی جہاز کے متعلق سوچ رہا تھا جس کی نرم اور گرم نشست ہو گی اور جس کی ایر ہاسٹیس کوئی جوان اور مریض لڑکی ہو گی۔ ہوائی جہاز اس طرف آیا تھا اور انھیں بچا سکتا تھا لیکن اب وہ جا چکا تھا اور وہ وہیں تھے اور ان کے چاروں طرف زہریلی دلدلیں تھیں۔

"ہاں تو میں بتاؤں بابو کیا ممکن ہے؟" ریڈ ربٹ نے کہا "بلکہ یہ یقینی بات ہے کہ ہنری کا نقشہ سراسر غلط ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ نقشہ قصداً غلط بنایا گیا ہے اور وہ بھی خصوصاً ہمارے لئے۔"

وہ خچروں کو موڑنے لگا لیکن اب واپسی بھی مشکل نظر آ رہی تھی۔

چار بج چکے تھے اور تین گھنٹوں بعد ہی اندھیرا اتر آنے والا تھا۔

"نقشہ لاؤ باپو" اس نے کہا۔

وہ خچروں کے درمیان کھڑا تھا اور اپنی جیب سے کمپاس نکال چکا تھا۔ خچروں کی ٹانگوں پر بہت سی جونکیں رینگ رہی تھیں چنانچہ وہ بے تحاشہ اپنی استخوانی ٹانگیں چلا رہے تھے۔

"باپو! ہم واپس آتش فشاں پر چلتے ہیں۔ وہ بولا" یہاں سے آگے بڑھنا ممکن نہیں۔

اور عین اس وقت درختوں کی جڑوں میں اور ان سے کوئی تیس فٹ دلدل میں کوئی چیز حرکت کرنے لگی۔ پہلے تو ان لوگوں نے سوچا کہ یہ شاید سایوں کا کھیل اور نظر کا دھوکا تھا۔ درختوں کی جڑوں میں سے بہت سی آہنی ٹوپیاں، جن پر لہریں تھیں اور جن کا رنگ تانبے کی طرح تھا، نکل کر ان کی طرف دلدل میں تیرتی ہوئی چلی آرہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آہنی ٹوپیوں والے سپاہیوں کا پورا دستہ حرکت میں آگیا ہو۔ لیکن ان سپاہیوں کے نہ سر تھے اور نہ جسم۔ ایسی کوئی پچاس آہنی ٹوپیاں تھیں جو درختوں کی جڑوں میں سے ایک قطار بنائے باہر آرہی تھیں اور سامنے، جہاں ان کے چہروں کو ہونا چاہیے تھا، مکڑی نی سیوکی طرح کی سینکڑوں پتلی پتلی ٹانگیں تھیں جو ایک مسلسل جنبش سے کیچڑ کو کاٹ رہی تھیں اور اس طرح وہ آہنی ٹوپیاں آہستہ آہستہ اور ڈول ڈول کر آگے اور ان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

موریس نے گردن گھما کر سامنے دیکھا۔ اس طرف سے بھی ایسی ہی

ٹوپیاں کیچڑ پر رینگتی چلی آ رہی تھیں۔ موریس نے ریڈ ربٹ کا ہاتھ پکڑ کر ٹوپیوں کے اس دوسرے گروہ کی طرف اشارہ کیا۔ موخرالذکر چند ثانیوں تک ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس کے ابرو پر بل پڑ گئے۔

"بابو! یہاں سے نکل چلو فوراً" وہ بولا "دلدلی کیڑے ہیں۔ سالے چند سیکنڈ میں تمہیں مفلوج کر کے رکھ دیں گے۔ خچروں کو پکڑو۔"

موریس دونوں خچروں کو پکڑ چکا تھا کہ دفعتہً اس کے پیچھے ایک دھماکا ہوا۔ یہ دھماکا اتنا زبردست اور ایسا خلاف توقع تھا کہ موریس اوندھے منہ دلدل میں گرتے گرتے بچا۔ وہ ایک دم سے پیچھے کی طرف گھوم گیا اور دیکھا کہ ریڈ ربٹ ہاتھی مار بندوق کے کندے پر اپنا ایک گال ٹکائے کیکڑوں کے جھنڈ پر گولیاں چلا رہا تھا۔ نیل نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے اور موریس کیکڑوں کے خالی خولوں کو ہوا میں اڑتے اور دھواں بھوٹتے دیکھ رہا تھا۔

تیسرے دھماکے پر خچر بھڑک اٹھے۔ وہ ہنہنانے لگے اور پھر ایک دم سے دلدلی جنگل میں بھاگ پڑے۔ کیچڑ میں ان کی ٹاپوں کی کھٹ پھٹ اور پھر ایک چٹاخے کی آواز آئی اور پھر موریس نے دیکھا کہ پہلے خچر کا سر دلدل میں سے باہر نکلا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف بلبلے بن رہے تھے اور پھوٹ رہے تھے اور پھر وہ خچر خاکستری گاڑھے پانی میں غرق ہو گیا۔

ریڈ ربٹ نے بندوق چلانی بند کر دی۔ موریس نے عین وقت

پر ایک طرف ہٹ کر اور اچھل کر دوسرے خچر کی وہ لمبی رسی پکڑ لی جو گائیڈ لائن کے طور پر اس کی گردن سے بندھی ہوئی تھی۔

"ریڈ ربٹ۔ خدا کے لیے پکڑو اسے" وہ چیخا کیوں کہ خچر اسے کھینچنے لگا تھا۔

کوئی چیز بڑے زور سے اس کے چہرے پر لگی اور اس کے ہاتھوں اور ٹانگوں پر خراشیں پیدا ہو گئیں۔ وہ اب خچر تک پہنچ کر اس پر اس طرح سوار تھا کہ اس کی پشت پر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا اور اس کی ٹانگیں خچر کے ایک طرف اور سر دوسری طرف لٹک رہا تھا عین اسی وقت ریڈ ربٹ کی آواز سنائی دی۔

"پکڑ لیا سالے کو باپو"

موریس نے خچر پر سے اتر کر پیچھے دیکھا۔ درختوں کی جڑوں میں کیکڑے گول گول گھوم پھر رہے تھے، اکثروں کے خول پھٹ گئے تھے۔ اور ان میں سے بے رنگ کا مادہ بہ رہا تھا۔ ریڈ ربٹ سامنے کھڑا تھا۔ اس کے حلق میں خرخراہٹ کی سی آواز نکل رہی تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گا۔

"شاباش" موریس نے کہا "تم گویا ماہر بندوقیات ہو اس کے باوجود یہ بندوق چلاتے وقت تمھاری عقل کہاں گھاس چر رہی تھی؟"

ریڈ ربٹ نے اپنے شانے سے بندوق لٹکا لی۔

"سالی کیا عمدہ بندوق ہے" وہ بولا "ایک مدت کے بعد ایسی عمدہ بندوق چلانے کا موقع ملا ہے۔"

"نتیجہ یہ ہوا اس کا کہ ہم گویا میدان سے لبد میں جا پڑے۔"

"ہاں یہ سالا بُرا ہوا" ریڈ ربٹ نے سر ہلایا" وہسکی دلدل برد ہو گئی؟"

"نہ صرف وہسکی بلکہ دواؤں کا بکس، کھانا پکانے کے برتن، کھانے کی چیزوں کا آدھا ذخیرہ اور شارٹ گن بھی گئی۔ شاباش ہے سیمی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔"

ریڈ ربٹ نے پھر سر ہلایا۔

"اور باقی کیا رہ گیا ہے؟ اس نے پوچھا۔

مورس نے بچے ہوئے سامان کی طرف دیکھا

"دونوں کمپاس، دوربین، پانی کے تین کنستر، دونوں رائفلیں، نقشے اور زیادہ تر کارتوس" وہ بولا اور پھر چند ثانیوں کے توقف کے بعد اضافہ کیا" اگر ہم آتش فشاں تک پہنچ گئے تو شاید اب بھی بچ جائیں۔

اور ان دونوں نے ایک بار پھر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھادیں۔ ہوائی جہاز واپس آرہا تھا آواز سے معلوم ہوا کہ اس دفعہ وہ بہت نیچے پرواز کر رہا تھا۔ آواز دم بہ دم شدت اختیار کرتی جارہی تھی یہاں تک کہ پورا جنگل اس آواز سے گونجنے لگا۔ یہ گرجتی ہوئی آواز عین ان کے سروں پر آگئی اور ساتھ ہی انھیں درختوں کے شگافوں میں سے کسی چیز کی جھلک نظر آگئی۔ وہ چیز لمحہ بھر کے لئے نظر آکر آگے بڑھ گئی۔

"یہ سالا کوئی معمولی جہاز نہیں ہے" ریڈ ربٹ نے کہا

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں اس آواز سے واقف ہوں۔ یہ سالے ہیلی کوپٹر کی آواز ہے۔"

"یقین سے کہہ رہے ہو؟"

"ہاں بابو یقین سے کہہ رہا ہوں کیونکہ افریقہ میں میں نے بہت زیادہ ہیلی کوپٹر اڑائے ہیں۔"

"لیکن ـــ لیکن ـــ یہ ہیلی کوپٹر یہاں کیا کر رہا ہے؟" میل نے پوچھا۔

ریڈ ربٹ مسکرایا۔

"یہ تم ہی بتاؤ نہ جانِ من کہ یہ ہیلی کوپٹر ان سالی دلدلوں میں کیا جھک مار رہا ہوگا؟"

"غالباً وہی جھک مار رہا ہوگا جو ہم مار رہے ہیں" میل نے کہا۔

"بالکل" ریڈ ربٹ نے پھر سر ہلایا" چنانچہ صورت حال سالی اطمینان بخش نہیں ہے۔"

اور پھر وہ کھانسنے لگا۔ یہ دلدلوں کی سڑاند تھی جو اس کے تنفس پر اثر انداز ہو رہی تھی۔

موریس نے سامنے نظر کی اور کانپ گیا۔ کیکڑے ایک بار پھر قطار اندر قطار ان کی طرف رینگ رہے تھے۔

"سیمی! خدا کے لئے اب نکلو یہاں سے۔" وہ بولا۔

ریڈ ربٹ نے آگے بڑھتے ہوئے کیکڑوں کی طرف دیکھا اور سر ہلایا۔

"کیا عمدہ نشانہ ہے۔ میں سوچ رہا ہوں بابو اگر ان سالوں کو تلا جائے یا ابالا جائے تو ان کا ذائقہ کیسا ہو؟ کیا خیال ہے بابو؟"

"نہیں سیمی۔ کارتوس بچا رکھو۔ آؤ اب چلیں"

ریڈ ربٹ نے ایک لمبا سانس لیا۔

"کس کے لیے بچا رکھوں باپو؟"

اب چونکہ وہ راستے اور سمت سے واقف تھے اس لیے پلیٹ گر تیزی سے چل رہے۔ خچر ان کے ساتھ چل رہا تھا لیکن اس غریب کی حالت قابلِ رحم تھی۔ اس کے چوتڑوں اور ٹانگوں سے خون بہہ رہا تھا کیونکہ وہاں جونکیں چپک گئی تھیں اور ان جونکوں کو ریڈ ربٹ نے اپنے سگار سلگانے کے لائیٹر سے جلا دیا تھا۔

شام کا دھندلکا اتر چکا تھا کہ وہ اس خطرناک اور زہریلی دلدل میں سے نکل کر لارے کے ٹھوس پربتوں پر آ چکے تھے اور یہاں انھوں نے وہ بڑا خیمہ ایستادہ کر دیا جو دوسرے خچر کے ساتھ دلدلوں میں غرق ہونے سے بچ گیا تھا۔

مچھروں کی فوج کی آمد سے کچھ پہلے وہ خیمے اور مچھر دانی میں گھس چکے تھے اور اپنے سر کے نیچے ہاتھ رکھے خاموش لیٹے مچھروں کی فوج کے گزر جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ موریس ریڈ ربٹ اور میسل کے درمیان لیٹا ہوا میسل اور ریڈ ربٹ کے آپس کے اختلافات مٹ چکے تھے وہ اتنے تھکے ہوئے تھے کہ اب کسی کو کسی سے نفرت نہ تھی۔ یہ احساس کہ ان کی یہ مہم محض بیکار رہی تھی انھیں ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا تھا۔ ان تینوں کے دل میں اداسیاں نوحہ گر تھیں کہ انھیں دھوکا دیا گیا تھا، انھیں پھنسا دیا گیا تھا۔

دفعتہً ریڈ ربٹ چیخ کر بولا:۔

"اس حرامی ہینری نے شروع سے ہی یہ ارادہ کر لیا تھا یعنی

ہمیں دھوکا دینے کا۔ اب ساری ہماری عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے کہ ہم نے اس سالے کی چالبازی کو پہچان نہ لیا اور دھوکا کھا گئے"

موریس اور میل نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش پڑے مچھروں کی گمبدار بھنبھناہٹ اور مچھروں کے جھنڈ کو خیمے کی دیواروں سے ٹکراتے سنتے رہے۔

بے شک ہنری یہی چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ ان کیکڑوں کا حملہ یا اس کی کوشش اور ایک خچر کی غرقابی بھی اس کی عیاری کا نتیجہ تھی۔ اس کے بنائے اور سوچے سمجھے ہوئے نقشے کا ایک حصہ تھی۔ ہنری مر چکا تھا، اسے دفن کر دیا گیا تھا لیکن اس کی روح ان لوگوں کے ساتھ تھی اور آخر کار فتح اسی کی روح کی ہوئی تھی۔

ریڈ ربٹ نے پھر کہنا شروع کیا" اس سالے کو ہماری ضرورت تھی بالکل اس طرح جس طرح کہ بوڑھے کپتان کو ہماری ضرورت تھی اسے ٹھیک دلدلوں تک ہماری ضرورت تھی لیکن اس نے سوچا کہ وہ سالا ہمارے بغیر بھی ہیروں کے دریا تک پہنچ جائے گا۔ تم جانو یا نہ وہ پہلے بھی ایک دفعہ دلدلوں تک پہنچ کر واپس آیا تھا"

"چنانچہ اس نے نقشہ بنایا" موریس نے کہا" اور فیصلہ کیا کہ ہمیں دلدلوں میں بھیج دے کہ ہم پھر واپس آ ہی نہ سکیں۔ یہی کیا نا اس نے؟"

"بالکل یہی۔ یعنی ہمیں دلدلوں تک لے جائے اور پھر ہمیں مرنے کے لئے وہاں چھوڑ دے۔ شیطان کے چیلے میں کبھی تو وہ یہی کرنا چاہتا تھا۔ مردود اسی ارادے سے تو ہمیں چھوڑ کر اور خچر لے کر بھاگ گیا تھا۔

"اگر ایسا ہی تھا تو پھر وہ ہمیں اتنے جلد چھوڑ کر کیوں بھاگ

گیا؟ اس نے ندلوں تک پہونچنے کا انتظار کیوں نہ کیا؟"

"اب یہ سالا میں کیا جانوں؟ غالباً ہم نے اسے گھبرا دیا تھا یا خود اس سالے نے ایک دم سے اپنے طور پر جلد کی مچا دی تھی یا شاید اسے شک ہو گیا تھا کہ ہم اس کا قیمہ بنا دیں گے۔ اب یہ میں کیسے جان سکتا ہوں کہ اس سالے کے سڑیل دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی۔"

بے شک تم نہیں جانتے۔ مورس نے سوچا۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا اس کے باوجود ہم تقریباً صحیح اندازہ تو لگا سکتے ہیں یہ بات اتنی سیدھی اور صاف نہیں ہو سکتی جتنی کہ ریڈ ربٹ نے بتائی ہے۔ یا پھر شاید وہ بہت زیادہ سیدھی اور صاف ہے؟ کاش کہ وہ سارے حقائق سے واقف ہوتے۔ پہلی مہم میں جو کچھ ہوا تھا اس سے صرف دو آدمی پوری طرح واقف تھے۔ یعنی ہنیری اور کپتان لیونارڈ۔ اور اب وہ دونوں مر چکے تھے۔

البتہ پہلی مہم کے چند واقعات ایسے تھے جو مسلّم تھے۔ اور ہم پہلے انہی واقعات پر غور کریں گے۔ اس نے سوچا۔ یعنی بالکل ابتدا سے۔ اور جب میل اور ریڈ ربٹ نیند کی دنیا میں پہنچ چکے تھے تو مورس مچھر دانی میں چت پڑا بہت دیر تک جاگتا رہا اور ان واقعات کا سلسلہ جوڑتا رہا جو کوئی دو مہینے پہلے سے یعنی اس وقت سے شروع ہوئے تھے جب ہنیری اور کپتان لیونارڈ ہیرول کے دریا کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

اس نے واقعات کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے میں وہ واقعات تھے جو ثابت کئے جا چکے تھے یا جن کی تصدیق ہنیری اور

لیونارڈ نے کر دی تھی اور دوسرے ہیں وہ حقائق تھے جو پہلے کے
کے واقعات پر غور کرنے کے بعد سامنے آئے تھے۔ یہ گویا نتیجہ
یالب لباب تھا۔ اور پھر ایک تیسرا حصہ بھی ہو سکتا تھا جو پہلے
دو حصوں میں تعداد کا نتیجہ تھا کیونکہ موریس کو یقین تھا کہ واقعات اور حقائق
کے اس سلسلے میں ایک کڑی غائب تھی۔ کوئی معمولی سی کڑی لیکن
جس کا اثر ہیروں کے دریا کی کہانی پر گہرا بلکہ ہمہ گیر تھا۔ اب بھی جبکہ
ان کے پاس صرف ایک خچر تھا اور نصف سامان دلدل میں غرق ہو گیا
تھا، وہ نتیجہ کر سکتے تھے۔

چنانچہ اس نے حقائق کے پہلے حصے پر غور کرنا شروع کیا۔ کپتان
لیونارڈ ایک ارضیات داں تھا جس نے نقشوں کا مطالعہ کر کے یہ نتیجہ
اخذ کیا تھا کہ دلدلوں کے اس دریا میں ہیرے ہو سکتے ہیں۔ اس
کی صحت بگڑی ہوئی تھی چنانچہ وہ اس دریا تک نہ پہنچ سکا البتہ
خوابیدہ آتش فشاں تک بہر حال پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر اس نے لاوے
کی چٹانیں دیکھ کر پھر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لاوے کے ان پرتوں پر سفر کر کے
دلدلوں کو عبور کرنا ممکن ہے۔ وہ تو تھکن سے چور ہو کر آتش فشاں
کے ایک غار میں پڑا رہا لیکن ہنری لیٹر اکیلا ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

ہنری دریا تک پہنچ گیا اور ثبوت کے طور پر تین ہیرے اپنے
ساتھ لے آیا۔ لیکن اس پر مچھروں نے حملہ کر دیا چنانچہ جب وہ لیونارڈ
کے پاس پہنچا تو نیم پاگل ہو رہا تھا۔

موریس اب واقعات کے دوسرے حصے پر غور کرنے لگا۔ یہ
تو بہر حال ثابت ہو چکا تھا کہ لیونارڈ نے ہنری کے خودکشی کر لینے کا

قصہ سنایا تھا سو وہ سراسر غلط تھا۔ چنانچہ اب مورس کو ظاہر ہے کہ خود ہنیری کے بیان پر یقین کرنا تھا اور اس کا بیان، لیونارڈ کے جھوٹ کے مقابلے میں، قابلِ قبول بھی تھا۔ ہاں تو ہنیری کے بیان کے مطابق کپتان لیونارڈ نے اسے دوا بہت زیادہ مقدار میں کھلا دی اور جب وہ سفید بالوں والا جرمن بیہوش پڑا ہوا تھا تو لیونارڈ اس کا کل سامان، دوربین ہاتھی مارصندوق، تینوں ہیرے اور نقشہ لے کر اور ہنیری کو وہیں چھوڑ کر چلتا بنا۔ چنانچہ یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ نقشہ ہنیری نے بنایا تھا، وہ نقشہ جو آتش فشاں تک کا صحیح راستہ بتاتا تھا۔ اب اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر کپتان لیونارڈ ہنیری کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کیوں کرتا؟ اس کے علاوہ اگر ہنیری مر چکا ہوتا تو لیونارڈ یہ کیسے جان سکتا کہ ہیروں کے دریا تک کس طرح پہنچا جا سکتا ہے؟ پھر خود ہنیری دریا تک پہنچنے کا راستہ کیسے جانتا تھا الّا یہ کہ یہ پورا راستہ اس کے حافظے میں محفوظ تھا؟

لیونارڈ وہ تمام معلومات حاصل کر چکا تھا جن کی اسے ضرورت تھی۔ اب اسے ہنیری کی ضرورت نہ تھی۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ ہیروں کا دریا تھا اور وہاں ہیرے تھے وہ وہاں تک پہنچنے کے راستے سے بھی واقف ہو چکا تھا اور وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ ہنیری اس دولت میں اس کا برابر کا شریک ہو۔ لیونارڈ تو اسے راستے سے ہٹا دینا چاہتا تھا لیکن چونکہ لیونارڈ بے درد خونی نہ تھا اس لئے اس نے ہنیری کا خاتمہ کر دینے کی ایک آسان ترکیب سوچ لی

اور اسے ان ویرانوں میں مرتا چھوڑ کر چلا آیا۔

لیکن ہوا یہ کہ ہنیری زندہ رہا، ایک جماعت نے اسے بچالیا، وہ واپس پیرالنگینس پہنچا اور لیونارڈ کا خون کرکے اس سے انتقام لے لیا لیکن وہ بھی اس وقت جب اسے پتہ چلا کہ لیونارڈ چند دوسرے لوگوں کے ساتھ ہیرول کے دریا کی طرف جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس کے بعد کے واقعات بالکل ویسے ہی تھے جیسے کہ ریڈ ربٹ نے بیان کئے تھے اور اس نے کہا تھا:

" سالا ہنیری بنی سلام کے ہوٹل میں ہمارا انتظار کر رہا تھا اور اس سور نے وہیں بیٹھ کر اصل نقشے کی نقل تیار کی تھی اور یہ نقل خوابیدہ آتش فشاں تک بالکل صحیح تھی۔ یعنی اس میں ایک ایک راستے اور ایک ایک چیز کی بالکل صحیح نشان دہی کی گئی تھی۔ اس سے آگے ہنیری نے اپنی یادداشت سے کام لیا اور آتش فشاں سے آگے اس نقشے کی اس نقل میں وہ راستہ بنا دیا جو سالا سیدھا ان دلدلوں میں جا گھسا ہو جہاں سالے ہم پھنس گئے تھے۔ یہ دلدلیں جونکوں اور بڑے بڑے کیکڑوں اور خدا جانے کیا کچھ الا بلا سے بھری ہوئی ہیں اور بالکل ناقابل عبور ہیں "

اس سے آگے مورس یہ اندازہ ہی لگا سکتا تھا کہ ہنیری کیا کرنا چاہتا تھا۔ شاید وہ ان سب کا خاتمہ کر دینا چاہتا تھا اور اس کی کوشش اس نے شیطان کے چھپے ہوئے بھی کی تھی سامان اور خچر لے کر چلا گیا تھا ان کا خاتمہ کر نا صحرا کی بہ نسبت دلدل میں آسان ہوتا۔ لیکن ان تینوں کو راستے سے ہٹانے کی جو تجویز ہنیری نے

سوچی تھی وہ اہم نہ تھی۔ اہم بات یہ تھی کہ نقشہ غلط بنایا گیا تھا اور قصداً غلط بنایا گیا تھا۔

اور یہاں پہلا روڑا اٹکا ـــ اگر ہیری لیٹر اپنے ساتھ غلط نقشہ لایا تھا تو پھر اصل نقشہ کہاں تھا؟"

دفعتہً اس کی نیند، جو قریب آنے لگی تھی، بھاگ گئی اور اس کے بدن میں بے چین کر دینے والی سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ یہ اس ثبوت یا حقیقت کی کلید ہو سکتی تھی جس کی مورس کو تلاش تھی۔ چنانچہ وہ بڑے سکون سے قابلِ قبول وجوہات اور تشریحات پر غور کرنے لگا۔ اوّل تو یہ کہ ہو سکتا تھا کہ نقشہ غلط نہ ہو البتہ ان لوگوں نے اسے پڑھنے میں غلطی کی ہو۔ لیکن مورس نے یہ خیال فوراً جھٹک دیا۔ اس صبح اس نے اور ریڈ رٹ نے بھی نقشے کا بہت دیر تک بہ غور مطالعہ کیا تھا اور مورس یقین سے کہہ سکتا تھا کہ وہ لوگ اس راستے پر چلے تھے جس کی نشان دہی نقشے میں کی گئی تھی۔

دوم ـــ کمپاس غلط ہو سکتے تھے۔ لیکن اسی صبح انھوں نے دو کمپاسوں سے، ایک اپنے اور ایک ہیری کے کمپاس سے، سمت معلوم کی تھی۔ ظاہر ہے کہ دونوں کمپاس غلط نہیں ہو سکتے۔

سوم ـــ کہیں ایسا تو نہ تھا کہ خود ہیری نے نقشہ بناتے وقت غلطی کی ہو؟ یہ بات بھی قابلِ قبول نہ تھی۔ ممکن ہے کسی ایک جگہ چند درجوں کا فرق ہو۔ لیکن ایسے طویل سفر میں چند درجوں کے فرق سے ظاہر ہے سمتیں نہیں بدل سکتیں۔

چنانچہ سب سے زیادہ قرینِ قیاس یہ بات تھی کہ اصل نقشہ

شاید خود ہنیری کے پاس ہو اور انھوں نے اسے چنانچہ اس کے ساتھ نقشے کو بھی دفن کر دیا ہو۔ لیکن پھر یہ بات تھی کہ ہنیری کو دفن کرنے سے پہلے ریڈ ربٹ نے اس کی تلاشی لی تھی لیکن نقشہ نہ ملا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہنیری نے اسے کہیں چھپا لیا ہو مثلاً اپنی جیکٹ کی سیون میں لیکن مورس کو اس میں شک تھا۔ اگر ہنیری کو یہی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اسے لوٹ لیا جائے گا تو اس نے نقشے کے ساتھ اپنا روپیہ بھی اپنے لباس کی سیون میں کیوں نہ چھپا لیا۔

ان تشریحات کے علاوہ ایک سیدھی سی بات بھی تو تھی۔ جب ہنیری مرا ہے اور اس وقت اس کے پاس صرف ایک ہی نقشہ تھا تو اس کا مطلب کیا تھا؟ مطلب صاف تھا۔ یعنی یہ کہ اصل نقشہ یا تو ضائع کر دیا گیا تھا یا پھر پیراڈیکنس میں کہیں حفاظت سے رکھ دیا گیا تھا۔

دفعتہً مورس ریڈ ربٹ کو جھنجھوڑنے لگا۔

"سیمی! میرے خیال میں بہت کچھ سمجھ گیا ہوں۔"

ریڈ ربٹ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور اس کا ہاتھ ہاکتی مار بندوق کو گرفت میں لے چکا تھا۔

"کیا بات ہے؟"

"سنو! شاید میں ایک نتیجہ اخذ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں"

"سناؤ بابو کیسا لانتیجہ اخذ کیا ہے تم نے"

میل بھی جاگ گئی تھی اور مورس ان دونوں کے بیچ میں اور اندھیرے میں بیٹھا اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ اپنے

اخذ کردہ نتائج کی تہیں کھول رہا تھا ریڈ ربٹ اتنا ہی زیادہ بے چین ہوتا جا رہا تھا۔

"تو تمہارے خیال میں ہینری کے پاس صرف ایک ہی نقشہ تھا" جب وہ خاموش ہوا تو ریڈ ربٹ نے کہا "چلو یونہی سہی۔ چنانچہ اس سالے کو راستہ یاد نہ تھا کیوں؟ تم جانو بابو وہ ایک دفعہ پہلے بھی نقشے کے بغیر ہی ہیروں کے دریا تک پہنچا تھا"

"بے شک پہنچا تھا۔ لیکن میں بھی اگر ہیروں سے بھرا ہوا دریا میں تلاش کرتا تو دوسری دفعہ وہاں پہنچنے کے لئے میں ضرور نقشہ بنا لیتا چنانچہ ہینری نے بھی اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے ضرور نقشہ بنایا ہوگا"

"اگر ایسا ہی ہے" میل نے کہا تو پھر وہ نقشہ لے کر کیوں چلا تھا جس میں بنے ہوا راستہ ہیروں کے دریا تک نہیں بلکہ زہریلی دلدلوں میں پہنچتا ہے؟"

جواب دینے سے پہلے مورس چند ثانیوں تک خاموش رہا۔ ریڈ ربٹ نے غالباً اس سوال کا جواب معلوم کر لیا تھا۔

"اس لئے میل کہ ہینری ادھر دلدلوں میں جانا چاہتا ہی نہ تھا نقشہ کہاں تک صحیح ہے؟ صرف آتش فشاں تک سی اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو پھر ہینری آتش فشاں تک ہی جانا چاہتا تھا، اس سے ایک قدم آگے نہیں"

ریڈ ربٹ ایک دم سے ہنسنے لگا۔

"تم بابو عقلمند کی دم ہو۔ رب موسیٰ کی قسم عجیب آدمی ہو۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ہنیری اس آتش فشاں میں کیا کرنا چاہتا تھا؟ کبھی سُنا ہے تم نے کہ کسی کو آتش فشاں میں سے ہیرے ملے ہوں؟"

"سنا تو نہیں کبھی لیکن اگر پہلے ہی سے ہیرے وہاں چھپا دیئے گئے ہوں تو آتش فشاں میں سے کبھی ہیرے مل سکتے ہیں۔"

چند لمحوں تک خیمے میں سناٹا چھا گیا۔ پھر ریڈ ربٹ نے کہا:۔

"کوشش تو تم نے قابلِ تعریف کی ہے باپو — لیکن سالی بات بنی نہیں۔"

"کیوں نہیں بنی؟"

"اگر ہنیری کو ہیروں کے انبار مل گئے ہوتے اور پھر وہ یہ بات لیونارڈ سے چھپانا بھی چاہتا تو ظاہر ہے باپو کہ وہ تین ہیرے بھی بوڑھے لیونارڈ کو نہ دکھاتا۔"

موریس ایک سوچ میں پڑ گیا۔ کوئی بات اسے یاد آ گئی تھی اور یہ بات اسے پہلے بھی پریشان کر چکی تھی۔ اگر واقعی ہنیری کو ہیرے مل گئے تھے تو وہ بھلا پھر کر کیمپ میں نہ لایا؟ صرف تین ہیرے ہی کیوں لایا؟ لیونارڈ نے کہا تھا کہ ہنیری کو خام ہیروں کی شناخت نہ تھی پھر وہ تھک گیا تھا اور اشیاءِ خورد و نوش کا ذخیرہ بھی ختم ہو چلا تھا اور ہیرے سمیٹنے کے لئے کافی وقت درکار تھا لیکن پھر اسے یاد آیا کہ ریڈ ربٹ نے بنی اسلام کے ہوٹل میں ہنیری سے بڑی دیر تک گفتگو کی تھی اور بعد میں انھیں بتایا تھا کہ ہنیری کے بقول دریا بہ سے "ہیروں کے انبار مل جانے کی اُمید ہے۔" چنانچہ اس وقت موریس نے ایک بار پھر ریڈ ربٹ سے اس کے متعلق چند

سوالات پوچھے۔

"بابو! اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا" ریڈ ربٹ نے کہا "شاید اسے ہیروں کی شناخت تھی یا شاید نہ تھی۔ البتہ وہ ہیروں کے متعلق کم سے کم اتنی باتیں تو جانتا تھا کہ تین ہیرے اپنے ساتھ لے آیا"

موریس پھر سوچ میں پڑ گیا اور ایک بار پھر اسے کچھ یاد آ گیا۔

"لیکن سیمی یہ تین ہیرے اس نے لیونارڈ کو کہاں دکھائے تھے؟ بلکہ جب وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا تو یہ ہیرے لیونارڈ کو اس کی جیب میں سے مل گئے تھے"

اب ریڈ ربٹ کے سوچنے کی باری تھی۔ موریس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"سیمی! اگر تم ہیری لیٹر ہوتے اور تمھیں لاکھوں کی قیمت کے ہیرے مل گئے ہوتے تو کیا تم غیر شعوری طور پر یا مستقبل کے خیال سے چند ہیرے اپنی جیب میں نہ سرکا دیتے۔ میرا مطلب ہے اس وقت جب تم ہیروں سے تھیلا بھر رہے ہوتے؟ تم جانو یہ انسانی فطرت ہے"

"ایک دفعہ میں نے ہیروں کے چوروں کے متعلق ایک فلم دیکھی تھی" میل نے کہا" ان میں سے ایک نے بالکل یہی حرکت کی تھی، اور اس کی اسی حرکت کی وجہ سے سارے چور پکڑے گئے تھے"

"یہ سب سالا خیالی پلاؤ ہے" ریڈ ربٹ نے کہا "نہیں بابو تمھیں چند دوسرے اور قابل قبول نتائج اخذ کرنے ہوں گے۔ یہ سب سالی بکواس ہے"

"یہ خیالی پلاؤ ہو یا بکواس، اگر تمھارے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو اس پر عمل کرو میں تو واپس آتش فشاں کی طرف جا رہا ہوں اور صرف اس لئے نہیں کہ: ہاں مجھے تازہ پانی مل جائے گا بلکہ اس لئے بھی کہ میرے خیال میں مجھے آتش فشاں کے دہانے میں کوئی دلچسپ چیز مل جائے گی۔"

ریڈ ربٹ ایک لمحہ تک خاموش رہا اور پھر لمبی سانس لے کر بولا:۔

"ایک تو یہ سالی شراب کی طلب مارے ڈال رہی ہے۔"

دوسرے دن، شام ہونے سے پہلے، وہ لوگ آتش فشاں کی نشیبی ڈھلانوں پر پہنچ چکے تھے۔ ان کی یہ ذہنی بڑی پست ہو رہی تھی۔ تکان انتہا کو پہنچ چکی تھی، مچھروں نے کاٹ کاٹ کر جسم سجا دیے تھے اور دل مایوسی کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ موریس دل ہی دل میں اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ گزشتہ رات اس نے جو نتیجہ اخذ کیا تھا وہ منطقی تھا چنانچہ ہیروں کو آتش فشاں کے دہانے میں کس جگہ ہونا چاہئے۔ اس کے باوجود مشکلات اور ریاضتیں جوں کی توں موجود تھیں۔ اگر ہینری نے وہاں ہیرے چھپائے بھی تھے تو ان تینوں میں سے یہ تو بہرحال کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ انھیں کہاں تلاش کیا جائے۔ کھانے کی چیزوں کا ذخیرہ بہت کم تھا، پکانے کے برتن نہ تھے، مٹی کا تیل نہ تھا اور دواؤں کا بکس نہ تھا۔ اور یہ فرض محال اگر انھیں ہیرے مل بھی گئے تو وہ انھیں مہذب دنیا میں کس طرح لے جائیں گے؟

ستم بالائے ستم یہ کہ خچر بھی اب جواب دینے کے قریب ہو رہا تھا

پچھلے کئی گھنٹوں سے اس پر کپکپی کے دورے پڑ رہے تھے، وہ دولتیاں جھاڑ رہا تھا، اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور منہ سے کف جاری تھا۔ چنانچہ یہ موہوم امید تھی کہ وہ لوگ سامان اٹھا کر راکھ اور بجری کے اس پہاڑ پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو شیطان کے پیچھے کے دوسری طرف تھا۔ اس کے باوجود اس پہاڑ پر چڑھنا ضروری تھا اور اس وقت وہ تینوں پیدل ہوں گے۔

اور پھر اسے ہیلی کوپٹر یاد آگیا۔ شاید وہ بڑا ہیلی کوپٹر تھا، شاید وہ ہرے انجن والا تھا یعنی اگر اس کے انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو نتیجہ معلوم؟ اس کے علاوہ دلدلوں میں اسے اتارنا، خصوصاً جبراً اتارنا، ممکن بھی نہ تھا۔ تاہم اگر یہاں ایک ہیلی کوپٹر آسکتا تھا تو دوسرے بھی آسکتے تھے اور اگر ایسا ہوا بھی تو پھر ان تینوں کے بچ جانے کا امکان تھا۔

اس رات انھوں نے گھاس کے قلعہ کے اوپر لاوا کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں مچھر اور کیڑے تھے تو ضرور لیکن نسبتاً کم تھے اس کے علاوہ پہاڑ کے پہلو کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی آرہے تھے۔ ریڈ ربٹ حوائج ضروری سے فارغ ہونے کے لئے چٹانوں کے پیچھے چلا گیا تھا اور شام کے دھندلکے میں موریس نے دیکھا کہ میل رو رہی ہے۔ میل کے آنسو دیکھ کر اسے غصہ آگیا۔ وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ غصے کے علاوہ کوئی اور جذبہ محسوس ہی نہ کر سکتا تھا۔

"خدا کے لئے ــــ اب یہ کیا ہوا کہ ٹسوے بہا رہی ہو؟" وہ بولا:۔
"تمھارے خیال میں کچھ نہیں ہوا؟"

"میں تو کچھ نہیں سوچ رہا سوا اس کے کہ کل ہم آتش فشاں پر چڑھ جائیں گے اور جو کچھ ہوگا اچھا ہوگا۔ جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق ہے مجھے کچھ زیادہ "اچھا ہونے" کی امید نہیں۔ میرے خیال میں تو ہم بری طرح سے پھنس گئے ہیں"

"میرا ابھی یہی خیال ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ ہمیں کوئی چیز اوپر مل گئی۔ اور تم جانتے ہی ہوگے کہ ہمارے لئے اس کا کیا مطلب ہوگا"

ہاں وہ جانتا تھا کہ اگر اوپر کچھ مل گیا تو کیا ہوگا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میل نے غلط نہ کہا تھا اسے اس لڑکی پر غصہ آرہا تھا۔ میل کو الزام دینا زیادتی تھی اس کے باوجود اسے یہ بھی احساس تھا کہ اگر وہ ریڈ ربٹ کے ساتھ اکیلا ہوتا تو یہ خطرہ تو کم سے کم نہ ہوتا جو میل کی موجودگی نے پیدا کر دیا تھا۔ ریڈ ربٹ تو دیوانہ ہو رہا تھا اور وہ میل کو دھمکی دے چکا تھا چنانچہ وہ اپنی دھمکی کو ضرور سچ ثابت کرے گا۔

"فی الحال تو ہمیں ہیرے نہیں ملے" مورس نے کہا "چنانچہ اس کے متعلق فکر کرنا قبل از وقت ہے۔ اپنے آپ کو دہلانے سے کوئی فائدہ نہیں"

"کاش کہ وہ ریڈ ربٹ مر چکا ہوتا" وہ بولی

مورس خیمے کی طرف چلا

"میں تو بہت تھک گیا ہوں" اس نے کہا "میل! تم ہی جا کر اسے گولی مار دو"

اسے یاد آیا کہ دونوں بندوقیں خچر پہ ہی تھیں۔ اس نے لیٹ کر مچھر دانی ڈال لی۔ فی الحال اسے نیند کی ضرورت تھی۔ ایک سکنڈ بعد

ہی میل بھی خیمے میں آگئی۔ وہ موریس اور خیمے کی دیوار کے درمیان لیٹ گئی۔ وہ اس کے تنفس کی آواز سن رہا تھا۔

"میل اب میرے لئے اہم نہیں رہی" اس نے سوچا "اب تو وہ مجھے کچھ زیادہ پسند بھی نہیں"

اور زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ اس نے اسی میل کے متعلق سوچا تھا کہ وہ اسے لاؤرا کے غم سے نجات دلا دے گی۔ اور وہ اس غم سے نجات پا چکا تھا لیکن یہ نجات دہندہ میل نہ تھی۔ بلکہ یہ ہیرے تھا چلتے ہوئے ڈیرانے تھے اور زہریلی دلدلیں تھیں جنھوں نے لاؤرا کی یاد اور اس کی موت کا غم اس کے دل سے نکال پھینکا تھا۔

ریڈ ربٹ نے خیمے میں داخل ہو کر کہا:۔

"بابو! آج رات پہرہ دینے کے متعلق کیا خیال ہے؟ آج رات چاند ہوگا ــــ پورا نہ ہوگا لیکن ہوگا ضرور اور ہمارا پڑاؤ کھلا میدان میں ہے کہ دور سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔"

"پہرے کی کیا ضرورت ہے؟"

"ہو سکتا ہے وہ سالے غلیظ ڈاکو کہیں آس پاس ہی ہوں۔"

"لعنت ہے یار"

"چلو لعنت ہی سہی" ریڈ ربٹ نے کہا اور خیمے کا پردہ ڈال دیا "بابو! اگر آتش فشاں میں ہیروں کے موجود ہونے کا تمھارا اندازہ غلط ہو تو پھر تمھاری بات تم جانو، ہاں"

اور وہ موریس کے دوسری طرف، چنانچہ میل سے کافی دور، اسی طرح لیٹ گیا کہ ہاتھی مار بندوق کو دونوں ہاتھوں سے اپنے سینے

سے بھینچے ہوئے تھا جیسے وہ کوئی جوان اور گرم لڑکی ہو چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"میرا دل کہتا ہے بابو کہ کل کچھ ہو گا" ریڈ ربٹ بڑبڑایا لیکن جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے اضافہ کرتے ہوئے کہا "اچھا ہے سالا کچھ ہو ورنہ میں خود کچھ کر بیٹھوں گا"

موریس خراٹے لے رہا تھا۔

وہ پچھلے سات گھنٹوں سے اوپر چڑھ رہے تھے لانے کے ہموار ڈھلوانی میدان نیچے چھوٹ گئے تھے اور گہری گہری چھریاں پڑی کھردری ڈھلان بھی وہ چڑھ گئے تھے اور اب ان کے سامنے اور عین اوپر دندانے دار چوٹی تھی جو کسی زبردست جبڑے کی طرح معلوم ہوتی تھی جس میں ٹوٹے ہوئے دانت ہوں۔

موریس چلتے چلتے رک گیا۔

وہ لوگ بہت اوپر آ چکے تھے تازہ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے تھے اس کے باوجود موریس کے لباس کے نیچے گرم اور چکنے پسینے کے تراشے بہہ رہے تھے آخری چند فٹ سے وہ چوپایوں کی طرح، ہاتھوں اور پیروں کے ذریعہ ڈھلان چڑھ رہے تھے لاوے کے کنکروں نے ان کی ہتھیلیاں زخمی کر دی تھیں اور ناخن اکھاڑ دیے تھے۔

ریڈ ربٹ ان دونوں سے آگے چنانچہ بیس فٹ اوپر تھا۔ خچر اس کے ساتھ تھا۔ اور موریس نے یہ عجیب بات دیکھی تھی کہ جیسے جیسے

وہ اوپر چڑھتے جا رہے تھے ریڈ ربٹ کو خچر سے زیادہ سے زیادہ انسیت ہوتی جا رہی تھی۔ موریس نے سوچا کہ خچر سے اس کی یہ انسیت بے وجہ بھی نہ تھی۔ ان کے پاس صرف یہ ایک خچر تھا، اشیائے خورد و نوش کا جتنا بھی ذخیرہ تھا وہ اسی پر لدا ہوا تھا چنانچہ اکیلا ریڈ ربٹ ان چلتے ہوئے ویرانوں کو عبور کر کے مہذب دنیا میں پہنچ سکتا تھا۔ دونوں بندوقیں خچر پر لدے ہوئے سامان کے نیچے ہی تھیں۔

موریس نے دلدلوں کی طرف دیکھا جو اب بہت نیچے تھیں اور اب وہ چیز دیکھی جو ان میں سے کسی کو نیچے، زمین پر سے نظر نہ آئی تھی۔ لاوے کے پرت جو آتش فشاں سے شروع ہو کر ایک گہرے لمبے داغ کی طرح درختوں تک چلے گئے تھے اور پھر وہاں سے جنوب مغرب کی طرف مڑ کر تیس چالیس میل تک اور بڑھ گئے تھے اور وہی شاید ہیروں کا دریا تھا۔ اور اب موریس نقشے اور کمپاس کے بغیر بھی کہہ سکتا تھا کہ ان تینوں نے غلطی کہاں کی تھی۔ یہی وہ راستہ ہونا چاہئے جس کا کھوج پہلے لیونارڈ نے لگایا تھا اور بعد میں ہنری نے اسی راستے پر سفر کیا تھا۔ اب معاملہ صاف تھا۔ ٹھیک جنوب میں، جس طرف ہنری کے بنائے ہوئے نقشے کا راستہ گیا تھا، لاوے کے پرت نہ تھے بلکہ گہری دلدلیں تھیں جن میں تناور درخت لگ رہے تھے اور وہ ہنری کے بنائے ہوئے نقلی نقشے پر عمل کر کے انہی دلدلوں میں جا اترے تھے۔

موریس سوچنے لگا کہ ریڈ ربٹ نے بھی لاوے کے وہ پرت دیکھ لئے ہوں گے یا نہیں؟ لیکن عین اس وقت اسے کچھ اور بھی نظر آ گیا۔ بہت دور اور دلدلوں کے عین اوپر اور دھندلائے ہوئے

افق کے پس منظر میں ایک دھبہ سا حرکت کر رہا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا تو یہ دھبہ انہی لوگوں کی طرف آ رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ کوئی پرندہ ہوگا لیکن پھر اسے انجن کی غراہٹ سنائی دی۔ یہ وہی آواز تھی جسے وہ دلدلوں میں سن چکے تھے۔

وہ دھبہ آہستہ آہستہ ان کی طرف آ رہا تھا۔ ایک زبردست مکھی جس کا بڑا سا پیٹ تھا، لمبی اور پتلی دُم تھی اور اوپر بازو تھے جو گھوم رہے تھے۔ ابتدا میں تو مورس کو یہ یقین ہی نہ تھا کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ حقیقت تھی۔ یہ تو ایک خواب ہی ہو سکتا تھا اس کے باوجود یہ ایک حقیقت تھی۔ ہیلی کوپٹر ـــ اور اس میں لوگ آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ محفوظ تھے اور انھیں کسی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا اور وہ نیچے دلدلوں کو اور ویرانوں کو اور لاوے کے پرتوں کو غالباً دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

ریڈربٹ اور میل نے بھی ہیلی کوپڑ دیکھ لیا تھا۔ میل چیخ رہی تھی اور ہاتھ ہلا رہی تھی لیکن ریڈربٹ دوربین آنکھوں سے لگائے ہیلی کوپٹر دیکھتا رہا جو ان سے کوئی تین میل دور سے نکلا چلا گیا اور آتش فشاں کے دوسری طرف پہنچ کر غائب ہو گیا۔

میل کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے کوئی بچہ رو رہا ہو۔ پھر اس نے ایک ہچکی لے کر کہا:۔

”ہائے۔ چلا گیا۔ خدایا! کیوں چلا گیا وہ ہیلی کوپٹر۔

”انھوں نے دیکھا تھا؟“ مورس نے چیخ کر پوچھا۔

ریڈربٹ نے آنکھوں پر سے دوربین ہٹا کر ان دونوں کی طرف دیکھا

"شاید نہیں۔ اگر ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہوتا تو وہ سالے سیدھے ہماری طرف آتے" ریڈ ربٹ نے کہا۔

"انھوں نے ہمیں دیکھا ہوگا۔ یقیناً دیکھا ہوگا" میل چلائی "کیا کرنے آئے ہوں گے وہ لوگ یہاں؟ گشتی پولیس ہوگی نہ اور ہمیں تلاش کرنا ان کا فرض ہے"

"واہ" ریڈ ربٹ نے کہا "گشتی پولیس جو تین آوارہ گردوں کو ان دلدلوں میں تلاش کر رہی ہے" اس کا چہرہ دفعتہً بگڑ گیا "تم بیوقوف کتیا ہو کہ ان لوگوں کو گشتی پولیس سمجھ رہی ہو۔ تم غلیظ اور ناپاک کتیا ہو جو کسی بھی کتے کے پاس چلی جاتی ہے"

میل نے موزس کی طرف دیکھا اور موخر الذکر نے دیکھا کہ میل کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہوگئے تھے اور ہونٹوں کے کونے کانپنے لگے تھے۔

"ریڈ ربٹ! تم حد سے تجاوز کرنے لگے ہو" اس نے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھے بغیر کہا اور میل کا ہاتھ پکڑ کر ڈھلان چڑھنے لگا "میل! مایوس نہ ہو۔ ہیلی کوپٹر واپس آئے گا اور اگر وہ واپس آیا تو اس دفعہ وہ لوگ، جو اس میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں دیکھ لیں گے۔ آتش فشاں کی چوٹی پر ہم ان کے لئے الاؤ جلا کر دھواں پیدا کریں گے میل! فکر نہ کرو"

ریڈ ربٹ ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگائے دلدلوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"سالا کافی بڑا ہیلی کوپٹر ہے" وہ بڑبڑایا "چار آدمی تو اس میں

آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

"یہ وہی ہے جس کی آواز ہم نے کل سنی تھی؟ موریس نے پوچھا

ریڈ ربٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پلٹ کر چوٹی کی ڈھلان چڑھنے لگا۔ اس کے عین پیچھے موریس تھا۔ میل اس کے ساتھ تھی۔

"تمھارے خیال میں وہ یہاں کیا کر رہا ہوگا؟" موریس نے پوچھا۔

ریڈ ربٹ گھوم کر موریس کی طرف دیکھے بغیر مسکرایا۔

"خود تمھارا کیا خیال ہے بابو؟" وہ بولا "تم جانو وہ سالا ہیلی کوپٹر دو دنوں میں دو دفعہ دلدلوں کا چکر لگا کر واپس آیا ہے"

"تو پھر یہ وہی جماعت ہے جس کا ذکر لیونارڈ نے کیا تھا؟" موریس چیخا۔

ریڈ ربٹ کے قدم رک گئے۔ اس کے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔ موریس بھی رک گیا۔ چاروں طرف گہری خاموشی تھی ہیلی کوپٹر کی آواز ویرانوں میں ڈوب گئی تھی۔

"بابو! ہیلی کوپٹر گشتی پولیس نہیں ہے" ریڈ ربٹ نے کہا: "گشتی پولیس یہاں کیا جھک مارنے آئے گی کیونکہ سبھی جانتے ہیں کہ ان ویرانوں میں کوئی انسان نہیں آتا۔ وہ تو بابو کسی کا ذاتی ہیلی کوپٹر ہے"

"تمھارے خیال میں وہ لوگ واپس آئیں گے؟" میل کی آواز میں ہسٹریائی جھلک تھی۔

"یہ میں کیا جانوں" ریڈ ربٹ غرایا۔

اور چوٹی کی ڈھلان کے آخری تیس فٹ کا فاصلہ طے کرنے لگا۔

میل اس کی طرف دیکھتی رہی اور پھر اس نے مایوسی سے موریس کی طرف دیکھا۔

"موریس! وہ لوگ واپس آئیں گے نا؟" اس نے پوچھا۔

"یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے میل۔ لیکن چونکہ وہ دو دفعہ اس طرف آچکے ہیں اس لئے ممکن ہے تیسری بار بھی آئیں لیکن پھر یہ بات بھی ہے میل کہ انھیں یہاں ہماری موجودگی شاید پسند نہ آئے بلکہ ہمارا زندہ رہنا بھی انھیں پسند نہ ہو۔"

میل نے خالی اور سردہ نظر سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمھارا مطلب ہے یہ وہی جماعت ہے جو ہیروں کی تلاش میں نکلی ہے؟"

"شاید" موریس نے جواب دیا" اور اگر یہ وہی جماعت ہے تو اس کا پتہ ہمیں جلد ہی چل جائے گا۔"

اور وہ چوٹی کی طرف گھوم گیا۔ میل نے بھی اوپر دیکھا اور پھر چیخ کر بولی:۔

"خدایا! وہ کوئی بھی ہوں بس ہمیں بچالیں۔ اس جہنم سے نکال لے جائیں۔"

نواں باب

آخری سہارا

دس منٹ بعد وہ لوگ چوٹی پر پہنچ چکے تھے۔ موریس ریڈ ربٹ

کے پیچھے چوپایوں کی طرح ڈھلان چڑھ رہا تھا۔ وہ ہانپ رہا تھا اور پسینے اور دھول نے اسے اندھا کر دیا تھا چنانچہ اسے چوٹی نظر ہی نہ آئی۔

اوپر پہنچ کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور حالانکہ وہ اب بھی پسینے میں تر بتر تھا لیکن دفعتہ وہ سردی محسوس کرنے لگا۔ میل اس کے قریب آئی لیکن فوراً ہی کانپ کر پیچھے ہٹ گئی۔ ایک لمحے تک مورس اور ریڈ ربٹ خاموشی سے نیچے دیکھتے رہے۔ آتش فشاں کا دہانہ کوئی ایک میل چوڑا تھا اور تقریباً گول البتہ اس کے انتہائی سرے پر شہد کی مکھیوں کے چھتے جیسے غار تھے اور پتھر کی سلوں کے تختے تھے۔ لیکن جہاں وہ لوگ کھڑے ہوئے تھے وہاں سے کئی سو فٹ کا سیدھا گہراؤ تھا جو نیچے نظر آتی ہوئی جھیل تک چلا گیا تھا جھیل کا پانی آئینے کی طرح تھا جس میں روشنی کا نہیں بلکہ چٹانوں کا عکس نظر آ رہا تھا چنانچہ وہ اوپر سے کالا معلوم ہوتا تھا۔

ریڈ ربٹ نے دہانے کے انتہائی سرے کی طرف اشارہ کیا جہاں غاروں کا سلسلہ جھیل کے کنارے تک چلا گیا تھا۔ "وہاں لیونارڈ نے قیام کیا ہو گا" وہ بولا۔ "اور ہمیں ہیروں کو وہیں تلاش کرنا ہے"۔

میل اور مورس چند قدم نیچے اتر آئے تھے اور رحمنی نما چٹان کا چکر کاٹ کر آہستہ آہستہ اور سنبھل سنبھل کر نیچے اتر رہے تھے۔ دوپہر گزر چکی تھی اور سورج جھک گیا تھا۔ دن کی سبز اور صاف روشنی کے اب بھی چار گھنٹے باقی تھے اور اس عرصے میں وہ لوگ اس جگہ کو تلاش کر سکتے تھے جہاں ہیرے چھپائے گئے ہوں۔ مورس ایک بار پھر

اپنی امید بندھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک بار پھر اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ آتش فشاں کے دہانے میں ضرور کچھ تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہینری صرف آتش فشاں تک کے راستے کا صحیح نقشہ نہ بناتا۔

دہانے کے دوسرے سرے پر پہنچ کر وہ لوگ نیچے اور جھیل کی طرف پہنچنے لگے۔ اور وہ غاروں کے پہلے مجموعے کے قریب پہنچے چند غار تو چٹانوں میں اتھلے شگاف اور کھڈ تھے اس کے باوجود وہ ایک ایک غار میں کسی ایسی دراڑ یا خفیہ سرنگ کو تلاش کرتے رہے جو ہیرے کے چھپانے کے لئے مناسب ہو۔ وہاں کچھ نہ تھا اور جب سورج بلند مخروطی چوٹی کے دوسری طرف ڈوب گیا تو مورس کے دل میں گہری اور گمبھیر نا امیدی اتر آئی۔

ہر طرف موت کی سی خاموشی تھی۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہ آرہی تھی حتیٰ کہ ہوا بھی بند تھی اور جھیل کے پانی پر اندھیری اور سرد خاموشی مسلط تھی۔ مہیب، لرزہ خیز اور پاگل کر دینے والی خاموشی

ریڈ ربٹ نے ایک پتھر اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ پتھر کئی طرح کی آوازیں پیدا کرتا ہوا جھیل میں جا پڑا۔ چھپاکے کی آواز ایسی تھی جیسے پتھر کنوئیں میں گرا ہو۔ فرق صرف اتنا تھا کہ چھپاکے کی آواز کی شدت کئی گنا زیادہ تھی۔

وہ لوگ کچھ اور نیچے پہنچے تو چٹانی تختوں کے کنارے پر خشک فضلے کے نشانات دکھائی دئیے۔

"ہوں اوں" ریڈ ربٹ تلخی سے بولا "سالا بوڑھا لیونارڈ

اپنے شناختی کارڈ چھوڑ گیا ہے۔"

"بہر حال ہم صحیح راستے پر ضرور ہیں" موریس نے دل میں کہا۔
چند فٹ نیچے پھر ایک غار مل گیا۔ لاوے کی چٹان میں ایک گہرا کھڈ جس کے انتہائی سرے پر بین کے زنگ آلود ڈبوں کا انبار تھا۔ اور یہاں وہاں سگریٹ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔

"یہیں اس حرامی کا قیام تھا" ریڈ ربٹ چیخا۔ "اب وہ سالے ہیرے کہاں ہو سکتے ہیں؟"

"ظاہر ہے کہ ہنری نے ہیرے یہاں نہ چھپائے ہوں گے کیونکہ یہاں لیونارڈ رہتا اور اس کے دیکھتے ہنری نے ہیرے نہ چھپائے ہوں گے" موریس نے کہا۔

"بہت اچھا۔ اس نے یہاں نہ چھپائے ہوں گے۔ چنانچہ کہاں چھپائے ہوں گے۔ کہاں، موریس، کہاں؟" ریڈ ربٹ نے کہا اور موریس کی طرف دیکھنے لگا۔ غار کے دھندلکے میں اس کی زرد آنکھیں بلی کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"مجھے یوں گھور گھور کر نہ دیکھو" موریس نے کہا۔ "میں کیسے جان سکتا ہوں"

"سالا یہ خیال تو تمہارا ہی تھا۔"

موریس نے سر ہلایا۔

"آؤ۔ نیچے دیکھتے ہیں"

اور وہ غار میں سے نکل کر کوئی سو فٹ تک نیچے اترتا چلا گیا اور اب وہ آگے نکلی ہوئی پتھر کی اس سل پر تھا جو جھیل کے عین اوپر تھی۔ ریڈ ربٹ بھی آ گیا۔ میل اپنے ساتھ خچر کو گھسیٹتی ہوئی سب سے

آ خر ہیں آ رہی تھی۔

جھیل پر ایک عجیب طرح کی اجاڑ افسردگی سی چھائی ہوئی تھی اور اس میں کوئی چیز رچی ہوئی تھی۔ کوئی شیطانی چیز جو تقریباً مادی معلوم ہوتی تھی۔

مورس نے سل کے کنارے پر پہنچ کر نیچے دیکھا۔ میل چند فٹ دور، یعنی اوپر، خچر کے ساتھ کھڑی تھی۔ ڈیڈ ربٹ مورس کے قریب آ کھڑا ہوا اور چند ثانیوں تک وہ دونوں جھیل کی اندھیری سطح کی طرف دیکھتے رہے۔

"کتنی گہری ہوگی؟" مورس نے پوچھا۔

"بہت گہری" ریڈ ربٹ نے جواب دیا "شاید اس دہانے میں جتنی یا اس سے بھی زیادہ گہری"

مورس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ بہت بلندی پر آسمان کا گول بِند نظر آ رہا تھا۔ وہ پھر جھیل کی طرف دیکھنے لگا۔ کالے پانی میں اب نیلاہٹ کی جھلک تھی اور اب مورس کو بہت نیچے گہرائی میں، کچھ دھندلے سائے بھی نظر آنے لگے تھے وہ سل کے کنارے پر سے آگے کی طرف جھکا ہوا تھا کہ دفعتہً ریڈ ربٹ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"موسیٰ نبی کی قسم" وہ بڑبڑایا۔

اور اس سے پہلے کہ مورس کچھ کہتا ریڈ ربٹ پلٹ کر کمر سے جھکا حیرت انگیز تیزی سے ڈھلان چڑھ رہا تھا۔ وہ خچر کے قریب پہنچ گیا اور میل کو ایک طرف دھکیل کر خچر پر لدے ہوئے سامان میں سے کوئی چیز گھسیٹنے لگا۔

موریس ایک بار پھر جھک کر جھیل کے پانی میں دیکھنے لگا۔ اور نیلے اندھیرے کی چادر میں اسے کوئی چیز نظر آ گئی۔ کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔ جھیل کی غیر محدود گہرائیوں میں اور سطح سے خدا جانے کتنے نیچے کوئی بھوری بھوری چیز، کوئی سایہ ہولے ہولے جنبش کر رہا تھا۔ موریس دیکھ ہی رہا تھا کہ اس چیز کا ایک حصہ ابھر کر باہر آیا لیکن پھر فوراً ہی پانی میں ڈوب گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی زیر آب بیٹھا ہوا ہو اور کسی لمبی سی چیز کو موریس کی طرف ہلا رہا ہو۔

ریڈ ربٹ رسے کا بنڈل لے کر واپس آ چکا تھا۔

"سیمی! کیا چیز ہے وہ؟" موریس نے پوچھا۔

ریڈ ربٹ کوئی جواب دیے بغیر سل کے کنارے پر اکڑوں بیٹھ گیا اور عین نیچے جھیل کے پانی میں اس بھوری چیز کو ابھرتے اور ڈوبتے دیکھتا رہا اور پھر اس نے رسے کا پھندا بنا کر نیچے پھینکا۔ کوئی دو گز تک اس نے رستہ اپنے ہاتھ میں سے سرکنے دیا اور پھر اسے اپنی کلائی پر لپیٹ کر اسے زور سے اوپر کی طرف کھینچا۔ پانی کی سطح ابھری، ایک جھپاکا سا ہوا اور وہ بھوری چیز غائب ہو گئی لیکن پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر آئی، لڑھکی اور سطح پر تیرنے لگی۔

ابتدا میں تو موریس سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا تھا۔ اس پر جو کپڑا لپٹا ہوا تھا وہ چکدار بھورے رنگ کا تھا اور پھر اس چیز کے دوسرے حصے بھی تھے جو گہرے نیلے اور کالے تھے اس کی شکل اور قد غلہ بھرے موٹے تھیلے جتنا تھا لیکن وہ تھیلا نہ تھا کیونکہ اس کے ہاتھ تھے اور ٹانگیں تھیں اور وہ جو کبھی سر رہا ہو گا اب ادھ کٹے ناریل کی طرح

تھا جس کے ایک طرف بال تھے اور اندر گودے کی پتلی تہہ سی تھی۔ دانت غائب تھے اور چہرہ اس طرح بگڑا ہوا تھا کہ اس پر گوشت کی دھجیاں لٹک رہی تھیں۔ ہاتھ موٹے دستانوں کی طرح پھولے ہوئے تھے۔

دوسرے ہی لمحے بدبو کے ایک جھبک نے ان کا دماغ پراگندہ کر دیا۔ موریس کی آنتیں الٹنے لگیں اور وہ بے اختیار پیچھے ہٹا۔

"کیا ہے؟" میل نے چیخ کر پوچھا۔

وہ نیچے اتر رہی تھی۔ ریڈ ربٹ اب بھی سل کے کنارے پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور رسّہ پکڑے اطمینان اور غور سے لاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میل موریس کے قریب پہنچ گئی۔ بدبو اس کے نتھنوں میں پہنچی تو وہ بھی پیچھے ہٹ گئی۔

"کیا ہے؟" اس نے پھر پوچھا

"واپس جاؤ" موریس نے بڑے سکون سے کہا

"لاش ہے؟"

"ہاں"

"لیکن کس کی؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔ واپس جاؤ"

ریڈ ربٹ اب اٹھ کھڑا ہوا تھا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹ رہا تھا اور رسّہ کھولتا جا رہا تھا اور پھر اس نے یہ رسّہ پتھر کے ایک ابھار سے باندھ دیا۔ وہ میل اور موریس کی طرف دیکھ کر مسکرایا

اور بولا :۔

"سالا بہت عمدہ ۔ کیوں ؟"

"کس کی لاش ہے ؟"

"تمھارے خیال میں کس کی ہو سکتی ہے ؟" اس نے سر ہلایا" بابو!
ہمارا دوست ہینری لیٹر پھر ہمارے ساتھ ہے ؟"

مورس نے آنکھیں پھاڑ کر ریڈ ربٹ کی طرف دیکھا ۔

"ہینری لیٹر ؟" وہ بولا ۔

"ہینری لیٹر !" میل نے کہا اور سل کے کنارے پر جا کھڑی ہوئی ۔

"یہی میں نے کہا ہے جانِ من" ریڈ ربٹ نے کہا "تم خود دیکھ لو اپنی
آنکھوں سے ۔"

وہ ایک دم سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی ، رکی اور پھر تیزی سے زینے
چڑھنے لگی ۔ اس کی آواز بھی اب گھٹی ہوئی تھی ۔

"نکلو یہاں سے" مورس نے کہا" بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا ہے ۔"

ریڈ ربٹ نے سر ہلایا ۔

" مورس ! حیرت ہے کہ یہ تم کہہ رہے ہو ۔ مردے کا ذرا بھی
احترام نہیں تمھارے دل میں ؟ خصوصاً اس صورت میں جب کہ سالا
ہمارا سلوگ ہینری کے ساتھ نادوا رہا ہے ۔ یہ سالا ظلم ہے ۔"

مورس نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے ناک بند کر لی ۔ بدبو
ناقابل برداشت تھی ۔

"یہ کیا بکواس ہے یہی ؟" وہ بولا " یہ ہینری کی لاش نہیں ہو سکتی ۔
اسے تو ہم دفن کر چکے ۔"

"بابو! ہم نے اس جوان کو دفن کیا ہے جس کے پاس ہنری کا پاسپورٹ تھا اور یہ پاسپورٹ اس نے لیونارڈ کا خون کرنے کے بعد حاصل کیا تھا۔ سالا کوئی اور ثبوت تھا اس کے پاس؟ ہم میں سے کسی نے اسے بنی سالام پہنچنے سے پہلے نہ دیکھا" اس نے جھیل کی طرف اشارہ کیا "لیکن ہمارے پاس اس کے ہنری ہونے کے بہت زیادہ ثبوت ہیں۔ یہ لاش سات آٹھ ہفتوں سے جھیل میں سڑ رہی ہے اور اس کے سر کی طرف دیکھو۔ آدھا سر اڑ گیا ہے۔ یقیناً اس نے اپنے منہ میں بندوق کی نالی رکھ کر لبلبی دبا دی تھی جیسا کہ لیونارڈ نے کہا تھا۔"

موریس نے سر ہلایا۔ وہ جھیل سے چنانچہ لاش سے اپنی نظریں دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"چلو یونہی سہی" وہ بولا۔ "یعنی یہ ہنری کی ہی لاش ہے اور یہ کہ لیونارڈ نے جو کچھ کہا وہ سچ تھا لیکن وہ کون تھا جس کو ہم نے دفن کیا؟"

ریڈ ربٹ جھیل کی طرف دیکھ رہا تھا اور جب وہ بولا تو اس کی آواز جیسے کہیں دور سے آتی معلوم ہوئی۔

"وہ سالا کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسا آدمی جسے کسی نہ کسی طرح لیونارڈ کا راز معلوم ہو گیا چنانچہ اس نے بڈھے کو قتل کر دیا، نقشہ چرایا اور سالا ہمارے پیچھے پیچھے چل دیا۔ ہمارے متعلق اس نے کپتان سے سب کچھ معلوم کر لیا ہوگا۔ شاید وہ کپتان کا کوئی دوست تھا۔ تم جانو بابو! بڈھے کے دوست عجیب عجیب تھے۔"

"اور اس کے سفید بال؟"

"شاید رنگے ہوئے تھے یا پھر قدرتی تھے۔ بہرحال اپنی بالوں کی

وجہ ہے اس نے اپنے آپ کو ہمارے سامنے ہنیری ظاہر کیا اور ہم نے اسے ہنیری تسلیم کر لیا کیونکہ یہ ثبوت سالا کافی تھا۔ اس نے سوچا یہ ہوگا کہ ہم سے اس وقت تک چھپا رہے جب تک کہ ہم سے الگ ہونے کا مناسب موقع نہیں آجاتا۔"

"بے حد منطقی" مورس نے کہا "سوائے ایک چیز کے یعنی وہ نقشے کا معاملہ۔ یا تو اس سفید بالوں والے بہروپئے کے پاس، جب وہ مرا ہے تو، دو نقشے تھے یا صرف ایک تھا۔ دونوں میں سے معاملہ کیسا بھی ہو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر اس نے لیونارڈ کو قتل کر کے اصل نقشہ چرایا تھا اور ہمیں بھٹکا دینے کے لئے اس کی نقل کی تھی تو پھر اصل نقشہ کہاں ہے؟"

"اور اگر اس کے پاس صرف ایک نقشہ تھا اور وہ واقعی بہروپیہ تھا تو پھر وہ خود ہیروں کے دریا تک پہنچنے کی کون سی ترکیب سوچ چکا تھا یا کسی طرح پہنچنا چاہتا تھا؟ ظاہر ہے کہ دلدلیں عبور کرنے کے لئے اسے بھی اصل نقشے کی اتنی ہی ضرورت تھی جتنی کہ ہمیں۔ اب اگر وہ حقیقت میں ہنیری تھا تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے یعنی یہ کہ اس نے ہیروں کا انبار یہاں کسی جگہ چھپایا ہوا ہو اور وہ اسی کو حاصل کرنے آرہا تھا۔ اس صورت میں اسے نقشے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن یہی تم کہتے ہو کہ وہ ہنیری نہ تھا چنانچہ یہاں آکر بات سراسر بے جوڑ ہو جاتی ہے۔"

"بے جوڑ نہیں ہو جاتی بابو" ریڈ رابرٹ چیخا "ہم نے دو لاشیں دیکھی ہیں۔ ایک کے پاس نقشہ تھا اور دوسری سر کٹی لاش ٹھیک

اسی جھیل میں پڑی ہے جس کے کنارے کھڑے ہو کر اس نے بقول لیونارڈ، گولی سے اپنی کھوپڑی اڑا دی تھی۔ چنانچہ یہ میرے لیے کافی ہے۔ وہ ہماری سرکٹی لاش جو جھیل میں تیر رہی ہے ہنری لیٹر کی لاش ہے۔ بابو! تمہارا گزشتہ رات کا اندازہ غلط نہ تھا میں شرط بدنے کے لیے تیار ہوں کہ نقشہ صرف ایک تھا یعنی وہی نقل اور میں یہ بھی شرط بدنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ سالا سفید بالوں والا بہروپیہ بڈھے کپتان سے اصل نقشہ چرا چکا تھا اور اسی سے اس نے دوسرا نقشہ بنایا تھا کہ ہمیں دلدلوں میں بھٹکا دے۔ اصل نقشہ وہ اس لیے اپنے ساتھ نہ لایا تھا کہ اسے اس کی ضرورت نہ تھی۔ کیوں نہ تھی؟ اس سوال کا جواب خود تم گزشتہ رات دے چکے ہو۔ یعنی وہ مردود آتش فشاں سے آگے جانا ہی نہ چاہتا تھا۔ وہ صرف آتش فشاں تک ہی آنا چاہتا تھا۔ کیوں؟ اس سوال کا جواب میں اب معلوم کروں گا بابو! تمہارے پیٹ کا سالا کیا حال ہے؟"

"میرے پیٹ کا اس سے کیا تعلق؟" موریس نے حیرت سے پوچھا

"اسی لیے کہ ہم اس سالی لاش کو یہاں اوپر کھینچ لائیں گے اور پھر اس کی تلاشی لیں گے۔"

عین اس وقت اوپر سے ایک چیخ سنائی دی۔ یہ میبل تھی۔ موریس اور ریڈ رابرٹ بحث میں اتنے الجھے ہوئے تھے کہ انھوں نے میبل کو ڈھلان چڑھتے دیکھا ہی نہ تھا اب وہ دہانے کے کنارے پر اور بہت اوپر کھڑی دیوانوں کی طرح ہاتھ ہلا رہی تھی اس کی آواز اوپر سے لڑھکتی ہوئی نیچے آئی۔

"اوپر آؤ۔۔۔ جلدی"

اور اب وہ باہر کی طرف، آتش فشاں کے پہلو سے نیچے کی طرف اشارے کر رہی تھی۔

موریس اور ریڈ ربٹ تیزی سے بھاگ کر اوپر چڑھنے لگے۔ خچر کے قریب پہنچ کر ریڈ ربٹ نے دونوں بندوقیں، دوربین اور کارتوسوں کے بکس۔۔۔ سامان میں سے گھسیٹ لیئے اور اوپر چڑھنے لگا۔ دہانے کی گہرائی کی گھٹی ہوئی ہوا اور جھیل میں تیرتی ہوئی لاش کی سڑاند پیچھے چھوٹ گئی اور تازہ ہوا انھیں فرحت بخشنے لگی۔ میل ان سے ملنے کے لیئے نیچے اتر آئی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا، آنکھیں پھیل گئی تھیں لیکن ان میں انبساط کی چمک تھی۔

"جلدی کرو۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہاں ہے"

موریس اور ریڈ ربٹ میل کے قریب سے نکلے چلے گئے۔ دہانے کے کنارے پر پہنچ کر ریڈ ربٹ نے بڑے زور سے اپنی ران پر ہاتھ مارا اور بولا:۔

"آہا۔ سالا بہت عمدہ۔ مجھے اس کا تو انتظار تھا"

ابتدا میں تو موریس کو کچھ نظر نہ آیا سوائے اس ویرانے کے جو اس زمین سے زیادہ چاند پر کا ویرانہ معلوم ہوتا تھا۔ دلدلوں میں سے نکلنے کے بعد اور آتش فشاں کی طرف لوٹتے وقت انھوں نے ایسا ہی ویرانہ عبور کیا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس طرف کا

ویرانہ اتنا عمودی نہ تھا۔ اس طرف آتش فشاں کا پورا پہلو لاوے کے ایک زبردست سمندر کی صورت میں بہ گیا تھا۔ یہ دریا جس میں بلند موجیں بھی تھیں، کبھی دہکتا ہوا سیال رہا ہوگا لیکن اب منجمد ہو چکا تھا اور اس کے کنارے بلند تھے اور راکھ کے تھے اور کجلائے ہوئے کوئلے کے تھے اور پھر اس منجمد لاوے پر اور اس مہیب ویرانے کے بیچ میں، اسے ہیلی کوپٹر نظر آ گیا۔ یہ بھورے رنگ کا اور بڑا ہیلی کوپٹر تھا جو چار مسافروں کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کا انجن پُرقوت تھا، اور گھومنے والے بازو مضبوط تھے اور اس کا ڈھانچہ کانچ کا تھا چنانچہ یہ مشین ان لوگوں کو اسی ویرانے میں سے اڑا کر واپس مہذب دنیا میں پہنچا سکتی تھی۔

ایک لمحے کے لئے وہ لوگ اس جماعت کو، جس کا ذکر لیونارڈ نے کیا تھا، نقشے کو، لاش کو اور ہیروں کو بھول گئے۔ موریس یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ اب تک ایک اندھیری سرنگ میں چلتا رہا تھا جو زیادہ سے زیادہ تنگ ہوتی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ نہ واپس لوٹ سکتا تھا، اس کا دم گھٹنے لگا تھا کہ جیسے وہ یکا یک ایک دراڑ میں سے نکل کر باہر روشنی اور ہوا میں آ گیا ہو۔

میل ان کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ وہ فرطِ خوشی سے رو رہی تھی۔ ہیلی کوپٹر کے گرد پورا کیمپ لگا ہوا تھا۔ دو خاکی خیمے، ایک تیگ، ایک میز، کرسیاں اور سامان کا انبار جو ترپال کے پردے سے ڈھنکا ہوا تھا۔

ایک شخص، جس نے بھورے رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی

ہیلی کوپٹر کے سائے میں کھڑا ہوا تھا۔ ایک سکنڈ بعد ہی دو دوسرے شخص ایک خیمے میں سے باہر آگئے اور پھر وہ تینوں وہاں ویرانے میں کھڑے آتش فشاں کی طرف دیکھنے لگے۔ ریڈ ربٹ منجمد لاشے کے ابھار کے پیچھے بیٹھ گیا، دوربین والی ہاتھی مار بندوق اپنے سامنے رکھی اور ہیری کی وہ دوربین نکالنے لگا جس میں رات اور دن کے وقت دیکھنے کے شیشے لگے ہوئے تھے۔ میل ان کے پیچھے آرہی تھی۔

"ہم بچ گئے ۔۔۔ ہم بچ گئے" وہ چیخ رہی تھی۔

"اپنا غلیظ منہ بند رکھو" ریڈ ربٹ بگڑ کر بولا۔ پھر موریس کی طرف گھوم گیا۔ "موریس! دبک جاؤ"

ریڈ ربٹ رات اور دن کی دوربین آنکھوں سے لگائے کیمپ کا جائزہ لے رہا تھا۔ موریس اس کے قریب اوندھے منہ لیٹ گیا اور دوسری دوربین سے دیکھنے لگا۔

اب چوتھا شخص بھی نمودار ہو گیا تھا۔ یہ شخص دیو قامت اور گنجا تھا اس نے قمیص نہ پہن رکھی تھی اور اس کا سر سفید بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ کہہ رہا تھا اور اس کے دو ساتھی غور سے سن رہے تھے لیکن تیسرا، وہ جو ہیلی کوپٹر کے سائے میں کھڑا ہوا تھا، اپنے ہاتھ اٹھائے چیخ رہا تھا۔ وہ آتش فشاں کی طرف اشارے کرنے لگا اور وہ سب کے سب چیخنے لگے اور پھر دیو قامت گنجا خیمے میں چلا گیا۔

موریس نے دوربین کا رخ ہیلی کوپٹر کی طرف کر دیا۔ ہیلی کوپٹر کے نیچے پانچ گیلن پیٹرول کا پیلے رنگ کا ایک پیپا اور بہت سے

اوزار پڑے ہوئے تھے۔

"تمھاری بندوق بھری ہوئی ہے بابو؟" ریڈ ربٹ نے آہستہ سے پوچھا۔

موریس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر پوچھا :۔

"سیمی! کیا کرنے کا ارادہ ہے"

- فی الحال تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ سالے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ تمھارا کیا خیال ہے بابو؟"

موریس نے پھر دوربین سے نیچے دیکھا۔ عین اس وقت دیوقامت گنجا خیمے سے باہر آیا وہ اب قمیص پہنے ہوئے تھا اور مشین گن بھی لئے ہوئے تھا۔ ریڈ ربٹ کے حلق سے غراہٹ کی آواز نکلی، وہ مسکرایا اور پھر بولا :۔

"لو بابو۔ مصیبت آرہی ہے"

دیوقامت کے تین ساتھیوں میں سے ایک کے حواس بجا ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ اب چیخنے کے بجائے دوربین سے آتش فشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ادھر ریڈ ربٹ نے ہنری کی دوربین رکھ دی تھی اور ہاتھی مار بندوق پر لگی دوربین کو گھما کر وہ اس کا فوکس ملا رہا تھا۔

"میل سالی چیخ چیخ کر ہمیں بلا رہی تھی تو ان حرامیوں نے اس کی آواز سنی ہو گی،" وہ بولا "مناسب یہ ہو گا بابو کہ ہم دہانے کے کنارے کے ذرا نیچے تک کھسک جائیں اور ان سالوں کے اوپر آنے کا انتظار کریں"

"اور پھر؟"

ریڈ ربٹ مسکرایا۔

"باپو تمھارا کیا خیال ہے؟ وہ خوبصورت پہلی کو پٹر یہاں کیوں ہے اور وہ سارے مشین گنیں ہماری طرف کیوں اٹھائے ہوئے ہیں؟"

"مشین گن انھوں نے اس مقصد سے اٹھائی ہے جس مقصد سے ہم بندوقیں لئے ہوئے ہیں" موریس نے قدرے بے چینی سے جواب دیا۔

"غالباً خود حفاظتی کے لئے؟"

"اور نہیں تو کیا؟"

ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔ وہ بدستور مسکرا رہا تھا۔

"باپو! تم خود نیچے جاکر معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

موریس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ایک بار پھر دوربین لگائے نیچے دیکھ رہا تھا۔ وہ چاروں، جو کیمپ میں تھے، بڑے جوش کے عالم میں باتیں کر رہے تھے۔ دیو قامت گنجا، جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی، بار بار گھوم کر آتش فشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ریڈ ربٹ منجمد لاوے کے ابھار کے پیچھے رینگ آیا اور بولا۔

"آؤ باپو۔ ذرا آگے بڑھیں۔ اور ہاں اپنا سر جھکائے رکھنا"

ہیلی اس کے پیچھے کھڑی نیچے جھانک رہی تھی۔

"کیا کرنے جا رہے ہو تم؟" اس نے باری باری سے ریڈ ربٹ اور موریس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگی میری جان" ریڈ ربٹ نے بڑے سکون سے جواب دیا" بس تم تو ایسا ہی کرو جیسا تم سے کہا جائے" اس نے موریس کی طرف گھوم کر آتش فشاں کے اس کنارے کی طرف اشارہ کیا جو چوٹی پر گھونگھٹ کی طرح جھکا ہوا

تھا" مناسب ہوگا کہ ہم وہاں چلے جائیں۔ ان سالوں کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ ہم اتنی بلندی پر ہو سکتے ہیں"۔

اور وہ اس کگر کی طرف رینگنے لگا۔ موریس چند سکنڈ تک جہاں تھا وہیں دبکا رہا اور جب میل آگے بڑھ گئی تو وہ اس کے پیچھے چلا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ گہرائیوں کی طرف نہ دیکھے۔

ایک دفعہ اس کا پیر پھسل گیا اور اس نے ڈھیلے پتھروں کے لڑھکنے کی اور پھر ان کے جھیل میں گرنے کی آواز سنی۔ وہ آنکھیں بند کئے رینگتا رہا۔ اس کا ہاتھ لاوے کی چٹانوں میں گرفت تلاش کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں بندوق تھی۔

کوئی سو فٹ اوپر پہنچ کر ریڈ ربٹ رک گیا۔ یہاں منجمد لاوے کے بہت سے کوہان سے تھے اور ان کے درمیان ایک چٹانی دیوار کھنچی ہوئی تھی جو ان کے شانوں تک بلند تھی۔ اس دیوار پر بندوق کی نالی ٹکا کر فیر کیا جا سکتا تھا۔ اس کے اوپر آگے کو نکلے ہوئے حصے کے درمیان جو چٹان پلیٹ فارم سا تھا وہ ایک گز سے بھی کم چوڑا تھا موریس دیوار سے لگ کر اور کگر کے عین نیچے بیٹھ گیا۔ میل کچھ کھڑی اور کچھ بیٹھی ہوئی تھی اور بے چینی سے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"لیکن تم کیا کرنے جا رہے ہو؟" اس نے پھر پوچھا۔

"بیٹھ جاؤ اور خاموش رہو" ریڈ ربٹ نے پھنکار کر کہا۔

موریس نے سر گھما کر جلدی سے نیچے جھیل کی طرف دیکھا۔ وہ اب اندھیرے سے بھرا ہوا ایک کھنڈ تھی اور بس۔ ڈوبتے ہوئے سورج کی نارنجی کرنیں چوٹی پر بکھری ہوئی تھیں اور ان کا عکس دہانے کی گہرائیوں

کو اور بھی سر چکرا دینے والا بنا رہا تھا۔ اس نے غاروں کے قدموں میں دیکھا اور وہاں اسے ہینری لیٹر کی لاش نظر آگئی۔ سطح آب سے ذرا نیچے ایک بھوری، دھندلی لکیر۔ موریس نے کانپ کر نگاہیں پھیر لیں۔

ریڈ ربٹ ہاتھی مار بندوق چٹانی دیوار پر رکھ چکا تھا۔ پھر اس نے اپنا سر ذرا سا ابھارا اور رات اور دن کی دوربین سے نیچے دیکھنے لگا پھر فوراً ہی وہ چیخ کر بولا :-

" باپو ہوشیار۔ وہ سالا آرہا ہے"

موریس نے بھی جھانک کر سامنے اور نیچے دیکھا۔ دیو قامت گنجا مشین گن سنبھالے لاوے کی ڈھلان چڑھ رہا تھا اور اس جگہ کے قریب پہنچ چکا تھا جہاں، کچھ ہی دیر پہلے، وہ تینوں دبکے ہوئے تھے۔

" احمق ہے سالا" ریڈ ربٹ نے بڑبڑا کر اپنا سر جھکا لیا۔

موریس نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

" کیا مطلب؟"

ریڈ ربٹ ایک عجیب ہنسی ہنس رہا تھا اور اپنا سر ہلا رہا تھا۔

" نرا گدھا ہے سالا۔ وہ چاروں ہی گدھے ہیں۔ اب معاملہ صاف ہے باپو"

موریس نے کہا "سیمی! خدا کے لئے یہ بتاؤ کہ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟ اس شخص کے پاس مشین گن ہے اور وہ یہاں یہ معلوم کرنے آرہا ہے کہ ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ ہم اس جہنم سے نکلنا چاہتے ہیں چنانچہ مناسب یہی ہے کہ ہم ان لوگوں کے پاس جائیں، اپنی مصیبت بیان کریں اور ان سے مدد کی درخواست کریں"

ریڈ رٹ بدستور آپ ہی آپ ہنس رہا تھا اور سر ہلا رہا تھا۔
"باپو! تم واقعی عجوبۂ روزگار ہو۔ میں کب سے تمھیں جانتا ہوں؟ صرف دو ہفتوں سے۔ لیکن اس مختصر سی مدت میں ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو گیا۔ لیونارڈ مارا گیا، وہ سالا مر گیا جو اپنے آپکو ہنری ظاہر کر رہا تھا اور تیسری لاش ہمیں جھیل میں مل گئی۔ دشمنوں کا، فریب اور جو مصائب ہمیں برداشت کرنے پڑے وہ اس کے علاوہ ہیں اس کے باوجود تم منطق کا دامن تھامے ہوئے ہو؟"
"کیا برائی ہے اس میں؟"
"برائی تو کوئی نہیں ہے۔ البتہ تم سمجھتے ہو کہ وہ سالے چار دن ہمیں دیکھ کر خوش ہوں گے؟ نہیں باپو نہیں۔ یہ پورا معاملہ اوندھا ہے یہاں نہ تو کوئی کسی سے ہمدردی کر سکتا ہے اور نہ ہی منطقی دلائل سے مرغوب ہو کر مدد پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اگر میرے پاس ہیلی کوپٹر ہوتا اور میں پچھلے چند دنوں سے ہیروں کی تلاش کا بھانڈا پھوڑ سکتے تو ظاہر ہے کہ میں سالا انھیں نہ بخشتا۔ اور باپو یقین کرو یہ لوگ بھی ہمارے ہیں نہ بخشیں گے۔"
"اچھا یار اچھا" موریس جھنجھلا گیا۔
اس نے پھر دیکھا۔ وہ دیوقامت گنجا چوٹی کی نصف ڈھلان چڑھ آیا تھا اور اب بھی اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس نے مشین گن یوں اٹھا رکھی تھی کہ وہ اسے کسی بھی وقت چلا سکتا تھا۔
نیچے دو آدمی ایک خیمے میں گھس گئے تھے اور تیسرا شخص ایک بار پھر دوربین آنکھوں سے لگائے آتش فشاں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر ان میں سے جو خیمے میں چلے گئے تھے، ایک باہر آیا۔ اب وہ بھی مشین گن

اٹھائے ہوئے تھا البتہ یہ مشین گن بڑی اور وزنی تھی اور اس میں اسٹینڈ لگا ہوا تھا۔

"اب یہ سالا معاملہ لنڈرے میں تبدیل ہو رہا ہے" ریڈ ربٹ بڑبڑایا اس نے ہاتھی مار بندوق اٹھالی تھی۔ موریس بدستور کیمپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ شخص، جو خیمے سے باہر آیا تھا، مشین گن کے بریچ کے نیچے درانتی کی شکل کا میگزین لگا رہا تھا۔

"اب وہ سالا دوسرا حرامی کہاں ہے؟" ریڈ ربٹ بڑبڑایا۔

عین اس وقت ڈھلان چڑھتا ہوا دیوقامت گنجا چلتے چلتے رک گیا۔ وہ ان سے کوئی سو گز پیچھے اور پچاس فٹ بائیں طرف ہٹ کر کھڑا تھا وہ منجمد لاوے کی ڈھلان پر اور کھلی جگہ میں کھڑا چوٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

نیچے وہ شخص، جس نے بھورے رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی، دوسرے خیمے میں سے نکلا اور اسٹینڈ پر رکھی ہوئی مشین گن کے پیچھے لیٹے ہوئے شخص کے قریب آ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے ساتھی سے شاید کچھ کہہ رہا تھا، پھر اس نے سر ہلایا اور ہیلی کوپٹر کی طرف چلا۔ اس نے ہیلی کوپٹر کی کیبن کا دروازہ کھولا، اندر داخل ہوا اور پھر باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے قریب پہنچا اور پھر باتیں کرنے لگا۔ دوربین کی مدد سے کیمپ کی طرف دیکھتے ہوئے موریس کو احساس ہوا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی متفکر اور پریشان نہ تھا۔

ڈھلان پر کھڑا ہوا گنجا جہاں تھا وہیں کھڑا ہوا تھا۔

"کیا خیال ہے باپو؟" ریڈ ربٹ نے سرگوشی میں پوچھا۔

"میرے خیال میں تو یہ لوگ بڑے محتاط ہیں"

"محتاط!" ریڈ ربٹ بولا "ارے سالے کھلے میدان میں ہیں اور تم انھیں محتاط کہتے ہو۔ سالوں کا قتل عام کیا جائے گا بابو"

مورس نے کہا "یہی! تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ شاید ان لوگوں نے ہمیں ذرا تو سمجھ لیا ہو؟ انھوں نے میل کو چیختے سنا اور اسے نعرۂ جنگ یقین کر لیا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتا تو میں بھی اس ویرانے میں کسی لڑکی کا ہونا تصور نہ کر سکتا"

لیکن ریڈ ربٹ مورس کی بات نہ سن رہا تھا بلکہ اس گنجے کی طرف دیکھ رہا تھا جو ایک بار پھر ڈھلان چڑھنے لگا تھا۔ دفعتہً ریڈ ربٹ نے ہاتھی مار بندوق پر لگی ہوئی دوربین کا فوکس ٹھیک کر کے گھوڑا اٹھایا۔

"ٹھیک ہے۔ تیار ہو بابو؟" وہ بولا۔

"تیار ہوں! کاہے کے لئے؟"

ریڈ ربٹ نے مورس کی طرف دیکھا، پھر اپنی آنکھ بندوق کی دوربین سے چپکا دی اور سرگوشی میں کہا:۔

"بابو! میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔ ان سالوں کے پاس مشین گنیں ہیں چنانچہ یہ جنگ ہے۔ اور تم جانو بابو مشین گنوں سے نہ تو بحث کی جاتی ہے اور نہ ہی انھیں سمجھایا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کیا جاتا ہے کہ گولی چلاؤ اور دعا کرو کہ تمھارا نشانہ خطا نہ کر جائے"

ان کے پیچھے کھڑی ہوئی میل ایک دم سے چیخ کر بولی:۔

"تم ان پر گولی نہیں چلا سکتے۔ یہی ہمارا آخری سہارا ہے"

"سہارا نہیں جانی صرف یہی ہماری راہ کے روڑے ہیں۔ اب تم اپنی لومی بند رکھیو ورنہ پھر مجھے ذرا سختی کرنی پڑے گی۔ ریڈ ربٹ نے کہا اور پھر موریس کی طرف دیکھ کر اور اپنی بندوق پر تھپکی دے کر بولا۔ "یہ معاملہ بابو تم مجھ پر چھوڑ دو۔ جب میں اس سالے گنجے پر گولی چلاؤں تو تم کیمپ پر بوچھار کر دینا۔ فکر نہیں اگر تمہارے نشانے خطا کر جائیں۔ بس تم ان سالوں کو ذرا گھبرا دو اور اس طرف متوجہ نہ ہونے دو۔ لیکن باپو اس بات کا خیال رکھنا کہ گولی ہیلی کو پٹر کے نہ لگے۔"

مشین گن والا گنجا ایک بار پھر رک گیا تھا اور سر اٹھا کر چوٹی کی طرف دیکھ رہا تھا اور ان سے صرف پچاس گز نیچے تھا۔

"اس سالے نے اب تک تو ہمیں دیکھا نہیں" ریڈ ربٹ نے موریس کے کان میں کہا۔

موریس بولا "سیمی! ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ بے رحمی سے قتل کرنا ہے۔ خون کرنا ہے۔"

ریڈ ربٹ نے ایک جھٹکے کے ساتھ سر گھما کر اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی جھڑ رہی تھیں۔

"سنو بابو" بھینچے ہوئے دانتوں میں سے اس کی آواز پھنکار کی طرح نکل رہی تھی۔ "ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہونے والا ہے چنانچہ اس وقت مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ نیچے سالے تین آدمی ہیں اور ان کے پاس مشین گن ہے اور ہم صرف دو ہیں۔ اس کے باوجود اگر تمہیں قسمت آزمائی کرنے کا ایسا ہی شوق ہے تو جاؤ نیچے اور ان سے

ملاقات کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے"۔

موریس نے ان زرد آنکھوں میں دیکھا اور سمجھ لیا کہ ریڈ ربٹ بندوق بازی کے لئے تیار تھا اور اب دنیا کی کوئی طاقت اسے نہ روک سکتی تھی۔ وہ اپنے اس عنصری مسکن میں پہنچ چکا تھا جہاں نہ تو اخلاقی قدریں اور نہ ہی منطقی دلائل اسے اس کام سے باز رکھ سکتے تھے۔ موریس نے سوچا کہ لاش کی سڑاند اب بھی ان دونوں کے جسموں سے لپٹی ہوئی تھی۔ اور پھر اس نے سوچا کہ ایک لاش اور سہی۔ یعنی کیا وہ اس وقت ریڈ ربٹ کی کھوپڑی اپنی بندوق کے کندے کی ضربوں سے پھاڑ نہیں سکتا تھا؟ کیا یہ اس کا موقع نہ تھا کہ اس پاگل سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے؟"

ڈیو قامت گینجا اب صرف تیس گز نیچے تھا لیکن اب وہ ایک طرف ہٹ کر چلنے اور ان سے دور ہونے لگا تھا۔ وہ اس کے جوتوں کے منجمد لادے پر پہنچنے کی آواز سن رہے تھے اور موریس خود اپنے سانس کی آواز سن رہا تھا اور اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم تھیں۔ اس کے پیچھے کھڑی ہوئی میل نے کہا:۔

"خدایا یہ کیا حماقت ہے! آخر تم نیچے جا کر ان سے ملاقات کیوں نہیں کرتے؟"

ریڈ ربٹ اس کی طرف گھوم گیا۔

"اس لئے کہ میں اس سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا" وہ بولا۔ "اب تم خاموش رہو گی یا مجھے سختی سے کام لینا پڑے گا۔؟"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟" میل نے ہچکی لے کر کہا۔

"جانِ من! میں وہ ہیلی کوپٹر چاہتا ہوں" ریڈ ربٹ نے کہا اور بندوق کی دوربین سے آنکھ چپکا کر گنبجے کی طرف دیکھنے لگا۔

"سیمی! ہاں پھر کہوں گا یہ سراسر بے دردانہ فعل ہے" موریس بولا۔

"اور تمھارے خیال میں یہ سالے یہاں کھیل کھیل رہے ہیں؟ اور وہ سالا سفید بالوں والا کیا کر چکا تھا اور کیا کرنے والا تھا؟ باپو! تم بیدرد آ قتل کی بات کرتے ہو اور میں کہتا ہوں کہ ہمارا ساتھ سالا خونیوں سے ہی ہے۔ ان سالوں نے ابتداء لیونارڈو کے قتل سے کی، پھر اس سفید بالوں والے کو ہمارے ساتھ بھیج دیا کہ ہمیں ٹھکانے لگا دے اور اب یہ سالے مشین گنیں لے کر یہاں نازل ہوئے ہیں کہ اس معاملے کو انجام تک پہنچا دیں بشرطیکہ انھیں اس کا موقع مل جائے"

موریس نے سوچا کہ فی الحال ریڈ ربٹ کو باتوں میں الجھائے رکھنا مناسب ہوگا۔ دیو قامت گنجا ایک طرف مڑ گیا تھا اور رندور ہونے لگا تھا۔ وہ آتش فشاں کے پہلو کی ڈھلان پر اور دہانے کے عین نیچے تھا۔ موریس نے کہا:۔

"تمھارا مطلب ہے، وہ سفید بالوں والا بہروپیہ ہمیں چھوڑ کر ہیلی کوپٹر کی طرف بھاگا تھا؟"

"باپو! تمھارا یہ اندازہ شاید غلط نہیں ہے"

"اس کے باوجود ان لوگوں کو موقع دیئے بغیر ان پر گولی چلا دینا تو بزدلی اور ظلم ہے"

ریڈ ربٹ نے بندوق پر سے اپنا سر اٹھا کر موریس کی طرف دیکھا۔

"باپو اب تم مجھے بیزار کرنے لگے ہو۔ اور یہ میں سنجیدگی سے کہہ رہا

ہوں چنانچہ مناسب ہو گا کہ تم بھائی اپنی زبان ہلانے میں احتیاط سے کام لو"

ابھی یہ الفاظ ریڈ ربٹ کے منہ میں ہی تھے کہ میل تیزی سے ان دونوں کے درمیان سے —— نکلتی ہوئی چٹانی دیوار پر چڑھ گئی۔ وہ ہاتھ ہلانے اور کچھ چیخنے لگی لیکن اس کی آواز دوسری آوازوں میں ڈوب گئی۔ یہ مشین گن کے تڑتڑانے کی آواز تھی، فوراً ہی ریڈ ربٹ کی ہاتھی مار بندوق دو دفعہ گرجی، دیو قامت گنجا لٹو کی طرح گھوم گیا اور عین اسی وقت میل دیوار پر سے الٹ کر موریس کے قریب گری۔ پہلے تو موریس نے سمجھا کہ وہ زخمی ہو گئی تھی۔

"وہ۔ وہ۔ لوگ گولیاں چلا رہے ہیں" میل چیخ کر بولی۔

موریس ایک دم سے غوطہ مار گیا اور لاوے کی چھپٹیاں اڑ کر اس کے بالوں اور چہرے سے ٹکرائیں۔ ہاتھی مار بندوق پھر گرجی اور دفعتہً دونوں مشین گنیں خاموش ہو گئیں۔ موریس نے جلدی سے سر ابھار کر سامنے نیچے دیکھا۔ دیو قامت گنجا لڑکھڑا کر گھٹنوں پر گرا، پھر لڑھک گیا اور بے حرکت پڑا رہا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ عین اس وقت خیموں کے قریب ذرا دھول اڑی اور اسٹینڈ پر رکھی ہوئی مشین گن کے پیچھے لیٹا ہوا شخص کیکڑے کی طرح ترچھا ترچھا رینگنے لگا۔ بقیہ دو آدمی غائب تھے۔

ریڈ ربٹ نے پھر بندوق چلائی اور زمین پر رینگتا ہوا شخص تڑپ کر کوئی انچ اوپر اچھلا اور پھر بے حرکت پڑا رہ گیا۔

"خدایا! وہ لوگ گولیاں چلا رہے ہیں" میل ہسٹریائی مریضہ کی

طرح بڑبڑا رہی تھی۔

"ہاں چلا رہا ہے" ریڈ ربٹ چیخا" اور ایک آدھ گولی تمہیں لگنی چاہئے کیونکہ تم اسی کی مستحق ہو۔ اب سالی بکواس بند کرو ورنہ میں خود ایک گولی تمہارے خوبصورت اور نازک بدن میں پیوست کردوں گا"۔

میل سہم کر ایک طرف دبک گئی۔ ریڈ ربٹ نے ایک بار پھر بندوق کی دوربین سے کیمپ کی طرف دیکھا۔

"بابو! دو تو سالے ٹھکانے لگ گئے۔ بقیہ دو، معلوم ہوتا ہے خیموں میں گئے ہیں۔ وہ سالے خیموں میں سے نکلنے اور بھاگ کر پہلی گوڑیں سوار ہونے کی کوشش کریں گے۔ یقیناً وہ حرامی ہمیں نہتے سمجھے ہوئے تھے اور یہ ان سالوں کی سخت غلطی تھی" وہ موریس کی طرف دیکھ کر مسکرایا" کیوں بابو اب یقین آیا میری بات کا؟"

موریس نے کوئی جواب نہ دیا وہ ایک سناٹے میں آگیا تھا اور اس کے کان جیسے بہرے ہو گئے تھے۔ اور لاش کی سڑاند اب تک اس کے نتھنوں میں گھسی ہوئی تھی چنانچہ اسے متلی بھی ہو رہی تھی۔

ریڈ ربٹ کہہ رہا تھا:-

"بابو! اب ہمیں پانی کے مرغوں کی جنگ لڑنی ہے۔ میرا مطلب سمجھے تم؟ اگر ہم نے ان دونوں حرامیوں کو نکل بھاگنے کا موقع دیا تو خود مصیبت میں پھنس جائیں گے تم پہلے بائیں طرف والے اور پھر دائیں طرف والے خیمے پر گولیاں چلاؤ لیکن خیال رہے کہ سامان کے انبار میں تمہاری گولی نہ لگے ممکن ہے اس میں پٹرول ہو اور تم جانو ہمیں اس

ئی ضرورت پڑے گی"

موریس نے اپنی قمیص سے ہاتھ پونچھے، بندوق کا گھوڑا چڑھایا اور کندا اپنے شانے سے لگا دیا۔ اسے ایک خیمے کے دروازے میں کوئی چیز حرکت کرتی نظر آ گئی۔ اس نے ایک لمبا سانس لے کر خیمے کے پردوں کے اوپری حصے کو زد میں لے لیا۔

"ٹھیک ہے بابو؟" ریڈر ربٹ نے پوچھا

"ہاں" موریس کی آواز پھٹی ہوئی تھی۔

"تو پھر شروع کرو"

موریس نے لبلبی دبا دی اور پھر فوراً ہی نال کا رخ دوسرے خیمے کی طرف کر کے دوسری دفعہ بھی لبلبی دبا دی اور دیکھا کہ خیمے کا زرہ کانپ کر رہ گیا۔ دوسرے ہی لمحے کیمپ میں بندوق گرجی اور ایک گولی سنسناتی ہوئی آئی اور بہت دور سے نکلی چلی گئی۔ دفعتہً پہلے خیمے کے دروازے پر کا پردہ اٹھا کر ایک شخص بھاگتا ہوا باہر آیا وہ کمر سے جھکا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ بندوق تھی جو اس نے پہلی کوٹر کے کیبن سے نکالی تھی۔ وہ سامان کے انبار کی طرف بھاگ رہا تھا۔

ریڈر ربٹ نے ہاتھی مار بندوق سے یکے بعد دیگرے دو گولیاں چلائیں۔ دو زبردست دھکے اس کے کندھے پر لگے، سامنے کا افق اسے لرزتا محسوس ہوا۔ وہ بھاگتا ہوا شخص اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اچھلا اور پھر بیٹھ گیا۔ بندوق اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔

ریڈر ربٹ نے پھر بندوق چلائی اور زمین پر بیٹھا ہوا شخص ایک دم سے سکڑ گیا اور پھر اس نے حرکت نہ کی۔

"تین سالے پہنچ گئے" ریڈ ربٹ نے کہا
چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔

"اب صرف ایک باقی رہ گیا ہے" ریڈ ربٹ نے پھر کہا" واہ! سالا کیا کام کیا ہے ہم نے بھی۔ اور بابو! میرا دل کہتا ہے کہ بندوق بازی کے اس مقابلے میں ہم صرف ہیلی کوپٹر ہی نہیں جیت رہے ہیں۔

مورس نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ تقریباً خالی الذہن تھا۔

"اور کیا جیت رہے ہیں؟" اس نے پوچھا

"ہیرے بابو۔ ہیرے۔ بھول گئے تم ہیروں کو؟"

اور مورس کو احساس ہوا کہ وہ واقعی بھول گیا تھا۔ وہ سب کچھ بھول گیا تھا حتیٰ کہ ہیلی کوپٹر کو بھی بھول گیا تھا۔

"ہم اب بھی ہیروں کی تلاش میں جائیں گے؟" اس نے احمقوں کی طرح پوچھا۔

"انہی کے لئے تو ہم یہاں آئے ہیں بابو۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں زیادہ دور جانا نہ پڑے گا۔ ہم ہیروں کے بہت قریب پہنچ گئے ہیں۔ وہ سالے انہی کیمپ میں ہیں۔"

مورس نے انبساط اور سنسنی کی ایک لہر محسوس کی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

ریڈ ربٹ کہہ رہا تھا" اگر ان حرامیوں نے لیونارڈ کا خون کردایا ہے اور پھر اس سفید بالوں والے کو ہمارے پیچھے لگا دیا تھا تو پھر یہ سمجھنا غلط نہ ہوگا کہ یہ سالا ہیلی کوپٹر پچھلے دس دنوں سے یہاں ہیروں کی تلاش میں چکر لگا رہا تھا۔ اب اگر یہ حرامی نرے گدھے

نہ تھے اور لیونارڈ نے جھوٹ نہ بولا تھا تو پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کیمپ میں ہیروں کا ایک خوبصورت انبار ہمارا منتظر ہوگا۔"

عین اس وقت مورس نے کیمپ کی طرف نظر کی تو اسے پہلے خیمے کے عقب میں کوئی تیزی سے چلتا دکھائی دیا۔ ریڈ ربٹ بندوق کی دوربین سے اسی طرف دیکھ رہا تھا:۔

"سالا ہماری گولیوں سے بچ گیا" وہ بولا "بابو! خیمے پر گولیاں برساؤ اور جب وہ مردود باہر آئے گا تو میں اسے بھی لٹا دوں گا۔"

"تمھارے خیال میں اس کے پاس بندوق ہوگی؟"

"شاید"

"میں نے تو اس کے ہاتھ میں نہ دیکھی تھی"

"حجت نہ کرو اور گولی چلاؤ"

مورس نے خیمے کے درمیانی حصے کو زد میں لے کر بندوق چلائی۔ پتہ نہیں گولی خیمے کے لگی یا نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ کچھ نہ ہوا۔

"ہاں پھر چلاؤ بابو"

اس نے دوسری دفعہ گولی چلائی تو خیمہ لرز گیا۔ ریڈ ربٹ بندوق کی دوربین سے آنکھ چپکائے ہوئے تھا۔

"نانی ذرا جھکا کر" ریڈ ربٹ نے کہا

مورس نے خیمے کے زیریں حصے کو زد میں لے کر گولی چلائی۔ پھر کچھ نہ ہوا۔

"شاباش۔ چلائے جاؤ بابو" ریڈ ربٹ نے کہا

مورس خیمے کو نشانہ بنا کر گولیاں چلاتا رہا یہاں تک کہ بندوق خالی

ہو گئی۔ رِیڈ ربٹ نے پہلے ایک خیمے پر اور پھر آخری گولی دوسرے خیمے پر چلائی۔ خیمہ ایک طرف جھکا اور بیٹھ گیا۔

"وہ سالا حرامی کہاں گیا؟" رِیڈ ربٹ نے دانت پیسے
"اس نے ہیلی کوپٹر میں تو پناہ نہیں لی"

"مجھے بھی سالا یہی دھڑکا لگا ہوا ہے۔ جب ہم گولیاں چلا رہے تھے تو وہ کسی نہ کسی طرح اندر رینگ گیا ہو گا۔ یہ سالی بندوق کی زد میں یونہی سی ہوتی ہے۔ البتہ اگر ہم نے اسے کسی ایک خیمے کے اندر رہتے بھون کر رکھ دیا ہو تو بات دوسری ہے۔"

"خود وہ یہی دعا مانگ رہا ہو گا کہ ہم اسے بھی مردہ سمجھ لیں" مورس نے کہا۔

اس نے اور رِیڈ ربٹ نے بندوقیں بھریں۔ موخر الذکر نے اس خیمے پر گولی چلائی جو اب تک ایستادہ تھا اور پھر رات اور دن کی دوربین آنکھوں سے لگا کر غور سے اپنے نشانے کو دیکھتا رہا

"یہ سالے ہیلی کوپٹر کی بجھے فکر ہے" آخرکار اس نے کہا" اس کے اندر کا اور کنٹرول کے نیچے کا حصہ مجھے نظر نہیں آ رہا۔ وہ شاید فرش پر لیٹا ہوا ہو گا۔"

"لیکن یہ ہم کیسے کہہ دیں کہ وہ صرف چار ہی تھے؟ مورس نے کہا۔

"اندازہ ہے بابو۔ دیکھو خیمے دو ہیں اور ہیلی کوپٹر اتنا بڑا ہے کہ اس میں چار مسافر سفر کر سکتے ہیں۔ اگر ان چاروں کے علاوہ کوئی اور بھی ہوتا تو جب دوسرے نمودار ہوئے تو وہ بھی سالا ہمارے سامنے آ جاتا۔ چنانچہ بابو وہ چار ہی تھے۔"

مورس نے سر ہلایا اور ایک بار پھر ہیلی کوپٹر کی طرف دیکھنے لگا۔
کہیں کوئی چیز حرکت نہ کر رہی تھی۔

"ہم پانچ منٹ انتظار کرتے ہیں" ریڈ ربٹ نے کہا

"اچھا پھر؟"

"پھر بابو ہم نیچے جا کر اس سالے سے نپٹ لیں گے۔"

مورس کے پیٹ میں اینٹھن سی ہونے لگی۔ وہ لاوے کی اس ننگی ڈھلان پر سے اترنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک آدمی ہیلی کوپٹر میں تھا اور اگر اس کے پاس بندوق بھی تھی تو وہ ان لوگوں کو لِٹا دینے کے لئے کافی تھا۔

"سیمی! کیوں نہ ہم بیٹھ کر اس کے باہر آنے کا انتظار کریں؟" مورس نے مشورہ دیا۔ "اگر وہ زندہ ہے تو جلد یا بدیر باہر آئے گا ہی"

"اور وہ کب باہر آئے گا بابو؟ شاید دو گھنٹے بعد جب اندھیرا اتر چکا ہو گا۔ وہ سالا باہر آتے ہی آتش فشاں کی ان ڈھلانوں کے پیچھے بھاگ جائے گا جو دائیں طرف ہے اور پھر دہانے میں اتر جائے گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس حرامی کے پاس بندوق ہے یا نہیں۔ لیکن تم جانو رات کے وقت اور وہ بھی ایسے ویرانے اور آدھے سے بھی کم چاند کی روشنی میں اسے تلاش کرنا ممکن نہ ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے"

ریڈ ربٹ کھیانی ہنسی ہنسا

"اچھا چلو پھر ہم کیا کریں گے بابو؟ اسے اپنا قیدی بنا لیں گے۔ کیسی بچوں کی باتیں کرتے ہو۔ وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے یا

نہ کرے ہم بہر حال اسے گولی مار دیں گے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے اس کارنامے کا ایک بھی گواہ زندہ رہے۔ میں ہر طرف سے مطمئن اور بے فکر ہو جانا چاہتا ہوں۔ تم ہی کہو بابو کیا وہ سالا اس کی شہادت نہ دے گا کہ ہم نے اس کے تین ساتھیوں کو گولی ماردی ہے؟

مورس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اور پھر بابو میں انگریزوں کی ریاکاری سے واقف ہوں چنانچہ غالباً تم بھی یہ کام اس وقت کرنا چاہو گے کیونکہ اس وقت تمہارا خون گرم ہے۔"

مورس کو احساس ہوا کہ یہ بات ریڈ ربٹ نے غلط نہ کہی تھی۔ جب سے اس عجیب جنگ کا آغاز ہوا تھا مورس ایک عجیب طرح کا انبساط محسوس کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہ تین آدمیوں کو مار چکے تھے۔ امید کی تیز شعاع دل میں روشن ہو چکی تھی چنانچہ اب مورس مرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

چند منٹ بعد ریڈ ربٹ نے بندوق گھسیٹ لی اور کہا:

"اچھا بابو۔ پہلے میں جاتا ہوں۔ میرے روانہ ہونے کے ٹھیک بیس سکنڈ بعد تم بھی چل پڑنا۔ میں اس سامنے کی ڈھلان پر سے نیچے اتروں گا۔ تم اُدھر سے اترنا۔ اگر وہ سالا گولیاں چلانا شروع کر دے تو تم زمین پر لیٹ جانا اور یہ دیکھنا کہ بندوق کا دھواں اور شعلے کہاں سے نکل رہے ہیں۔ اگر وہ مردود ہیلی کوپٹر میں ہو تو تم گولی نہ چلانا اور معاملہ مجھ پر چھوڑ دینا۔ سمجھ گئے؟"

وہ چٹانی دیوار پر چڑھا اور دوسری طرف کود گیا اور اب وہ

دونوں ہاتھوں سے بندوق تھامے بڑی تیزی سے ٹیڑھا میڑھا بھاگ کر ڈھلان اتر رہا تھا۔ وہ کوئی پچاس گز آگے بڑھ چکا تھا کہ مورس بھی چٹانی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔

اس نے لمحہ بھر کے لیے کیمپ اور ہیلی کوپٹر کی طرف دیکھا۔ وہاں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی پھر وہ دیوانہ وار بھاگنے لگا لیکن اس کا دل دھڑک رہا تھا کہ خدا جانے کب کیمپ یا ہیلی کوپٹر میں سے گولی اس کے لیے موت کا پیغام لے کر چلے۔ لیکن کوئی گولی نہ چلی وہ دیو قامت گینجی کی لاش کے قریب سے گزرا۔ اس کا منہ اور آنکھیں کھلی تھیں یہ خوف زدہ ہونے کا وقت نہ تھا چنانچہ وہ اندھا دھند بھاگتا چلا گیا۔ اس کے اور کیمپ کے درمیان کا فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ اور اب اس نے دیکھا کہ سامان کا انبار پیٹرول کے پیپوں اور پانی کے کنستروں پر مشتمل تھا۔ اس پر ڈھکی ہوئی ترپال کا ایک کونہ ایک طرف سے ڈھیلا ہو گیا تھا۔

اب وہ ہیلی کوپٹر سے بیس گز یا اس سے بھی کم دور تھا۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی سوائے اس کے جوتوں کی آواز کے جو سنگلاخ پر بڑی آواز سے بج رہے تھے۔

ریڈ ربٹ ہیلی کوپٹر کی دم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مورس نے دیکھا کہ بھوری قمیص والا پہلے خیمے کے باہر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا اس کے بال چھوٹے ترشے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں تیل آلودہ کالے

زنگ کے دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ موریس نے سوچا کہ یہ شخص شاید پائیلٹ رہا ہوگا اس کی قمیص پر بھی تیل کے داغ تھے اور تیلون خون سے سرخ ہو رہی تھی۔ دوسرا شخص چند فٹ دور پڑا ہوا تھا وہ کمر سے دہرا ہو گیا تھا" ایک ٹانگ مشین گن کے اسٹینڈ کے گرد لپٹی ہوئی تھی اور گھٹنا اوپر اٹھا ہوا تھا اس کی بھویں کالی اور چمکدار تھیں، ہاتھی مار بندوق کی گولی اس کے حلق میں لگی تھی چنانچہ اس کا سر دھڑ سے تقریباً جدا ہو گیا تھا۔

موریس ان لاشوں کے قریب سے گزرتا ہوا ہیلی کوپٹر کے چند فٹ قریب تک پہنچ گیا۔ ریڈ ربٹ ہیلی کوپٹر کی دم کے نیچے سے ہوتا ہوا کیبن کے قریب پہنچ گیا۔ اب وہ دروازے کے قریب تھا۔

"بابو! پیچھے ہٹو" وہ چیخا "جھک جاؤ"

موریس ہیلی کوپٹر کی ناک کے نیچے غوطہ مار گیا۔ خیموں کی طرف اس کی پشت تھی۔

وہیں سے اس نے ریڈ ربٹ کو آگے کی طرف جھک کر دروازہ کھولتے دیکھا۔ دروازہ کھل گیا اور ریڈ ربٹ دروازے کی اوٹ میں اور ہیلی کوپٹر کے ڈھانچے سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا ایک لمحے تک مکمل خاموشی طاری رہی۔ موریس کے سر پر ہیلی کوپٹر کے پنکھے پھیلے ہوئے تھے اور ان میں سے ایک کا سرا سورج کی شعاعوں کی وجہ سے آگ کی طرح روشن نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کوپٹر کے ڈھانچے پر سیاہ حرفوں میں ایک نمبر لکھا ہوا تھا 1-7777۔ موریس کی پشت کی طرف سے کرنچ کے پھڑپھڑانے کی آواز آئی۔ دفعتہً ہیلی کوپٹر کے کیبن کے

چمکدار فولادی پرت میں کسی کا عکس نظر آیا۔ کوئی تیزی سے آگے کی طرف لپکا۔ ابھی مورس کچھ سمجھ نہ پایا تھا کہ ریڈ ربٹ حیرت انگیز پھرتی سے دروازے کے پیچھے سے نکل آیا۔ اس نے ہاتھی مار بندوق تان رکھی تھی۔

ہاتھی مار بندوق نے گرج کر شعلہ اگل دیا اور مورس نے دیکھا کہ بندوق چلاتے وقت ریڈ ربٹ کی آنکھیں پھٹتی ہوئی تھی۔ پھر پتہ نہیں کیا ہوا۔ مورس گر رہا تھا۔ اندھیری گہرائیوں میں گر رہا تھا۔ ایک لامتناہی گھاٹی میں گر رہا تھا۔ ہر چیز ڈوب رہی تھی، اس کے سر پر سے سرد اور تاریک موجیں سی گزر رہی تھیں۔ اس کے دل و دماغ میں سے کوئی چیز تیزی سے سرک رہی تھی۔ اور پھر کچھ نہ تھا۔

وہ اوپر رینگ رہا تھا۔ کہیں اوپر۔ اوپر۔ اوپر۔ اوپر۔ اوپر۔ اس کے اعضا کی ہر جنبش اس کے جسم میں ٹیس کی ایک شدید لہر دوڑا دیتی تھی۔ یہ لہر اس کے دماغ کے کسی حصے میں جا کر پھٹ جاتی۔ جتنا زیادہ وہ اوپر رینگ رہا تھا ٹیس اتنی ہی زیادہ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی یہاں تک کہ اس نے چیخنے کی کوشش کی لیکن وہ شاید چیخ نہ سکا البتہ اس کے چاروں طرف سے ایک آواز ابھری، فولادی گرج کی آواز۔ اور دھرتی کانپنے لگی۔ اس نے ہلنے کی کوشش کی لیکن کوئی چیز اس کے پیٹ کے گرد لپٹی ہوئی اور اسے جکڑے ہوئے تھی۔ اس کے ہاتھ کرسی کی چکنی ہتھیوں پر دھرے ہوئے تھے۔

اس کا سر آگے کی طرف جھکا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن پپوٹے پھولے ہوئے تھے اور دیدے خشک معلوم ہوتے تھے۔ چاروں طرف ایک عجیب طرح کی بو پھیلی ہوئی تھی جو اس کے پھیپھڑوں میں بھری جا رہی تھی اور اس کا جی قے کرنے کو چاہ رہا تھا۔

ایک تھکی ہوئی آواز نے کہا:۔

"شراب پلاؤ اسے"

ایک ہاتھ نے اس کے چہرے کو چھوا، اس کے سر کو اٹھایا۔ جہاں وہ ہاتھ تھا اس سے دور اور اس کے سر کے ایک حصے میں درد کا ایک گیند سا گھوم رہا تھا۔

دوسری آواز نے کہا:۔

"لو۔ پی لو یہ"

پلاسٹک کی پیالی اس کے ہونٹوں سے آلگی۔ مشروب سرد تھا لیکن اس کے منہ اور حلق کو جلا رہا تھا۔ اس نے ایک طویل گھونٹ لیا اور اب اس بو کو پہچان رہا تھا جو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی، یہ پٹرول کی بو تھی۔ وہ جیسے ایک ایسی کوٹھری میں بیٹھا ہوا تھا جس کی دیواریں کانچ کی تھیں۔ ایک چوڑے اور موٹے پٹکے نے اسے نشست سے جکڑ رکھا تھا۔ اس نے بائیں طرف کی کانچ کی دیواریں سے باہر دیکھا۔ مخملیں آسمان دکھائی دیا اور پہاڑ نظر آئے جن کی چوٹیاں برف سے سفید تھیں۔ میل اس پر جھکی ہوئی تھی اور اس نے پلاسٹک کا پیالا اس کے ہونٹوں سے لگا رکھا تھا۔ اس پیالے میں جو مشروب تھا

وہ برانڈی تھی۔ اس نے چند گھونٹ لئے اور درد اس کے دائیں کان کے اوپر ایک جگہ جمع ہو کر دھڑکنے لگا۔ اس نے اس جسے کو چھوا۔ وہ چکنا، گیلا اور ربڑ کی طرح نرم تھا۔

کوٹھری کا فرش اور دیواریں آواز کے ساتھ لرز رہی تھیں اور اس نے دیکھا کہ جب میل نے اسے مخاطب کیا ہے تو وہ چیخ رہی تھی۔

"اب طبیعت کیسی ہے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

مورس نے بولنے کی کوشش کی، اس نے میل کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس کا معدہ اٹھنے لگا آواز سے بالا ایک اور عجیب آواز سنائی دے رہی تھی۔ ٹڈے کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک گرم جھلی سی تنی ہوئی تھی تاہم وہ ریڈربٹ کو دیکھ سکتا تھا جو اس کے عین سامنے اور اس کی طرف بیٹھ کئے بیٹھا تھا۔ وہ بہت سی گٹھریوں اور موکھوں پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے سامنے والی کھڑکی سے آسمان نظر آرہا تھا جو خون کی طرح سرخ تھا۔

ایک منٹ بعد ریڈربٹ گھوم گیا۔ مورس اسے ٹھیک سے دیکھ نہ سکتا تھا البتہ اسے چیختے سن رہا تھا اور وہ ریڈربٹ کہہ رہا تھا۔

"بابو! اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ بس اب ہم واپس پہنچ رہے ہیں۔"

"کہاں؟" مورس نے پوچھا۔ برانڈی اسے اچھو لگا رہی تھی "ہم کہاں ہیں؟"

"ایک گھنٹے بعد بنی سلام پر ہوں گے"

مورس کی نظر کے سامنے سے گرم پردہ ہٹنے لگا۔ اب وہ ریڈربٹ

کو صاف طور سے دیکھ رہا تھا۔ اور ریڈ ربٹ کھل کر مسکرا رہا تھا۔
"تم تو بابو پہنچ ہی گئے تھے لیکن شکر ہے کہ میں نے اس سالے کو عین وقت پر لٹا دیا۔ وہ سالا عین تمہارے پیچھے کہ پنج کے سائبان تلے اور پٹرول کے پیپوں میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے پاس بندوق نہ تھی۔ لیکن وہ سالا ڈھبریاں کسنے کا بڑا سا اوزار لے کر تمہاری طرف دوڑ پڑا۔ میں نے اس پر گولی چلا دی لیکن وہ ایک ہی حرامی تھا گرتے گرتے بھی سر پر ضرب لگا گیا۔ میں نے مردود کے پیٹ میں گولی کھیڑ دی" وہ مسکرایا" سالے کے احشاء نکل پڑے اور پیٹھ بھی اڑ گئی"۔
فرش زور سے کانپ گیا، انجن چیخا اور برانڈی کی بوتل آواز کے ساتھ مورس کی نشست کے قریب فرش پر گری۔ مورس میں اتنی قوت تو ضرور تھی کہ اس نے بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ اس کے دائیں رخسار پر خون جما ہوا تھا اور سر میں درد پھڑپھڑا رہا تھا۔ کاش یہ آواز خاموش ہو جائے۔ کاش کہ فرش لرزنا بند کر دے۔ ایک جھٹکا لگا اور پٹکا مورس کے پیٹ میں دھنس گیا۔ اسے کچھ متلی ہونے لگی۔
مورس نے سوچنے کی کوشش کی۔ ریڈ ربٹ بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔ میبل بھی بہت خوش تھی اور یہیں کچھ گڑبڑ تھی۔ وہ دونوں خوش تھے حالانکہ وہ ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے تھے شاید یہ واقعہ ماضی میں دفن ہو چکا تھا! اس نے میبل کی طرف دیکھا۔ وہ دو ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے اور ذرا آگے کی طرف جھکی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں تاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ مورس نے اس کی آنکھوں میں ایسی چمک پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ مورس نے پھر برانڈی کی

اٹھا ڈ. یہ اس کے درد کی ٹیسوں کو مدھم کر رہی تھی۔

ریڈ ربٹ ایک بار پھر اس کی طرف گھوم کر مسکرایا۔

"پیو بابو بیو" وہ بولا" سالی اصل فرانسیسی کا گینک ہے۔" اس نے میل کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری" ایک عمدہ دن کے لئے عمدہ شراب"

"تم دونوں اتنے خوش کیوں ہو؟ موریس نے مردہ آواز میں پوچھا۔

"ہم سب خوش ہیں بابو۔ معاملہ ختم ہوا۔ ہم امیر ہیں بابو لکھ پتی"

"کیا۔ آ۔ آ؟"

ریڈ ربٹ نے میل کی طرف دیکھ کر ایک بار پھر آنکھ ماری۔

"جانی! بتا دیں اسے؟"

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں"

میل نے نشست کے پیچھے جھک کر ایک تھیلا برآمد کیا، اس تھیلے سے ایک چرمی پیکٹ نکال لیا اور اسے اپنی گود میں رکھ کر کھولنے لگی۔ پیکٹ میں شکر کے ڈلوں کے سے پتھر کے سو یا کچھ زیادہ ٹکڑے لپٹے ہوئے تھے ان کا رنگ خاکستری تھا۔

موریس نے آنکھیں پھاڑ کر ان سنگ ریزوں کی طرف دیکھا اور اسے نشہ سا آنے لگا۔ کیبن کی لرزش کی وجہ سے اسے یہ سنگ ریزے کانپتے معلوم ہوئے۔ میل نے نظریں اٹھائیں اور اس کی باچھیں پھٹ گئیں

"یہ ہمیں ہیلی کوپٹر کی مقفل الماری میں سے مل گئے" وہ بولی" اب صرف انھیں شمار کرنا باقی رہ گیا ہے۔ اب ہماری قسمت نے ساتھ دیا ہے"

"کتنی قیمت کے ہیں؟"

مورس کے اس سوال کا جواب ریڈ ربٹ نے دیا

"کچھ تو سالے اعلیٰ درجے کے نہیں ہیں، چند میں ملاوٹ ہے لیکن یقیناً سالے واقعی مال ہیں۔ چنانچہ میرے نزدیک ان کی قیمت ساڑھے آٹھ سو ہزار سے لے کر نو سو ہزار ڈالر تک ہوگی۔ میرے خیال میں تو قیمت لاکھ کی سرحد کو نہ چھوئے گی"۔

اور مورس ہنسنے لگا۔ وہ جیسے پاگل ہو گیا تھا اور اس کی ہنسی کے دھکوں سے اس کے سر کا درد چوڑی کھوپڑی میں ادھر ادھر لڑھک رہا تھا۔ میل جرمی پیکٹ کو واپس تھیلے میں رکھ کر تھیلا اپنی نشست کے پیچھے رکھ چکی تھی۔ ریڈ ربٹ بدستور ان دونوں کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا

"یہ ہیرے کہاں سے آ گئے؟" مورس نے پوچھا۔

"میرا اندازہ غلط نہ تھا یو۔ ہمارے وہ دوست دریا پر سے لائے تھے جنھیں ہم نے مرحومین بنا دیا ہے۔ سالے پورا انتظام کر کے چلے ہوں گے۔ اگر انھیں یہ چیز پہلے مل جاتی تو سالے ہم انھیں نہ پا سکتے"۔ اور ریڈ ربٹ نے کنٹرول روم کی دراز میں سے ایک کاغذ نکال کر مورس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

مورس نے پہلے تو سوچا کہ یہ شاید وہی نقشہ تھا جو انھوں نے سفید بالوں والے جرمن سے وہاں صحرا میں حاصل کیا تھا البتہ یہ کچھ زیادہ ہی تڑا مڑا تھا۔ اس پر بھی ویسے ہی راستے اور ویسے ہی نشانات تھے اور یہ نقشہ بھی بول پین سے بنایا گیا تھا۔ مورس نے غور سے دیکھا تو اسے اس

نقشے میں کچھ فرق نظر آیا۔ اس نقشے کی ایک لکیر، جو راستے کی نشان دہی کرتی تھی، دلدلوں میں اترنے کے بجائے مغرب کی طرف گھوم کر لاوے کے اس پرت پہ چلی گئی تھی جو موریس کو آتش فشاں کی چوٹی پہ سے دکھائی دیا تھا۔

رنڈ روبٹ موریس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"تو بابو ہمارا اندازہ غلط نہ تھا" وہ بولا "وہ سفید بالوں والا مردود ہمیں چھوڑ چھاڑ کر ہیلی کوپٹر کی طرف ہی بھاگا تھا کہ ہیروں کی تلاش میں سالے اپنے دوستوں کی مدد کرے"

"لیکن وہ تھا کون؟"

"جماعت کا ایک رکن۔ غالباً اس سالے کو خصوصاً ساتھ لیا گیا تھا شاید اس لیے کہ وہ لیونارڈ اور ہیری سے واقف تھا۔ چنانچہ ہمارا وہ سفید بالوں والا دوست بھاڑے کا ٹٹو تھا۔ پہلے یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی کہ اس سالے کو ہمارے ساتھ کیوں کر دیا گیا تھا لیکن اب معاملہ سمجھ میں آرہا ہے لیونارڈ کے قتل اور نقشہ حاصل کر لینے کے بعد بھی ان سالوں کے سامنے ایک زبردست مسئلہ تھا۔ یعنی یہ کہ کوئی ان کے ارادوں سے واقف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ وہ اپنا اطمینان کر لینا چاہتے تھے غالباً وہ لوگ لیونارڈ پہ نظر رکھ رہے تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے بابو کہ خود تم نے اس سفید بالوں والے شیطان کو ایفا ہوٹل میں دیکھا تھا لیکن وہ سالے یہ نہ جانتے تھے کہ ہم کون ہیں اور ہماری تعداد کتنی ہے اور جب انھیں یہ باتیں معلوم ہو گئیں تو ظاہر ہے کہ وہ ہمیں بھی راستے سے ہٹانے کے متعلق سوچنے لگے۔ لیکن وہ ہم سب کو پیرا انگیسن میں تو

ٹھکانے نہ لگا سکتے تھے اور اگر وہ اس کی کوشش کرتے بھی تو انھیں پھر بھی یہ شک رہ جاتا کہ ہم میں سے ایک آدھ زندہ بچ گیا ہو۔ دوسری طرف اگر وہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو اس میں بھی ان سالوں کے لئے خطرہ تھا اور وہ یہ خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔ اور خطرہ کیا تھا بابو؟ صرف یہ کہ شاید ہم بھی نقشے کے بغیر ہیروں کے دریا تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے کیونکہ تم جانو ہیری نقشے کے بغیر ہی وہاں تک پہنچا تھا اور پھر ہمارے پاس بندوقیں تھیں چنانچہ خطرہ ظاہر ہے کہ دہرا تھا۔"

"لیکن نہیں۔ وہ سالے ایک ہی شیطان تھے وہ ہر طرف سے اطمینان کر لینا اور ہر معاملے کو سیدھے سبھاؤ سلجھا دینا چاہتے تھے ـــ یعنی ایک بڑا سا ہیلی کوپٹر ہو جس میں وہ سوار ہو کر روزانہ ہیروں کے دریا پر جائیں اور ہیرے اٹھاتے رہیں۔ چنانچہ انھوں نے سفید بالوں والے حرامی کو یہ سلام بھیج دیا کہ وہ وہاں ٹھہر کر انتظار کرے کہ کوئی آتو نہیں رہا ہے اور اگر کوئی آجائے تو پھر وہ اپنے آپ کو ہیری بنا کر پیش کر دے۔ اب تم جانو بابو اس تجویز پر عمل کرنے کے دو فائدے تھے ایک تو یہ کہ وہ ہر طرف سے بے فکر ہو کر ہیرے تلاش کر سکتے تھے اور دوسرا یہ کہ نقلی نقشہ ہمیں دے کر آسانی سے ہمیں ٹھکانے لگا سکتے تھے اور بابو اس ـــ سے تو تمھیں بھی انکار نہ ہوگا کہ اگر چاندنی کے سایوں نے اس سفید بالوں والے کا خاتمہ نہ کر دیا ہوتا تو آج خود ہمارا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ میرا مطلب ہے ہم ان زہریلی دلدلوں میں غرق ہو چکے ہوتے۔"

"تو پھر انھوں نے وہاں، آتش فشاں پر، ہم پر گولیاں کیوں نہ چلائیں؟"

"یہ میں نہیں جانتا" ریڈ ربٹ نے سر ہلایا۔ "غالبًا اس لئے کہ وہ گنجا

گھبرا گیا تھا یا شاید وہ مارے خوشی کے دیوانہ ہو رہا تھا یا وہ پھر حقیقت میں ہمیں تڑا تو سمجھے ہوئے تھا۔ بہرحال وجہ کچھ بھی ہو ظاہر ہے کہ اب ہم یہ معلوم نہ کر سکیں گے "

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ انھیں ہیروں کے دریا کے متعلق معلوم کیسے ہوا؟"

"بڈھا لیونارڈ نقشے میں شاید بہت زیادہ بکواس کیا کرتا تھا تم جانو باپو ہیروں سے بھرا ہوا دریا تلاش کر لینا اور پھر اس راز کو ہضم بھی کر جانا ذرا مشکل کام ہے۔ لیکن باپو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہانی اب ہمیں شروع سے آخر تک کبھی معلوم نہ ہوگی۔ بہرحال میں یہ کہانی معلوم کرنے کے لئے پیراٹیلکنس میں نہ ٹھہروں گا "

"ہم پیراٹیکنس جا رہے ہیں؟"

"بالکل "

"لیکن پولیس؟"

"ارے باپو۔ ہم جب پراٹیکنس پہنچیں گے تو کرنیوال کے دن ہوں گے میلہ اپنے شباب پر ہو گا چنانچہ پولیس خون خرابے اور عصمت دری کی وارداتوں اور سیکڑوں ہزاروں شرابیوں سے نپٹ رہی ہوگی اس لئے ظاہر ہے کہ وہ ہم جیسی تین معصوم ہستیوں کی طرف متوجہ نہ ہوگی "

"باپو! میں ہیلی کوپٹر بنی سلام سے باہر اتار دوں گا اور پھر ہم میل کی کار میں سوار ہوں گے اور راستے رات بھر بھگاتے رہیں گے اور صبح ہوتے ہوتے شریفوں کی طرح پراٹیکنس پہنچ جائیں گے اور اگر ہمارا وہ پیارا اڈینی بریک طرد ستیاب ہو گیا اور رضامند ہو گیا تو باپو اڑتالیس گھنٹوں میں ہمارے ہیروں کا سودا ہو جائے گا۔

مورس نے برانڈی کی چند چسکیاں لیں۔

"نو سو ہزار ڈالر" وہ بڑبڑایا۔

"کٹوتی کے بعد چار سو پچاس ہزار" ریڈ ربٹ نے جواب دیا "ایک سو ساٹھ ہزار پاؤنڈ"

"اور اس کے تین حصے؟"

"ہاں تین حصے" ریڈ ربٹ نے سامنے نظر آتے ہوئے پہاڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے نیچی آواز میں کہا "پچاس ہزار سے کچھ اوپر فی کس"

مورس میل کی طرف گھوم گیا۔ وہ باہر اترتے ہوئے اندھیرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر پُر اسرار مسکراہٹ تھی۔

"میل! پچاس ہزار کا کیا کریں گے ہم؟" مورس نے میل کی طرف شراب بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"پائیں باغ والا ایک عمدہ اور بڑا مکان خریدیں گے کسی قصبے میں" اس نے بوتل سے شراب پیتے ہوئے جواب دیا "کافی ہوگا کیوں؟"

"کافی ہوگا بشرطیکہ ہمیں مل جائے"

میل نے تیزی سے مورس کی طرف دیکھا

"کیوں؟ اب کیا ہوا؟ ملے گا کیوں نہیں؟" اس نے پوچھا۔

"کوئی خاص وجہ نہیں ہے" مورس نے جواب دیا اور پھر چیخ کر ریڈ ربٹ سے پوچھا "یار تم اس مشین کو اندھیرے میں نہیں اتار سکتے؟"

"ارے باپو میں اتنا خوش ہوں اور ایسے موڈ میں ہوں کہ میں ہیلی کوپٹر خود اپنے سر پر بھی اتار سکتا ہوں۔ لیکن یہ اندھیرا مجھے پریشان نہیں کر رہا تھا بلکہ یہ سالی پہاڑوں کی ہوا مجھے متفکر کیے ہوئے ہے۔

اگر کسی چوڑی سے ٹکرا گئے تو پھر باپو اگر مرے نہیں تو مصیبت میں ضرور پھنس جائیں گے۔"

فوراً ہی ہیلی کوپٹر ایک چیخ کے ساتھ نیچے جھکا۔ ریڈ ربٹ کنٹرول بورڈ پر جھکا ہوا تھا اور موریس ایک عجیب طرح کی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ انھوں نے چار انسانوں کو قتل کر دیا تھا — غالباً یہ خود حفاظتی تھی — یا پھر ان چاروں کو اس لئے گولی ماری گئی تھی کہ وہ تقریباً ایک لاکھ کی قیمت کے ہیرے چرا سکیں۔ دفعتہً موریس کا وہ احساسِ گناہ، جو ایک عرصے سے سویا ہوا تھا، بیدار ہو گیا۔ ضمیر اسے کچوکے دینے لگا۔ انھوں نے خون کئے تھے، چوری کی تھی، گناہ کیا تھا اور اس کا نتیجہ یقیناً برا ہوگا — وہ کانپ گیا۔ سرد خوف اس کے دل میں اترتا چلا گیا۔

"لاشیں دفن کر دیں تم نے؟" اس نے میل سے پوچھا

"اس کا وقت نہیں تھا"

"اور حجر؟"

"اسے وہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ شاید مر جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ہم اسے اپنے ساتھ نہ لا سکتے تھے۔"

"ہاں نہ لا سکتے تھے" موریس نے آہستہ سے کہا

اور وہ ریڈ ربٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ کسی ماہر سرجن کی طرح تیور گھما رہا تھا۔ سامنے کا سرخ آسمان دہکتے ہوئے اندھیرے میں تبدیل ہو رہا تھا۔ ریڈ ربٹ ایک عمدہ پائیلٹ تھا اور اڑان کا اسے اتنا ہی شوق تھا جتنا کہ لوگوں کو گولی مار دینے کا۔ یہ دونوں ہی باتیں اسے پسند تھیں اور یہ دونوں ہی کام وہ بڑی عمدگی سے

کر سکتا تھا۔

وہ لوگ اب کوہ ہائیرا پر سے گزر رہے تھے اور اس کی ننگی ڈھلانیں اور ان کے کناروں پر اُگی ہوئی گھاس اور جھاڑیاں اوپر سے یوں معلوم ہوتی تھیں جیسے کوئی پرانا اور سال خوردہ قالین بچھا ہوا ہو۔ دور پر نبی سلام کی روشنیاں نظر آرہی تھیں۔

ریڈ ربٹ نے لیور اور بھی آگے دھکیل دیا اور اب ان کا ہیلی کوپٹر تیزی سے نیچے اتر رہا تھا۔

دسواں باب

جو کچھ کہ دیکھا خواب تھا

ہوٹل فینکس کا برآمدہ بڑھی ہوئی ڈاڑھیوں والے، کالے ہونٹوں والے اور مگرمچھ کی کھال کے جوتوں والے لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ لوگ آرام کرسیوں میں دھنسے ہوئے تھے۔ بازار کی گھماگھمی اور شور شرابے کے مقابلے میں یہاں سکون تھا، اندھیرا تھا اور ٹھنڈک تھی۔ آج سان جوزدی بانٹے کرسٹو کے میلے کا تیسرا اور آخری دن تھا چنانچہ میلہ اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکا تھا اور پراٹیکنس میں لوگوں کا جوش شباب پر اور بھیڑ بھڑکا اپنی انتہا پر تھا۔

موریس میل کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا استقبالیہ کاؤنٹر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ دونوں کے ہاتھ میں پیاگرا کمپنی کا مخصوص بیگ تھا میل نے نارنجی رنگ کا ریشمی سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے بال چمک رہے تھے۔ وہ بے حد پرکشش معلوم ہو رہی تھی حتیٰ کہ دروازے پر کھڑے ہوئے اور تھکے ہوئے پولیس کے آدمی نے بھی گھوم کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

بار کے دروازے میں دو آدمی کھڑے اس شام پانچ بجے ہونے والی "بل فائٹ" کے ٹکٹ دُگنے داموں سے بیچ رہے تھے۔ موریس اور میل ان کے قریب سے نکلتے ہوئے کاؤنٹر کے سامنے پہنچ گئے۔

کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے کلرک نے بے ڈھنگا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں کے کونوں میں چیپ پھنسے ہوئے تھے۔ انھوں نے ریڈ ربٹ کے کمرے کا راستہ پوچھا اور کلرک نے بڑی ہی بیزاری سے ایک ملازم لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لڑکا ان دونوں کو لفٹ میں لے آیا۔ دھڑاک سے دروازے بند ہو گئے اور میلے کا شور باہر ہی پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

لفٹ پانچویں منزل کی طرف چلی۔ لفٹ کی دیوار پر آئینہ لگا ہوا تھا۔ موریس نے اس میں اپنے چہرے کا عکس دیکھا۔ اس کے چہرے کا رنگ زرد تھا اور سر پر پٹی کسی ہوئی تھی۔ یہ پٹی خود میل نے اس کے سر پر پگڑی کی طرح لپیٹ دی تھی۔ موریس خوف اور بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ پنا گراکی دونوں بیگوں میں ہیروں کے ایک پیکٹ تھے۔ ان تینوں میں یہ طے پا گیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ اس وقت تک اپنے ہی پاس رکھے گا جب تک کہ ہیروں کا سودا نہیں ہو جاتا اور اب وہ وقت آ گیا تھا اب ہیروں کا تبادلہ ہونے والا تھا۔ موریس بے چین تھا لیکن اس کی یہ بے چینی کسی خاص وجہ سے نہ تھی بلکہ وجہ صرف یہ تھی کہ اب تک سارے مراحل بخیر و خوبی طے ہو گئے تھے چنانچہ اس کا دل اس خیال سے دھڑک رہا تھا کہ اب کوئی گڑبڑ ہونے والی تھی۔

دو دن ہوئے جب ان کا ہیلی کوپٹر بنی سلام سے باہر اتارا گیا تھا۔ کسی نے انھیں نہ دیکھا تھا اور جب انھوں نے ہوٹل پہنچ کر میل کی کار طلب کی تھی تو کسی نے ان سے کچھ نہ پوچھا تھا۔ جیسا

کہ پہلے سے طے پایا تھا وہ رات بھر کار بھگاتے رہے تھے اور گشتی پولیس نے ان کا راستہ روک کر کسی قسم کی پوچھ تاچھ نہ کی تھی۔ پیرا ٹیگنس میں داخل ہو کر وہ سیدھے میل کے فلیٹ میں پہنچے تھے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے غسل کیا تھا، حجامت بنائی تھی اور خوب ڈٹ کر ناشتہ کیا تھا۔ اس کے بعد ریڈربٹ اپنے مخصوص ہوٹل چلا گیا تھا اور اپنا سامان لے کر وہاں سے نکل آیا تھا اور پھر اسی روپے سے، جو اس نے سفید بالوں والے کی جیبوں میں سے نکالا تھا، پیرا ٹیگنس کے سب سے گراں ہوٹل میں دو کمروں کا ایک فلیٹ حاصل کر لیا تھا۔

موریس نے میل کے فلیٹ میں ہی قیام کر دیا تھا اور ایک صوفے پر پورے پندرہ گھنٹوں تک سوتا رہا تھا۔ میل کو حاصل کرنے کی خواہش اس کے دل سے جھڑ گئی تھی۔ دونوں اب ایک دوسرے سے بے تعلق تھے۔ دونوں ایک کاروبار میں شریک تھے، کاروبار اب قریب قریب ختم ہو چکا تھا چنانچہ اب دونوں کی راہیں جدا ہونے والی تھیں۔ موریس اپنے اور میل اپنے راستے چلی جانے والی تھی۔

موریس کو کسی بات کا افسوس نہ تھا البتہ ایک قسم کا احساس گناہ اس کے دل میں کچوکے لگا رہا تھا اور وہ بھی اس لئے کہ ان لوگوں نے ٹراتو کے ویرانوں میں چار انسانوں کو گولی مار دی تھی۔ موریس اپنے آپ کو ادھوری دل سے مجرم سمجھ رہا تھا اور بس۔ وہ سوچ رہا تھا کہ گدھوں کو پہاڑوں پر سے اترنے اور لاشوں کو ٹھکانے لگا دینے میں کتنا عرصہ لگ جائے گا لیکن اب دوسری چیزیں تھیں جن کی فکر تھی۔ گزشتہ کل ریڈربٹ نے آکر بتایا تھا کہ ڈینی بریگ ملر دوسرے دن تین بجے

ہوٹل فینکس میں ان سے ملاقات کرے گا۔ لیونارڈ کے قتل، ہیلی کوپٹر اور ویرانوں میں پڑی ہوئی چار لاشوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ میلے نے پیر اٹیکنس کے معمولات زندگی کو تقریباً مفلوج کر دیا تھا۔

لفٹ ایک جھٹکے کے ساتھ ٹھہر گئی اور ہیل کے پیچھے ہی پیچھے مورس باہر آ گیا۔ کمرے کا دروازہ ایک موٹے شخص نے کھولا۔ اس کا قد مورس سے نکلتا ہوا تھا۔

"مسٹر مورس؟ مسٹر مک ڈوگل؟ تشریف لے آیئے۔" اس کا لہجہ مغربیوں کا سا تھا لیکن وہ مغربی امریکہ کا معلوم نہ ہوتا تھا۔

اس کے حیرت انگیز حد تک چوڑے چہرے کا رنگ گہرا گندمی تھا اور اس میں چھوٹی سی ناک بٹن کی طرح ٹنکی ہوئی تھی۔ آنکھیں نرگسی تھیں اور بال گھنگھریالے اور کالے تھے جو اس کے کانوں کے نیچے تک آ رہے تھے۔

اس موٹے کے پیچھے کمرے میں ریڈ ربٹ ایک صوفے پر لمبا لمبا لیٹا ہوا تھا اور اس کی قمیص پٹکے تک کھلی تھی اور اس کے ننگے پیٹ پر ایک سنہرا تمبلر دھرا ہوا تھا۔

"ارے یہ سالے وہی ہیں" ریڈ ربٹ چیخا "ڈینی بیٹے! آنے دو انھیں۔۔۔ بچو! ان سے ملو۔ یہ ڈینی بریگ ملر عرف مسٹر فکس ہیں۔"

موٹے نے مصافحہ کیا۔ اس کی سخت گرفت محسوس کر کے مورس کے منہ سے سسکی کی آواز نکل گئی۔ موٹے نے ہیل سے مصافحہ کیا تو اس کا نازک ہاتھ کئی سکنڈ تک اپنے ہاتھ میں تھامے رہا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک

"تو تم ہی ہو میبل ۔ بڑی جفاکش رہی ہو گی تم" وہ بولا۔

"ڈینی بیٹے! جفاکش نہیں سخت۔ کیا سمجھے۔ تابوت کی کیلوں کی طرح سالی سخت" ریڈ ربٹ نے صوفے پر سے کہا۔

میبل کے بشرے سے کسی بھی قسم کے جذبات کا اظہار نہ ہوا۔ ڈینی نے میبل کا ہاتھ چھوڑ دیا البتہ اس کے ہونٹ بدستور مسکراہٹ کی صورت میں پھیلے رہے۔

"میں تمھارے متعلق سب کچھ سن چکا ہوں" وہ بولا "اور میبل میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تم واقعی مریض ہو"

میبل اخلاقاً مسکرائی اور اس کے قریب سے گزرتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گئی۔

"ارے سورو! مال لائے ہو؟" ریڈ ربٹ نے کہا "تو پھر ڈینی بیٹے کو دکھاؤ"

وہ لوگ کمرے کے بیچ میں رکھی ہوئی میز کے قریب پہونچے، اپنے بیگ رکھے اور ان میں سے چار چرسی پیکٹ برآمد کئے۔ ڈینی قریب کھڑا انھیں پیکٹ کھولتے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سر ہلایا اور غور سے ان سنگریزوں کی ڈھیریوں کی طرف دیکھا جو میز پر لگا دی گئی تھیں۔ چھت میں لگا ہوا بجلی کا پنکھا "گھوں۔ گھوں" کرتا رہا، ریڈ ربٹ وہسکی کی چسکیاں لیتا رہا اور کھلی ہوئی کھڑکی میں سے میلے کا شور سنائی دیتا رہا۔

ڈینی اپنے دونوں ہاتھ مل کر اور پھر تالی بجا کر ریڈ ربٹ کی طرف گھوم گیا۔

"چھ پیکٹ۔ بس کل اتنے ہی ہیں؟" اس نے پوچھا

"کافی ہیں" ریڈ ربٹ نے جواب دیا
ڈینی اپنے دونوں ہاتھ مسلسل ملنے اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔
"کیا پیوگے تم دونوں؟" اس نے پوچھا "وہسکی؟ برینڈی؟ بکار ڈی؟"

ریڈ ربٹ کے سر کے پیچھے الماری تھی جو کسی دکان کے شوروم کی طرح بھری ہوئی تھی۔

دونوں نے وہسکی کی فرمائش کی۔ ڈینی شاید نہ پیتا تھا۔ ریڈ ربٹ نے آگے کی طرف جھک کر جانی واکر کی بوتل ٹمبلر پر اوندھا دی۔

"ہاں تو ڈینی بیٹے اب کہو" ریڈ ربٹ نے کہا۔

ڈینی نے مورس اور میل کے جام بھرے اور پھر فرش پر نظریں گاڑ کر بولا:۔

"سیمی! بالکل صحیح قیمت بتانے سے پہلے میں کسی اور سے بھی مشورہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں"

"اس کی ایسی تیسی بابو" ریڈ ربٹ نے کہا۔ "اس معاملے میں میں بڑا ماہر ہوں اور تمہیں صحیح قیمت بتا چکا ہوں۔ یعنی کل سرمائے کی قیمت نوسو ہزار ڈالر۔ اس سے ایک تنکا کم نہیں"

"کمیشن وضع کرنے کے بعد میں تمہیں چار سو دوں گا" ڈینی نے کہا اور مسکرانے لگا۔

ریڈ ربٹ ٹمبلر خالی کر گیا اور اب اس کے بشرے سے وہی جذبات تھے جنہیں مورس پہلے بھی دیکھ چکا تھا وہ نشے میں کبھی نہ تھا اور پوری طرح اپنے حواس میں کبھی نہ تھا۔ اور اس حالت میں وہ بڑا

ہی خطرناک انسان بن جاتا تھا۔

"ڈینی بیٹے" اس نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا "تم جانتے ہو کہ میں سودا بازی میں حجت کا قائل نہیں ہوں اور ایک دفعہ جو بات کہہ دیتا ہوں اس پر قائم رہتا ہوں۔ سالے سور! ان ہیروں کی قیمت نو سو ہزار ڈالر ہے اور پچاس فی صدی میں تمہیں دے رہا ہوں۔ اس سے زیادہ تمہیں اور کیا چاہیئے منظور ہو تو ہاں ورنہ جاؤ گدھے کی دم میں"

ڈینی ہنسا۔ گڑگڑاتی ہوئی ہنسی۔

"ہیمی! یہ تم مجھ جیسے گرگ دیدہ باراں کو دھمکی دے رہے ہو۔ ڈیئر؟" وہ بولا۔ "اگر ہاں تو یہ تمہارا پاگل پن ہے۔ ہیمی! تم میرے میدان میں آ چکے ہو چنانچہ میرے اختیار میں ہو"

ریڈ ربٹ نے اپنا سر گھمائے بغیر ڈینی کی طرف دیکھا۔

"اچھا! تو کیا کرو گے تم؟ سالے اپنے آدمیوں کو بلوا کر ہم سے کہو گے کہ ہم آخری دعا پڑھ لیں اور پھر میری، مورس کی اور میل کی لاشوں کو لانڈری کے تو کروں میں ٹھونس کر باہر بھیج دو گے؟ نہیں ڈینی بیٹے تم ایسا نہیں کر سکتے۔

ڈینی مسکرایا۔

"ہیمی! تم تو مزے سے بیٹھے شراب پی رہے ہو گے کیونکہ یہاں سے تمہارا کام ختم ہو جائے گا لیکن یہاں سے ہر خطرہ میں ہی مول لوں گا۔ یہ بھی سوچا ہے تم نے؟"

"کون سے خطرات؟" ریڈ ربٹ غرایا۔

ڈینی کے ہونٹوں پر سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور وہ عجیب

نظروں سے صوفے پر چت لیٹے ہوئے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھنے لگا۔
موریس ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے اپنے معدے میں ہیرے
کا گولا لڑھکتا محسوس ہوا اور اب پہلی دفعہ اس نے سوچا کہ کاش اس
وقت ریڈ ربٹ کے پاس بندوق ہوتی۔ دوسرے سامان کے
ساتھ دونوں رائفلیں بھی ہیلی کوپٹر میں چھوڑ دی گئی تھیں۔ اس نے
ڈینی کی طرف دیکھا اور سوچنے لگا کہ یہ موٹا اپنی قمیص کے نیچے یا پتلون
کی جیب میں پستول تو چھپائے ہوئے نہ تھا۔

ڈینی عجیب نظروں سے ریڈ ربٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہیمی!" آخر کار اس نے کہا "میں نے یہ نہیں پوچھا کہ ہیرے تم
نے کہاں سے اور کس طرح حاصل کئے اور ان کے متعلق تم نے کس سے
سنا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم ایک دن پیر اسٹکنس میں کہیں
سے آئے ہو اور تم اکیلے کبھی نہیں ہوتے بلکہ تمھارے ساتھ ایک
انگریز نوجوان اور ایک انگریز حسینہ ہوتی ہے۔ یہاں تک بھی خیر
ٹھیک تھا کیونکہ اکثر لوگ اپنی دلچسپی کی خاطر جوان مرد اور جوان
لڑکیاں رکھتے ہیں لیکن تم میرے پاس آکر کہتے ہو کہ ڈینی بیٹے ہمارے
پاس خام ہیرے ہیں چند سو ہزار ڈالر کی قیمت کے، ان کا تبادلہ کرو
اور ہم سب دولت مند بن جائیں گے"

"ڈینی نطفہ حرام۔ تم نے اس سے بھی بڑے دھندے کئے ہیں"
ریڈ ربٹ بڑبڑایا "آخر تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟ ہمارے پاس
سالے ہیرے ہیں اور یہی جان لینا تمھارے لئے کافی ہے؟"

"ہاں کافی ہے، بشرطیکہ ان کے پیچھے کوئی اور لگا ہوا نہ ہو"

ریڈرربٹ نے سر گھما کر کھا جانے والی نظروں سے ڈینی کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمھارا؟" وہ بولا

"مطلب وہی ہے جو میں نے کہا۔ تم پیراٹیکنس میں رہتے ہو چنانچہ دوسرے لوگوں کی طرح تم نے بھی افواہیں سنی ہوں گی؟"

"سالی کیسی افواہیں؟"

"کسی دریا کے کنارے پر کنکروں کی طرح پڑے ہوئے ہیروں کے متعلق۔ اب یہ تم نے کیسے کہہ دیا اور میں بھی کیسے یقین کرلوں کہ یہ افواہیں تمھارے علاوہ کسی اور کے کانوں تک نہیں پہنچیں؟"

"یہ بتاؤ کہ اور کسی نے سنی ہیں یہ کہانیاں؟" ریڈرربٹ کی آواز بھنچی ہوئی تھی۔

اور موریس نے ایک بار پھر اپنے معدے میں اینٹھن محسوس کی۔ زائرہ کے ویرانے میں اور آتش فشاں کے قدموں میں چار انسانوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور اس ملک میں بھی، جہاں بڑی بے قاعدگی تھی، اسے بے جا قتل سمجھا جاسکتا تھا۔

"بہت اچھا یوں ہی سہی" ڈینی کہہ رہا تھا "ممکن ہے میرا یہ خیال غلط ہو، ہوسکتا ہے تمھارے علاوہ کسی اور نے ہیروں کے دریا کے متعلق کچھ نہ سنا ہو اور ممکن ہے کہ یہ بات اس چہار دیواری سے باہر نہ گئی ہو؟"

ریڈرربٹ نے سر ہلایا۔

"ڈینی بیٹے اب تم نے صحیح بات کہی ہے۔ ہم چار کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ ہم تین سال اپنا پسینہ گراتے رہے اور نتیجہ کیا ہوا۔۔۔

تم بیٹھے بٹھائے پچاس فی صدی حصہ لئے جا رہے ہو۔ اے احسان فراموش نطفۂ حرام"

ڈینی ہنسا۔ اپنی مخصوص ہنسی

"واہ! اس لعنتی شہر میں پڑے رہنے کا معاوضہ صرف پچاس فی صدی!"

"لیکن اب یہاں پڑے رہنے کی سالی کیا ضرورت ہے؟" ریڈ ربٹ نے کہا۔

"میں یہاں کام کرتا رہوں، یہاں رہ کر رنڈی روٹی کماتا ہوں" اور بہت سے لوگ پیٹ کی خاطر یہاں پڑے ہوئے ہیں ممکن ہے ان میں سے چند نے ہیروں کے دریا کی کہانیاں سنی ہوں"

ریڈ ربٹ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

ڈینی بیٹے آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ سالی اتنی لمبی چوڑی تمہید کیا اس لئے باندھ رہے ہو کہ اپنا کمیشن چھپتر فی صدی طلب کر سکو؟"

"میں تو صرف اپنی حالت سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں اور یہ بتا رہا ہوں کہ صورت حال کیا ہے" ڈینی نے کہا "میں اس معاملے میں خود اپنی گردن پھنسا رہا ہوں اور اگر تم نے مجھے سب کچھ صاف صاف نہ بتا دیا، اگر کوئی بات چھپا رہے ہو تو . . . ."

"ابے رنڈی کے جنے ہم تجھے تیرا کمیشن دے رہے ہیں کہ نہیں؟" ریڈ ربٹ چیخا اور دفعتہً صوفے پر سے ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر ڈینی کے سامنے اور اس کے بہت قریب جا کھڑا ہوا "سالے حرامی سور"

ڈینی ہنسا

"چار سو ہزار سیمی" وہ بولا۔

ریڈ ربٹ نے ڈینی کے دونوں شانے پکڑ کر اپنے قریب گھسیٹ لیا۔

"دوسرے پچاس ہزار کون سے حرامی کے لئے ہیں؟" اس نے ڈینی کو جھنجھوڑ دیا۔

ڈینی نے اپنے آپ کو ریڈ ربٹ کی گرفت سے چھڑایا اور کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"بینک کے ڈان رامیک کے لئے" اس نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا" یہاں ڈالر کا معاملہ ہے اور وہ پچاس سے کم میں اسے ہاتھ تک نہ لگائیگا۔ اور تم جانو اس کا کمیشن میں اپنے کمیشن میں سے دینے سے رہا۔ پھر میرے پاس کیا رہ جائے گا؟"

"ٹھیک ہے اور تم اس سالے ڈان رامیک کو کب پکڑ سکتے ہو؟ میرا مطلب ہے جلد سے جلد؟"

"آج رات آٹھ بجے سے پہلے نہیں۔ بلکہ نو بجے کے قریب قریب آج شام کی ٹبل نائٹ میں، وہ صدر جمہوریہ کے ساتھ جارہا ہے اس کے بعد بھینسوں سے لڑنے والوں کے اعزاز میں دعوت ہو گی اور وہ اس میں بھی شریک ہو گا اور ظاہر ہے کہ اس دعوت کے بعد میں اس کے پاس جا سکوں گا۔

"اور وہ سالا بینک میں داخل ہو سکے گا؟"

ڈینی ہنسا

"سیمی! تم بینک کی کہتے ہو اور میں کہتا ہوں کہ اتنی رقم کی خاطر

وہ واپس اپنی ماں کی کوکھ میں بھی داخل ہو سکتا ہے۔"

ریڈ ربٹ نے ایک اور بوتل کھول کر اپنا جام بھرا۔

"اور آج ہی رات وہ تمھیں اپنا کمیشن نقد انقد دیدے گا؟"

"اس کا باپ بھی دے گا۔ تم جانو ایسے سودے میں، میں ادھار کا قائل نہیں ہوں۔"

"ڈان رامیک کے بینک میں اتنے بہت سے ڈالر ہوں گے؟" ریڈ ربٹ نے پوچھا

"فکر نہ کرو۔ یہ ملک کا سب سے بڑا بینک ہے"

"تم اس سالے ڈان رامیک سے بات چیت کر چکے ہو؟"

"چند اشارے کر چکا ہوں۔ چنانچہ وہ آج ہی رات کو یا زیادہ سے زیادہ کل صبح کل رقم ادا کر دے گا۔

"ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس کمرے میں دس بجے یہ معاملہ طے ہو جائے کیوں؟"

ڈینی نے نفی میں سر ہلایا۔ ایک بار پھر وہ فرش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ نہیں ہو گا سیمی" وہ بولا

"کیوں نہیں ہو گا؟"

"تم جانو ڈان رامیک ایک عزت دار آدمی ہے چنانچہ وہ ڈالروں سے بھرا ہوا بیگ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر شہر کی سڑکوں پر سے گزرتا ہوا، اور وہ بھی میلے کے زمانے میں، ایک پبلک ہوٹل میں نہ آئے گا۔ سیمی: تم لوگ گھاس کھا گئے ہو"

"اچھا تو سالے تم لے آنا" ریڈ ربٹ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"سیمی! ظاہر ہے کہ وہ مجھے اسی وقت رقم دے گا جب میں اسے ہیرے دوں گا۔ یہ تو اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے والا معاملہ ہے۔ اب اگر تمھیں مجھ پر اعتبار ہے تو یہ ہیرے مجھے دیدو تم جانو سیمی اس معاملے میں میں تو اپنے باپ پر کبھی اعتبار نہ کروں۔"

"اچھا پھر؟" ریڈ ربٹ نے پوچھا۔

"دعوت کے بعد میں ڈان رامیگ سے معاملہ طے کرلوں گا، پھر میں تم سے بات کروں گا اور پھر ہماری ملاقات کسی خاص اور تقریباً خفیہ جگہ ہوگی۔ لیکن یہ دس بجے سے پہلے نہ ہوگا۔

میل نے اپنا جام خالی کرکے میز پر رکھا اور کسی سے بھی کچھ کہے بغیر اپنے ہیروں کے دونوں پیکٹ پلٹنے لگی۔

"ایں! یہ کیا کر رہی ہو تم؟" ڈینی چیخا

میل نے دونوں پیکٹ اپنے بیگ میں رکھ لئے اور کہا:۔

"مسٹر ڈینی! اس وقت شام کے صرف چار بجے ہیں چنانچہ میں گھر جارہی ہوں۔ مورس یا سیمی مجھے فون کرکے مطلع کردیں گے کہ ہم کہاں مل رہے ہیں۔"

ڈینی کچھ دیر کے لئے ذرا پریشان ہو گیا لیکن پھر مسکرا کر بولا:۔

"ہاں۔ ہاں۔ چلو۔ کچھ دور تک میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں تم جانو آج ٹیکسی وغیرہ تو ملے گی نہیں"

"ڈینی بیٹے۔ جانے سے پہلے ہمارے حساب میں سے سو ڈالر دیتے جاؤ" صوفے پر سے ریڈ ربٹ نے کہا

"سیمی! میں کہہ چکا ہوں کہ اس معاملے میں ادھار وغیرہ نہ چلے گا۔"

ڈینی نے کہا اور دروازے کی طرف گھوم گیا۔

"تو پھر سالے حرامی معاملہ ختم کرو۔" ریڈ ربٹ چیخا" عجب خناس آدمی ہے مردود۔ ابے تیرے ساتھ میبل ہے تو ہمیں سوڈالر دے جا سودا برا نہیں"

ڈینی نے اپنی پتلون کی کولھوں پر کی جیب میں سے لپٹے ہوئے نوٹوں کا بنڈل نکال کر کہا

"دوسو بیس قرض۔ خیال رہے سیمی یہ رقم مجھے واپس ملنی چاہیئے"۔

"میبل کمرے سے باہر جا چکی تھی، ڈینی بھی باہر چلا گیا اور جب دروازہ بند ہو گیا تو ریڈ ربٹ نے مورس سے کہا:۔

"جپکی لگاؤ بابو"

مورس نے اسکاچ اور سوڈا سے جام بھر کر پوچھا:۔

"یہ ڈینی واقعی امریکی ہے؟"

"کیو باکا ہے۔ بیٹھ جاؤ بابو۔ سالا ہر فن مولا ہے۔ اور اگر کوئی اس کتیا میبل کو ٹھیک کر سکتا ہے تو وہ یہی سالا ڈینی ہے۔ چھ بیویوں کا ناشتہ کر کے انھیں الگ کر چکا ہے لیکن سالا چھیوں کے نان نفقے کے لئے خاصی رقم دے رہا ہے۔"

"کم سے کم مجھے اس پر اعتبار ہے۔

"اور وہ ڈان کرامیک؟"

وہ سالا بینک کا ڈائریکٹر ہے۔ وہ سالا اپنے حصے کے پچاس ہزار لے کر خوش ہو جائے گا۔ اور پیو بابو"

"بس زیادہ نہیں۔ اب یہ بتاؤ سیمی کہ ہم اپنی رقم اس ملک سے باہر

کس طرح لے جائیں گے"۔

"اس کا انتظام بھی ڈینی کر دے گا۔ تم جانو باپو ہم اس سالے کو کمیشن یوں ہی نہیں دے رہے"۔

"پھر بھی؟"

"پھر بھی کیا؟"

"میرا مطلب ہے کوئی تجویز تو سوچی ہوگی اس نے؟"

"کارا کاس کے باہر ایک نجی ہوائی میدان میں ایک خاص ہوائی جہاز آجائے گا باپو۔ یہ ہوائی جہاز اس کمپنی کا ہوگا جس میں ڈینی حصہ دار ہے ہم اپنی رقم دے دیں گے اور پھر یہ رقم ہمیں ہم جہاں جائیں گے وہاں کے ایک بینک سے مل جائے گی۔ اس سالی کمپنی کا حساب کتاب دنیا کے ہر شہر میں چلتا ہے"۔

"تمہیں یقین ہے کہ ہمیں یہ لوگ دھوکا نہیں دیں گے؟"

"دھوکا کیوں دینے لگے باپو؟ ہر طرح کے لوگ سالے اس قسم کی کمپنیوں سے ایسے معاملات طے کیا ہی کرتے ہیں

"ارے یار بیو"

"ہیمی! نشے میں دھت ہونے کے لئے کافی وقت پڑا ہے۔

"نشے میں دھت ہونے کو سالا کس نے کہا ہے؟ میں نے تو کہا ہے کہ بیو۔ بیٹھ جاؤ باپو۔ آؤ سالا اپنی کامیابی کا جشن منائیں"۔

مورس بیٹھ گیا اور اس نے سوچا:

"ابھی جشن منانے کو دیر ہے ہم نے کون سی کامیابی حاصل کی ہے سوائے اس کے کہ چند ہنگر یز سے اپنے ساتھ لے آئے ہیں"۔

لیکن اسے شراب کی ضرورت تھی کیونکہ اس سے اس کے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہو جاتا تھا اس کے علاوہ ریڈ ربٹ بہر حال اس کا ساتھی ہے اور ہر معاملے میں اس کا ساتھ دینا مورس کا فرض تھا اس نے سوچا کہ خود اس نے اور میل نے ریڈ ربٹ کو شاید غلط سمجھا تھا ــــ ریڈ ربٹ اس کا جام بھرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بابو۔ آسمان بھورا ہو رہا تھا۔ سالے طوفان کے آثار ہیں اور مجھے سالے طوفان پسند نہیں کیونکہ میرے پیٹ میں سالا کچھ کا کچھ ہونے لگتا ہے۔"

مورس نے باہر دیکھا سورج غائب تھا۔ اور پنکھے کی ہوا سے کمرے کی کھڑکیوں کے پردے لرز رہے تھے۔ ریڈ ربٹ نے جام اٹھا کر کہا:۔

"بابو۔ اپنے دولتمند بننے کا جام"

مورس نے اپنا جام ہونٹوں سے لگا لیا۔

باہر آتش بازی چھوٹ رہی تھی اور پٹاخوں کے دھماکے سنائی دے رہے تھے۔

ٹھیک سات بج کر چالیس منٹ پر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ریڈ ربٹ نے ریسور اٹھایا، چند ثانیوں تک سنتا رہا اور پھر غرا کر رکھ دیا۔

"آج رات دس بجے ہمیں ڈینی کے گھر جمع ہونا ہے بابو" وہ بولا وہ ہمیں ڈان رامیک کے بنگلے لے جائے گا" دھونے پر بیٹھ گیا "بہت عمدہ بابو۔ تم سوچ بھی سکتے ہو کہ چند دنوں پہلے ہم کہاں تھے اور کیا حالت تھی ہماری ؟ وہ سالے تپتے ہوئے زیرانے، زہریلی دلدلیں اور بھوک

اور پیاس — لیکن آج — آہا — آج بابو کیا کھایا جائے؟ سؤر کی بھنی ہوئی ران؟"

"میں تو صرف سینڈوچ کھاؤں گا۔ موریس نے کہا۔ اس کا سر درد کر رہا تھا اور ایک بار پھر وہ بے چینی محسوس کرنے لگا تھا" یہ ڈینی رہتا کہاں ہے؟"

"قریب ہی رہتا ہے۔ ہم اس کے وہاں جاتے ہوئے کھالیں گے"

"میلی اس کا پتہ جانتی ہے؟"

"ڈینی نے بتا دیا ہو گا۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو اس کتیا کو وہیں پائیں گے۔ میں اس حرامی ڈینی سے واقف ہوں"

اور وہ اٹھ کر لڑکھڑاتے قدموں سے دروازے کی طرف چلا۔

"سیمی! تمھارے ہیرے؟" موریس نے پوچھا

ریڈ ربٹ چلتے چلتے رک کر ہنسا۔

"میں تو سالا بھول ہی گیا تھا"

اور وہ خواب گاہ میں چلا گیا۔ موریس نے اپنے ہیرے دونوں پیکٹوں میں لپیٹ کر پیکیٹ میں رکھے۔ ریڈ ربٹ وہ تھیلی لئے آگیا جو انھیں میلی کو پیرس میں سے ملی تھی اور جب وہ لفٹ میں تھے تو ریڈ وبٹ نے کہا:۔

"بابو اپنے پیکیٹ بھی میری تھیلی میں رکھ دو"

"نہیں" موریس نے کہا اور بیگ کا چرمی تسمہ اپنی کلائی پر لپیٹنے لگا۔

"بڑے محتاط ہو گئے ہو بابو"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے"

بازار میں بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ انسانوں کا ایک سیلاب سا بہہ رہا تھا۔

ہر شخص نے عمدہ لباس پہن رکھا تھا اور زیادہ پیئے ہوئے تھے۔ حبشی ہوٹلوں میں بجتے ہوئے ریڈیو کی موسیقی پر دیوانہ وار ناچ رہے تھے اور عجیب دھکا پیل ہو رہی تھی۔

اس بھیڑ میں موریس ریڈ ربٹ سے بچھڑ گیا وہ پریشان ہو گیا اور بھیڑ میں گھس کر اسے تلاش کرنے لگا اور آخر کار وہ اسے بازار کے دوسرے سرے پر مل گیا۔ وہ ایک دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور کتے کی طرح ہانپ رہا تھا۔

"بابو! یہاں سے نکلو" وہ بولا "سالے ہر طرف حبشی مرے ہیں بابو! مجھے شراب چاہیئے"

اور وہ دونوں ایک گلی میں گھس گئے اور وہاں ریڈ انڈین پڑے ہوئے تھے وہ سب کے سب نشے میں دھت تھے اور جلے ہوئے پٹاخوں کی دھجیوں میں لوٹ رہے تھے۔ بہت سے ریڈ انڈین عورتوں سے لپٹے ہوئے تھے اور ان کے بچے قریب بیٹھے رو رہے تھے۔

ریڈ ربٹ نے ایک شراب خانہ تلاش کر لیا۔ یہ بھی لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ اونچی آواز میں کوئی ہسپانوی ترانہ گا رہے تھے۔ موریس دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور ریڈ ربٹ نے شراب کا آرڈر دے دیا۔ ایک سرخ چہرے والے شخص نے آگر جام موریس کے ہاتھ میں تھما دیا، خود اپنا جام بلند کر کے اور چیخ کر کچھ کہا اور پھر بھیڑ میں غوطہ مار گیا۔ شراب سرخ اور میٹھی تھی۔ موریس جام ہونٹوں سے لگا کر غٹ غٹا گیا۔

ریڈ ربٹ بکارڈی کے دو جام لے کر آ گیا۔

"سالوں کے پاس وہسکی نہیں ہے" اس نے چیخ کر کہا۔

دفعتہ ناچتے ہوئے لوگوں نے انھیں گھیر لیا۔ لوگ دائرہ بناکر چاروں طرف گھومنے لگے۔ موریس اور ریڈ ربٹ نے جام ان لوگوں کی طرف اٹھائے تو حلقے میں سے ایک شخص نکل کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا اور اپنا منہ پھاڑ کر کوئی گیت گانے لگا۔ وہی سرخ چہرے والا شخص پھر نمودار ہوا اور اس نے اسی سرخ شراب کا ایک ایک جام ریڈ ربٹ اور موریس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ریڈ ربٹ اپنا جام بلند کر کے خدا جانے کیا چیخا کہ ان سب نے اپنے جام بلند کئے اور وہ بھی ایک آواز ہو کر چیخے۔ پھر کوئی کورس گایا گیا۔ موریس اپنی شراب کی چسکیاں لینے لگا کسی ور نے اسی سرخ میٹھی شراب کا ایک اور جام اس کی طرف بڑھا دیا۔ موریس نے نفی میں سر ہلایا تو ریڈ ربٹ چیخ کر بولا۔

"ابے سالے پی لے۔ یہ زہر نہیں شراب ہے۔"

موریس نے جام خالی کر کے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ آٹھ بجکر بیس منٹ ہو رہے تھے۔ اس نے بناگرا کی دستی بیگ اپنے ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر لی اور اس کے تسمے اب اپنی کلائی میں لپیٹ لئے۔ ریڈ ربٹ کی تھیلی خود اس کے قدموں میں فرش پر دھری ہوئی تھی۔ کسی طرح یہ یقین ہی نہ آتا تھا کہ ان دونوں کی تھیلیوں میں دو لاکھ ڈالر تھے اور یہ کہ کمیشن وضع کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک کو پچاس ہزار ملنے والے تھے۔

اس نے جب اس خطیر رقم کے متعلق سوچا تو اس کے رگ و ریشے میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اب وہ یہ سرخ اور میٹھی شراب پینا نہ چاہتا تھا بلکہ جلد از جلد یہاں سے نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ بھیڑ اس کے گرد ناچنے اور گھومنے لگی۔ وہ پھر گا رہے تھے، موریس کے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے اور اسکا سر ایک بار پھر درد کرنے لگا تھا۔

ریڈ ربٹ بھی گا رہا تھا، اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور آواز پھٹی ہوئی تھی۔ موریس نے اس کا بازو پکڑ لیا اور چیخ کر

کہا :-

"ہیمی! چلو یار اب چلا جائے"

"کیا بجا ہے"

"ساڑھے آٹھ"

"کافی وقت ہے بابو"

چنانچہ پھر شراب کے جام پیش کیئے گئے۔ باہر بادل گرج رہے تھے۔ موریس اپنا نصف جام خالی کر چکا تھا، اسے کاؤنٹر پہ رکھا اور بارمین سے کالی کافی کی فرمائش کی۔ اس کے قریب کھڑا ہوا ایک شخص ٹیکولا کا جام ہاتھ میں لیئے بڑے جوش کے عالم میں کچھ بڑبڑا رہا تھا، موریس نے سننے کی کوشش کی اور ایک لفظ بھی اس کی سمجھ میں نہ آیا کافی کسی صورت آہی نہ سکتی تھی۔ موریس نے اپنی کلائی پر لپٹا ہوا تسمہ کھول کر بیگ اپنے سامنے کاؤنٹر پر رکھ لیا۔ بارمین اس کے لئے ٹیکولا لے آیا۔

"نہیں۔ کافی" موریس نے کہا

بارمین نے موریس کے قریب کھڑے ہوئے بوڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہا :-

"یہ ان صاحب کی طرف سے ہے"

اس نے بوڑھے کے جام سے اپنا جام ٹکرایا اور ایک ہی گھونٹ میں خالی کر گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنتیں الٹنے لگیں۔ اس نے بوڑھے کا شکریہ ادا کیا اور کافی کا انتظار کئے بغیر کاؤنٹر کے قریب سے بھاگا۔ ہسپانوی ترانہ گانے والے جا چکے تھے، دیوار کے قریب ریڈ ربٹ ایک کرسی میں بیٹھا ہوا تھا اور تھیلی بدستور اس کے قدموں میں

دھری ہوئی تھی۔

"چلو کچھ کھایا جائے" مورس نے کہا۔

باہر آسمان اندھیرا تھا اور بارش کے گرم قطرے گرنے لگے تھے۔ سامنے کا بازار دیوں، مسخروں اور فٹ بال کے مشہور کھلاڑیوں کے کاغذی پتلوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ کاغذی پتلے بانسوں سے بندھے تھے چنانچہ بھیڑ کے اوپر نظر آرہے تھے۔

ریڈ ربٹ جیسے لزوم توجہ کے عالم میں چل رہا تھا۔ مورس نے شور و غوغا میں چیخ کر اس کے کانوں تک آواز پہنچانے کی کوشش کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ریڈ ربٹ کچھ سن نہ رہا تھا۔ سڑک انھیں پلازا میئر میں لے آئی تھی اور مورس دیکھا کہ وہ پناگرا کمپنی کی عمارت کے سامنے تھا۔ پناگرا کا دفتر بند تھا۔

چوکی کے عین بیچ میں یہ یک وقت تین بینڈ باجے شور مچا رہے تھے اور اس بھیڑ میں سے گزرنا ناممکن نظر آتا تھا۔ مورس بہت زیادہ تھکن محسوس کر رہا تھا، معدے میں اینٹھن سی محسوس ہو رہی تھی اور طبیعت متلا رہی تھی اور اب مورس نے دیکھا کہ چوکی میں کئی پلیٹ فارم بھی تھے جن پر ناچنے والیاں انعام حاصل کرنے کے لئے اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ زیادہ تر لڑکیاں ریڈ انڈین اور حبشنیں تھیں۔

مورس نے سوچا "لڑکیاں خوبصورت ہیں۔ خدا کی قسم اس بھیڑ میں گم ہو جانے کو بھی دل چاہتا ہے۔ لیکن میں ہوں کہ کسی چیز سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ میرے پیٹ میں درد ہے، نشے کی وجہ سے سر گھوم رہا ہے اور پچاس ہزار ڈالر میرے پاس ہیں اور ریڈ ربٹ جیسے ایک نفسیاتی

مریض کا ساتھ ہے اور اس کمبخت پر مجھے ذرہ برابر بھی اعتبار نہیں"

"لڑکیاں حسین ہیں" موریس بار بار سوچ رہا تھا۔

اور جب وہ گھوما، تو ان لوگوں کا جلوس گزر رہا تھا جنھوں نے بلند نوک والی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں، جلوس کے بیچ میں ایک شخص بڑی بڑی سنہری صلیب اٹھائے ہوئے تھا اور اس صلیب پر مسیح کا بت ٹنگا ہوا تھا اور مسیح کی ہتھیلیوں اور پیروں کے پنجوں سے خون ٹپک رہا تھا۔

جلوس والے چیخ چیخ کر مسیح مصلوب کی حمد گا رہے تھے اور ان کی آواز بینڈ باجے کی آواز سے مل کر عجب بےڈھنگا شور پیدا کر رہی تھی۔

"بابو! سالی عجیب وحشت ہے" ریڈ ربٹ چیخا۔

ٹوپیوں والوں کا جلوس اپنے مسیح مصلوب کو اٹھائے گزر گیا اور اب ناچتے ہوئے لوگوں کا گروہ آیا۔ مردوں نے سرخ ریشمی لباس پہن رکھا تھا اور لڑکیوں نے اپنے بالوں میں پھول لگا رکھے تھے۔

موریس اس بھیڑ میں پھنسا ہوا تھا، وہ دھکے کھا کر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گیند کی طرح لڑھک رہا تھا اور اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہیں آگے تالیاں بجائی گئیں چوک کے دوسری طرف ایک اور مسیح نمودار ہوا۔ اس دفعہ مسیح کا مجسمہ سنگ مرمر کا تھا۔ لوگ "ہالے لویا" اور "ایکو لولو" گا رہے تھے۔

ان مذہبی گروہوں اور رقص سے ٹڈر نے والے لوگوں نے دفعۃً موریس کو خوفزدہ کر دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے ریڈ وربٹ کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا اس کیفے کی طرف چلا جس میں سنگ مرمر کی میزیں تھیں، دیواروں پر آئینے لگے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کیفے میں ایک

ایک غسل خانہ ایسا ہوگا جو قابل استعمال ہو۔

کیفے کے ایک سرے پر ایک لمبا کاؤنٹر تھا جس پر قابیں رکھی ہوئی تھیں۔ مرغ مسلم اور سور کی بھنی ہوئی رانوں اور قیمہ بھری ہوئی آنتوں کی قابیں اور ان سے بھاپ اور اشتہا انگیز خوشبو اٹھ رہی تھی۔ لیکن موریس کاؤنٹر کے قریب سے نکلا چلا گیا۔ وہ سامنے کے زینے کی طرف جا رہا تھا۔ زینے کے قریب ہی ایک چوبی غسل خانہ تھا۔ وہ بہت دیر تک اپنے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا اور جب باہر آیا تو اس کا سر غبارے کی طرح ہلکا پھلکا ہو رہا تھا۔ تاہم چکرا رہا تھا۔

ریڈ ربٹ کاؤنٹر پر بیٹھا ایک مرد اور ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا۔ مرد حیرت انگیز حد تک موٹا تھا اس نے کالے رنگ کی واسکٹ پہن رکھی تھی جس پر موتیوں کے سے بٹن تمام ٹنکے ہوئے تھے اس کا چوڑا چہرہ پسینے سے چکنا ہو رہا تھا اور بڑے گھناؤنے انداز سے چمک رہا تھا۔ ریڈ ربٹ نے چیخ کر ہسپانوی زبان میں کہا:۔

"کارلوسی! ماریا! ان سے ملو۔ یہ ہیں موریس ـــ عظیم موریس۔ موریس ـــ یہ ہیں ماریا"

"بکومت" موریس دل میں بولا "میں صرف بی موریس ہوں اور پولیس کو میری تلاش ہے"

اس نے کاؤنٹر کے پیچھے لگے ہوئے آئینے میں اپنی صورت دیکھی۔ ماریا ہسپانوی زبان میں اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ موریس نے آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا کہ میل کہاں ہو گی۔ اس کی طبیعت بری طرح سے بگڑ رہی تھی۔ وہ موٹے کارلوس اور ماریا کو دائیں بائیں دھکیلتا آگے بڑھ گیا،

ایک میز سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچا، سنبھلا اور کہنیوں سے لوگوں کو دھکیلتا اور راستہ بناتا بازار میں نکل آیا۔ گرجا کے عقب میں آتش بازی چھوٹ رہی تھی اور راکٹوں کے پھٹنے سے فضا کی دھجیاں بکھر رہی تھیں۔ بھیڑ کے سر آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور لوگ چیخ چیخ کر تالیاں پیٹ رہے تھے۔ بازار اور بھیڑ مورس کو گھومتی معلوم ہو رہی تھی۔ ریڈ ربٹ موٹے کارلوس اور ماریا کے ساتھ باہر آگیا۔ وہ مورس کے قریب پہنچ کر ایک دم سے غرایا:۔

"یہ کیا وحشت ہے! ایں! تم کچھ بیمار معلوم ہوتے ہو بابا۔"

موٹا کارلوس ریڈ ربٹ کا ایک اور ماریا اس کا دوسرا بازو پکڑے ہوئے تھی اور وہ دونوں گھسیٹ کر کسی طرف لئے جا رہے تھے ماریا نے مورس کو خشمناک نظروں سے دیکھا اور پھر ریڈ ربٹ کے کان میں کچھ کہا:۔

"تم بدتمیز الو کے پٹھے ہو مورس" ریڈ ربٹ دیوانوں کی طرح چلایا "تم سمجھتے کیا ہو سالے حرامی۔ یہ دونوں میرے دوست ہیں اور ہم جشن منا رہے ہیں؟"

"سیمی! تم اپنی تھیلی اندر بھول آئے ہو" مورس نے کہا

اور اس سے پہلے کہ ریڈ ربٹ اپنے آپ کو کارلوس اور ماریا کی گرفت سے چھڑا سکتا مورس تیر کی طرح کیفے میں گھس کر کاؤنٹر کے قریب فرش پر رکھی ہوئی تھیلی اٹھا چکا تھا اس نے خود اپنا بیگ ریڈ ربٹ کی تھیلی میں ٹھونس دیا اور باہر آگیا۔

"سیمی! تمھاری حالت تو ایسی ہو رہی ہے کہ تمھیں سنبھالنے کے لئے اب ایک دایہ کی ضرورت ہے۔ وہ بولا "چنانچہ اب میں خود ہم دونوں

کی تھیلیاں سنبھالوں گا"

وہ دونوں بھیڑ میں سے راستہ بناتے آگے بڑھے۔

"کون ہیں وہ دونوں؟" موریس نے پوچھا۔

"کون ہیں کون؟"

"وہی موٹا اور وہ عورت؟"

"اچھے لوگ ہیں سالے۔ کارلوس سالا بل نائٹ کا نقاد ہے اور ماریا اس کی داشتہ ہے۔ تمھیں باپو انھیں دھکیل کر بھاگ نہ آنا چاہیے تھا۔ ان سالوں کو تمھاری یہ حرکت بہت بُری معلوم ہوئی تھی۔"

وہ ایک دروازے میں گھس گیا۔ یہ کیفے تہ خانے میں تھا اور اس کے فرش میں سیپیاں جڑی ہوئی تھیں۔ موریس ریڈربٹ کے پیچھے تھا۔ بارمین موٹے کارلوس کے سامنے شراب کا جام رکھ رہا تھا اور وہ دوسرے دانت تک پہنچا رہا تھا۔ موٹے نے کھا جانے والی نظروں سے موریس کی طرف دیکھا اور پھر اس کی طرف بھی جام بڑھا دیا۔

"جی نہیں۔ شکریہ" موریس نے کہا

"ارے پیو باپو" ریڈربٹ بولا "عمدہ شراب ہے"

"نہیں۔ سیمی اب میں نہ پیوں گا" موریس نے کہا۔ اس کی طبیعت شدت سے مالش کر رہی تھی۔

"یہ سالا کیا ہو گیا ہے تمھیں؟"

"سیمی! یہاں گرمی بہت زیادہ ہے۔ طبیعت گھبرا رہی ہے"

اور اس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ نو بج کر پندرہ منٹ۔ اس نے ماریا کو کہتے سُنا:۔

"انھیں یہ بھیڑ بھاڑ شاید پسند نہیں"

"موریس اپنا جام خالی کر گیا۔

"چلو یمی اب چلا جائے" اس نے کہا "ہمیں اس بھیڑ میں سے گزرنا ہے"۔
ریڈ ربٹ جھوم رہا تھا۔ اس کی ٹھوڑی پر سرخ شراب کی لکیر کھنچی
ہوئی تھی۔ دفعتہً اس نے اپنا جام فرش پر دے مارا۔

"اور لاؤ" وہ پھٹی ہوئی آواز میں چیخا۔

"بس تم بہت پی چکے ہو یمی" موریس نے کہا۔

خود اس نے اپنا نصف بھرا ہوا جام رکھ دیا۔ اسے ہر چیز دھندلی
دھندلی دکھائی دے رہی تھی اور معدے میں درد کا ایک گولا سا لڑھک رہا
تھا۔ وہ ریڈ ربٹ کو دھکیلتا ہوا بار کے پیچھے چلا گیا۔ موتیوں کے پردے
کے پیچھے ایک نیم تاریک گزرگاہ تھی جو ایک اندھیری بدبودار کوٹھری
تک چلی گئی تھی۔ کوٹھری کی ایک دیوار کے قریب گول ناند سی رکھی ہوئی
تھی۔ وہ ناند پہ بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور پورا جسم پسینے میں
شرابور تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ درد کب تک قائم رہے گا۔ اسے اپنا پورا
جسم ایک بدبودار سیال میں پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اس کی طبیعت آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی۔ لوگ اندر آرہے تھے اور باہر
جا رہے تھے۔ ایک بونا اندر آیا، موریس کی طرف دیکھ کر مسکرایا، وہ اپنے
ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ دیر تک اچھلتا کودتا رہا اور پھر وہ بھی چلا گیا۔ موریس کے
معدے کا درد آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ موریس نے لمبا سانس لیا۔
اس کی طبیعت سنبھل چکی تھی۔ اس نے بھیگے ہوئے اور غلیظ فرش پہ نظر کی۔
اخبارات کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اس نے جھک کر ڈاکٹر زومیلو کی

ایک تصویر اور ایک تصویر صوفیہ لارین کی اٹھائی اور پھر فوراً ہی اس کا پورا جسم سرد ہو گیا۔

وہ ہیروں کی تھیلی باہر ہی چھوڑ آیا تھا۔

وہ دیوانوں کی طرح گزرگاہ میں بھاگ پڑا۔ موتیوں کے پردے کو تقریباً نوچ کر بار میں پہونچا بھیڑ سے کشتی لڑتا کاؤنٹر کے سامنے پہنچا اور دم بخود رہ گیا۔

ریڈ ربٹ وہاں نہ تھا۔

کسی نے آہستہ سے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ موریس نے گھوم کر دیکھا۔ یہ موٹا کارلوس تھا جو دروازے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ موریس اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر آگیا۔ بارش اب بڑے زوروں کی ہو رہی تھی اور موریس کا نشہ دفعتہً ہرن ہو چکا تھا۔ باہر شامیانے کے نیچے ماریا کھڑی ہوئی تھی۔ ریڈ ربٹ اس کے ساتھ نہ تھا۔

"واندے آستا ایمی؟" موریس نے چیخ کر پوچھا

"سوآمیگو" موٹے کارلوس نے بازار کی طرف اشارہ کر دیا۔

"کیا ہوا؟"

کارلوس نے شانے اچکائے۔

"نشے میں تھا اور بار میں لوگوں کو پریشان کر رہا تھا"

"وہ ہے کہاں؟"

"اسے اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا"

"وہاں" کارلوس نے بازار کی روشنیوں اور بھیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ موریس کارلوس کا شکریہ ادا کئے بغیر بارش میں اندھا دھند بھاگ

بڑا۔ پہلے وہ جہاں پہنچا وہ دودھ اور آئس کریم بار تھی۔ ریڈ ربٹ ہاں نہ تھا۔ لیکن وہ اسے ایک کیفے کے باہر مل گیا۔ جہاں فٹ پاتھ پر آہنی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ ایک کرسی میں بیٹھا اور آگے کی طرف جھکا خراٹے لے رہا تھا۔

ہیروں کی تھیلی اس کے پاس نہ تھی

موریس نے ریڈ ربٹ کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا سر اوپر اٹھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کے شانے پکڑ کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑ دیا اور چیخ کر بولا۔

"تھیلی! میری تھیلی کہاں ہے؟"

ریڈ ربٹ نے اپنے بوجھل پپوٹے اوپر اٹھائے اور سرخ آنکھوں سے موریس کی طرف دیکھا۔

"ایں!" وہ بڑبڑایا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"تھیلی۔ کہاں ہے وہ؟" وہ ریڈ ربٹ کو کرسی میں سے اٹھانے لگا "ہیروں کی تھیلی بیوقوف، گدھے"

ریڈ ربٹ کو ایک دم سے ہوش آگیا

"تمھارے پاس تھی بابو۔ ہے نا تمھارے پاس؟"

"نہیں سمجھے۔ میرے پاس نہیں ہے"

"کیا بکتے ہو۔ کہاں گئی؟" ریڈ ربٹ کے بشرے سے وحشت ٹپکنے لگی۔

"میں اسے تمھارے پاس چھوڑ گیا تھا"

"رب موسیٰ کی قسم"

اور وہ دونوں بھیڑ میں سے بھاگتے ہوئے بار میں پہنچے۔ موریس آگے تھا۔ وہ کاؤنٹر پر اور اس کے نیچے اور آگے اور پیچھے تلاش کر رہا تھا۔ تھیلی وہاں نہ تھی۔ بارمین اور ایک دوسرا شخص کہیں سے نکل کر آئے اور انھوں نے ریڈربٹ کو پکڑ لیا۔ ریڈربٹ چیخنے لگا۔ موریس ان کی طرف دوڑ گیا اور ہسپانوی زبان میں چیخ کر بولا:۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ؟ چھوڑ دو اسے"

بارمین غصے سے لال پیلا ہو کر چلایا "اسی سور کو لے جاؤ باہر۔ یہ نشے میں دھت ہے"

اور وہ تھیلی کے متعلق پوچھنے لگا۔ لیکن اسے یاد آیا کہ وہ تھیلی کا ہسپانوی لفظ بھول چکا تھا۔ ریڈربٹ کتے کی طرح بھونکنے لگا۔

"چپ رہو بھئی" موریس نے اسے ڈانٹ دیا" اور خدا کے لئے ان لوگوں سے تھیلی کے متعلق پوچھو"

بارمین نے اپنے ساتھی سے کچھ کہا۔ موریس کے کانوں میں صرف ایک لفظ پڑا "پولیس"۔ اس نے آخری نظر کاؤنٹر پر ڈالی اور پھر ریڈربٹ کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر گھسیٹ لایا۔

"کچھ سوچنے کی کوشش کرو" وہ بولا۔

"سالی تمھارے پاس تھی" ریڈربٹ چیخا۔

"میں اسے وہیں چھوڑ گیا تھا"

"یاد ہے کہ اس وقت تمھارے پاس ہی تھی؟"

"ہاں"

"سالے حرامی۔ گم کر دی تو نے"

"آؤ۔ دوسری جگہ بھول آئے ہو گے"

"کہاں؟"

"وہ کیا کیفے تھا جس میں سالے آئینوں کی بھرمار تھی؟"

"نہیں" موریس نے کہا "وہاں سے تو میں لے آیا تھا"

ریڈر برٹ ایک بار پھر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دیوانگی تھی۔

"ہم سالے راستے میں کہیں اور بھی رکے تھے؟"

"نہیں"

"کارلوس اور ماریا کے ساتھ ہم گئے تھے؟"

"سیدھے یہاں آئے تھے"

"تو پھر ہماری تھیلی انہی سالوں کے پاس ہے"

"نہیں۔ بعد میں ان سے ملا تھا۔ تھیلی ان کے پاس نہ تھی۔ سیمی! تھیلی کو ہسپانوی زبان میں کیا کہتے ہیں؟"

"بالیتا" اس نے جواب دیا "تو تم نے گنوا دی کیوں؟"

"تم یہیں ٹھیرو۔ اندر نہ آنا خدا کے لئے"

موریس نے بارمین سے اور اس کے ساتھی سے پوچھا اور ہر اس شخص سے پوچھا جو کاؤنٹر پر بیٹھا پی رہا تھا اور ان لوگوں سے پوچھا جو دیوار کے قریب کرسیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لوگوں کا جواب گول گول تھا یا پھر وہ موریس کا سوال سمجھ نہ سکے تھے۔ کسی نے تھیلی نہ دیکھی تھی

تھیلی قیمتی مراکشی چمڑے کی اور خوبصورت تھی چنانچہ جسے بھی وہ ملی ہوگی وہ ہیرے پھینک کر تھیلی اپنے پاس رکھ لے گا۔

موریس باہر آیا تو ریڈ ربٹ دونوں ہاتھوں میں سر دیئے فٹ پاتھ پر اور بارش میں اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور کہیں دور گھنٹہ گھر دس کا گجر بجا رہا تھا۔

انھوں نے ایک ایک بار اور ایک کیفے میں تھیلی کو تلاش کیا اور دوسرے بازار کا بھی ایک ایک ہوٹل دیکھ ڈالا۔ تھیلی نہ ملی۔ ایک بار پھر انھوں نے اپنی ہوٹلوں اور کیفوں اور باروں میں اپنا خزانہ تلاش کیا جہاں وہ پہلے بھی تلاش کر چکے تھے۔ ہر جگہ انھوں نے لوگوں سے تھیلی کے متعلق پوچھا لیکن کسی نے وہ تھیلی نہ دیکھی تھی۔

جس سے بھی سوال پوچھا جاتا وہ موریس کی طرف دیکھتا اور پھر سر ہلا دیتا۔ وہ ایک ایک سے پوچھتا رہا، رات گزرتی رہی، بھیلی بھیڑ کبھی کم ہو گئی اور بارش کا زور بڑھ گیا۔ تھیلی نہ ملی اور موریس کو پیراٹکینس ایک بیاباں اور اس میں لڑکھڑاتے اور گھومتے ہوئے لوگ غول بیابانی معلوم ہونے لگے اور اس بھرے پرے، ڈیرا تے میں ایک بار پھر اس کی خوش بختی بدبختی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

آدھی رات سے کچھ پہلے وہ دونوں ایک بار پھر اسی کیفے میں پہنچے جہاں موریس کے پیٹ میں درد اٹھا تھا اور جہاں اس نے ہیروں کی تھیلی کو آخری دفعہ دیکھا تھا۔

باربین اور اس کا ساتھی جا چکے تھے اور ان کی جگہ ایک دبلے پتلے اور بانس کی طرح لمبے شخص نے لے لی تھی۔ اس کی ناک کا ایک نتھنا

غائب تھا اور وہ آدھے خالی کمرے کے عین بیچ میں بیٹھا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مورس کو اس کی ناک دفعتہً بندوق کی دونالیوں کی طرح معلوم ہوئی اور جب مورس نے اس سے تھیلی کے متعلق پوچھا تو وہ بے تحاشہ ہنہنے لگا نے لگا جن کی آواز اس کے کٹے پھٹے نتھنے میں سے یوں نکلنے لگی جیسے اس کے دماغ میں گھسی کوئی چیل چیخ رہی ہو۔

ایک موٹا شخص کہیں سے نکل کر ان کے قریب آ کھڑا ہوا اور بے تحاشہ ہنستے ہوئے نکٹے کی طرف اشارہ کر کے بولا:۔

"یہ پاگل ہے۔ اس سے کچھ نہ پوچھئے"

"آپ نے کوئی تھیلی تو نہیں دیکھی؟" مورس نے موٹے سے پوچھا۔

"تھیلی!"

"ہاں۔ مراکشی چمڑے کی تھیلی جس میں سنگریزوں کے پیکٹ تھے"

موٹے نے شانے اچکائے اور اس شخص کے قریب پہنچا جو کمرے کے انتہائی سرے پر بیٹھا ہوا تھا موٹے نے اس سے کچھ کہا تو وہ دوسرا شخص اٹھ کر موہوں تیرے پردے کے پیچھے اس گزرگاہ میں چلا گیا جو غسل خانے تک جاتی تھی۔

مورس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

چند سکنڈ بعد وہ شخص واپس آیا تو مورس کا دل ڈوب گیا۔ اس کے ہاتھ میں کھجور کے تنکوں کی ٹوٹی ہوئی تھیلی تھی۔

"یہ ہے؟" موٹے نے پوچھا

مورس نفی میں سر ہلا کر باہر آ گیا۔ وہاں ریڈ ربٹ بارش میں ٹہل رہا تھا اور ہر آنے جانے والے کو روک کر تھیلی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

جواب نفی میں مل رہا تھا۔

"رات بہت گزر چکی ہے" موریس نے کہا۔

"بابو! میبل کا حصہ تو ہے ہی" ریڈ ریٹ بڑبڑایا "حصے کر دینے کے بعد بھی چھے ہزار نی کس۔ چنانچہ بسور نے کی کوئی ضرورت نہیں"

"واہ! اور وہ اپنے حصے میں سے ہمیں دے کر گویا خوش ہو گی کیوں؟"

"اس کی خوشی اور ناخوشی پر لعنت بھیجو بابو۔ بے شک ہم اس کے مقروض ہیں لیکن صرف سات سو ڈالر کے۔ اس کے بعد وہ ہماری مقروض ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ وہ خشک کتیا ہمارے بغیر یہ رقم بنا سکتی تھی؟"

"نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ خود اس طرح نہ سوچے گی" وہ اتنا ادا اس اور تھکا ہوا تھا کہ بحث کرنا نہ چاہتا تھا "آؤ۔ پہلے ڈینی کے پاس چلتے ہیں"

وہ لوگ اس سڑک پر چلے جس پر کیچڑ اور گندگی بہہ رہی تھی اور ریڈ ریٹ ایک ہاتھ میں چھاتا اور دوسرے ہاتھ سے چھاتے کا دامن اٹھائے بڑی احتیاط سے دوسری طرف جا رہے تھے۔

بابو! وہ سالی کتیا کچھ ہی کیوں نہ سوچے وہ ہماری مقروض ہے اور ہم اس کے نہیں بلکہ وہ ہماری احسانمند ہے اور اگر نہیں ہے تو اسے ہونا چاہئے۔ تم جانو وہ اکیلی ہے اور ہم دو ہیں۔ چنانچہ اسے اگر خود اپنے حصے میں سے بھی تہائی مل جائے تو یہ اس کی خوش قسمتی ہو گی"

ڈینی نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور چیخ کر بولا:۔

"جانتے ہو کیا وقت ہے اس وقت؟ آدھی رات گزر چکی ہے"

ریڈ ربٹ اسے ڈھکیل کر کمرے میں گھس گیا اور اب وہ کمرے کے بیچ میں کھڑا اندھی روشنی میں فولاد کے فرنیچر اور دیواروں پر سجی ہوئی تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔

"کمرہ تو بڑا شاندار ہے ڈینی بیٹے" وہ بولا۔

ڈینی نے دھڑ سے دروازہ بند کر دیا۔

"یہاں پہنچنے کے لئے میں نے تمھیں تین گھنٹوں کا وقت دیا تھا۔ لیکن تم نہ آئے چنانچہ معاملہ ختم ہوا"

ریڈ ربٹ مسکرایا۔

"جانتا ہوں ڈینی بیٹے۔ معاملہ سالا بالکل ہی ختم ہو گیا"

"کیا۔ آ۔ آ" ڈینی کے ابرو کے بل دفعتہً مٹ گئے "تم نشے میں تو نہیں ہو؟"

"اس وقت تو نہیں ہوں"

ڈینی مورس کی طرف گھوم گیا

"کیا مطلب ہے یہ؟ کیا ہوا؟"

اس نے دونوں کے خالی ہاتھوں کی طرف دیکھا

"مال کہاں ہے؟"

"پگھل گیا ڈینی بیٹے" ریڈ ربٹ نے جواب دیا "تم نے سالا سنا نہیں کہ خالی ہاتھ آئے تھے اور سالے خالی ہاتھ جائیں گے"

"کیا۔ آ۔ آ!"

ڈینی بیٹے! پینے کو ہے کچھ؟"
ڈینی نے پریشانی سے مورس کی طرف دیکھا۔
"یہ کیا عذاب ہے یار۔ ہوا کیا؟"
"سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ ہیرے کہیں گم ہو گئے"
"گم ہو گئے!"
"ہاں۔ تھیلی میرے پاس تھی۔ لیکن میرے پیٹ میں شدید درد اٹھا چنانچہ میں تھیلی کاؤنٹر پر چھوڑ کر غسل خانے میں گیا اب میرا خیال تھا کہ تھیلی ریڈ ربٹ کے پاس ہے اور اس کا خیال تھا کہ میرے پاس ہے"
ایک لمحے تک تو ڈینی سناٹے میں آگیا۔ وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا اور اس کی زبان بھی گنگ ہو گئی۔ وہ دروازے کے قریب کھڑا ان دونوں کی صورت تک رہا تھا۔ ریڈ ربٹ ایک صوفے کے قریب پہنچا اور اس پر دھرے ہوئے نرم تکیوں میں غرق ہو گیا۔
مورس خاموش اور منتظر کھڑا تھا۔
"ایں! ہیرے گم کر دئے تم نے؟" آخر کار ڈینی نے کہا
مورس نے اثبات میں سر ہلا کر پوچھا:۔
"میل کہاں ہے؟"
"اپنے گھر گئی"
"بہر حال اس کا حصہ تو کہیں گیا نہیں" ریڈ ربٹ نے کہا۔ "تمھارا کمیشن وضع کرنے کے بعد تقریباً پچاس ہزار اور اس کے پھر تین حصے یعنی فی سولہ ہزار۔۔۔ ڈینی بیٹے! کچھ پینے کو لاؤ"
"نکلو یہاں سے۔" ڈینی گرجا۔ "دونوں نکلو یہاں سے اور پھر کبھی بھول

کر کبھی اس طرف کا رخ نہ کرنا"

بارش میں آدھے گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد وہ میبل کے یہاں پہنچے۔ سڑک پر کا دروازہ مقفل نہ تھا۔ ریڈ ربٹ نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور زینہ چڑھنے لگا۔ مورس اس کے پیچھے تھا۔

"وہ ہمیں دیکھ کر خوش ہو گی یہی؟" مورس نے پوچھا۔

"دیکھو بابو، تم پگھل نہ جانا۔ ہمیں اپنے دل مضبوط کرنے ہیں اور اگر ضرورت ہوئی تو سختی سے کام لینا ہے۔ یہ نہ بھولو بابو کہ وہ سالے ہیرے ہم تینوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ اگر اتنی سی بات اس کتیا کی سمجھ میں نہ آئی تو پھر وہ اپنے حصے سے محروم کر دی جائے گی"

وہ لوگ اس کے فلیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ دروازہ بند تھا۔ اور نمبر کی پلیٹ کے کونے میں ایک ہرے رنگ کا لفافہ اڑسا ہوا تھا۔ اس پر جلی حرفوں میں صرف ایک لفظ لکھا ہوا تھا:۔

"مورس"

مورس نے لفافہ گھسیٹ کر اسے کھولا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ لفافے میں ایک تہ کیا ہوا کاغذ تھا اور اس پر یہ تحریر:۔

"پیارے مورس!

معاف کرنا اب میں زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتی مجھے اپنا وعدہ یاد ہے کہ جیل کے بعد تمہارے ساتھ سوؤں گی لیکن افسوس ہے کہ میں اپنا وعدہ وفا نہ کر سکی۔ تم مجھے پسند ہو اور میرے خیال میں تم بہت زیادہ شریف ہو۔ لیکن

سیمی اور وہ امریکی گویا اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکا ہیں۔
مجھے ان دونوں پر ذرا بھی اعتبار نہیں چنانچہ میں جارہی
ہوں۔ اپنا حصہ خود ہیں فروخت کرنے کی کوشش کروں گی
امید ہے تمھیں بھی اب تک اپنی رقم مل گئی ہو گی ممکن ہے
دیویرا یا کسی اور خوبصورت شہر میں ہماری ملاقات ہو جائے
اپنا حصہ احتیاط سے خرچ کرنا۔
میل

ایک لمحے تک مورس خاموش کھڑا پھٹی پھٹی آنکھوں سے میل کے
خط کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کا رنگ مردے کی طرح سفید ہورہا تھا
اور اس کا خود اسے بھی احساس تھا۔ ریڈ ربٹ نے مورس کے کندھوں
پر سے یہ رقعہ پڑھا اور غصے میں چیخ پڑا۔
"چلو بابو اس سالی کتیا کا پیچھا کریں"
"لیکن جائیں گے کہاں ؟"
"ایرپورٹ بابو۔ ایرپورٹ"
"سیمی اس کے پاس کار ہے"
"ممکن ہے سالی رات کی رات کسی ہوٹل میں ٹھہر گئی ہو۔ لیکن کہیں
ایسا تو نہیں بابو کہ وہ سالی یہیں کہیں بلکہ کمرے میں ہی ہو اور ہمیں الو
بنا رہی ہو ؟"
"نہیں ۔ وہ چلی گئی سیمی ۔ یہاں ٹھہرنا فضول ہے"
مورس مردہ ٹانگوں سے زینہ اترنے لگا۔ وہ باہر بارش میں آگیا

اور بارش کے قطرے اس کے جسم پر جیسے جل رہے تھے۔

وہ دونوں کیفے کے شامیانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تقریباً خالی الذہن تھے اور خالی خالی نظروں سے سڑک کی طرف دیکھ رہے تھے میلہ ختم ہو چکا تھا، لوگ اپنی قیام گاہوں کی طرف جا رہے تھے۔ سڑک پر خالی بوتلیں، ٹوٹے ہوئے جام، کاغذوں کے پرزے اور پھٹا خوں کی دھجیاں بکھری ہوئی تھیں اور بہت سے جاروب کش، جنھوں نے موٹے نیلے کپڑے کی وردی پہن رکھی تھی، ہاتھوں میں جھاڑو لئے ایک سرے سے بازار کی صفائی کر رہے تھے۔

موریس اور ریڈ رینٹ نیجامی ایرپورٹ کا چکر لگا کر ایک گھنٹہ پہلے لوٹے تھے اور اب بیٹھے ٹیکولا پی رہے تھے۔ ان کی رات بھاگ دوڑ میں گزری تھی۔ انھوں نے ایک ایک ہوٹل میں اور ایک ایک سڑک پر میل کو تلاش کیا تھا اور ایک ایک بار میں جا کر وہاں بیٹھے ہوئے ہر شخص سے پوچھا تھا کہ اس نے مراکشی چمڑے کی تھیلی تو کہیں نہیں دیکھی اور آخر کار صبح ہونے سے کچھ پہلے ایرپورٹ پہنچے تھے۔

لیکن نہ تو میل کا سراغ ملا اور نہ ہی ہیروں کی تھیلی کا۔ وہ لوگ ایرپورٹ سے ٹیکسی میں سوار ہو کر واپس لوٹے، تو چمکیلی اور پرسکون صبح اپنے بازو پھیلا رہی تھی۔ ان کی ٹیکسی ابو الہدی کے قریب سے گزری تو وہاں بھی خاموشی اور سکون تھا اور رینی سلام جانے والا راستہ اب انھیں بہت طویل اور رینی سلام کی بستی بہت دور معلوم ہو رہی تھی۔

انھوں نے ڈینی کو فون کیا پہلے تو وہ خفا نظر آیا لیکن پھر متفکر نظر آنے لگا۔

"وہ آج صبح ڈان رامیکس سے بھی ملنے نہیں آئی جیسا کہ طے پایا تھا" وہ بولا

"یقیناً نہ آئی ہو گی" ریڈ ربٹ نے کہا۔

"کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ ڈینی بیٹے کہ وہ اس وقت تک نصف سفر طے کر چکی ہو گی"

"یار صاف صاف کہو"

"بات یہ ہے کہ وہ شاید میکسیکو شہر کی طرف گئی ہے اور اب تک نصف فاصلہ طے کر چکی ہو گی۔"

"بات اب بھی صاف نہیں ہوئی"

"تو سالی کو میں صاف کئے دیتا ہوں۔ گزشتہ رات ہی وہ ایک رقعہ چھوڑ کر چلی گئی کہ اسے ہم پر اعتبار نہیں اور یہ کہ وہ خود ہی ہیروں کا سودا کرے گی۔ ڈینی بیٹے! تمہاری شہرت کو معلوم ہوتا ہے کہ زوال آ رہا ہے"

"ریڈ ربٹ۔ تم میرے مقروض ہو۔ وہ سو پیسو جو تم نے پیشگی وصول کئے ہیں" ڈینی گرجا۔

ریڈ ربٹ نے دھڑ سے ریسیور رکھ دیا اور پھر مورس اور ریڈ ربٹ اس کیفے میں جو بازار کے سرے پر تھا آ بیٹھے تھے اور ٹیکولا پی رہے تھے۔

بے ٹانگوں والا حبشی لاٹری کے ٹکٹ بیچتا ہوا آیا اور ہاتھوں سے اپنی ٹرالی کو ادھر ادھر دھکیلتے ہوئے لوگوں کو لاٹری کے ٹکٹ دکھانے لگا۔ آج اس شخص کا پتہ نہ تھا جو چند پیسو کے عوض لوگوں کو بجلی کے جھٹکے

لگا کر ان کی تھکن دور کیا کرتا تھا۔ اگر اس وقت وہ آجاتا تو مورس بجلی کے چند جھٹکے خرید لیتا۔

وہ دونوں ایک مستطیلی میز کے سامنے خاموش اور اداس بیٹھے ہوئے تھے اور ٹیگولا کا دوسرا جام پی رہے تھے۔ معاملہ ختم ہو چکا تھا۔ مورس کو وہ تمام واقعات ایک خواب پریشاں معلوم ہو رہے تھے۔ سات آدمی مارے گئے تھے، تشدد کا شکار بن چکے تھے اور وہ دونوں صحیح سلامت واپس آچکے تھے، محفوظ تھے لیکن تلاش ․․․ مورس کا جسم ڈھیلا ڈھیلا سا ہو چکا تھا اور اندر سے خالی خالی محسوس ہو رہا تھا اور اس کے منہ کا مزہ بگڑا ہوا تھا کیونکہ اس نے پچھلے چوبیس گھنٹوں سے اپنے دانت نہ مانجے تھے۔

ریڈ ربٹ اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھے بیٹھا تھا اس کی دونوں مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ دانت پیس کر بڑبڑا رہا تھا۔

"کتیا۔ غلیظ کتیا۔ وہ بچ نہیں سکتی۔ سانی ہیرے لیکر بھاگ نہیں سکتی۔ ربٹ موہنی کی قسم میں جہنم تک اس کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔"

مورس نے اداس نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمھاری مراد میل سے ہے؟" اس نے پوچھا

ریڈ ربٹ نے ٹرک پر سے نگاہیں ہٹا کر مورس کے چہرے پر جمادیں۔ اس کی آنکھوں کی زردی سرخی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ کسی بخار زدہ کی طرح اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

"اور سانی کس سے مراد ہو سکتی ہے" اس کی آواز مردہ اور اداس

تھی" فکر نہ کرو بابو۔ وہ سالی بچ کر نہیں جا سکتی۔ ہم اسے پکڑیں گے۔ وہ ہمیں الو بنا کر نہیں جا سکتی"

"اس نے ہمیں الو نہیں بنایا ہے سیمی۔ اسے اس کا حصہ مل گیا تھا چنانچہ اس کے بعد جو کچھ ہوا ہے اس کا الزام میل کو دینا حماقت ہے"

"یہ کیا گدھاپن ہے بابو" ریڈ رٹ چیخا اور اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں کھول کر میز پر زور سے ہتھڑ لگائے "یعنی کیا مطلب ہے اس کا کہ وہ سالی ہمیں چھوڑ کر چلی گئی؟ محنت سالی ہماری تھی، خون سالا ہم نے بہایا اور پسینہ سالا ہمارا ٹپکا" اس کی آواز پھٹ گئی اور ہونٹوں کے کونے کانپنے لگے "میں اس کتیا سے بہرحال اپنا حصہ حاصل کر کے رہوں گا۔ اور دیکھو بابو تم اپنے اخلاق کا سبق شروع نہ کرنا کیونکہ اس وقت سیموئل ڈیوڈ ریڈ رٹ کا مزاج سالا بگڑا ہوا ہے اور اسے اخلاق اور انسانی حقوق اور منطق جیسی چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"

اس نے پھر میز پر تھپڑ برسائے اور میز پر رکھے ہوئے جاموں میں سے کوکولا چھلک گیا۔

"میں اس سالی کو تلاش کروں گا اور اپنا حصہ حاصل کروں گا۔ سمجھے بابو۔ سمجھے؟"

موریس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لو۔ اور پیو سیمی۔ میرے دوست تم اسے نہ پا سکو گے۔ وہ کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ تم کہاں تلاش کرو گے اسے؟ میکسیکو؟ میکامی؟ مانٹے کارلو؟ وہ پام باغ والا ایک عمدہ بنگلہ خریدنے جا رہی ہے۔ اور یاد ہے کہاں؟ انگلستان کے مضافات میں۔ تو اب تم کیا کرو گے؟ اخبارات میں

اشتہار دیکھو گے کہ انگلستان کے مضافات میں کہاں کہاں بنگلہ اور کوٹھی برائے فروخت ہے اور پھر کیا تم ان بنگلوں اور کوٹھیوں کے متعلق تحقیقات کرو گے کہ ان کا خریدار کون ہے؟"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے بابو۔ ہو سکتا ہے"

ریڈ ربٹ نے اداسی سے ہاتھ ہلایا اور منہ پھیر کر لنگڑے حبشی کی طرف تھوک دیا اور جب دوبارہ اس نے موریس کی طرف دیکھا تو اس کے رخساروں کے پٹھے پھڑک رہے تھے۔

"تمہیں تو کوئی پروا نہیں کیوں بابو؟" وہ بولا "بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم دل ہی دل میں خوش ہو رہے ہو گے کہ وہ کتیا سب کچھ لے کر چلی گئی۔ وہ کتیا سالی اب امیر ہے اور بن موریس خوش ہے" وہ آگے کی طرف جھک گیا اور اس کی متعفن سانس موریس کے چہرے پر بکھر گئی "کہیں ایسا تو نہیں، بابو کہ تم بعد میں کسی مقررہ شہر میں اس سے جا ملو گے؟ میرا مطلب ہے ہفتے عشرے بلکہ شاید مہینے دو مہینے کے بعد جب سالا ریڈ ربٹ تمہارے راستے سے ہٹ جائے گا؟ بیچارا ریڈ ربٹ۔ غلیظ اور موٹا ریڈ ربٹ۔ کیوں بابو یہی ارادے ہیں تمہارے؟"

موریس مسکرایا۔ غمناک مسکراہٹ۔

"بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔ یعنی۔ میرے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ میبل کہاں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس کی پروا بھی نہیں"

"پروا بھی نہیں!" ریڈ ربٹ چیخا اور اس کے منہ سے ایک ہچکی نکل گئی "ہائے کتنی تکلیفیں برداشت کی ہم نے اس کے باوجود ہمیں کچھ نہ ملا، پھوٹی کوڑی تک نہ ملی اور تم کہتے ہو کہ تمہیں پروا نہیں"

"ہاں سیمی" اس نے آہستہ سے کہا
لیکن دراصل وہ ریڈ ربٹ کی سن نہ رہا تھا بلکہ سوچ رہا تھا کہ انھوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ کہاں کہاں سے نہیں گزرے ۔۔۔ وہ چمکتا ہوا صحرا، جلتے ہوئے ویرانے، تپتے ہوئے پہاڑ، زہریلی دلدلیں، آتش فشاں کے دہانے میں وہ جھیل اور آخر میں یہ میلہ اور انھیں کچھ نہ ملا۔ لیکن یہ حقیقت نہ تھی۔ مورس کو وہ جنرل جکی تھی جس کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔ وہ اپنی بیوی لاؤرا کو بھول چکا تھا۔ ہیروں کے پیکٹوں کے ساتھ ساتھ وہ ڈستا ہوا درد بھی جا چکا تھا اور اب وہ ایک عجیب طرح کا روحانی سکون محسوس کر رہا تھا۔ چند ہفتوں بعد وہ لندن میں ہوگا اور کسی فرم میں کوئی ملازمت حاصل کر چکا ہوگا اور مزید چند ہفتوں بعد دوسری لڑکیاں اس کی زندگی میں آئیں گی یا شاید صرف ایک لڑکی آئے گی اور اس نے مسکرا کر سوچا کہ وہ جب اپنی اس مہم کی داستان "اس لڑکی" کو سنائے گا تو کیا وہ اس پر یقین کرے گی۔ شاید نہیں کیونکہ مورس اپنی صداقت کا کوئی ثبوت نہ پیش کر سکے گا تاہم ہو سکتا ہے کہ اس کی جھلسی ہوئی رنگت اور ماتھے پر زخم کا نشان ثبوت کا کام دے سکے۔
اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے کان کے پیچھے زخم کو چھوا۔ اسے یوں معلوم ہوا جیسے وہ سب خواب تھا، ایسا خواب جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ اس کے باوجود وہ سب حقیقت تھی۔
مورس نے نظریں اٹھائیں۔ ریڈ ربٹ آگے کی طرف جھکا بیٹھا تھا۔ اس نے ایک بار پھر مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اور اس کی آواز میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔

"باپو! دوسرا راستہ بھی تو ہے۔ ہم ان بیابانوں کے راستوں سے اب واقف ہو چکے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ سالا ہیروں کا دریا کہاں بہہ رہا ہے۔" دفعتہً اس کے ہاتھ نے لپک کر موریس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ریڈ ربٹ کا چہرہ پسینے سے چکنا ہو رہا تھا لیکن اس کی ہتھیلی سرد اور خشک تھی "باپو! اس سے پہلے کہ سالا کوئی اور حرامی ہیروں کی دریا کی طرف چل پڑے اگر ہم یہاں سے جلد از جلد نکل کر......."

اور موریس بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ ریڈ ربٹ نے گھبرا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ موریس سر ہلا رہا تھا اور دیوانوں کی طرح ہنس رہا تھا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس نے ریڈ ربٹ کی آواز سنی جو غصے میں چیخ کر پوچھ رہا تھا:۔

"اب اس میں سالی ہنسنے کی کیا بات تھی؟ کہیں تمھارا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

موریس خاموش ہو گیا اور پھر سر ہلا کر بولا:۔

ٹھیک ہے سیمی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں کے ہی دماغ چل گئے ہیں۔ سیمی! ہم دونوں کو اب چھٹی منانی چاہیئے۔"

"تو تم بھی بوریا بستر باندھ رہے ہو باپو؟ ہم دونوں نے اب تک ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے اب تم جدو جہد کئے بغیر ہتھیار ڈال رہے ہو؟"

"جدو جہد کرنے کو اب کچھ رہ نہیں گیا سیمی۔ معاملہ ختم ہوا نہ اب بھول جائیں۔ چند گھنٹوں کے لئے ہی سہی" اور پیو گے؟" اور وہ ویٹر کو بلانے کے لئے گھوم گیا۔

"تم کہتے ہو معاملہ ختم ہوا بابو؟" ریڈ ربٹ نے کہا۔

"ہاں۔ اور ہم مفلس رہ گئے"

ریڈ ربٹ مسکرایا۔ اس نے کسی مداری کی طرح اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سفید لفافہ نکالا، اسے کھولا اور میز پر اوندھا دیا۔ ٹپاٹپ چھے بڑے ہیرے لفافے میں سے ٹپک پڑے۔

"بابو! تم نے وہاں دلدلوں میں جو یہ کہا تھا کہ ممکن ہے ہنیری نے تمام ہیرے چھپا کر صرف تین ہیرے ضرورت کے خیال سے اپنے پاس رکھ لئے ہوں۔ چنانچہ جب سالے ہمیں خزانہ ملا تو مجھے تمھاری یہ بات یاد آگئی اور میں نے چند ہیرے الگ اور اپنے پاس رکھ لئے" وہ اپنی شہادت کی انگلی سے انھیں میز پر لڑھکانے لگا" اور بابو یہ ہیرے ہیں بھی سالے عمدہ۔ ڈینی اپنا کمیشن وضع کرلے گا تو اس کے بعد بھی ہمیں دو تین ہزار ڈالر تو مل جائیں گے"

مورس نے ہیروں کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

"خوش قسمت ہو تم بھی"

ریڈ ربٹ کے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

"کیا مطلب؟"

"دو ہزار ڈالر نہیں۔ تمھیں کچھ نہ کچھ صلا تو مل ہی گیا۔ مفلس تو میں ہی رہ گیا ہوں"

"نہیں بابو۔ تم میرے ساتھ ہو" اس نے تین ہیرے مورس کی طرف ڈھکیل دئے" یہ تمھارا صلہ ہے بابو۔ اور یہ بندوقیں اور ضروری سامان خریدنے کے لئے کافی ہے۔ یقین کرو بابو ہم دریا تک ضرور

پہنچ جائیں گے"

موریس کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور بازار کی طرف دیکھنے لگا۔ سڑک صاف ہو چکی تھی اور دھوپ سڑک پر بکھر گئی تھی۔ موریس نے کہا:۔

"مجھے صرف اتنا روپیہ چاہئے جو مجھے انگلستان تک پہنچانے کے کافی ہو۔ میں سفر بھی ہوائی جہاز سے نہ کروں گا بلکہ بحری راستے جاؤں گا کہ خرچ کم آئے۔ بقیہ رقم تم رکھ لو بیبی"۔

"میں کہہ چکا ہوں بابو کہ ہمارا ساتھ تھا اور رہے گا" ریڈ ربٹ غرایا "موریس! تم میرے ساتھ چل رہے ہو"۔

موریس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بیبی! میں تھک گیا ہوں۔ مجھے ایک طویل تعطیل کی ضرورت ہے۔ ہم دونوں کو ہے"۔

چند لمحوں تک ریڈ ربٹ آپ ہی آپ بڑبڑاتا، بھنبھناتا اور ٹکولا کی چسکیاں لیتا رہا۔ اور جب جام خالی ہو گیا تو اس نے سورج کے سامنے کر دیا اور اسے گھماتا رہا یہاں تک کہ اس کے پیندے میں ایک تنہا قطرہ سورج کی شعاعوں میں موتی کی طرح چمکنے لگا۔

"تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو بابو" آخر کار اس نے کہا "ہم واقعی تھک گئے ہیں چنانچہ پہلے ہمیں آرام کرنا ہے کہ ہماری قوت عود کر آئے چنانچہ چلو چند ہفتوں کی تعطیل ہی منا لیں۔ تم تو یار ان جگہوں سے واقف ہی ہو گے جہاں امیر بیوائیں ساتھی مرد کی تلاش میں رہتی ہیں اور ایک رات کے عوض بہت سارا روپیہ دے ڈالتی ہیں۔ چنانچہ ممکن ہے ہم

یوں بھی ساتھ کچھ روپیہ بنا لیں۔ہاں تو کہاں چلا جائے۔ ہونولولو؟ ہوائی؟"

"نحش مقامات ہیں یہ تو" موریس نے کہا "کسی ٹھنڈے مقام پر چلو۔ مثلاً سویڈن۔ آدھی رات کا سورج دیکھیں گے اور سویڈن کی سڈول جسموں اور ملائم جلد والی لڑکیوں کے ساتھ سوئیں گے"

"بے حد عمدہ خیال ہے۔ میرا تو سالا سر کا درد بھی غائب ہو گیا" وہ اٹھ کھڑا ہوا چیخ کر دلیٹر کو آواز دی "آؤ بابو ہناگرا کمپنی کے دفتر چل کر چند ضروری معلومات حاصل کر لیں۔ ڈینی سالا آج شام تک ہمیں روپیہ دے سکتا ہے"

"جو کچھ ہوا ہو اس کے بعد بھی وہ سودا کرے گا؟"

"کیوں نہیں ہم اسے پچاس فی صدی کمیشن جو دے رہے ہیں" ریڈ رابرٹ نے کہا اور ویٹر کے ہاتھ میں آخری بیس کا نوٹ تھما دی۔

"چار سو ڈالر اور اسٹاک ہوم کے دو ٹکٹ" وہ ہناگرا کمپنی کے دفتر کی طرف جا رہے تھے تو موریس نے کہا

"دو واپسی کے ٹکٹ بابو" ریڈ رابرٹ نے کہا "ہم واپس بھی تو آئینگے بابو۔ جمائی کا میں بھی قیام رہے گا"

موریس نے واپسی کے مسئلے پر بحث کرنا مناسب نہ سمجھا چنانچہ کہا:۔

"اس صورت میں فی کس ہزار ڈالر تو کرائے پر ہی اٹھ جائیں گے۔ اس لئے ہمارے پاس کچھ زیادہ رقم نہ رہ جائے گی اور اگر ہمیں سویڈن کی امیر اور مردوں کی بھوکی بیوائیں نہ ملیں تو کیا ہوگا؟"

ریڈ رابرٹ نے موریس کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا۔

"بابو! ہم روپے کی فکر اس وقت کریں گے جب ہمارے پاس روپیہ نہ ہوگا"

"ٹھیک ہے۔ لیکن تمھارے خیال میں، میں بخیر و خوبی یہاں سے نکل سکوں گا؟ تم جانتے ہیں اب بھی بی۔ موریس ہی ہوں"

"وہ سالے اب تک تمھیں بھول بھی گئے ہوں گے"

وہ دونوں دفتر میں پہنچے اور کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکیوں میں سے سب زیادہ حسین لڑکی کو منتخب کر کے اسی کی طرف چلے۔ لڑکی کے بال سنہرے تھے اور اس کے رخسار پر ایک تل تھا۔

موریس نے ادھر ادھر دیکھا۔ آج دفتر میں پولیس کا ایک آدمی بھی نظر نہ آرہا تھا۔

"کمیشن وضع کرنے سے پہلے ایک سو ہزار ڈالر" وہ بڑبڑایا "میل اگر خوش قسمت ہے تو وہ ستر ہزار تو جھاڑ ہی لے گی"

"اس کا ذکر نہ کرو بابو بلکہ اس کے متعلق سوچو بھی نہیں"

"ایک جوان لڑکی کے لئے یہ خاصی رقم ہے نسیمی" وہ مسکرایا۔

"بابو! رب موسیٰ کے لئے اب چپ رہو۔ تم سالا میرے سر کا درد واپس لارہے ہو"

اور ریڈ ربٹ کاؤنٹر پر اپنی دو کہنیاں ٹیک کر آگے کی طرف جھک گیا۔

وہ اس لڑکی کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا جس کے بال سنہرے تھے اور جس کے گال پر تل تھا۔

ختم شد

منظر الحق علوی کی دوسری کتابیں

کتاب	مصنف	قیمت	کتاب	مصنف	قیمت
آدم خور	ولسن میک آرتھر	6/-	شہر خموشاں	رائیڈر ہیگرڈ	5/-
بھیڑیا	گائی انڈ	7/-	ظل ہما	الگزنڈر روما	15/-
تار عنکبوت	رائیڈر ہیگرڈ	10/-	عالم اسفل	نامعلوم	5/-
تیغ زن کامل	الگزنڈر روما	18/-	عالم گم گشتہ	آرتھر کانن ڈائل	3/50
جوش بحث	سی۔ ایس۔ رسود	7/-	غلاموں کے سوداگر	دانیال بی مانکس	10/-
خوابوں کا شکاری	رائیڈر ہیگرڈ	10/-	فرنگستان	میری ڈیلے	5/-
خونریز	"	8/-	گنج سلیمان	رائیڈر ہیگرڈ	3/50
دختر شب	"	9/-	گرد باد	ڈینس ویٹلی	10/-
ڈراکیولا	برم اسٹوکر	9/-	گردش ایام	رائیڈر ہیگرڈ	6/-
ڈراکیولا کی واپسی	جون کے برکے	5/-	لالۂ صحرا	"	5/-
رات کا کفن	اسٹریکلن	9/-	موج بلا	جی۔ ڈی کمنٹاس	5/-
سونا سمندر	ڈینس ویٹلی	8/-	ندائے روح	رائیڈر ہیگرڈ	9/-
سایۂ شیطان	"	10/-	نیل کی ساحرہ	"	6/50

نسیم انہونوی
کا
وہ مشہور ناول جس نے انھیں شہرت دوام بخش دی۔ مشرقی
اور مغربی تہذیب پر یہ ناول حرف آخر سمجھا جا سکتا ہے
بے حد دلچسپ بے حد سبق آموز
نسیم بک ڈپو لاٹوش روڈ لکھنؤ